بلیک مرر ہیو آئیز (سیزن ۲)

BLACK MIRROR HAVE EYES

(SEASON 2)

بقلم واجبہ فاطمہ

exponovels

نوٹ۔ یہ ایک ایسا ناول ہے جس کا حقیقی دنیا سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں۔ تبھی ایک فینٹسی fairytale ہے۔ یہ ناول میرے ان لاڈلے ریڈرز کے لئے جو اپنی تمام تر ٹینشنز اور ڈپریشنز بھلانے کے لئے میرے ناولز ریڈ کرتے ہیں۔ اور تصوراتی دنیا میں کھو جانا چاہتے ہیں۔

گہری رات کا سناٹا چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ ہاں مگر چودھویں کے چاند نے اپنی دودھیا روشنی چہار سو پھیلا کر ایک عجیب اطمینان بھری ٹھنڈک اور روشنی ہر سو پھیلا رکھی تھی۔ ایسے میں ملائیشیا کے اکیس آئی لینڈز میں سے ایک جنت نظیر lankayanisland کی بیچ پر ایک بیہوش شخص جو اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا۔ اسے ہوش آیا تو وہ جلدی سے اٹھ بیٹھا۔ سنگاپور کے رائل خاندان کا اکلوتا چشم وچراغ ازلان سلطان جو ایڈونچر اور تھرل کے چکر میں اپنے دوستوں سے الگ ہو گیا تھا اور ایک چھوٹی سی بوٹ کے زریعے سمندروں کی منہ

exponovels

زور طوفانی لہروں میں بہہ کر حادثاتی طور پر یہاں پہنچ چکا تھا اب ہوش میں آتے ہی وہ بے حد گھبرایا تھا۔

ٹانگ کسی پتھر سے ٹکرانے سے زخمی ہو چکی تھی۔ اور اسے بے حد تکلیف ہو رہی تھی۔ وہ خود کو بمشکل گھسیٹ کر پانی سے کچھ دور لایا تھا اور اتنے میں ہی اس گھبرو خوبصورت جوان کی جان ہلکان ہو چکی تھی۔ اس نے پھر گیلی ریت پر سر گرا کر آنکھیں موندیں تھیں۔ اور گہرے گہرے سانس بھرے۔

رائل خاندان کے چشم و چراغ ہونے کے باوجود اگر اسے یہاں کچھ ہو بھی جاتا تو اس کی لاش تک نا ملتی اس کے گھر والوں کو۔ ایک بگڑا رئیس زادہ جسے دنیا کی ہر سہولت اور عیش و عشرت میسر تھی۔ اس کی اتنی دردناک موت۔ اور یہ سوچ سوچتے اس کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔ یوں نہیں تھا کہ وہ کوئی بزدل شخص تھا۔ ہاں مگر اب جو صورتحال اس کے ساتھ بن گئی تھی وہ کسی تیس مار خاں کے ساتھ بھی بنتی تو وہ بھی اس وقت چیخ چلا رہا ہوتا۔

مما،،،،، وہ کراہا۔

زخموں کی تاب نا لاتے وہ پھر نیم غنودگی میں جانے لگا تھا۔ جب کانوں میں ایک میٹھی نسوانی آواز سنائی دی۔

آپ ٹھیک ہیں، کچھ نہیں ہوگا آپ کو،، ٹھیک ہو جائیں گے آپ،،

exponovels

اس نے زرا کی زرا آنکھیں کھولیں تھیں۔ اور جو منظر سامنے تھا۔ وہ اس قدر غیر متوقع اور ناقابلِ یقین تھا کہ ازلان سلطان کو لگا آج واقعی اس کا آخری وقت تھا کہ ویرانے کی کوئی چڑیل اس قدر بے تحاشا خوبصورت روپ لیے اس کے سر کے قریب اکڑوں حالت میں جھکی بیٹھی ہے۔

دد،،، دور،،،، ازلان سلطان کے لب پھڑپھڑائے۔ اور وہ ہوش وخرد سے بیگانہ ہو گیا۔

کون ہو تم؟ آخر بتاتی کیوں نہیں؟ ازلان نے ہزار مرتبہ کا پوچھا گیا سوال اس سے دوبارہ پوچھا۔ ایک ہفتہ ہو چلا تھا۔ اس لڑکی کو اس کی دیکھ بھال کرتے۔ اب تو اس کی ٹانگ بھی کچھ بہتر تھی۔

جب وہ بیہوش ہوا تھا اس کے بعد اسے کچھ خبر نہیں تھی۔ مگر جب آنکھ کھلی تو شدید حیرت سے آنکھیں پھیل گئیں کیونکہ وہ لکڑی کے بنے ہوئے ایک چھوٹے سے ہٹ میں تھا۔ وہ تو اکیلی تھی۔ ازلان نے ہزار مرتبہ پوچھا کہ کیا تمھارے گھر والے بھی ادھر رہتے ہیں اس نے جواب نہیں دیا۔ نا وہ زیادہ بولتی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ان کہی داستانیں تھیں۔ وہ بس ازلان کا چہرہ دیکھتی رہتی۔

exponovels

اگر وہ پہلے دن اس کے اوپر جھکی ہوئی نا بولتی تو وہ تو اسے گونگی ہی تصور کر لیتا۔ مگر اب نہیں۔

اور ازلان کو یہ بھی معلوم تھا کہ وہ خود تو اس کو وہاں لانے سے رہی کہاں وہ کسرتی جسم کا مالک گبرو جوان اور کہاں وہ بہت نازک سی جان۔ تو یہ سب کیسے ہوا۔ دل میں ہزاروں سوال تھے۔ کہ وہ کون تھی؟ اکیلی یہاں کیا کر رہی تھی آخر؟ اس کے گھر والے کہاں تھے؟ وہ یہاں تک کیسے پہنچی؟ چڑیل بھی نہیں تھی۔ پاؤں بھی سیدھے تھے۔ اور ایک مرتبہ ازلان کے سامنے اسے بری طرح چوٹ بھی لگی تھی۔ اس کا لباس بھی عام نہیں تھا۔ عجیب کسی ست رنگی چمکتی پھسلن زدہ سی چیز کی شرٹ تھی۔ اور اسی چیز کی میکسی۔

اس آنکھوں میں اتنی الجھن دیکھ کر ایلا مسکرا دیتی تھی۔

اب بھی وہ اس کا سوال نظر انداز کر گئی۔ اور پتھر کے اوپر ایک جڑی بوٹی کا لیپ پسینے لگی۔ مگر ازلان کی برداشت اب جواب دے چکی تھی اس کی ڈھٹائی پر،، تبھی بھنا کر بستر سے اٹھ کر اس کی جانب آیا تھا۔

اسے بازوؤں سے دبوچ کر ہٹ کی دیوار سے لگایا تھا۔ وہ جو اس سب کے لئے تیار نہیں تھی بوکھلا گئی۔ مگر آنکھوں میں خوف کی بجائے سنجیدگی تھی۔

exponovels

تم آخر بتاتی کیوں نہیں ہو کہ کون ہو،، ؟ گھر والے کہاں ہے تمہارے ؟ مجھے جانتی بھی ہو کون ہوں میں،، یہاں میرے ساتھ اکیلی پڑی ہو، اگر میں نے کچھ کر دیا تمہارے ساتھ تو، ؟ ازلان نے غصے سے اپنی پکڑ سخت ترین کرتے اسے سچ اگلوانے کے لئے ڈرایا۔ مگر وہ تو مسکرا دی تھی۔

نہیں کر پاؤ گے کچھ بھی،، وہ اطمینان سے بولی۔ اور پہلی مرتبہ اتنا طویل جملہ بولا۔

واٹ،، ؟ ازلان کو صدمہ ہی تو لگا۔

اگر میں تم جیسے بھاری بھر کم وہیل جیسے شخص کو یہاں لا سکتی ہوں تو اپنی حفاظت بھی اچھے سے کر سکتی ہوں،، وہ پھر سکون سے بولی۔

تم جانتی نہیں ہو مجھے، کتنا بڑا عیاش آدمی ہوں میں منٹوں میں تمھیں مسل ڈالوں گا،،، غصے سے پاگل ہوتے ازلان نے اس کا نازک جبڑا ہاتھ میں دبوچا۔ اور جو منہ میں آیا بک ڈالا۔

) مگر نہیں جانتا تھا وہ جو سامنے ہے وہ اتنی پر اسرار طاقتوں کی مالک ہے کہ اس کی پچھلی تمام زندگی کا کچھ چھٹہ اپنی آنکھوں کے سامنے کھول چکی تھی (

اچھا کوشش کر کے دیکھ لو،، ایلا نے سکون سے کہا۔ اب تو ازلان غصے سے عقل و ہوش کھو بیٹھا تھا تبھی اسے اس بستر پر پٹخا جس پر سے ابھی خود اٹھا تھا۔ اور اس کی جانب بڑھا۔ وہ مسکرائی۔ ازلان نے اس کے بازو دبوچے۔

مگروہ توکسی چکنی مچھلی کی طرح اس کے ہاتھ سے پھسل گئی۔ ازلان کی ٹانگ میں درد ہوا تھا وہ واپس نڈھال سا اسی بستر پر چھت کی جانب منہ کرکے ڈھے گیا جس پر اب وہ اٹھ کر بیٹھی تھی۔

سنو مت تھکاؤ خود کو،، میں وہ ہوں جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے، میں بتاؤں بھی تو تم یقین نہیں کرو گے،، اسی لیئے جانے دو اس بات کو،، جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ اور اپنی دنیا میں واپس لوٹ جاؤ، تمھیں ایک بوٹ دے دی جائے گی، اور سمت بتا دی جائے گی، تم پہنچ جاؤ گے اپنی منزل پر،،

یہ کہتے ہوئے اس کی بڑی بڑی نگاہوں کے سرخ ڈوروں میں ایک اداسی اور نمی سی اتری تھی۔

تم کیوں کر رہی ہو میرے لیئے یہ سب،، ازلان نے اس کی سرخ آنکھوں میں ہلکورے لیتی نمی میں ڈوبتے پوچھا تھا۔

یہ تو مجھے بھی نہیں پتہ،، وہ اس کی جانب سے رخ موڑ گئی تھی۔

مگر مجھے پتہ ہے،، ازلان نے بہت اچانک اسے کھینچ کر اپنے سینے پر گرایا تھا۔ اس کی کمر کے گرد سختی سے بازو حمائل کیے مبادا وہ دوبارہ کہیں اس کی گرفت سی چکنے گھڑے کی طرح پھسل نا جائے۔

مجھ سے محبت کرتی ہو تم ،، اور اب تو میں بھی مرتے دم تک تمھارا پیچھا نہیں چھوڑنے والا ،، تو شرافت سے مجھے بتا دو کون ہو تم ، بڑا ضدی ہوں ، حقیقت جانے بغیر ایک انچ بھی نہیں ہلا پاؤ گی مجھے یہاں سے ، نا میں اب یہاں سے جاؤں گا ،، اگر گیا تو تم ساتھ جاؤ گی میرے ،، میری بن کر ، پوری طرح ،،

بہکا سا لہجہ تھا ۔ بہت جلد وہ اپنے دل کی کیفیات کو سمجھتا نتیجے پر پہنچا تھا ۔ مگر سامنے والی کی آنکھوں کے سرخ ڈوروں میں شدت اور مسلسل اضافہ ہی ہو رہا تھا ۔

ایسا نہیں ہو سکتا ،، میں کہیں نہیں جا سکتی ، تم جاؤ یہاں سے آج ہی ،، وہ کربناک لہجے میں بولی تھی ۔ ہاں مگر اس بات کی نفی نہیں کی تھی کہ وہ اس سے محبت نہیں کرتی ہے ۔ اور ازلان یہی سوچ کر گہرا مسکرایا تھا ۔ تبھی بڑے حق سے اس کی نم آنکھوں پر محبت کی مہر ثبت کی تھی ۔ پورے چہرے پر محبت کے پھول بکھیرے ۔

میرا نام ازلان سلطان ہے اور تمھارا ، ؟

میرا نام کو ،، میرا مطلب ہے ایلیا ہے ،، اور مجھے پیار سے ایلا کہتے ہیں ،، اور تم میری حقیقت نہیں ،،،

میں جاننا چاہتا ہوں ابھی اور اسی وقت ،، ازلان نے اس کی بات کاٹی تھی ۔ اب تو وہ چڑیل بھی ہوتی تو وہ الٹا اس سے چمٹ جاتا کجا کہ وہ اسے واپس لوٹنے کی بات کر رہی تھی ۔

exponovels

وہ اسے ہاتھ تھام کر آہستگی سے چلتے بیچ پر سمندر کی شورش زدہ لہروں تک لائی تھی۔ ایک بڑے پتھر پر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر پانی میں ہاتھ مارے۔ پتھر کے نیچے پانی بہت زیادہ گہرا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ایک بڑی سیپ تھی اور دوسرے میں سمندری گہری سبز گھاس۔

یہ لو یہ کھاؤ،، ایلا نے سیپ کھول کر اس کے سامنے کی۔ ایک لجلجی سی ہلتی چیز اس کی آنکھوں کے سامنے آئی۔ ازلان نے متلی والا منہ بنایا۔

ہییے،، یہ تو مسلز ہیں، اووووووووئخ،،، ہمارے مذہب میں یہ سب گند مند نہیں کھاتے ہم لوگ،، ازلان نے برے برے منہ بنائے تو ایلا ہنس دی۔

ٹھیک ہے پھر یہ کھاؤ،، سمندری گھاس اس کے آگے کی۔

واٹ،، ازلان چلایا۔ تمھیں کیا میں دریائی گھوڑا لگتا ہوں جو یہ گندی بدبودار گھس کھاؤں گا،، چھییییییییی،،،،،،،،، وہ گندے گندے منہ بنا رہا تھا۔ جب بہت اچانک ایلا نے اس کے منہ میں وہ گھاس ٹھونسی اور اسے لے کر سمندر کی گہرائی میں کود گئی۔

وہ سمندر کی گہرائی میں اترے تو ازلان کو دو چیزوں سے شدید حیرت کے جھٹکے لگے۔ ایک تو وہ پانی میں سانس لے پا رہا تھا دوسرا ایک حیرت انگیز نظارا تھا اس کے سامنے۔

سمندر میں ایک تیز روشنی کا جھماکا سا ہوا تھا۔

exponovels

اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ ایک بے حد حسین و نازک جل پری میں بدل گئی۔

ایلا مایوسی سے اور بغور اس کے تاثرات دیکھ کر جانچ رہی تھی۔ جواب حیرت زدہ رہنے کے بعد گہرا مسکرا رہا تھا۔ وہ تیرتا اس کے قریب تر آیا تھا۔ اس کے ہاتھ اپنے کندھوں پر رکھے۔ اور کمر کو نرمی سے تھاما۔ وہ جانتا تھا اگر وہ پانی میں اس وقت سانس لے پا رہا ہے تو بول بھی پائے گا۔۔

اووووو،،، اس کا مطلب مجھے ایک جل پری سے محبت ہو گئی ہے،، ویری کول،،، تمھیں یہ سب آسان لگ رہا ہے،، ایلا نے اداسی سے کہا۔

بہت آسان،، تم جو بھی ہو جیسی بھی ہو، مجھے ہر حال میں قبول ہو، اور یہی تو ہوتی ہے محبت، اور میں جانتا ہوں، مجھے بھی دیکھتے ہی تمھیں ایک آدم زاد سے محبت ہو گئی، یہ تمھارے لیے کافی مشکل ہے، مگر اب ہم ایک ہو کر رہے گے، میں تمھارے بغیر نہیں جی سکتا بلکل بھی ایلا،، ازلان نے اس کے ماتھے کو اپنے لبوں سے چھوا تھا۔

اور ایک محبت کی انوکھی ترین داستان کا آغاز ہوا تھا۔

ازلان اسے سنگاپورا اپنے گھر لایا تھا یہ بول کر کے وہ ملائشیا رہتی ہے۔ انسانی رسموں رواج کے مطابق ان دونوں کی شادی ہوئی تھی۔ پھر ازلان نے اپنی زندگی کا زیادہ تر وقت lankayanisland پر ہی گزارا تھا۔

exponovels

ڈریگن لینڈ کے کنگ راج اور کوئین وشہ دونوں اپنی پرنسز کو اٹھائے مرر کے سامنے سر جھکائے کھڑے تھے۔

گرینڈ فادر یہ پرنسز،، راج نے وہ گل گوتھنا سا وجود ان کے سامنے کیا۔ پرنسز اب جاگ رہی تھی۔ سنہری بال سنہری بڑی آنکھیں۔ گرینڈ فادر نے حسرت سے اس پری کو دیکھا۔

بلیک وچ کا کیا بنا کنگ راج،،

گرینڈ فادر میں نے اسے بہت ڈھونڈا،، مگر وہ نہیں ملی مجھے لگتا ہے طاقتیں جانے کے بعد وہ مر کھپ گئی ہوگی،،

گرینڈ فادر غور سے اس کی بات سن رہے تھے۔

مگر راج اور وشہ کے چہروں پر آج عجیب سی کشمکش اور فکروں کے سایے تھے۔

کیا بات ہے کنگ پریشان کیوں ہو،، کوئین بھی الجھی ہوئی ہے،،

گرینڈ فادر ہم اس لئے الجھے ہوئے ہیں کہ ہمارے ہاں پرنسز پیدا ہوئی ہے تو اس کا پرنس کون ہوگا، ڈریگن لینڈ کا مستقبل کیا ہوگا،، کون ہوگا اس کا اگلا تخت نشین،، پرنسز بھی تب ہی اس تخت کی جانشین بن سکتی ہے، جب اس کا جوڑا مکمل ہو، ہمارے لوگوں کے اگلے کنگ اور کوئین کون ہوں گے،،

exponovels

تمھیں سن کر حیرت ہوگی کنگ ،، مگر یہ جان لو کہ ڈریگن لینڈ کا اگلا تخت نشین ایک آدم زاد ہوگا ،، کیونکہ ڈریگن لینڈ کے لئے قدرت نے آگے کچھ اور ہی سوچ رکھا ہے ،،

گرینڈ فادر کی بات سن کر راج اور روشہ بری طرح چونکے ۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں گرینڈ فادر ،، ؟

سچ کہہ رہا ہوں کنگ راج ،، مگر اس میں ایک خاص بات یہ ہوگی کہ اس کا باپ تو ایک انسان ہوگا مگر وہ ایک جل پری زاد ہوگا ،، سمندر کا بے تاج بادشاہ ،، پراسرار طاقتوں کا مالک ۔

مون آف لیونر نائٹ میں پیدا ہوا آدم زاد ،، اس کے سینے پر جل پری زاد کا ٹیٹو ہوگا ،، پرنسز اور ڈریگن لینڈ کے لئے بے فکر ہو جاؤ راج ،، بس پرنسز کی ابھی فکر کرو ، اپنی جان سے بڑھ کر اس کی حفاظت کرو ، کیونکہ مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا ، آنے والے وقت میں کیا ہونے والا ہے ، کسی انہونی کہ ہونے کی آہٹ سنائی دیتی ہے مجھے ہر وقت ،،

گرینڈ فادر کے چہرے پر فکروں کے سائے تھے ۔

گرینڈ فادر کی پہلی بات سن کر راج اور روشہ پر سکون ہو گئے ،، مگر ان کے خدشے اور دھڑکے سن کر دونوں فکرمند ہوئے ۔

ٹھیک ہے گرینڈ فادر ،، ہم بہت خوش ہیں اپنی پرنسز کے لیے ۔

مرر میں سے ہیولا غائب ہوگیا ۔

وہ دونوں قدم قدم چلتے پہلی مرتبہ پرنسز کو لے کر عوام کے سامنے شاہی دربار میں آئے۔۔

اوراب تخت پر بیٹھے تھے۔ وشہ کی گود میں اس کی ننھی پری تھی۔۔

تبھی اس کو وہی بوڑھا نظر آیا جس نے اسے پرنسز کی پیدائش کی دعا دی تھی۔۔

وہ بوڑھا نگاہیں جھکائے کوئین کے پاس آیا۔۔

بابا تمھاری دعا پوری ہو گئی دیکھو پرنسز ہی آئی ہے۔۔ وشہ نے مسکرا کر کہا۔۔

جبکہ وہ بوڑھا کوئین کی گود میں بس اس بے تحاشا خوبصورت ننھی سی جان کو دیکھے جا رہا تھا۔

جو ماں کے دو پٹے کو ہاتھ میں لئے ہوئے تھی۔۔

سلامت رہے ہماری پرنسز ہمیشہ،،، اس نے ہماری پر زور دیا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

جشن کا سا سماں تھا۔۔ لوگ ناچ گا رہے تھے۔۔

دعوت عام کا اہتمام تھا۔۔

منظر بہت مکمل اور بھرپور تھا۔۔

تخت پر بیٹھے کنگ اور کوئین گود میں اپنی پرنسز کو لئے بے تحاشا خوش تھے۔ اوران کے سامنے ان کے خوشحال اور جشن مناتے لوگ۔۔

راج نے جھک کر عقیدت سے اپنی کوئین کے ماتھے پر لب رکھے۔ کوئین نے سکون سے اس کہ کندھے پر اپنا سر ٹکا دیا۔۔ پرنسز آدھی کنگ اور آدھی کوئین کی گود میں تھی۔۔ جو کھیلتی کھیلتی گہری پرسکون نیند میں چلی گئی۔۔

آپ کے کنگ راج نے پرنسز کے لئے جو نام منتخب کیا ہے وہ ہے مایا وشہ،، راج نے اعلان کیا تو سارے لوگوں نے دعائیں دے کر پرنسز کے سلامت رہنے کی دعائیں دیں۔

وشہ نے مسکرا کر راج کو دیکھا جانتی تھی۔ اس کے کنگ کو اس سے اس قدر محبت ہے کہ اپنی بیٹی کا نام بھی اس نے اسی سے منسوب کیا ہے۔

لوگوں کی بھیڑ میں کھڑا وہ بوڑھا شخص زیرِلب بڑبڑایا۔

مایا وش،،،،،

جشن اختتام پذیر ہوا تو راج اور وشہ اپنی خواب گاہ میں چلے آئے تھے۔ وشہ نے پرنسز کو پریوں کی بنائی گئی پھولوں کی کاٹ میں لٹایا۔

راج کسی بہت گہری سوچ میں ڈوبا تھا۔ وشہ پرنسز کو لٹا کر راج کے قریب آئی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

کیا ہوا راج آپ کس گہری سوچ میں ہیں،، وشہ نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔

وشہ، تم جانتی ہو انسانی دنیا میں جب میں تمھیں ڈھونڈتے ڈھونڈتے نگر نگر کی خاک چھان رہا تھا تو ایک دن میری ملاقات ایک جل پری سے ہوئی تھی، اس کا نام ایلا تھا، اور وہ اوشن کے تخت کی اگلی جانشین تھی، پھر ہماری دوستی ہو گئی، اس کی شادی اوشن کے پرنس سے ہونے والی تھی مگر اس کی زندگی میں ایک آدم زاد چلا آیا ہو گا اور اب مجھے لگتا ہے کہ ہماری پرنسز کا مستقبل کوئین ایلا سے ہی جڑا ہے تو پرنسز کے فیوچر کو محفوظ بنانے کے لیئے مجھے اپنی دوست مرمیڈ کوئین ایلا سے ملنا چاہیے،، تاکہ اگر اس کے ہاں پرنس کی پیدائش ہوئی ہو تو ہم ڈریگن لینڈ کی رسموں کے مطابق ان کی شادی کر کے ان کی پاورز اور روحیں ایک دوسرے سے جوڑ دیں،،

کیا واقعی راج آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا،، اور اب بتا ہی رہے ہیں تو تفصیل سے بتائیں پلیز،،

ہممم یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں اٹھارا کا ہوا اور تمھاری تلاش شروع کی، میں اس سے ملا تھا، وہ کچھ پریشان تھی،، اور مجھ سے کچھ مدد چاہتی تھی مگر میں جب واشنگٹن سے نیو یارک گیا تو اسے بھول ہی گیا، مگر اب ہم صبح ہی اس سے ملنے چلیں گے،،

وہ کہاں ہے راج،، وشہ کو تجسس ہوا تھا۔ آخر اوشن کوئین ایلا سے ان کی پرنسز کا فیوچر جو جڑا تھا۔

پوری کائنات میں اوشن تو ایک ہی ہے میری پاگل کوئین اور وہ صرف زمین پر ہے تو ہمیں زمین پر ہی جانا پڑے گا ناں،، راج نے لاڈ سے وشہ کی چھوٹی سی ناک دباتے کہا تھا۔

"ٹھیک ہے راج ہم ضرور جائیں گے اور اسی بہانے ڈیڈ، جمی بھائی اور مما سے بھی مل لیں گے۔

اس ماریہ کا نام تو مت ہی لو کوئین،، اور فی الحال اپنے کنگ پر توجہ دو، کیوں نا ایک مرتبہ پھر کوشش کی جائے،، راج نے برا سا منہ بناتے اینڈ میں شرارت سے کہا۔

کس چیز کی کوشش راج،، وہ متجسس تھی۔ مگر نہیں جانتی تھی راج کی اگلی بات سن کر چھپنے کی جگہ ڈھونڈھے گی۔

ڈریگن لینڈ کے پرنس کو اس دنیا میں لانے کی کوشش،، مایا وشہ کو اس کا بھائی دینے کی کوشش،،، راج نے سنجیدگی سے کہتے اس کو اپنی بانہوں کو حصار میں لیا۔ وشہ جو کہ غور سے اس کی بات سن رہی تھی اس کی شرارت سمجھ کر اپنے کنگ کے سینے پر جھلا کر مکے برسائے۔ وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا اور اس کے گرد بانہوں کا گھیرا مزید تنگ کیا۔۔

اے کاش ان کی یہ خوشیاں یونہی برقرار رہیں۔

وہ دو منحوس بھیانک کالے سائے شیطان لوسیفر کو خوش کر کے اس سے اپنی طاقتیں دوگنی کرواکراس خوبصورت سی دنیا فیری ٹوپیا میں اچانک داخل ہوئے تھے۔ جہاں بس پری اور پری زاد کا ایک جہان آباد تھا۔

جہاں جنت نظیر نظارے تھے۔ ہر طرف پر سکون بہتے جھرنے، اڑتی تتلیاں، رنگ برنگے بادلوں سے اٹھکیلیاں کرتی پریاں تھیں جو پھولوں سے نکل نکل کر ہر سو پھیل کر رنگ بکھیر رہیں تھیں۔

جہاں پہلے ایسے نظارے تھے وہاں اب کنگ راج اور کوئین وشہ نے آکر ہر طرف تباہی پھیلا تھی۔ راج ڈریگن بنا منہ سے آگ اگل کر ہر چیز جگہ اور پری جلا کر خاکستر کر رہا تھا۔ وہاں توسب تھی ہ ء پریاں اور پری زاد جو جل جل کر راکھ بنتے گر رہے تھے۔ اور وشہ تیزی سے آگے بڑھتی اپنی جادوئی چیخ سے ہر چیز بھسم کرتی راکھ کا ڈھیر بنا رہی تھی۔

شاہی محل میں بھگدڑ مچ چکی تھی۔ کنگ اور کوئین جانتے تھے وہ ڈریگن کنگ راج اور کوئین وشہ کا مقابلہ نہیں کر سکے گے۔ وہ توان کے اتنے اچھے دوست تھے تو اب کیا ہوا تھا کہ انھوںنے فیری ٹوپیا پر حملہ کردیا تھا۔ یقینا وہ فیری ٹوپیا پر بھی قبضہ کر کے یہاں بھی حکومت کرنا چاہتے تھے۔ مگراس کے لئے ان کی معصوم رعایا کو قتل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہر چیز جلا کر خاکستر کر دینے کی کیا ضرورت تھی۔

exponovels

دور کھڑا سب سے چھوٹا پرنس ویام اپنے ماں باپ بہن بھائیوں کو روتا دیکھ رہا تھا۔ ہر طرح دھواں اور چیخ وپکار تھی۔ ایک ڈریگن اب محل کے اوپر اڑ رہا تھا۔ اور وشہ محل میں داخل ہو چکی تھی۔

کنگ راج بھی اب اپنے انسانی روپ میں محل میں اتر کر وشہ کے ہمقدم ہوا تھا۔

پرنس ویام کو اس کے باپ نے اپنا پورا جادو لگا کر طلسمی چادر اوڑھا کر سب کی نگاہوں سے اوجھل کر دیا تھا۔

صرف اسے ہی کیوں؟ اس کے بہن بھائی میں سے کسی کو کیوں نہیں؟ یہ تو وہ ننھا سا بچہ بلکل بھی نہیں سمجھ پایا تھا۔

مگر اب پرنس ویام نے اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کو پھوٹ پھوٹ کر کنگ راج اور کوئین وشہ کے قدموں میں گرتے دیکھا تھا۔ پرنس ویام کے دل میں غم و غصے اور نفرت کا ایک طوفان سا اٹھا تھا۔ مگر صد افسوس وہ اتنا چھوٹا تھا کہ کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا۔

رحم کریں ہم پر، کنگ راج،، کوئین وشہ ہماری معصوم رعایا پر،، کیوں کر رہے ہو، اپ لوگ یا سا، آخر کیا گستاخی ہوئی ہم سے،، کوئین کاشیہ نے وشہ کے سامنے جھکتے کہا تھا جس کے لبوں پر استہزیہ سی مسکراہٹ تھی۔

ہمیں کچھ نہیں چاہیے بس تم لوگوں کی یہ ننھی منی جانوں کے علاوہ،، یہ بول کروشہ نے ہاتھ بلند کیا تھا۔ ایک کوندا سا لپکا تھا اور کوئین کاشیہ کے پر جل کر راکھ ہوئے تھے۔ وہ جھٹکے سے محل کے مخملیں فرش پر گری تھی اور پھر اٹھ نہیں پائی۔

اپنی ماں کی اتنی دردناک موت پر ویام کے بہن بھائیوں کی دلخراش چیخیں فضا میں بلند ہوئیں تو ویام کا پورا وجود لرز گیا تھا۔ کیونکہ وہ اپنی آنکھوں کے سامنے یہ دردناک منظر دیکھ رہا تھا۔

پھر ایک ایک کر اس کی نگاہوں کے سامنے اس کے باپ اور بہن بھائیوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ وہ چیختا چلاتا بیہوش ہو چکا تھا۔

کنگ راج اور کوئین وشہ بھیانک اور مکروہ قہقہے لگاتے وہاں کی ہر چیز تہس نہس کر کے وہاں سے واپس لوٹ گئے تھے۔

Butthat'snottheendofthestoryitwasthe beginning,,,,,,,,,,

ازلان سلطان اپنی پرسنل بوٹ میں اسی ہٹ پر جا رہا تھا۔ جسے اب اس نے خرید کر مزید بڑا اور خوبصورت بنا دیا تھا۔ اور اسے نام دیا تھا ایلیا ہٹ کا۔۔ پانچ سال سے زندگی بہت بہت ہی حسین ہو گئی تھی جب سے وہ اس کی زندگی میں داخل آئی تھی۔ اور اسے کے چند ماہ

exponovels

بعد ہی اللہ تعالیٰ نے اسے دو جڑواں بیٹوں سے نوازا تھا۔ اب تو وہ پانچ سال کے ہونے والے تھے۔ ازلان سلطان نے اس بات کو نظر انداز ہی کیا تھا کہ اس کی فیملی زیادہ تر دنیا کی نظر میں آئے۔۔ اس نے انھیں زمانے سے اوجھل اسی island پہ رکھا تھا۔

وہ island سے بزنس کے سلسلے میں سنگاپور گیا تھا جب اسے ایلا کا ایمرجنسی میسج موصول ہوا تھا اس نے اسے بلایا تھا۔ وہ بہت گھبرائی ہوئی سی لگ رہی تھی۔ اور ازلان مسلسل پریشان تھا اب تو ایلا سے دوبارہ رابطہ تک نہیں ہو پا رہا تھا۔

یہ رات بہت پراسرار تھی۔ وہ islandlankayan کے قریب پہنچا تو دیکھا سمندر میں بے تحاشا طغیانی تھی۔ سمندری طوفان جیسے ہر چیز تہس نہس کرنے کہ درپہ تھا۔ اوپر سے آسمان سے بھی طوفان بارش کی صورت برس رہا تھا۔ ازلان بہت گھبرایا۔ بمشکل بوٹ کو قابو کر کے اسے بیچ تک لایا۔

تیز طوفانی بارش میں وہ بمشکل ہٹ تک پہنچا تھا۔ ہٹ تک پہنچا تو بے تحاشا گھبرایا۔ کیونکہ ایلا کی چند وفادار ساتھی جل پریاں ہٹ سے باہر پہرا دے رہی تھیں۔ اس کو سامنے سے آتا دیکھ راستہ دے دیا۔ وہ بھاگم بھاگ اندر آیا تھا مگر اندر کا دل سوز نظارا دیکھ ازلان سلطان کی جان لبوں پر آئی تھی۔

سامنے اس کی زندگی جینے کی وجہ زخموں سے چور بستر پر نیم جان لیٹی بمشکل سانس لے رہی تھی ۔ اور پاس ہی جل پریوں کی گود میں اس کے شہزادے بری طرح رو رہے تھے ۔

ازلان ایلا کی جانب لپکا ۔ اس کے سرہانے بیٹھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا ۔ اس وفا کے پیکر کے نرم لمس کے احساس سے وہ لرزا ٹھی تھی ۔

ایلا میری جان،، یہ کیا ہو گیا،؟

اس نے بمشکل اپنی آنکھیں نیم وا کر کے اس آدم زاد کو دیکھا جس نے اس سے وفا نبھا کر دکھائی تھی ۔ وہ بہت کچھ کہنا چاہتی تھی ۔ سو اکھڑتی سانسوں کے بیچ بولتی چلی گئی ۔

ازلان مم،،،، میرے پاس وقت نہیں،، اب میری آخری امید آپ ہی ہیں اس وقت،،،،،،،،اوشن کی سلطنت میں بغاوت ہوئی ہے،،،،،،،،،،،اور اس کی زمہ دار میری سگی بہن ہے،،،،،،،،،،اس نے مجھے ایک انسان سے محبت کرنے کے جرم میں ،،،،،،،،میری رعایا کو میرے خلاف بھڑکا دیا،،،،،،،،مگر جب مجھے معلوم ہوا تو بہت دیر ہو چکی تھی ازلان،،،،،،،ہمارے پاس وقت نہیں،،،،،،،آپ کو یہاں سے جانا ہو گا،،،،،مجھے اپنی جان کی پرواہ نہیں،،،،،،ابھی سب سے پہلے اوشن کے تخت کے اگلے جانشینوں کی حفاظت سب سے ضروری ہے،،،،،،،،،،،نہیں تو اوشن تباہ ہو جائے گا،،،،،،،،،،وہ کچھ بھی باقی نہیں چھوڑے گی،،،،،،ازلان

اور تمھیں ایسے کیوں لگتا ہے ایلا کہ میں تمھیں یہیں چھوڑ کر بزدلوں کی طرح چلا جاؤں گا،
ازلان نے اس کی بات بیچ میں ہی اچکی۔ "تمھاری حفاظت نہیں کروں گا، تمھارے لیے
لڑوں گا نہیں، سوچ ہے تمھاری، میں کہیں نہیں جا رہا ایلا،
ازلان بے بسی کی انتہا پہ کھڑا دھاڑا تھا۔
آپ سسس،،، سمجھ نہیں رہے،، ازز،،،،،، ازلان،،، میں کہیں نہیں جا سکتی،،،،،،،
مجھ پر جادو ہوا ہے،، گئی تو مر جاؤں گی،،،،،،، میں اس کی قید میں ہوں،، پابند ہوں،، پر
ہمارے پرنس نہیں،،،، اور آپ ایک انسان ہیں،،،،،،، اس کی کالی جادوئی طاقتوں
سے مقابلہ نہیں کر پائیں گے،،،،، آپ کو میری اور ان کی قسم ازلان جائیے یہاں
سے،،،،، آپ کو ہمارے شہزادوں کی خاطر یہ قدم اٹھانا ہوگا،، میں آپ کے آگے ہاتھ
جوڑتی ہوں،،،، ازلان،،، آپ کو میری اور ہمارے شہزادوں کی قسم،،،،
ایلا تڑپتی سسکتی اس کے آگے ہاتھ جوڑ گئی تھی۔ ازلان کی آنکھوں سے آنسو گر کر ایلا کے
حسین ترین مگر مرجھائے چہرے پر گر رہے تھے۔
آگے بڑھ کر اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا تھا۔ بے تحاشا تڑپ کر ماتھے پر لب
رکھے۔ پھر اس کی نم پلکیں چومیں تھیں۔ پھر گالوں پر بوسے دئیے۔ دل تھا کہ کب بھرا تھا نا

کبھی بھر سکتا تھا۔ اس جل پری کی محبت سے بھرا پڑا تھا ازلان سلطان کا جام،، کے اب کسی چیز کی زرا بھی گنجائش باقی نہیں تھی اس کی زندگی میں۔

میں تمھیں جیتے جی مجھے خود سے اس طرح دور کرنے پر کبھی معاف نہیں کروں گا ایلیا ازلان سلطان،، کبھی نہیں،، ازلان کا دل کرلایا تھا روح تڑپی۔

ایلا زخمی سا مسکرائی تھی۔ "اور میرے جیتے جی آپ کبھی میری سانسوں سے الگ نہیں ہو سکتے ازلان،، آپ کی خوشبو میری رگ رگ میں سمائی ہے،،

بری طرح بے قرار ہوتے ازلان نے اس کے نرم ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھے اور پیاسے دھڑکتے پھڑکتے دل کو راحت پہنچائی۔

ایلا بھی آخری مرتبہ اس محبت اور شدت بھرے جام کو اس نرم گرم لمس کو اپنی روح میں بسانا چاہتی تھی۔ تبھی اس کا کالر دبوچ کر اسے اور اپنی جانب کھینچا۔ وہ زخموں سے چور تھی۔ مگر اب جیسے سکون سا مل گیا تھا۔

ازلان پیچھے ہٹا تھا۔ لال انگارا آنکھوں میں وحشت ہی وحشت تھی۔ اگر اس کے اکیلے کی بات ہوتی تو وہ اس کی وفاداری اتنی تھی کہ ایلا کے ساتھ اپنی بھی جان دے دیتا مگر کاش وہ ایک باپ نا ہوتا جس کے شہزادے ہمک ہمک کر اس کے پاس آنے کو بے تاب

exponovels

تھے۔ اب اس ظالم جل پری نے اسے اپنی قسم کا پابند بھی تو کر دیا تھا۔ ازلان کے اشارہ کرنے پر جل پریوں نے ان دونوں کو اازلان کی گود میں بھرا۔

ازلان،، یہ عام انسانی،،،،،،، بچے نہیں ہیں،،،،، یاد رکھئے گا ان میں بے شمار،،،،،،،، پراسرار طاقتیں ہوں گی،،،،،،، جنھیں آپ نے انسانوں سے چھپانا ہے،،،،،، بہت زیادہ چھپا کر رکھنا ہے آپ نے انھیں،،،،،، ان کی شادیاں ان لڑکیوں سے ہوں گی،،،،، جن کے جسم پر ڈریگن کے ٹیٹو ہوں گے،، آپ سمجھ،،،، رہے ہیں ناں،،،،،، یہ لاکٹ اپنے گلے میں پہن کر رکھئے گا،،،،، بارہ سال کے ہونے پر،،،،،،، اس لاکٹ میں موجو،،،،، سفوف انھیں گھول کر پلا دیجئے گا تو انھیں اپنی حقیقت،،،،، اپنے جینے کا مقصد خود بخود معلوم ہو جائے گا،،،،،، ایلا نے بمشکل تڑپتے کہا تو ازلان نے اثبات میں سر ہلایا۔

باہر ایسے جیسے بھگدڑ سی مچی تھی۔ چیخ و پکار کی آواز سنائی دی۔

ازلان جائیں،،، ایلا نے چیخ کر کہا۔ ازلان نے درد و اذیت سے بے حال ہوتے ایک آخری درد بھری نگاہ اپنی زندگی پر ڈالی اور بچوں کو اٹھا کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

exponovels

پھر اس نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔ ایک انجانی سی طاقت نے ان پر حملا کیا تھا مگر ایلا کے وفاداروں اور مختلف سمندری مخلوق نے اس حملے کا مقابلہ کیا تھا جیسے اپنے ہونے والے کنگ کی حفاظت کر رہے ہوں۔۔

ازلان بمشکل بوٹ تک پہنچا اور بوٹ میں داخل ہو گیا۔ ایک مرتبہ پھر ایک ان دیکھی طاقت نے بوٹ کو بڑی تیزی سے وہاں سے دور بہت دور دھکیلا تھا۔ ۔ ازلان اپنے شہزادوں کو سینے میں بھینچ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا جو حیرت و تعجب سے اپنے بابا کو دیکھ رہے تھے کہ آخر وہ کیوں اتنی شدت سے رو رہے ہیں۔

پیچھے ایلا نے سرخ ڈورے لیے آنکھیں موند کر تکیے پر سر گرایا تھا۔

راج اور وشہ زمین پر آئے تھے۔ سب سے پہلے راج ایلا سے ہی ملنا چاہتا تھا۔ تبھی وہ سب سے پہلے ملائشیا اسی island پر اترے تھے۔

وشہ کی گود میں مایا وش پوری طرح پر سکون سی سو رہی تھی۔ راج وشہ کو لے کر آگے بڑھا مگر کچھ غیر معمولی محسوس ہونے پر ٹھٹھک کر رک گیا۔

راج کو محسوس ہوا تھا جیسے کوئی بری طاقتیں حملہ آور ہوئیں اور اس کی پاورز سے ٹکرائیں ہیں۔۔

exponovels

وشہ تم یہیں رکو،، میں دیکھ کر آتا ہوں کے کیا گڑبڑ ہے آخر،،، راج نے کہا تو وشہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ راج ڈریگن بن کر آسمان پر اڑا تھا۔ فضا میں ڈریگن کی ایک دل دہلا دینے والی دھاڑ کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔ بری پاورز کو فی الوقت میدان چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ راج زمین پر اترا اور وشہ کو لے کر آگے بڑھا۔ دربانوں نے ادب سے جھکتے کنگ راج اور کوئین وشہ کے لئے ہٹ کا دروازہ کھولا تھا۔ راج پریشانی سے اندر داخل ہوا تو ایلا کی یہ حالت دیکھ کر راج اور وشہ بے حد پریشان ہوئے تھے۔

ایلا،،، ایلا پلیز آنکھیں کھولو،، راج اور وشہ اس کے قریب بیٹھ کر اس کے اوپر جھکے۔ ایلا نے آہستگی سے آنکھیں کھولیں تھیں۔

ایلا تمھارا یہ حال کس نے کیا بتاؤ مجھے،، میں چھوڑوں گا نہیں اسے،، راج کی آنکھوں میں شدید طیش کے عالم میں آگ بھڑکی تھی۔

مگر ایلا تو جواب دینے کی بجائے گہرا مسکراتے وشہ کی گود میں اس سنہری بالوں، سنہری آنکھوں سنہرے جسم والی اس پری کو دیکھے جا رہی تھی۔

ایلا نے اپنی جل پریوں کو اشارا کیا تھا تو انھوں نے اسے تکیے پر نیم دراز کیا۔ ایلا نے ہاتھ بڑھا کر وشہ کی گود سے سوتی ہوئی مایا وش کو نرمی سے اپنی گود میں بھرا تھا۔

خوش آمدید اوشن کوئین،،، ایلا نے نرمی سے کہا تو راج اور وشہ نے حیران ہو کر ایلا کو دیکھا جواب مایا وشہ کو پیار کر رہی تھی۔ روشنی کا ایک جھما کا سا ہوا تھا اور مایا وش کے سینے پر ڈریگن کا ٹیٹو بڑی آب و تاب سے چمکا۔

ایلا،،، یہ سب،،، ؟ ہم تو تمھارے پرنس کے بارے میں بتانے آئے تھے کہ،،،،، میں سب جانتی ہوں کنگ راج،،،،، بتانے کی ضرورت نہیں،،،،،، میرے دو جڑواں بیٹے پیدا ہوئے تھے،،،، اور ان دونوں کا نصیب تمھاری دونوں بیٹیوں سے جڑا ہو گا،،،،،،، اور اس وقت میری گود میں میرے دونوں بیٹوں میں سے،،،،، کسی ایک کی کوئین موجود ہے،،،،،، وہ دونوں ہی بے پناہ پراسرار طاقتوں کے مالک ہوں گے،،،،،،، مگر اوشن کے تخت کا اگلا کنگ وہی بنے گا،،،،،،، جسے یہ کوئین اپنے لئے جیون ساتھی چنے گی،،،،،،، کیونکہ اس کا نصیب پہلے سے ہی ڈریگن لینڈ اور اوشن سے جڑا ہے،، یہ ان دونوں میں سے کسی ایک کے لئے بنائی گئی ہے،،،، اس ایک کے دل کی دھڑکن،،،، اس کے دل کی دھڑکن سے جڑی ہے،،،،، ان کی روحیں ایک دوسرے سے جڑی ہیں،،،، حتی کے ان کی زندگی موت ایک دوسرے سے جڑے ہیں،،،،، اگر ایک کو کھروچ بھی پہنچی تو تکلیف دوسرا اٹھائے گا،، یہ اس حد تک ایک دوسرے سے جڑے ہوں گے،،،

ایلا نے بہت دھیمے لہجے میں انھیں سچائی بتائی تھی ۔

مگر ایلا وہ ہے کہاں ؟ راج نے بے چینی سے پوچھا تو ایلا نے کرب کی انتہا سے آنکھیں زور سے بند کیں اور راج اور وشہ کو خود پر بیتنے والی کہانی بتا دی ۔

وہ اپنے بابا کے ساتھ چلے گئے ،،،،،، اگر یہاں ہوتے تو ابھی پتہ چل جاتا کہ ان میں سے ہماری پیاری سی کوئین کا کنگ کون بنے گا ،،،،،، مایا وش کے قریب جانے سے ان دونوں کے ہی سینوں پر ٹیٹو شائن کریں گے ،،،،،، مگر مایا وش کا خود کا ٹیٹو صرف اس کے کنگ کے قریب آنے سے شائن کرے گا ،،،،، یہ اشارا ہے اس بات کا کہ مایا وش کا نصیب اوشن کے تخت سے جڑا ہے ،، جیسے کہ ابھی میرے چھونے سے مایا وش کا ٹیٹو شائن کیا کیونکہ اب بھی اوشن کی کوئین میں ہی ہوں ،،

مگر کوئین ایلا ہم تو ان دونوں کی ڈریگن لینڈ کی رسموں کے مطابق شادی کروانے کی نیت سے یہاں آئے تھے تاکہ ان کی پاورز ایک دوسرے سے جڑ جائیں اور انھیں کوئی نقصان نا پہنچا پائے مگر اب ،،، وشہ نے پریشانی سے کہا تو ایلا مسکرا دی ۔

جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ،،،،،،، یہ دونوں ویسے ہی ایک دوسرے سے روحوں سے جڑے ہیں ،،،،،،، اگر ایک مشرق اور دوسرا مغرب میں بھی ہو گا تب بھی یہ ایسے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہوں گے کہ ایک دوسرے کے پاس کھنچے چلے آئیں گے ،،

exponovels

ایلا ہمارے ساتھ چلو تم ٹھیک نہیں ،، وہ مار ڈالے گی تمھیں ،، پلیز ،، راج نے التجا کی۔

نہیں جا سکتی ،، اور نا ہی میری بہن تاشہ مجھے مار سکتی ہے نا میرا کچھ بگاڑ سکتی ہے ،،، وہ صرف مجھے قید کر سکتی ہے ،،،، تو کر لے مجھے پرواہ نہیں ،،،،

مگر ایلا پھر تم نے ازلان سے اپنی موت کا جھوٹ کیوں بولا ،، راج اس سے غصہ ہوا تو

ایک مرتبہ پھر ایلا نے تکلیف سے دہرے ہوتے پہلو بدلا۔

تاکہ انھیں صبر آجائے ،، اگر میں یہ کہتی کہ میں زندہ رہوں گی تو وہ کبھی نا کبھی مجھے ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ،،،،،،، مجھ تک پہنچنے کی کوشش کرتے ،،،،،،،،، تب میں انھیں روک نا پاتی ،،،،،، اور میں ان کی اور اپنے بچوں کی زندگی خطرے میں نہیں ڈال سکتی تھی ،،،،،،،،۔

ایلا نے کہا تو وشہ کی بھی آنکھیں بھر آئیں۔

باہر ایک مرتبہ پھر ایک طوفان سا اٹھا تھا۔

راج میں کہیں نہیں جا پاؤں گی ،،،، تاشہ بہت طاقتور ہے اس وقت ،، تمھیں تو نہیں مگر تمھارے ہوتے ہوئے ہی اس ننھی سی کوئین کو ضرور نقصان پہنچا سکتی ہے ،،،،،، تمھیں اب ضرور جانا ہوگا ،،،،،، اوشن کوئین کی حفاظت کرنا ہوگی ،،،،،، جب تک میرا بیٹا اس

تک ناپہنچے،،،،،، پھر تو وہ خود ہی اس کی حفاظت کر لے گا راج جاو یہاں سے،،،،،، ایلا نے کہا تو راج اور وشہ نے بے بسی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

وشہ نے نرمی سے ایلا کی گود میں سے مایا وش کو اٹھایا۔ ایلا نے ایک حسرت بھری نگاہ سے اس ننھے سے وجود کو دیکھا۔

راج اور وشہ پرنسز کو وہاں سے لیے نکلتے چلے گئے تھے۔۔

ایلا کے وجود کے گرد زنجیریں جکڑی گئیں تھیں اور اسے قیدی بنا کر سمندر کے زندان میں کھینچ لیا گیا۔

وہ نازک سی پری دھیمے سروں میں اڑتی فیری ٹاؤن کے حدِ نگاہ بڑے سے پھول میں داخل ہوئی تھی۔ وہ اندر داخل ہوئی تو تمام فیری گارڈینز نے گھٹنوں پر جھک کر اس کا تعظیماً استقبال کیا تھا۔

آپ کا سواگت ہے اینچینٹرس (گارڈین فیریز کی ملکہ) مگر وہ سب کو نظر انداز کرتی متفکر سی اڑ کر اس ننھی سی جان کے پاس پہنچی تھی جو ہوش و خرد سے بیگانہ ایک پھول پر لیٹا ہوا تھا۔ جس کے سرہانے شاہی وید کھڑا اس کا علاج کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

بہت برا ہوا،، بہت ہی برا کیا کنگ راج اور کوئین وشہ نے فیری ٹوپیا کے ساتھ،، سب کچھ تباہ کر دیا ایچینٹر س،، سب برباد ہو گیا،، کچھ بھی نہیں بچا،، جو فیریز بچی ہیں وہ اتنی کمزور ہیں کہ اڑ بھی نہیں پا رہی ہیں،، وہ تو شکر ہے کہ ہم فیری ٹاؤن میں چلے آئے اور انھوں نے ادھر کا رخ نہیں کیا، نہیں تو وہ ہمیں بھی مار ڈالتے،، پرنس ویام کو کنگ نے بچا لیا،، اپنی اور اپنے خاندان کی قربانی دے کر،، ہم اب کسی بھی صورت پرنس ویام کو نہیں کھو سکتے،، انھیں بچانا ہو گا ہمیں محفوظ رکھنا ہو گا، مگر کنگ راج اور کوئین وشہ کو خدا غارت کرے گا،، فیری گارڈین ایمی نے ایچینٹر س کو تفصیل بتاتے آخر میں نفرت سے کہا تھا۔

اور تمھیں ایسا کیوں لگتا ہے ایمی کہ وہ دونوں کنگ راج اور کوئین وشہ ہی تھے،، وہ کوئی بہروپیے بھی تو ہو سکتے ہیں،، ایچینٹر س نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا اور پرنس ویام کے سرہانے بیٹھ کر اس کا سر سہلایا۔

آپ کے کہنے کا کیا مطلب ہے ایچینٹر س،، گارڈین فیریز نے حیرت سے انھیں دیکھتے پوچھا تھا۔

کچھ نہیں ابھی میں وضاحت سے کچھ نہیں بتا سکتی مگر فی الحال آپ سب لوگ پرنس پر توجہ دیں، فیری ٹوپیا کی آخری امید اب یہی ہیں،، یہ زندہ اور سلامت رہیں گے تو فیری ٹوپیا

exponovels

سلامت رہے گا،، یہ بے تحاشا طاقت کے مالک ہیں، اسی لئے کنگ نے انھیں بچانے کا فیصلہ کیا، کیونکہ یہ ہی فیری ٹوپیا کے اگلے کنگ ہوں گے،،

اینچینٹرس کے یہ کہتے ہی سب فیری گارڈیز اپنے کنگ کی تعظیم میں جھکیں تھیں۔

معاف کیجئے گا اینچینٹرس آپ نے وضاحت سے نہیں بتایا، مگر پرنس ویام تو اپنے خاندان اور لوگوں کی موت کا زمہ دار کنگ راج اور کوئین وشہ کو ہی سمجھتے ہیں ناں،، تو یہ تو ان سے بے تحاشا نفرت کریں گے، اور ان کے لئے اپنے دل میں بدلے کے جزبات بھی رکھے گیں،، تو؟

آپ لوگ اس بارے میں فکر مت کریں، ابھی میرے پاس کوئی ایسا زریعہ نہیں جس سے میں ثابت کر پاؤں کہ یہ ان لوگوں نے نہیں کیا، مگر جلد یا بدیر سب پتہ چل جائے گا، کیونکہ میں وہ دیکھ پا رہی ہوں، جو آپ لوگ نہیں دیکھ سکتے، اس نفرت کی بیج سے ہی تو محبت کا ایک تناور درخت بنے گا، اسی نفرت کی شروعات سے ہی تو محبت کی ایک لازوال داستان رقم ہوگی فیری ٹوپیا میں،، اور فیری ٹوپیا کو اس کی اگلی کوئین ملے گی،،

اینچینٹرس نے مسکراتے محبت سے پرنس ویام کا سر سہلاتے کہا تھا جیسے وہ یہ سب دیکھ پا رہی تھی۔

پرنس ویام نے آہستگی سے اپنی سحر انگیز خوبصورت آنکھیں کھولیں تھیں۔ چھوٹے سے بچے پر کیا قیامت گزری تھی یہ تو اس کے معصوم چہرے سے عیاں ہوتے کرب و درد سے اندازہ ہو ہی جاتا تھا۔ وہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھا تھا۔

ایچینٹرس مجھے اپنے مما بابا کے پاس جانا ہے،، وہ مچلا۔ ایچینٹرس نے اسے سختی سے اپنے سینے بھینچا تھا۔ کیونکہ وہ جانتی تھی اب اپنے کنگ کو سنبھالنا بہت بہت مشکل کام تھا۔

وہ ملائشیا سے واشنگٹن اپنے پیلس میں آئے تھے۔۔

جہاں ظفر جمی اور ماریہ ان سے ملنے آئے تھے۔ جمی کی بھی شادی ہو چکی تھی۔ مگر ابھی وہ اولاد کی نعمت سے محروم تھا۔

راستے میں ہی وشہ کی طبیعت بہت خراب ہوگئ تھی جس سے راج کافی پریشان اور ٹینس ہوا تھا۔

وہ سب راج اور وشہ کے روم میں بیٹھے تھے۔

وشہ بیڈ پر آنکھیں موندے لیٹی تھی۔ راج اس کے سرہانے بے چین سا بیٹھا اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔ ڈاکٹر کو بلایا گیا تھا۔ راج نے بغور اپنی کوئین کو دیکھا جو سفید

پیروں تک کے لباس میں چاندی کی طرح دمک رہی تھی مگر آج چہرہ مرجھایا ہوا سا تھا۔ جس سے وہ کافی پریشان ہوا تھا۔

چھوٹی سی مایاوش وہیں آس پاس ہی کرولنگ کرتی کھیل رہی تھی۔ جمی اور اس کی وائف سیرہ مایاوش کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھے

ڈاکٹر آئی تو انھوں نے سب کو باہر جانے کا کہا۔

راج ماریہ ظفر اور جمی دوسرے روم میں چلے آئے۔ سیرہ مایاوش کو لیے باہر لان میں چلی آئی تھی۔ مایاوش کھلکھلا کر سیرہ کے ساتھ کھیل کر ہنس رہی تھی۔

وہ دو سیاہ سائے زمین پر اپنے ناپاک ترین ارادوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے واشنگٹن کی سرزمین پر اترے تھے۔ زمین پر آتے ہی انھوں نے انسانی شکل اختیار کی تھی۔ انسانی شکل میں بھی ان کے مکروہ چہروں سے خباثت ہی ٹپک رہی تھی۔

وہ مسٹیریس پیلس سے تھوڑی دور کھڑے تھے۔ مگر اب ایک دوسرے کو راستہ صاف ہونے کا مخصوص اشارہ کرتے پیلس کے قریب تر ہوتے چلے گئے۔ پچھلے لان کے طویل و دراز گیٹ پر کھڑے ہو کر اندر جھانکا تو ان میں سے ایک سائے کے منہ سے جیسے رال ٹپک تھی۔

For more visit (exponovels.com)

سیرہ مایاوش کے ساتھ کھیل میں مصروف تھی۔ کہ اچانک سیرہ جیسے پتھرا سی گئی تھی۔ اور ننھی سی مایاوش کو سیرہ کا چہرہ انتہائی بھیانک نظر آنے لگا تو وہ اونچی اونچی آواز میں رونے لگی۔ اور کرول کرتے سیرہ سے دور ہونے لگی۔

مایاوش،،، میری جان،، میری پرنسس،، ادھر آؤ مما کے پاس،،

مایاوش نے مڑ کر دیکھا تو پچھلے لان کے گیٹ کے پاس اسے اپنی مما وشہ اور بابا راج کھڑے دکھائی دیئے۔

ادھر آؤ مما کی جان،، مائی پرنسز،، وش،،، گیٹ پہ کھڑی وشہ نے اسے پیار سے پچکارا تو وہ کرول کرتی ادھر جانے لگی۔

سیرا بے بسی کی انتہا پہ کھڑی اسے حسرت سے گیٹ کی جانب جاتے دیکھ رہی تھی۔ وہ چلانا چاہتی تھی۔ چیخ چیخ کر اندروشہ کی پریشانی میں الجھے راج کو بتانا چاہتی تھی کہ ان کی گڑیا ان سے دور جا رہی ہے کھو رہی ہے مگر وہ اس کا وجود تو جیسے ساکن ہو گیا تھا۔ وہ چاہ کر بھی ہل نہیں پا رہی تھی بس پتھرائی نگاہوں سے مایاوش کو دور جاتے دیکھ رہی تھی۔ حدِ نگاہ آسمان تک سیاہی سی پھیلی تھی جو کسی بڑی انہونی کے ہونے کا اشارہ تھا۔

ایک حادثہ

ایک مصیبت

ایک ناگہانی آفت

جو اپنے ساتھ سب کچھ اجاڑ کر سب کچھ تباہ و برباد کر کے لے جانے والی تھی۔

مایا وش کرول کرتے وشہ کے پاس پہنچ چکی تھی۔ اس نے اچک کر مایا وش کو گود میں بھرا۔

کچھ غیر معمولی اور اپنے جسم پر تکلیف ہونے کے احساس سے وہ ننھی سی جان اس کالے سائے کی گود میں گلا پھاڑ پھاڑ کر روئی تھی۔

مگر اب دیر ہو چکی تھی۔ وہ اپنے عزائم میں کامیابی پر مکروہ قہقہے لگاتے وہاں سے پل بھر میں غائب ہو چکے تھے۔

سیرہ کو ہوش آیا تھا۔ اور اس کی دلخراش چیک پورے پیلس میں گونجی تھی۔

سنگاپور کے سینٹوسا بیچ پر یہ بہت ہی بڑے ورلڈ کلاس لگژری اور شاندار سے سلطان رائل پیلس کا منظر تھا۔ جہاں ملازمین کی فوج میں ایک غیر معمولی سی ہلچل سی تھی۔

رات ازلان سلطان اپنے چھوٹے چھوٹے بیٹوں کے ہمراہ یہاں پہنچا تھا۔ اور تب سے اپنے کمرے میں بند تھا۔ بڑی ماں کے کمرے سے بچوں کے رونے کی آوازیں آرہی تھی۔ حماد سلطان اور ان کی اہلیہ مسکان بیگم کا حکم تھا کہ ازلان سلطان کو ڈسٹرب نا کیا جائے بلکہ سب کام چھوڑ چھاڑ کر بس بچوں کا خیال رکھا جائے۔

exponovels

اندر عائش اور آبدار نے ادھم مچا رکھا تھا۔ وہ کسی صورت مسکان اور بڑی ماں کے قابو نہیں آ رہے تھے کسی صورت نہیں۔

ان کے گلا پھاڑ پھاڑ کر رونے کی وجہ سے مسکان اور بڑی ماں نے انھیں باہر کھیلنے کی اجازت دے دی تھی۔ تب وہ پورے پیلس میں گھومتے پھر رہے تھے اور ملازمین کی فوج ان کے پیچھے ہلکان ہو رہی تھی۔

وہ دونوں اب بال سے کھیل رہے تھے۔ ایک جیسے کپڑے، ایک جیسا قد و قامت، مگر صد شکر کے ان کی شکلیں آپس میں اتنی نہیں ملتی تھیں۔

یہ میری بال ہے عائش چیٹر،، فوراً مجھے واپس کرو،، آبدار چلایا۔ کچھ ہی دیر میں دونوں میں جھگڑا بھی ہو گیا تھا۔ ایلا تو کبھی انھیں جھگڑا نہیں کرنے دیتی تھی۔ مگر یہاں وہ لوگ آزاد تھے نا دونوں پر کسی کی روک ٹوک کرنے کی جرات تھی۔

اور ئیلی،، آئی نو یہ تمھاری بال ہے،، ہمت ہے تو لے کر دکھاؤ آب،، وہ ہر لفظ چبا چبا کر بولا۔

عائش بہت بری بات ہے مما نے یہ سکھایا تھا تمھیں،، آبدار نے ہی صلح جو لہجہ اختیار کیا تھا۔

exponovels

نو نہیں سکھایا تھا بٹ آئی لائک دس بال سو مچ ،، سو یہ میں رکھوں گا ،، عائش نے لاپروائی سے کندھے اچکاتے ضدی سے لہجے میں کہا تھا۔

بٹ اب میں یہ تمھیں تو بلکل نہیں دوں گا عائش ،، کیونکہ یہ مما نے مجھے دی تھی تم اپنی لوس کر چکے ہو تو یہ مجھے دو ،،

آبدار بھی غصے سے چلایا تھا۔

وہ کھیلتے کھیلتے باہر لان کے اس حصے میں چلے آئے تھے۔ جو پول کا ایک بڑا حصہ ان ڈائریکلٹلی ایک بڑے سے واٹر پول کے ذریعے باہر بیچ سے جڑا تھا۔ بیچ اور پول کے درمیان صرف ایک بڑی گلاس وال تھی جو ان کو الگ الگ کرتی تھی۔ پہرے دار دونوں شہزادوں کو دیکھ کر چاک و چوبند ہو چکے تھے۔ جو اب بال کے پیچھے لڑتے جھگرتے باہر پول کے قریب تر آ چکے تھے۔

میں نہیں دوں گا آب ،، جو مرضی کرو تم ،، عائش اب بھی ڈھٹائی سے بولا تھا۔

آبدار نے غصے سے سرخ ننھے سے چہرے سے اسے بری طرح گھورا اور پھر اسے غصے سے دور دھکا دے دیا۔ عائش کا پیر پھسلا تھا اور وہ سات فٹ گہرے پول میں گرا تھا نا صرف خود گرا تھا بلکہ خود کو بچاتے وقت ہاتھ پاوں چلاتے ہوئے اس کے ہاتھ آبدار کی شرٹ آئی تھی۔ جسے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا تو اس کے ساتھ آبدار بھی پانی میں گرتا چلا گیا۔

exponovels

پیلس کے بڑے لاؤنج سے باہر آتے بڑی ماں اور مسکان بیگم کے لبوں سے دلخراش چیخیں برآمد ہوئیں تھیں۔ بڑی ماں تو بیہوش ہی ہوئیں تھیں۔ تمام سرونٹس کی جان لبوں پر آئی اور وہ سب تیزی سے پول کی جانب بھاگے تھے۔ یہ چیخ وپکار سن کر لائبریری سے حماد سلطان بھی باہر بھاگے تھے۔ اور اس دوران اوپر کے پورشن میں ازلان سلطان کی بھی آنکھ کھل گئی تھی جو رات ساری رات اپنی زندگی کے اجاڑ ہونے کا سوگ مناتے صبح کے پانچ بجے سوئے تھے۔

ازلان تیزی سے نیچے آیا تھا۔

سب لوگ پول کے پاس پہنچے تو اگلا منظر دیکھ آنکھیں حیرت کی انتہا سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں۔ وہ دونوں پانچ پانچ سالہ بچے کسی ماہر تیراک کی طرح زیرِ آب پانی میں تیرنے مصروف تھے۔

ازلان کے ماتھے پر ڈھیروں بل آئے تھے سب کو پول کے گرد جمگھٹا لگائے دیکھ۔

What'sthehe'llisgoingonHare,,?

وہ دھاڑا تھا۔ سب اپنی اپنی جگہ سے اچھلے تھے۔ وہ آگے بڑھا

Youallgetlostfromhererightnow,,

سب سرونٹس اور گارڈز ادھر ادھر بکھرے اپنی اپنی جگہ پر گئے تھے۔

"سب تماشہ دیکھ رہے ہیں، کوئی خیال نہیں رکھ سکتا ان کا، اور اب بھی انھیں بچانے کی بجائے کھڑے تماشہ دیکھ رہے ہو، ڈیڈ بے وقوفوں کی فوج پال رکھی ہے آپ نے، بزدلوں کی جوان معصوم جانوں کو بھی نہیں بچا سکتے، وہ ہنوز چلا رہا تھا۔

حماد نے گارڈز کو گھورا۔ مگر وہ تو جیسے حیرت کے سمندر میں غوطے لگاتے اب تک سکتے میں تھے۔

سرونٹس بھی ورطہ حیرت میں گم اب آپس میں چہ میگوئیاں سی کر رہے تھے کہ یہ کیسے اور کس طرح ہوا۔ اتنے چھوٹے بچے آخر پانی میں ڈوبنے کی بجائے تیر کیسے سکتے ہیں۔ کیسے آخر کیسے۔

ازلان نے پول کے پاس جھک کر دونوں کو اشارہ کیا تو وہ اوپری سطح تک آئے۔ ازلان نے انھیں باہر نکالا۔ اور سینے سے لگایا۔

حماد سلطان ماں جی کی جانب متوجہ ہوئے۔ سرونٹس انھیں اندر لے گئیں تھیں۔

میرے منع کرنے کے باوجود پانی میں کیوں گئے آپ لوگ،، ازلان نے انھیں اپنے سامنے کھڑا کر کے ناراضگی سے کہا دونوں نے سر جھکا لیا۔

مجھے آب نے پش کیا ڈیڈ،، تب گرا میں،، روندو عائش نے شکایت لگائی۔ آبدار نے اسے گھورا۔ وہ اب بھی اپنی غلطی نہیں مان رہا تھا۔

عائش نے میری بال لی ڈیڈ، ، وہ بال جو ممی نے مجھے دی تھی، ، آبدار نے سنجیدگی سے کہا۔

بٹ ڈیڈ، ،

شٹ اپ بوتھ اف یو، ، نو مور آرگیو، ، ازلان نے تیزی سے ان کی بات کاٹی۔

ازلان میرے بچے کیوں ڈانٹ رہے ہو معصوموں کو ارے دیکھ تو لو وہ ٹھیک تو ہیں، ، کہیں چوٹ تو نہیں لگی، ، مسکان نے فکرمندی سے کہا۔

مما یہ بلکل ٹھیک ہیں، ، آپ آرام کریں، میں انھیں چینج کروا دیتا ہوں، ،

ازلان سنجیدگی سے کہتا انھیں گود میں اٹھائے اپنے روم میں لیے چلا گیا۔

پیچھے مسکان بیگم نے حسرت سے اس کی پیٹھ کو دیکھا۔ ہنستے کھیلتے ازلان سلطان کو کسی کی نظر ہی لگ گئی تھی جیسے، ، جب سے ملائشیا سے لوٹا تھا بہت گم صم تھا۔ خاموش، سنجیدہ دکھی سا۔ مسکان کو ہول پڑ رہے تھے مگر وہ بتا بھی تو کچھ نہیں رہا تھا۔

کونگریٹس مسٹر راج، ، آپ پھر سے ڈیڈ بننے والے ہیں، ،

ڈاکٹر روم سے باہر آ کر بولی تھی۔ ایک سرشاری تھی جو راج کے جسم و جاں میں دوڑی تھی۔ تبھی آسودگی سے مسکرایا تھا۔

کونگریٹس راج، ، جمی اس سے سرخوشی سے بغلگیر ہوا تھا۔ ظفر اور ماریہ بھی مسکرا دئیے۔

ڈاکٹر میری وائف ٹھیک تو ہے ناں،، راج نے متفکر سا پوچھا تو وہ مسکرا دی۔

یس مسٹر راج، شی از ایبسلوٹلی فائن،، بس ویکنس ہے وہ ہو جاتی ہے ایسی صورت حال میں،،

ڈاکٹر میڈیسن لکھ کر جا چکی تھی۔

ابھی راج اندر کی جانب قدم بڑھاتا جب صرف اسے، سیرہ کی چیخیں سنائیں دی تھیں۔ وہ اندھا دھند باہر کی جانب بھاگا تھا۔ باقی سب بھی گھبرا کر اس کے پیچھے بھاگے۔ راج باہر آیا تو سیرہ کانوں پر ہاتھ رکھے بری طرح چلا رہی تھی ساتھ راج کو آوازیں بھی دے رہی تھی۔ اور اس کے پاس کیا کہیں بھی مایا وش موجود نہیں تھی اور یہ محسوس کر کے راج کو اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔

سیرہ،،،،،، بھابھی،،، کیا ہوا ہے مایا وش کدھر ہے،،

راج وہ بہت بھیانک تھے،، بہت،،،، میں کچھ نہیں کر سکی،، وہ،،،،،، وہ مایا وش کو لے گئے راج مم،،، مجھے معاف کر دو،، میں اس کی حفاظت نہیں کر پائی،، سیرہ دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھی۔

یہ سن کر جمی اور ظفر دروازے کی جانب بھاگے تھے۔ بلکہ راج چھت کی جانب، سب نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔ مگر اسے اس وقت کسی کی کوئی پرواہ نہیں تھی کہ کون اس

کا سچ جان جائے گا کون نہیں۔ اسے بس اپنی پرنسز کی فکر تھی۔ بس وہ چاہیے تھی اسے اور کچھ نہیں۔

ہاں یہ اس کی لاپرواہی تھی کہ وشہ میں الجھ کر اس کی نے اپنی بچی سے توجہ ہٹالی تھی اور تو اور گارڈینز کو بھی ساتھ نہیں لایا تھا۔

اور یہ ڈریگن لینڈ تو تھا نہیں جہاں پر پتہ گرنے کی خبر اسے ہوا کرتی تھی۔ اور یہی اس کی سب سے بڑی بھول تھی۔

وہ چھت پر ڈریگن بن کر ہوا میں تحلیل ہو کر اڑا تھا۔

مگر اسے بہت دیر ہو چکی تھی شاید،، تبھی وہ چند منٹوں کے بعد ناکام ہی لوٹ آیا تھا۔ کیونکہ مایا وش کا کہیں نام و نشان تک نہیں تھا۔ وہ چھت سے نیچے لان میں آیا تھا۔ جمی اور ظفر بھی ناکام لوٹ آئے تھے۔ سیرہ کا دماغی توازن ٹھیک نہیں لگ رہا تھا وہ تو بس زمین پر بیٹھی جانے کیا کیا بولے جا رہی تھی۔

سیرہ بتاؤ وہ کون تھے اور کیسے دکھتے تھے، جو میری بچی کو لے کر گئے،، راج نے سیرہ کو جھنجھوڑا۔ مگر وہ کچھ بول نہیں رہی تھی۔

مایا وش،، وہ دھاڑا۔

تبھی دھاڑ کی آواز پر اس کے پیچھے کچھ گرنے کی آواز آئی تھی۔ راج نے پیچھے مڑ کر دیکھا وشہ ہوش و خرد سے بیگانہ زمین بوس ہو چکی تھی۔

وہ بے چین سا وشہ کی جانب لپکا

رومینیا کا یہ ایک ہسٹورک پیلس تھا جس کے ٹھیک سامنے ایک بڑا چرچ تھا اور جس کے چاروں اطراف حدِ نگاہ کرسچن سیموٹری تھا۔

شام کے گہرے سائے چاروں اطراف پھیلے تو قبروں پر لگی سلیبوں اور شام کی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی تاریکی نے فضا میں ایک دہشت سی طاری کر رکھی تھی۔ قبروں پر لگے پودوں اور درختوں کی سرسراہٹ اور سناٹے کو چیرتی جھینگروں کی آوازیں عجیب لرزا اور ہیبت سی طاری کر رہی تھی۔ ایسے میں اس پیلس کے اندر سیاہ کوے پھڑپھڑاتے پھر رہے تھے۔ ہر طرف اندھیرا اور ہیبت سی طاری تھی۔

ایسے میں ایک ٹورسٹ لڑکی جو چرچ کا وزٹ کرنے آئی تھی۔ اپنا چھوٹا سا بیگ کندھے پر ڈالے چرچ میں گھوم پھر کر باہر نکلی۔ اپنی کار تک پہنچی تو عجیب سے احساس سے قدم وہیں جم سے گئے۔

ایک پیانو کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اور دھن اتنی خوبصورت تھی کہ کانوں میں جیسے رس سا گھلتا محسوس ہوا۔ اس لڑکی نے ادھر ادھر دیکھا۔ دھن کی آواز چرچ کے سامنے قبرستان سے پرے اس پیلس سے آرہی تھی جس کی چھت پر کوے اڑ رہے تھے۔

وہ واپس مڑی۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ وہاں خود جانا چاہتی تھی۔ کیونکہ شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے اور اسے واپس اپنے ہوٹل پہنچنا تھا۔ مگر ایک ان دیکھی طاقت نے اسے اس پیلس کی جانب کھینچا اور قدم خود بخود دھن کا پیچھا کرنے لگے۔

Heyyy,,,,Isthereanybodyinthehouse?

اس نے چلا کر پوچھا۔ پھر پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اپنے پیچھے جھاڑیوں میں کوئی سرسراہٹ سی محسوس ہوئی تو اس نے جھٹکے سے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ مگر کوئی بھی تو نہیں تھا۔ میوزک کی آواز تیز ترین ہو گئی تھی۔

بھیانک چرچراہٹ کی آواز کے ساتھ پیلس کا دروازہ کھلتا چلا گیا اس کے لئے جیسے دروازہ کسی نے کھولا تھا۔ ایک ڈر تھا ایک جھجھک مگر وہ اس قدر مجبور تھی کہ ایک ٹرانس کے عالم میں اندر داخل ہو گئی۔

چونکی تو تب جب اسی بھیانک چرچراہٹ کے ساتھ اس کے پیچھے دروازہ ٹھک سے اچانک بند ہوا تھا۔ اور کمرے میں گھپ اندھیرا چھایا تھا۔ لڑکی کی دلدوز چیخیں اس بھیانک خالی

exponovels

کمرے میں گونجی تھیں۔ تبھی پھر سے کمرے میں ہلکی سی سرخ روشنی پھیلی تھی۔ لڑکی نے پیچھے مڑ کر طاہر بھاگنا چاہا مگر یہ دیکھ کر اد کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے کہ پیچھے تو دروازہ کوئی تھا ہی نہیں بس کمرے میں چار دیواری ہی تھی۔ لڑکی کا پعرا جسم خوف و دہشت سے پسینے میں نہا چکا تھا۔ چھت پر کسی عجیب الخلقت چیز کی غرغراہٹ سی سنائی دی تو اس نے ڈرتے کانپتے سر اوپر اٹھا کر دیکھا۔ چھت پر ایک کالی سی گھٹڑی سی چپکی ہوئی تھی جس میں سے دو بھیانک اور سرخ آنکھیں اس ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھیں۔

لڑکی کی دہشت سے بھرپور چیخیں ایک مرتبہ پھر اس کمرے میں گونجی تھیں اور وہ بیہوش ہو کر زمین بوس ہوتی چلی گئی۔ کسی ان دیکھی چیز نے اسے گھسیٹ کر اسی پیلس کے ایک ہال نما کمرے میں پہنچایا تھا۔

جہاں ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں چار کافن کے بیچ و بیچ آگ کا الاؤ دہکائے وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

پاس ہی وہی جواں سالہ لڑکی رسیوں سے جکڑی ہوئی لیٹی تھی اس کے منہ میں کاغذ ٹھونس کر اس کا منہ بند کیا گیا تھا۔ جو کمرے کا ماحول تھا لڑکی کو اپنی موت بلکل سامنے نظر آ رہی تھی۔ جو جو آج اس کے ساتھ ہو چکا تھا اور اب جو وہ بھیانک کریہہ شکل کے سائے اس کے سامنے بیٹھے تھے۔ وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ بری طرح کسی آسیبی چکر میں پھنس چکی ہے۔

چھوٹی سی مایا وش پاس ہی ایک کاٹ میں لیٹی ہوئی تھی۔ رو رو کر نڈھال اب وہ پر سکون سو رہی تھی۔

مکروہ چہروں پر ایک خباثت بھری فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

تو آخر کار،، کتنے عرصے کے بعد ہم اپنے مقاصد میں کامیاب ہو ہی گئے،، بلیک وچ نے اپنے بھدے سے ڈراؤنے جلے ہوئے چہرے پر فاتحانہ کمینی سی مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا۔

اس کا چہرہ جو جل کر مسخ شدہ سا تھا۔ چہرے سے جگہ جگہ ہڈیاں نظر آتی تھیں۔ اور جلے ہوئے اس کے چہرے میں کیڑے ادھر سے ادھر سفر کر رہے تھے۔

ہاں ہم کامیاب ہوئے شیطان لوسیفر کی مہربانی سے،، آگے بھی ہم اسے اسی طرح خوش کرتے رہیں گے جیسے اب ہم نے اسے کیا،، سامر نے سکون سے کہا اور ایک گندی اور غلیظ نگاہ کاٹ میں لیٹی اس چھوٹی سی بے تحاشا حسین شہزادی کی جانب دیکھا۔

اور اگر اس کنگ راج نے ہمیں ڈھونڈ لیا تو،، بلیک وچ نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

کبھی نہیں،، ہو ہی نہیں سکتا،، یہ اس کا ڈریگن لینڈ نہیں ہے، جہاں اس کی طاقتیں کام کریں گی،، یہ ان بے وقوف انسانوں کی دنیا ہے جو کتنی آسانی سے ہم جیسے شیطانوں کے جال میں پھنس جاتے ہیں،، سامر نے حقارت سے کہا۔

اس راج کی طاقت ہم نے ویسے بھی آدھی کردی ہے اب اس کی کوئین اپنی بیٹی کے غم میں ادھ مری ہوجائے گی،، تو اس ڈریگن کنگ کی طاقت خود بخود جاتی رہے گی،، ہر چیز چھین لی ہم نے اس کی،، فیری ٹوپیا تباہ کرکے وہاں کے لوگوں کو اس کا دشمن بنا دیا ہے،، صرف فیری ٹوپیا کا تخت نشین ہی اسے اس کی بیٹی کا پتہ بتا سکتا تھا مگر وہ بھی کوئی نہیں چھوڑا ہم نے، کوئی اس کا ساتھ نہیں دے گا، ان کے تو فرشتوں کو بھی نہیں معلوم ہو پائے گا انھیں کہ یہ سب کرنے میں ہمارا ساتھ کس نے دیا، فیری ٹوپیا کا کوئی بہت قریبی کوئی اپنا، ہاہاہاہاہاہا

بلیک وچ اپنے مکروفریب اور اپنے غلیظ عزائم کی تکمیل پر شیطانی قہقہے لگاتی رہی۔

اب آگے کیا کرنا ہے سامر،، بلیک وچ نے پوچھا۔

سنو بلیک آگے جو بھی کرنا اب تمھیں کرنا ہے، لوسیفر کو اماوس کی سیاہ رات کو بارہ بجے پیدا ہونے والی لڑکیوں کی بلی دے دے کریونہی خوش رکھنا ہے،، اور اٹھارہ سال کی ہونے سے پہلے میں اس پرنسز کو ہاتھ نہیں لگا سکتا، تو میں خود کو جادو کے زریعے ان سترہ سالوں میں ایک قبر میں دفن کرلوں گا، مگر جب اٹھوں گا تو یہ میری ہوگی، صرف میری ، میرا وجود مرفہ ہوگا مگر میری طاقتوں میں بے پناہ اضافہ ہوچکا ہوگا، پھر ڈریگن لینڈ پر میرا قبضہ ہوگا، تمھیں اسے اسی دنیا میں یہیں انسانوں کے بیچ پالنا ہے، اس کا خیال رکھنا ہے

exponovels

میرے لئے، راج سے بدلا لینے کے لئے جو چاہے اس کے ساتھ کرنا جو چاہے تکلیف دینا، مگر اسے کوئی پہچان نا پائے، اس تک کوئی پہنچ نا پائے، اسے تڑپانا مگر یہ زندہ رہنی چاہیئے، ہر قیمت پر، میرے لئے، ان بے وقوف انسانوں کے بیچ رہنا، انسان بن کر، تاکہ آسانی سے بَلی دی جا سکے، سمجھ رہی ہو ناں،،

سامر کاٹ کی جانب دیکھتا کسی درندے کی طرح رال ٹپکاتا بولا تھا۔ بلیک وچ نے پراسراریت سے مسکراتے اثبات میں سر ہلایا۔

سنو بلیک وچ اگر میرے کہے کے مطابق کوئی ایک بھی کام نہیں ہوا تو اٹھتے ساتھ ہی اپنی شادی پر تمہارے خون کا شربت شیطانوں کو پیش کروں گا،،

سامر نے بھیانک سرخ آنکھیں لیے کہا۔

ایسا ہی ہوگا میرے آقا، میرے بھائی جیسے تم نے حکم دیا،، وہ سر جھکا کر تابعداری سے بولی تو سامر خوش ہوگیا۔ کھڑے ہو کر ایک کیڑوں سے بھرے پڑے کافن میں لیٹا اور وہ کافن زمین میں دھنستا چلا گیا۔

وہ لڑکی اپنی آنکھوں سے یہ سب دیکھ رہی تھی اور بن جل کے مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔ بلیک وچ اٹھی اور اس لڑکی کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھی۔

افسوس لڑکی پر بلی دینے سے پہلے مجھے تمھاری یہ چمڑی بہت اچھی لگ رہی ہے زرا اسے تو مجھے دے دو،، بلیک وچ نے اپنا پھدا منہ اس کے قریب کیا۔ لڑکی کی آنکھیں خوف کے مارے باہر ابلنے کو تیار تھیں۔ جب بلیک وچ نے سانس، اپنے اندر کھینچا اور لڑکی کی چہرے کی سکن اتر کر بلیک وچ کے چہرے پر لگنے لگی۔

وہ مکروہ قہقہے لگانے لگی تھی۔ جس سے کاٹ میں پڑی مایا وش کی آنکھ کھل گئ اور وہ پھر رونے لگی۔ بلیک وچ کو اپنے کام میں یہ مداخلت پسند نہیں آئ تھی تبھی وشہ کی جانب سرخ آنکھوں سے گھورا۔ اور پل بھر میں رات کے بارہ بجے لڑکی کا سر دھڑ سے الگ کر دیا۔

بلی دی جا چکی تھی۔

اب وہ مایا وش کی جانب متوجہ ہوئ تھی۔ جانے کونسا ظلم ڈھانے والی تھی ننھی جان پر۔ کاٹ سے اسے گھسیٹ کر گود میں بھرا اور اس کی سنہری آنکھوں اور بالوں کو نفرت سے دیکھا۔

سب سے پہلے تو تمھاری یہ آنکھوں کا رنگ اور بالوں کا رنگ بدلے گا پرنسز،، کیونکہ یہ کسی کی یاد دلاتا ہے مجھے،، اور مجھے غصہ آتا ہے، اور ویسے بھی تمھاری پہچان بھی تو چھپانی ہے،،

exponovels

یہ بول کراس نے کچھ منتر پڑھ کرمایاوشہ پر پھونکنے شروع کیے۔

ننھی سی جان کواس قدر تکلیف ہوئی تھی کہ وہ چیخ چیخ کررونے لگی۔ جادو سے سنہری بال سیاہ ہورہے تھے اور آنکھوں کا رنگ نیلا پڑرہا تھا۔ مگراب مایاوش کے آنکھوں سے آنسوؤں کی جگہ خون بہہ رہا تھا۔

پھراس نے مایاوش کو تکلیف دینے کے دہکتے الاؤ کے قریب ترکردیا۔ وہ اذیت سے تڑپتے چیخی۔ بلیک وچ مکروہ سی ہنسی ہنس دی۔ مگرپھراس کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی کہ دہکتے الاؤ پر جیسے کسی نے بالٹی بھرپانی ڈالا ہواورمایاوش کے آگ سے سینک پہنچتے وجود میں ٹھنڈک دوڑی ہو۔

بلیک وچ غصے سے پاگل ہوئی تھی۔ مایاوش کوکاٹ میں پھینک کراس نے ہر حربہ آزمالیا تھا۔ مگراس چیز کا کوئی سرا ہاتھ نالگ پایاکہ یہ سب کیسے ہوا تھا۔ وہ ایک مرتبہ پھراپنے بال نوچنے کو ہوئی۔

آدھی رات کا وقت تھا ازلان سلطان سٹڈی ٹیبل پر بیٹھا اپنے بزنس کی کچھ فائلزدیکھ رہا تھا۔ ایلاکی دلسوزیادوں سے چھٹکارے کا اب یہی طریقہ تھا کہ وہ خود کو بہت مصروف کرلے تو

بہتر تھا۔ اب اس وقت نیند تو آنکھوں سے کوسوں دور تھی سو خود کو آفس کے کام میں الجھا لیا۔

مگر ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی جب اسے اپنے ساتھ والے اپنے شہزادوں کے کمرے سے دلخراش چیخوں کی آواز سنائی دی تھی۔ وہ تیزی سے ان کے روم کی جانب بھاگا تھا۔ اندر آیا تو اس کے دونوں شہزادوں میں سے ایک بری طرح بستر پر لیٹا تڑپ رہا تھا اور چیخ رہا تھا۔

وہ بھاگ کر بیڈ تک آیا۔ اور اس کے اوپر جھکا۔

پرنس،، میرے شہزادے کیا ہوا بچہ ڈیڈ کو بتاؤ،،، اس نے اسے بلانے کی کوشش کی۔

مگر وہ تو بری طرح تڑپتا رہا جیسے اسے جانے کتنی اذیت دی جا رہی تھی۔ تب ازلان نے اسے کھینچ کر سینے میں بھینچا۔

ہاں اسے یاد آیا ایلا نے بتایا تھا جو اوشن کا اگلا کنگ ہوگا وہ اپنی کوئین سے دل، جسم اور روح سے جڑا ہوگا۔ جب جب اس کی کوئین کو تکلیف ہوگی وہ بھی تڑپے گا۔

افففففف میں سمجھ گیا میری جان کے اوشن کے اگلے کنگ تم ہو، جانتا ہوں مائی پرنس،، کہ تمھاری پرنسز تکلیف میں ہوگی،، ازلان نے بولتے اس کا جسم دیکھا جو نیلا سا پڑ رہا تھا۔ اور آنکھوں سے آنسوؤں کی بجائے خون ٹپک رہا تھا۔

ازلان سلطان اپنے بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر تڑپا تھا مگر گھبرایا یا ڈرا نہیں تھا۔ وہ جانتا تھا اسے دنیاوی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی۔ مگر وہ اس وقت تکلیف میں تھا تڑپ رہا تھا اور ازلان بے بسی سے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرے دیکھتا رہا۔

جب اس کے ننھے سے پرنس کا جسم گرم ہو کر دہکنے لگا۔ ازلان کا اس کو سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ دوسرا پرنس بھی جاگ کر رونے لگا تھا۔ تب اس نے اپنے بازوؤں میں موجود اپنے بیٹے کو اٹھایا اور واش روم میں جا کر اس باتھ ٹب کے پانی میں ڈبو دیا۔

یہ وہ واش روم تھا جو اس نے بہت سیکرٹلی اپنے دونوں جل پری زاد شہزادوں کے لئے بنوایا تھا جس میں تقریب دس فٹ لمبا اور پانچ فٹ چوڑا باتھ ٹب تھا۔ جو تقریباً تین فٹ گہرا بھی تھا جہاں اس کے دونوں پرنس دنیا سے چھپ کر پانی میں وقت گزارا کرتے تھے۔ اسے پانی میں ڈبونے سے راحت سی ملی تھی جو اس کے چہرے سے صاف چھلک رہی تھی یا شاید اسے پانی میں ڈبونے سے کسی اور کو راحت ملی تھی۔

وہ کافی دیر زیرِ آب لیٹا سکون محسوس کرتا رہا۔ ازلان اسے پانی میں ہی چھوڑ کر اپنے روم میں چلا آیا کیونکہ وہ جانتا تھا اب وہ پر سکون سا ہو کر پانی میں ہی سو جائے گا۔

سمندر کی تہہ میں ایک الگ ہی جہان آباد تھا جسے اوشیانہ کہتے تھے اس کے تخت پر بیٹھی تاشہ شیطانی سی ہنسی ہنستی ایلا کے وفاداروں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ کر خوش ہو رہی تھی۔

کچھ دیر بعد ایک جل پری اپنی گود میں ایک ننھی سی جان کو اٹھائے اس تک لائی۔

تاشہ کا غصے اور غیض و غضب سے برا حال ہو گیا۔۔

ہٹاؤان باغیوں کا یہاں سے،، اسے بھلا کہاں گوارا تھا اس کا یہ شیطانی روپ اس کی چھوٹی سی پرنسز روزیلہ دیکھے۔ تبھی اس نے خونخوار نگاہوں سے اس جل پری کو دیکھا جو اسے بغیر بتائے روزیلہ کو باہر لے آئی تھی۔ یہ دیکھ اس غلام جل پری کی جان حلق میں اٹکی تھی کہ اب اس معمولی سی گستاخی کے لئے یقینا اسے دردناک سزا ملنے والی تھی۔

میری پیاری پرنسز، لہروں کی رانی اور اوشیانہ کی اگلی کوئین،، اس نے اپنی خوبصورت ترین پرل کی طرح دمکتی پرنسز کو گود میں بھرا۔

کوئین یہ رو رہی تھی اور ایلا سے ملنے کی ضد کر رہی تھی تبھی،،

دفع ہو جاؤ یہاں سے،، تاشہ ایلا کا نام سن کر دھاڑی تھی۔ وہ جل پری وہاں سے غائب ہوئی تھی مگر وہ اپنی ایلکٹرک فنشز کو اسے سزا دینے کا خباثت بھرا اشارہ کر چکی تھی۔

مما یہ سب کیا ہو رہا تھا،، وہ ننھی سی جان لوگوں کی چیخ و پکار سن کر پریشان ہوئی تھی۔

"کچھ نہیں میری جان،، میری پرنسز،، یہ بہت برے لوگ تھے جنھیں میں ان کی برائی کی سزا دے رہی تھی،، تاشہ نے اسے بازوؤں میں بھرتے کہا۔

"مما مجھے ماسی سے ملنا ہے مجھے ایلا کے پاس جانا ہے پلیز مجھے اپنے پرنس برادرز کے ساتھ کھیلنا ہے،، وہ ضدی لہجے میں بولی۔ وہ جب سے یہاں سے گئے تھے وہ انھیں بہت زیادہ مس کررہی تھی۔ جبکہ یہ سن کر تاشہ کے جسم و جاں میں غصے کی ایک لہر دوڑی تھی۔

ایلا بہت بری ہے پرنسز،، اس نے اوشیانہ کو تباہ کر دیا، وہ یہاں سے چلی گئی ہے، اب نہیں آئے گی،، تم بھول جاؤ اسے،، ہم برے لوگوں کو یاد نہیں رکھیں گے،، اور وہ دونوں پرنس برادر نہیں ہیں ان میں سے ایک روزیلہ کوئین کا کنگ بنے گا،، سمجھیں،، یاد رکھنا ہمیشہ،،

تاشہ نے اس کے گھنے نیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا۔ اس نے حیرت سے اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے اپنی ماں کو دیکھا۔ وہ ماسی جس نے کبھی کسی سے اونچے لہجے میں میں بات تک نہیں کی تھی وہ کسی پہ ظلم کیسے کر سکتی تھی۔ اس کے ننھے سے دماغ نے ماں کی بات قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔

تبھی اب وہ بلکل خاموش ہو چکی تھی۔ وہ اتنی سی بھی ماں کا جھوٹ سمجھ چکی تھی۔ ننھے ذہن میں گرہ لگ چکی تھی۔

میں ماسی کو ڈھونڈوں گی، ان سے ضرور ملوں گی اور سب پتا کروں گی،،
زہن میں معصومیت سے سوچتے اگلا لائحہ عمل ترتیب دیا۔

راج ڈریگن لینڈ سے فیری ٹوپیا آیا تھا۔ کیونکہ کئی ماہ گزر جانے کے بعد بھی ہر طرف سے مایوس ہونے کے بعد اسے بس فیری گارڈینز کی ملکہ اینچینٹرس سے امید تھی کہ وہ اپنے جادوئی لاکٹ کے ڈائمنڈ میں ہی دیکھ کر بتا سکتی ہے کہ آخر اس کی پرنسز ہے کہاں۔
اگر وہ ڈریگن لینڈ میں کہی ہوتی تو راج زرا بھی دیر نہیں لگاتا اسے ڈھونڈنے میں۔ مگر وہ تو زمین پر گم ہوئی تھی۔ کئی دنوں کی ہر کوشش ناکام ہوئی تھی اس کی۔ اپنی گڑیا کو کہاں کہاں نا ڈھونڈا تھا اس نے۔
وشہ کی حالت دن بہ دن بہت خراب ہوتی جا رہی تھی۔ پیدائش کا وقت قریب تھا۔ وہ کمزور ہوئی تھی تو ڈریگن کنگ کی بھی پاورز آدھی ہو چکی تھی۔ تبھی وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پا رہا تھا نا زمین پر جا کر ان کالی طاقتوں کا پتہ لگا کر انھیں ڈھونڈ پا رہا تھا۔
وہ فیری ٹوپیا میں داخل ہوا مگر جنت نظیر فیری ٹوپیا کی یہ حالت دیکھ جہاں ہر طرف اتنی تباہی و بربادی تھی حیران و پریشان رہ گیا۔

وہ محل کے اندر اترا۔ مگر چاروں جانب سے اس پر حملہ ہوگیا۔ تیز روشنی کے جھماکے سے تھے جو آکر اس پر گر رہے تھے۔ مگر اس نے اپنی چاروں طرف ایک حفاظتی حصار کھینچ لیا تھا۔

تبھی اس نے غور کیا ایک چھوٹا سا انتہائی خوبصورت پرزاد کنگ کے تخت پر بیٹھا اس انتہائی غصے و نفرت سے گھور رہا تھا۔ اور یہ سب اسی کے اشارہ کرنے پر ہو رہا تھا۔

)کتنا نادان تھا ناں اس کا ننھا سا دماغ کہ یہ بھی نہیں سمجھتا تھا کہ کنگ راج انھیں اب بھی چیونٹیوں کی طرح مسل سکتا ہے مگر اس ننھے سے دماغ میں سامنے والے کے لئے اس قدر نفرت اور غم و غصہ تھا کہ اس نے اس پر حملے کا حکم دیا(

یہ کیا ہو رہا ہے، کیوں حملہ کر رہے ہو مجھ پر، کنگ اور کوئین کدھر ہیں؟ کنگ راج چلایا کیا لینے آئے ہو کنگ راج یہاں؟ سب کچھ تباہ و برباد کر کے، فیری ٹوپیا کے کنگ اور کوئین اور ان کے پورے خاندان کو قتل کر کے، اب کیا ہمارے اس کنگ کو بھی مار کر یہاں حکومت کرنا چاہتے ہو تم اور تمھاری وہ کوئین وشہ،،

فیری گارڈینز میں سے ایک غدار دھاڑی۔ اس کی بات پر راج اپنی جگہ ساکت ہوا تھا۔ تخت پر بیٹھے پرنس ویام کی آنکھوں میں یہ سب ایک مرتبہ دوبارہ سن کر اور یاد کر کے شعلے سے بھڑکے۔

exponovels

مگر میں نے ایسا کچھ،،،

کچھ نہیں سننا ہم نے جاو یہاں سے،،وہ پھر دھاڑی۔

مجھے اینچینٹرس سے ملنا ہے،،راج نے اپنا مدعا بیان کیا۔

اور تمھیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ اتنا کچھ کرنے کے بعد اب ہم تمھاری کوئی بھی مدد کریں گے،،وہ بے ساختہ ہی بول گئی۔

اور یہ تمھیں کیسے پتہ کہ میں یہاں کسی بھی قسم کی کوئی مدد لینے آیا ہوں،،راج نے مشکوک نگاہوں سے اس فیری گارڈین کو گھورا تو وہ بری طرح گڑبڑائی۔

ہر کوئی اینچینٹرس کے پاس مدد لینے ہی آتا ہے،،وقت رہتے وہ سنبھل گئی۔

دیکھو ویام بیٹا،ہم نے ایسا کچھ نہیں کیا،وہ کوئی بہروپ،،،،،،،،،،

خبردار ہمارے کنگ کی جانب ایک قدم بھی مزید بڑھایا۔وہی فیری گارڈین اپنا ترشول لیے کنگ راج اور ویام کے بیچ آئی تھی۔راج کی آنکھوں سے شعلے نکلتے دیکھ اپنا سوکھا گلا تھوک نگل کر تر کیا مگر اس وقت ویام کے سامنے اپنی وفاداری کا ڈھکوسلہ دکھانا لازمی تھا۔

جاؤ یہاں سے کنگ راج،مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی،،ویام نے بھی نفرت سے کہا۔

exponovels

کچھ سوچ کر راج نے اپنے قدم پیچھے لیے اور فیری ٹوپیا سے نکلتا چلا گیا۔ وہ فیری ٹوپیا کے اس پار سفید پہاڑ کے دامن میں اترا تھا۔ جہاں آسمان کو چھوتی اس بیل کے نیچے وہ سفید چوغا پہنے فیری ٹوپیا کا سب سے بوڑھا پری زاد آسن لگائے آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔ وہ اتنا بوڑھا ہو چکا تھا کہ اس کے پر بھی جھڑ چکے تھے۔

کنگ راج اس کے پاس آیا۔

کنگ راج نے جھک کر اس کی تعظیم کی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ بند آنکھوں کے باوجود وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

بابا،، کنگ راج نے اسے پکارا۔

کس چیز سے پریشان ہو کنگ راج،، بابا نے دھیمے سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا جو بے حد پریشان تھا۔

بابا میری چھوٹی سی پرنسز وہ کہیں کھو،،،

اس کی فکر چھوڑ دو کنگ راج،، اس کے لئے اس کا اپنا کنگ ہے جو اسے ڈھونڈ لے گا، وقت لگے گا، بلکہ برسوں لگیں گے، وہ اب نہیں ملے گی تمھیں، تم صبر کرو، وہ اسے ہی ملے گی، وہ اسے تم تک لے کر آئے گا، پرنسز اس کے وجود کا ایک حصہ ہے، اس کی فکر کرنے کو اس کا اپنا کنگ ہے، تم اپنی کوئین کی فکر کرو، اس کا خیال رکھو، وہ بیمار ہے کمزور

ہے، ڈریگن لینڈ پر توجہ دو، اس سے پہلے وہ تمھارے ہاتھ سے نکل جائے، جو ایک اور پرنسز آنے والی ہے بس اس پر توجہ دو، اس کی حفاظت کرنا، اس کے سر پر بھی مصیبتوں کے سائے لہرائیں گے، اسے بھی کوئی تم سے چرانے کی چھیننے کی کوشش کرے گا،، ہو سکے تو اسے ڈریگن لینڈ مت رکھنا، انسانی دنیا میں بھیج دینا،، وہاں وہ شاید محفوظ رہے،،

تم۔ سمجھ رہے ہو ناں میں کیا کہہ رہے ہوں۔

وہ کسی غیر مرئی نقطے کی جانب گھورتے ایک سانس میں بولے تھے۔

راج کو اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی یہ سن کر کے اس کی پرنسز اب اسے نہیں ملے گی مگر ایک اور پرنسز کی آمد پر اس کے دل کو کچھ تو سکون محسوس ہوا تھا اب طس اسے بے حال ہوتی وشہ کو سنبھالنا تھا۔

بابا،، راج نے ایک مرتبہ پھر پکارا۔

جاو یہاں سے راج، جتنا دیکھا بتا دیا، مزید کچھ نہیں ہے میرے پاس تمھیں بتانے کو، بلکہ فوراً اپنی کوئین کے پاس پہنچو، اس کی طبیعت ٹھیک نہیں وقت قریب ہے، اور ایک اور ننھی سی پرنسز کے لئے پیشگی مبارکباد،

اس بوڑھے پری زاد نے کہا تو راج لمحوں میں ڈریگن بنا وہاں سے اڑا تھا۔

exponovels

راج ڈریگن محل کی وسیع و عریض چھت پر اترا تھا۔ تیز قدموں سے وہ نیچے کی جانب بھاگا۔
محل میں غیر معمولی ایک ہلچل اور پریشانی سی تھی۔
کنگ،، کوئین کی طبیعت اچانک بہت خراب ہوگئی ہے،، ایک خادمہ نے بھاگ کر آکر بتایا۔
شاہی وید کو بلایا،، راج نے اپنی خواب گاہ کی طرف بڑھتے ہوئے پریشانی سے پوچھا۔
شاہی دائیہ ان کے پاس ہیں، خادمہ نے بتایا۔ راج کے قدم اپنی خواب کے باہر آکر تھمے تھے۔ اندر سے وشہ کی دلدوز چیخیں سنائی دے رہی تھیں۔ ایک مرتبہ پھر راج نے بے بسی کی انتہا سے اپنی آنکھیں زور سے بند کیں۔ کیونکہ وہ اب اپنی کوئین کے لئے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ یہ تکلیف اسے اکیلے برداشت کرنی تھی۔
مگر تبھی ایک خادمہ بھاگ کر آکر راج کے پاس رکی تھی۔ تعظیما جھکی۔
کنگ، کوئین کسی سی بھی سنبھل نہیں رہیں ہیں، شاہی دائیہ سے بھی نہیں، وہ اپنی چیخوں کے دوران آپ کو پکار رہیں، شاہی دائیہ نے ان کی بگڑتی طبیعت کے پیش نظر آپ کو اندر بلایا ہے،،
خادمہ نے پریشانی سے کہا۔

exponovels

مگر،، راج نے کچھ پل کے لئے سوچا مگر اپنا سر جھٹک کر خواب گاہ کی جانب تیزی سے گیا۔

اندر داخل ہوا تو کنیزوں اور شاہی دائیہ نے جھک کر اپنے کنگ کی تعظیم کی۔

راج سب کو نظر انداز کرتا پریشان حال وشہ کے سرہانے پہنچا جس کا وجود ایک بڑی سی چادر سے ڈھانپا گیا تھا۔

وشہ کے کمزور انسوؤں سے تر سرخ چہرے پر جیسے برسوں کی تھکن تھی۔ اور وہ اپنا سر تکیے سے پٹخ پٹخ کر شدید تکلیف میں پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

وش،،، میری جان،، وشہ،، راج نے اسے پکارا۔ وشہ نے اپنی نیم واسی آنکھوں سے اپنے کنگ کو دیکھا۔

رر،،، راج،، آپ،،،، مم،، میری،، بب،، بچی،، کو لینے،، ؟ لے آ،،، آئے،،، ؟ آہhhhhhh

وش سنبھالو اپنے آپ کو،، راج نے بے بسی کے احساس سے بری طرح اپنے لب کچلے۔ وہ اتنی تکلیف میں بھی اپنی بچی کا غم کلیجے سے لگائے بیٹھی تھی اور بھول نہیں رہی تھی۔

For more visit (exponovels.com)

یہ تو وہ کنگ ہی جانتا تھا اتنے ماہ اس نے کیسے کیسے اسے دلاسے دے کر، جھوٹی تسلیاں دے کر یہ وقت گزارا تھا۔ وہ کبھی بے ہوش ہو جاتی۔ کبھی شدید غصے میں چیخنے چلانے لگتی۔ رو رو کر آنکھیں بھی اب تو دکھنے لگی تھی۔

راج،،، بب،،، بتائیں،، مم،، مجھے،،، آ،،،،، اپ لے آئے اسے،،،؟ وہ نقاہت زدہ سی اب اس کا گریبان پکڑ چکی تھی۔

وش،، میری جان،، میں وعدہ کرتا ہوں،، تمہارے اس تکلیف سے نکلنے کے بعد میں تمہاری گود میں تمہاری پرنسز لا کر دوں گا، میری جان سنبھالو خود کو، مت دو خود کو اور مجھے اتنی تکلیف، راج نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھنسا کر اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔

وشہ روئے گئی۔ اور تکلیف میں اضافہ ہوتا گیا۔ راج نے شاہی وید کا بھیجا ہوا ایک خاص امرت اسے پلایا۔ اس کا ماتھا پسینے سے تر تھا۔

کئی گھنٹوں کے دردناک تکلیف و عذاب کے بعد ایک دلخراش چیخ کے بعد ہوش و خرد سے بیگانہ ہو کر اس کا سر راج کے سینے کی جانب لڑھکا تھا۔

وش،، میری جان،، راج نے اس خود میں بھینچا۔ مگر پھر باریک سی ننھی سی رونے کی آواز نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔

exponovels

ڈریگن لینڈ میں ایک مرتبہ پھر خوشیوں کی بہار اتری تھی۔ وہ لوگ جو پرنسز مایا وِش کے کھونے پر بہت دکھی تھے اب اپنی نئی پرنس کی آمد پر جشن منا رہے تھے۔ راج اپنی دوسری بے تحاشا خوبصورت گڑیا کو اٹھائے لوگوں کے بیچ لایا تھا۔

تاکہ وہ اسے دیکھیں اور مطمئن ہو جائیں۔

اور واقعی لوگ پرنسز کو دیکھ کر بہت خوش ہو رہے تھے۔

ایسے میں چھوٹے چھوٹے بچے آکر پرنسز کے پاس پھول رکھ رہے تھے۔ پھر راج نے ایک عجیب نظارا دیکھا۔ ایک سر پر ہڈ لیے بچہ کافی دیر سے جو دور کھڑا پرنسز کو بغور دیکھ رہا تھا۔ وہ قریب آیا تھا۔ اور پرنسز کے پاس پڑے پھولوں کے ڈھیر پر ببول کا کانٹا رکھا تھا۔ راج غور کرتا۔ مگر اسے خادمہ نے مخاطب کیا تھا۔ وہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔

پرنس ویام نے ہڈ کے پیچھے سے ایک خونخوار نگاہ اس پریوں سے بھی زیادہ خوبصورت پرنسز، پر ڈالی۔ اور بھیڑ میں غائب ہو گیا۔ وہ جس مقصد کے تحت یہاں آیا تھا وہ پورا ہو چکا تھا۔

راج نے پیچھے مڑ کر دیکھا وہ بچہ پھولوں کے ڈھیر پر ایک کانٹے کی جھاڑی رکھ کر جا چکا تھا۔

اسے خادمہ کے زریعے وشہ کا پیغام ملا تھا تو وہ اٹھ کر اندر کی جانب بڑھا۔

exponovels

اندروشہ نڈھال سی آرام کررہی تھی۔ کچھ دیر بعد ہی اس کی آنکھ کھلی تھی۔ اس کے اشارا کرنے پر کنیز نے اسے اٹھا کر تکیے کے سہارے نیم دراز کیا تھا۔

اسے یاد آیا۔ ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔ راج نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اس کی طبیعت سنھلتے وہ اس کی گود میں اس کی پرنسز دے گا۔ اور راج کبھی اپنے وعدے سے پیچھے نہیں ہٹتا تھا۔

کک،،، کنیز،،، کنگ راج کو بب،،، بلائیں،، وہ نیم جان سی بولی اور آنکھیں موندلیں۔

تبھی خادمہ کے بلانے پر راج اپنی گود میں چھوٹی پرنسز کو بھرے اندر داخل ہوا تھا۔

رر،،، راج،، آپ نے وعدہ کیا تھا کک،، کہ،، آپ میری پرنسز،، کک،، کہاں ہے مم،، میری پرنسز،، وشہ بے چین ہوئی تو راج نے نرمی سی جھک کر اپنی ننھی شہزادی کو اس کی گود میں بھرا۔

وشہ یہ دیکھو تمھاری پرنسز ماہاویرا،، مایاوش کی چھوٹی بہن، دیکھو میں نے وعدہ کے مطابق تمھاری گود میں تمھاری پرنسز کو تھمایا،،

راج نے اس کی گود میں سکون سے سوئی پرنسز کو تھمایا۔

مگر راج،، وشہ نے پوچھنا چاہا مگر پھر وہ اچانک اپنی ننھی گڑیا کے معصوم چہرے میں کھو سی گئی تھی۔

exponovels

وشہ دیکھوا سے ،اب یہی ہماری پرنسز ہے ، میں تمھیں سب سمجھا تا ہوں میری جان ،،

راج اس کے بہت قریب چلا آیا اور فیری ٹوپیا میں ہونے والے تمام واقعات اس کے گوش وگزار کردئیے ۔ سب سے بوڑھے پری زاد نے جو اسے بتایا تھا وہ بھی ۔

یہ سن کر وشہ ایک مرتبہ پھر رونے لگی ۔ چاہے وہ جتنا مرضی تڑپتی مگر اب تو اسے صبر کرنا ہی تھا ۔ مگر اس کی گود میں جو ننھی پری تھی اس کے اٹھ کے رونے سے وہ وہ جلد ہی اس کی جانب متوجہ ہو گئی تھی ۔

راج نے یہ دیکھ کر سکون کا ایک لمبا سانس خارج کیا ۔

ازلان سلطان نے دونوں کو سنگاپور کے مشہور مینٹسوری میں داخل کروایا تھا ۔ وہ ضرورت سے زیادہ زہین ہونے کے ساتھ ساتھ خوبصورت اور پرکشش تھے ۔

تبھی وہاں کا ہر بچہ ان کے قریب آنا چاہتا تھا ان سے دوستی کرنا چاہتا تھا ۔ مگر ازلان نے انھیں کسی سے بھی دوستی پالنے کے لئے سختی سے منع کیا تھا ۔ تبھی وہ اپنے کام سے کام رکھتے تھے ۔ دونوں کی آنکھیں اوشن بلو تھیں ۔ اب بھی وہ بریک کے بعد باہر صحن میں کھیل رہے تھے ۔

exponovels

جب پول پہ کھڑا گارڈ کسی کام کے سلسلے میں اندر کہیں گیا۔ تبھی ایک بچہ بال پکڑتے پکڑتے پانی میں گرا تھا۔ کوئی بڑا یا ٹیچر موجود نہیں تھا۔

پانی زیادہ گہرا نہیں تھا ہاں مگر اس بچے کے ڈوب کر مرنے کے لئے کافی تھا۔

بلڈنگ کے سیکنڈ فلور پر کھڑی پرنسپل نے یہ دہشت ناک نظارا دیکھا اور دل تھام لیا۔

وہ بچہ ڈوب رہا تھا اور چلائے جا رہا تھا۔ عائش اور آبدار سکون سے چلتے پول کے قریب آئے تھے۔ ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا کہ جیسے ایک دوسرے سے پوچھنا چاہتے ہوں۔

کیا یہ ہمیں کرنا چاہیئے۔ آبدار نے اثبات میں سر ہلایا اور دونوں دیکھتے ہی دیکھتے کسی ماہر تیراک کی طرح ہاتھ فضا میں بلند کیے پانی میں کود گئے۔

تب تک گارڈ، ٹیچر اور پرنسپل پول کے پاس پہنچ چکے تھے۔ مگر رائیل خاندان کے چشم و چراغوں کو اس طرح پانی میں گرتے دیکھ وہ سب مرنے والے ہو گئے۔ تبھی پول کی جانب بھاگے تھے۔

مگر یہ کیا؟ پول کے قریب جاتے ہی سب کو حیرت سے غش پڑنے والا ہو گیا۔ عائش اور آبدار اسے بازوؤں سے پکڑ کر تیرتے کنارے کی طرف لا رہے تھے۔

یہ سب کے لئے ناقابلِ یقین اور بے حد حیرت کی بات تھی۔ اتنے چھوٹے بچوں کا اتنے کانفیڈینس سے پانی میں کودنا پھر سمجھداروں کی طرح اس بچے کو بچانا اور پھر سہی سلامت کنارے تک لانا۔

بیٹا یہ سب تم نے کیسے کیا،، پرنسپل نے جھک کر عائش اور آبدار سے پوچھا۔ مگر وہ خاموش رہے۔

پرنسپل نے فوراً ازلان سلطان سے رابطہ کیا تھا۔ اور پھر ان کو ایک مرتبہ پھر اس بات پر ڈانٹ پڑی تھی کہ وہ لوگوں کے سامنے پانی میں کیوں کودے۔

وقت پر لگا کر اڑ گیا۔ بارہ سال کے ہونے پر ازلان نے اپنے گلے میں پہنے لاکٹ سے وہ سفوف نکال کر ان کو کھلا دیا تھا۔ وہ دونوں ہی اچھی طرح اپنی حقیقت، اپنا اصل اپنی زندگی کا جینے کا مقصد سمجھ چکے تھے۔ اب وہ جانتے تھے وہ کون ہیں اور انھیں دنیا سے کیوں چھپنا چاہیے۔ بارہ سال کے بعد اب وہ اپنی مرضی سے جب چاہے انسان اور جب چاہے ایک جل پری زاد میں بدل جاتے تھے۔ مگر ان میں سے جو اوشن کنگ تھا اس کے پاس مزید بے شمار پراسرار پاورز، تھیں۔ جو کسی عام انسان کی سوچ سے بالاتر تھیں۔

دس سال بعد،،

وہ ویسٹ افریقہ کا ایک عجیب سا علاقہ تھا۔ جس کے ایک کشادہ بند تاریک گھر میں وہ ایک چھوٹے سے تخت پر بیٹھی وہ اس بے تحاشا خوبصورت ملکوتی حسن کی ملکہ دس سالہ چھوٹی سی بچی کے سیاہ کمر سے جھولتے بالوں میں برش کررہی تھی۔

یہ بات یادرکھنا مایاوش، آج تو تم نے میرے اجازت کے بغیر اس گھر سے باہر قدم نکالا، آئندہ اگر یہ حرکت کی تو میں تمھیں ہمیشہ کی طرح سزادوں گی، اور تمھیں پتہ ہے میں کتنی دردناک سزادیتی ہوں،، کائلہ (عرف بلیک وچ) نے اپنے مخصوص پراسرار لہجے میں اس سے کہا۔

کیا آپ واقعی میری سگی ماں ہیں ماں،، مایاوش کے اچانک سوال پر وہ بری طرح چونکی۔ کیونکہ اس سے پہلے کبھی مایاوش نے یہ سوال اس سے نہیں پوچھا تھا۔

میں ہی تمھاری ماں ہوں،، تمھاری سب کچھ سنا تم نے، تمھارا دنیا پر اور کوئی نہیں ہے میرے سوا،، اور یہ سوال تم نے کیوں پوچھا۔

کیونکہ کوئی ماں اپنے بچے کو اتنی دردناک سزا نہیں دیتی،، مایاوش نے معصومیت سے مگر سنجیدگی سے کہا۔

وہ اس لئے کہ میں تمھیں اس بری دنیا سے بچا سکوں، یہ دنیا بہت بری ہے، بہت، اسی لئے میں تمھیں اس کے مکروفریب سے بچا کر رکھنا چاہتی ہوں،،

exponovels

مگر ماں ہم باہر کیوں نہیں جاتے، ہر چھ ماہ بعد اپنا گھر کیوں بدلتے ہیں، مجھے سکول کیوں بدلنا پڑتا ہے، میں کسی سے بات کیوں نہیں کر سکتی، سب بہت اچھے ہوتے ہیں، آپ مجھے جس لڑکی سے کہتی ہیں دوستی کرنے کو میں کر لیتی ہوں،، مگر جب وہ ہمارے گھر آتی ہے تو کدھر چلی جاتی ہے،

اس خبیث چڑیل نے مایاوش پر پوری طرح اپنا تسلط قائم کر رکھا تھا۔ ہر چھ ماہ بعد ایک لڑکی کو پھانس کر اس کی بلی دیتی اور وہاں سے مایاوش کو لے کر فرار ہو جاتی۔ ایک نئی جگہ نئے شکار کی تلاش میں۔ اور یوں جگہ بدلنے سے کوئی بھی مایاوش تک بھی نہیں پہنچ سکتا تھا۔

مایاوش کے دماغ کو پوری طرح گمراہ کر دیا تھا۔ مگر اب وہ جب سے سوجھ بوجھ آنے لگی تھی وہ اس سے سوال پوچھنے لگی تھی جو کہ اسے زہر لگتے۔ اسے تو مایاوش بھی زہر لگتی تھی تبھی آئے دن اسے نئے طریقے سے ٹارچر کرتی تھی۔ اب بھی وہ غصے سے پاگل ہوئی تھی۔ جب فضا میں ہاتھ لہرایا۔ اس کے ناخن کسی خنجر کی طرح تیز ہوئے تھے۔

تمھاری جرات کیسے ہوئی مایاوش میرے سامنے اتنی بکواس کرنے کی، اتنی زبان چلانے کی مجھ سے سوال کرنے کی،،،، یہ بول کر اس نے اپنی پوری طاقت سے ان خنجر نما ناخنوں سے اس کی کمر نوچی تھی۔ مایاوش کی دلدوز چیخ فضا میں بلند ہوئی۔

وہ سٹڈی ٹیبل پر بیٹھا اپنی سٹڈی میں بزی تھا جواب پندرہ برس کا ہو چکا تھا۔

تبھی بہت اچانک اسے اپنی پیٹھ پر خنجر سے چلتے جتنا درد محسوس ہوا تو وہ لرزتا وجود لیے بری طرح آنکھیں بھینچے وہ درد برداشت کرتا بیڈ تک آیا۔ بیڈ پر اوندھے منہ گر کر شیٹ مٹھیوں میں جکڑ کر مزید تڑپا۔

اففففففففففف،،،،ششششش،،،

دوسرا پرنس روم میں داخل ہوا تو حسبِ معمول اسے یوں تڑپتے دیکھ اپنی جگہ پر ساکت ہوا۔

ہیے واٹس اپ برو،،کیا ہو رہا ہے یہ تمھیں،،وہ اس کی کمر پر جھکا جہاں شرٹ پر ہلکے ہلکے خون کے دھبے تھے۔

کچھ نہیں، دراز میں پڑی آئنٹمنٹ اٹھا کر ان زخموں پر لگا دو پلیز،،اس نے التجا کی۔

او کے باس،،وہ دراز تک گیا۔ اور آئنٹمنٹ لا کر اس کے اوپر جھکا۔ اتنے میں وہ شرٹ اتار چکا تھا۔

اس نے اس کی کسی تیز، دھار آلے سے نوچی گئی کمر پر آئنٹمنٹ لگانا شروع کیا۔ وہ آنکھیں موندے لب سختی سے بھینچے پڑا درد برداشت کرتا رہا۔ تب وہ آئنٹمنٹ لگا چکا تو پیچھے ہٹا۔

ڈیڈ کو بلاؤں؟

exponovels

نو،،

تم ٹھیک توہو،،

یس آئم فائن، تم جہاں جارہے تھے ادھر جاؤ، میں آرام کروں گا،، اینڈ تھینکس ڈیوڈ،،

اس نے آنکھیں موندے ہی اسے کہا۔

اوکے، وہ بول کر چلا گیا۔

اب وہ اوشن کنگ اٹھا تھا اور کمرے کی ہر چیز تہس نہس کی تھی۔ آئینے کے سامنے آکر اپنی سرخ ڈوروں والی نیلی آنکھوں میں دیکھا۔ چہرے پر غیض و غضب اور اشتعال انگیز تاثرات تھے۔

ہو آریو،، اینڈ وئیر آر یو، یہ کیسا کنکشن ہے ہمارے بیچ، دنیا کی کوئی ایسی چیز نہیں جو اس اوشن کنگ کو تکلیف پہنچا سکے، مگر ہر بار یہ تکلیف تمہارے وجود سے ہو کر مجھ تک آتی ہے، شششششششششٹ،،،،

اس نے شیشے پر مکا مار کر شیشہ چکنا چور کیا تھا۔

اور پھر اس اوشن کنگ کو یہ بات زیادہ تکلیف دیتی ہے کہ جو میں برداشت کر رہا ہوں کیا وہ تکلیف تمھیں بھی برداشت کرنی پڑ رہی ہے، اوشن کوئین کو، کس کی اتنی جرات کہ اس کنگ کی کوئین کو اتنی تکلیف پہنچائے۔

نووووووووووووو،،،،،،،،وہ دھاڑا۔

دل میں غم وغصے کا طوفان سا اٹھا۔ واش روم گیا اور شاور کھول کر اپنے لیے بنائے گئے مخصوص باتھ ٹب میں آنکھیں موندے لیٹ گیا۔

کچھ ہی دیر میں اس کی پونچھ پانی میں تیرتی نظر آئی تھی۔

اس ایک چھوٹی سی سولہ سالہ جل پری کا پہرے داروں سے چھپتے چھپاتے کالے پانی کی تہہ میں موجود زندان کی جانب رخ تھا۔ کام مشکل تھا مگر وہ کر رہی تھی۔ روزیلہ اب سمجھدار ہو چکی تھی۔ اپنی ماں تاشہ سے کئی طرح کے سوال پوچھتی تھی۔ جن سے عاجز آ کر تاشہ اس سے کھنچی کھنچی رہتی تھی۔ اور خود کو اس سے دور دور رکھتی تھی۔ تبھی اب وہ خود ان سوالات کے جواب جاننے نکلی تھی۔

جب روزیلہ تہہ تک پہنچی تو ایک نئی پریشانی سر اٹھائے اس کے سامنے کھڑی تھی۔ زندان کے غار کے منہ کے آگے دیو ہیکل باکس جیلی فشز تھیں۔ جن کے الیکٹرک شاک والے ٹینٹیکلز نے پورے ایریے کو کور کر رکھا۔ یہ یقینا اس کے ماں کے جادوئی طاقتوں کا اثر تھا کہ وہ چھوٹی چھوٹی باکس جیلی فشز اتنی بڑی بڑی تھیں۔ اور ان کے ہانی کے ساتھ لہراتے ٹینٹیکلز

exponovels

میں اتنی پاورفل الیکٹرک شاک تھا کہ کوئی بھی جل پری یا پری زادان کی زد میں آتا تو جل کر بھسم ہو جاتا اور اس کی موت طے ہوتی۔

اسے ہر حال میں زندان میں قید اپنی ماسی سے ملنا تھا۔ تبھی وہ خوفزدہ سی آگے بڑھی۔

ٹینٹیکلز پانی میں لہرا رہے تھے۔ وہ ایک ایک کر کے ان سے بچتی بچاتی آگے بڑھی۔ کیونکہ وہ ابھی چھوٹی سی تھی۔ تبھی آسانی سے ان کو پار کر پا رہی تھی۔

آخر کچھ پلوں کی محنت کے بعد وہ ان خطرناک ٹینٹیکلز سے بچ کر زندان کے منہ کے بلکل سامنے تھی۔ وہ ڈرتے جھجکتے اندر داخل ہوئی۔

سب سے پہلے اسے ایلا کے وفادار زندان میں خستہ حالت میں پڑے دکھائی دیئے۔ سامنے ہی ایک بڑے سے غار کے منہ پر جادوئی جال گرا ہوا تھا جس میں اسے ایلا اداس سی بیٹھی نظر آئی۔

ماسی،، وہ تڑپ کر تیرتی ہوئی آگے بڑھی اور اس جال کو تھاما۔

روزیلہ،، میری بچی،، تم یہاں کیوں آئی،، اگر تمھیں کچھ ہو جاتا تو،، ایلا نے جال میں سے ہاتھ نکال کر اس کا خوبصورت معصوم چہرہ تھاما۔۔

مجھے سچ جاننا ہے ماسی،، پورا سچ،، ماں آپ کے بارے میں جانے کیا کیا بولتی ہے، مجھے وہ جھوٹ لگتا ہے،، اور سچ مجھے اب آپ بتائیں گی ماسی،،

روزیلہ نے ضدی لہجے میں کہا۔ جیسے جب تک سب کچھ جان لے گی یہاں سے ہلے گی بھی نہیں۔۔

روز جاؤ یہاں سے،، تمھاری ماں کو پتا چلا تو بہت برا ہو گا،، ایلا جھنجھلا کر بولی۔

میں کچھ نہیں جانتی ماسی آپ مجھے سچ بتائیں پلیز،،

کونسا سچ،، روز، تمھاری ماں نے بلکل سچ کہا میرے بارے میں جو بھی کہا،، ایلا نے اپنی جان چھڑانی چاہی۔

نہیں،، آپ اب جھوٹ بول رہی ہیں، سچ بتائیں، ماسی مجھے جاننا ہے،، روزیلہ مزید ضدی ہوئی۔

تب ایلا کو اسے کسی صورت جاتے ہوئے نا دیکھ اس کو سب سچ بتانا ہی پڑا۔ کیونکہ اگر وہ مزید وہاں رکتی تو یقیناََ تاشہ کو اس کا علم ہو جاتا۔ ایلا نے تبھی اسے سب کچھ بتا دیا۔

روز اس نے میری پیٹھ میں چھرا گھونپا، مجھے میری اولاد میرے بچوں میری محبت سے دور کر دیا، اوشیانہ کے لوگوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتی ہے،،

ایلا نے بے حد اداسی سے کہا۔

ہمیں انھیں روکنا ہوگا ماسی، اور یہ میں کروں گی، میں عائش اور آبدار کو ڈھونڈوں گی،، انھیں آپ سے ملواؤں گی، میں آپ کو آزاد کرواؤں گی،، وعدہ کرتی ہوں آپ سے،، روزیلہ کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔

مگر روز،،،،، آہہہہہہہہہہہہہہہہہہہ

سبز، روشنی کا ایک جھما کا ہوا تھا اور ایلا جھٹکے سے اچھل کر دور جا کر گری تھی۔

ماں،،، روز چلائی۔

تمھاری ہمت کیسے ہوئی ایلا میری بچی کو میرے خلاف بھڑکانے کی، بہت بری ہو تم، تم نے اچھا نہیں کیا،، روزیلہ اس نے جو بھی تم سے کہا سب جھوٹ کہا،، اور تم اب اس کی سزا بھگتنے کو تیار رہو جاؤ،،

ماں، بری وہ نہیں آپ ہیں،، یہ آپ نے کیا، وہ آپ تھیں، جنھوں نے غداری کی اوشیانہ سے، مجھے آپ کو ماں کہتے ہوئے بھی شرم محسوس ہو رہی ہے، آزاد کریں ماسی کو ابھی اور اسی وقت،، نہیں تو بہت برا ہوگا،، روزیلہ چلائی۔ اور جال کے پاس ایلا کے قریب جانے کی کوشش کی۔

پیچھے سے تاشہ مکروہ قہقہے لگاتی ہنسی۔

پہرے دار پکڑو پرنسز کو، ، تاشہ نے بے حسی سے کہا تب دو جل پری زادنے آکر روزیلہ کو دبوچ لیا۔

ماں یہ کہا کر رہی ہیں آپ چھوڑیں مجھے اور ماسی کو، ، روزیلہ پھر چلائی تھی۔

تاشہ آہستگی سے اپنی بیٹی کے پاس آئی تھی۔ اور غم و غصے سے اسے گھورا۔ تب ہی ایک ہاتھ سے تاشہ نے اس کا منہ دبوچا تھا۔

اب بات دراصل یہ ہے پیاری پرنسز، ، کہ میں جو جو بولتی جاؤں گی وہ تمھیں کرنا ہوگا، تمھیں اپنی ماسی کے بیٹوں کو پھانس کر یہاں میرے پاس لانا ہوگا، کسی بھی طرح، کسی بھی طرح ایک تمھارا کنگ بنے گا اور دوسرا بیچارا مرے گا، ہاہاہاہاہاہاہا، ، ، ، ، تب ملے گا مجھے سکون، ،

وہ مکروہ قہقہے لگا رہی تھی روز، نے اپنی ماں کو نفرت سے دیکھا۔

اور آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں آپ کے کہنے سے ایسا کچھ کروں گی، ، روز کے لہجے میں بغاوت تھی۔ تبھی تاشہ نے ہاتھ میں پکڑے ترشول کا رخ ایلا کی جانب کیا تھا۔ اس میں سے نکلنے والی بجلی نے ایلا کی جان لینا شروع کی تھی۔ ایلا کی دلدوز چیخیں کالے پانیوں میں گونجیں۔

exponovels

رک جائیں ،، چھوڑ دیں انھیں ،، آپ جو بولیں گی میں وہی کروں گی ،، روزیلہ نے چیخ کر روتے ہوئے کہا۔

تاشہ نے ترشول پیچھے ہٹایا۔ اور پہرے داروں کو اشارہ کیا۔ وہ باہر کی جانب بڑھی۔

پہرے دار روزیلہ کو دبوچے وہاں سے باہر نکلنے۔ اس نے حسرت سے ایلا کے زخمی وجود کو دیکھا۔ وہ نیم جان سے ہاتھ اٹھا کر اسے روکنا چاہتی تھی۔ مگر روک نہیں پائی۔

مجھے معاف کر دیں ماسی ،، میں مجبور ہوں ، روزا اپنے دل میں مخاطب ہوئی۔ معصومیت بھری آنکھوں سے انسو صاف کیے اور اپنی ماں کے پیچھے چل پڑی۔

انڈیا کے شہر گوا کے خوبصورت بیچ پر بنا یہ چھوٹا سا کاٹیج تھا۔ جس میں کائلہ (بلیک وچ) بے چینی سے ادھر ادھر گھومتی مایا وش کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ اپنے خاص کام کی تیاری کر رہی تھی۔ تبھی آج مایا وش کو اکیلے کالج بھیجا تھا۔ ساتھ بوریا بستر بھی سمیٹ کر بیٹھی تھی۔ یہاں سے اب انھیں کہیں دور جانا تھا۔ آج مایا وش کے فرسٹ ائر سٹینڈرڈ کا رزلٹ تھا اور اب اس نے سیکنڈ ائر میں جانا تھا۔

اسنے مایا وش اوراس کے ملکوتی غیر معمولی حسن کو دنیا اور انسانوں سے اب تک چھپا کر رکھا تھا۔ وہ یوں کہ اسے پابند کر دیا تھا کہ وہ ہمیشہ گاؤن پہنے اور اپنا چہرہ نقاب کے پیچھے ڈھانپ کر رکھے۔ اسی ایسا ہی کیا تھا۔ آج تک کوئی اس کا چہرہ نہیں دیکھ پایا تھا۔

اور جب سے وہ زیادہ سوال کرنے لگی تھی اس کی سزاؤں میں اضافہ کیے رکھا۔ اب مایا وش بڑی ہو چکی تھی۔ ڈر کے مارے سوال نہیں پوچھتی تھی۔ کیونکہ اس کے پیروں اور وجود کو جادوئی زنجیروں سے باندھا گیا تھا۔ وہ جانتی تھی وہ قید میں ہے۔ اور کئی طرح کی بار بار کوششوں کے باوجود وہ رہا نہیں ہو پائی تھی۔ اور نا کبھی ہو سکتی تھی۔ کوئی امید کا سرا ہاتھ نہیں آتا تھا۔ وہ آج تک یہ نہیں جان پائی تھی کہ اس کا اس دنیا میں آنے کا کیا مقصد ہے۔ وہ کیوں ہے یہاں۔ اور اتنی عجیب زندگی کیوں گزار رہی ہے۔ باقی لوگوں کی طرح اس کی زندگی نارمل کیون نہیں ہے۔ اس کے ماں باپ کہاں ہیں۔ یہ تو طے تھا کہ کائلہ اس کی ماں نہیں تھی کم ازکم۔ تو پھر وہ آخر کون تھی۔

کبھی کبھی اسے اپنے وجود میں عجیب طرح کی سنسناہٹ محسوس ہوتی تھی۔ کبھی جب کائلہ اسے بے تحاشا اذیتیں دیتی تھی تو خود بخود جیسے ان زخموں پر مرحم کے پھاہے رکھ دئیے جاتے تھے اور کبھی یونہی بیٹھے بیٹھے خود بخود جسم کے کسی حصے پہ زخم لگ جاتا تھا۔

کائلہ اب مایاوش کی پوری پوری نگرانی کرتی تھی۔ وہ اس طرح کے جگہ بدلنے کے بعد وہ مایا کے ساتھ ہی جس سکول میں اسے داخل کرواتی اسی میں خود ایک میوزک ٹیچر بن کر جاتی تھی۔ یوں مایاوش پر بھی نظر رکھی جا سکتی تھی اور اپنا نیا شکار پھانسنے میں بھی آسانی ہوتی تھی۔

مایاوش کالج سے نکلی۔ پورا جسم خوف سے لرز رہا تھا۔

ہییے مایاوش،، تم تو بول رہی تھی کہ مجھے اپنے ساتھ آج گھر لے کر چلو گی تو اکیلی کیوں جا رہی ہو،، اس کی دوست پریا نے اسے پیچھے سے آواز دی۔

مایاوش کی آنکھوں میں نمی اتری۔ کتنی بہترین اور بے غرض دوست تھی وہ اس کی۔ پیاری سی پریا۔ مگر جانتی تھی اگر کائلہ کے حکم کے مطابق وہ اسے اپنے ساتھ لے گئی تو پریا کبھی لوٹ کے گھر واپس نہیں جا پائے گی۔ وہیں کہیں غائب کر دی جائے گی۔

مایاوش نے ایک سرد سی لمبی سانس کھینچی۔ دل میں سوچا جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ کم از کم اب پریا نہیں۔ آخر کیا کرے گی کائلہ؟ اسے ہی مارے گی ناں۔ جتنا چاہے مارے۔ مگر اب وہ کسی اپنی عزیز دوست کو کچھ نہیں ہونے دے گی۔

"پریا یار ابھی مجھے کوئی ضروری کام یاد آگیا، میں تمھیں کل لے جاؤں گی اپنے گھر، اوکے،، اس نے نرمی سے کہا تو پریا نے اثبات میں سر ہلایا۔ ہاتھ ہلا کر اسے گڈ بائے بولا۔

exponovels

مایاوش خوف سے کانپتی لرزتا وجود لیے اپنی گاڑی میں بیٹھی تھی۔ جس کا ڈرائیور ایک سیاہ لباس میں موجود پراسرار سا شخص تھا۔ یہ مایاوش نہیں جانتی تھی وہ بلیک وچ کا ایک شیطانی چیلہ تھا۔ جو بلیک وچ کی غیر موجودگی میں اس پر نظر رکھنے کے فرائض سرانجام دیتا تھا۔

گاڑی کالج کے دروازے پر جھٹکے سے رکی تھی۔

مایاوش گاڑی سے اتر کر کالج داخل ہوئی تھی۔ کائلہ نے اسے ایک نظر دیکھا۔ اس کے پیچھے دیکھا۔

پریا کہاں ہے،،، اس نے خونخوار لہجے میں پوچھا۔

مایاوش انگلیاں نے اپنا نقاب ہٹایا۔ اور خوف کے مارے گھبراہٹ میں اپنی نازک انگلیاں چٹخانے لگی۔

اس کا اس قدر بے اختیار اور بے تحاشا حسن دیکھ کر ایک مرتبہ پھر وہ خبیث چڑیل جی جان سے جلی۔

میں نے پوچھا پریا کدھر ہے؟ وہ اپنی مکروہ آواز میں دھاڑی۔

مم،، میں نہیں لائی،، ا،،، اسے ساتھ،، وہ مم،،، میری،، بب،، بہت اچھی،، دوست،، ہے،، آپ،، اسے کک،، کچھ کر،، دیتی،، اسی لئے،، مم،، میں نن،، نہیں لائی اسے ساتھ،،،

مایاوش نے پسینے سے تر پیشانی لیے کہا۔ کائلہ کی آنکھوں میں شعلے سے لپکے تھے۔
تو تم میری حکم عدولی کرو گی اب مایاوش،، اپنی ماں کی،، جانتی ہو اس بغاوت کی کیا سزا ملے گی تمھیں،، وہ پھنکارتی اس کے قریب آئی تھی۔ شکار ہاتھ سے جانے پر وہ سر کچلی ناگن کی طرح تڑپ اٹھی تھی۔ کیونکہ انھیں نکلنا تھا۔ وقت نہیں تھا اس کے پاس اور مایا وش نے شکار ہاتھ سے نکال دیا تھا۔
وہ جھٹکے سے اس کے قریب آئی تھی۔ اور اپنی بیلٹ سے کنجر نکال کر بجلی کی سی تیزی سے اس کے دونوں بازوؤں پر بڑے بڑے کٹ لگائے تھے۔
مایاوش کی چیخیں پورے کاٹیج میں گونجیں تھیں۔
کائلہ اسے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر اندر لے کر گئی تھی۔ اور اس کا جبڑا طرح دبوچا۔
اپنا یہ ڈرامہ بند کرو، اور جلدی سے تیار ہو کر باہر آؤ ہم سنگاپور جا رہے ہیں، سنگاپور انٹرنیشنل کالج میں ایڈمیشن ہوا ہے تمھارا، اور اگر ادھر کوئی گڑبڑ کی تم نے تو انجام اس بھی زیادہ برا اور بھیانک ہو گا،، سمجھیں،،،
کائلہ اسے بالوں سے پکڑ کر بستر پر پٹخ کر گئی تھی۔ مایاوش اپنے بازو تھامے دبی دبی سسکیوں سے رونے لگی۔

پھر کائلہ کے جانے کے بعد کمرے کی ہر چیز تہس نہس کی۔ پھر نئی جگہ۔ اجنبی پرائے لوگ۔ اپنے دوستوں کو کھونے کا غم، جو بمشکل اس کے دوست بن پاتے تھے۔

پھر ایک نئی زندگی، بے معنی بے مطلب کی، پھر نئے شکار اور وہی قید کی دردناک اذیتیں۔

وہ اپنے کمر سے نیچے تک جھولتے بال مٹھیوں میں جکڑے بلکتی ہوئی پھر بیڈ پر گری۔

وہ سب بڑے سے ڈائننگ ہال میں بیٹھے لنچ کر رہے تھے۔ ہمیشہ کی طرح مسکان بیگم کے دائیں بائیں ان کے چہیتے جان سے پیارے شہزادے بیٹھے تھے۔

وہ کبھی عائش اور کبھی آبدار کے منہ میں کھانے کے نوالے ڈال رہیں تھیں۔ دونوں فورتھ ائیر کے سٹوڈنٹس تھے۔ لاکھ چڑنے کے باوجود اپنی دادو کی اس عادت سے دامن نہیں بچا سکتے تھے۔ اسے لئے اب چپ چاپ ساتھ ساتھ خود ساتھ ساتھ ان کے ہاتھ سے کھا لیتے تھے۔

میڈ اندر سے باؤل میں قورمہ ڈال کر لائی تھی۔ جب اس کی نگاہ سامنے اٹھی۔ ان کے چھوٹے پرنس کے بازوؤں پر سے شرٹ لمحہ بہ لمحہ خون آلود ہو رہی تھی۔ اس نے ایک دلخراش چیخ ماری۔

exponovels

وہ جو درد برداشت کرتا چہرہ لال بھبھوکا ہوچکا تھا۔ کہ مسکان بیگم کو معلوم نا پڑے کے اس کے ساتھ پھر وہ اذیت ناک عمل دہرایا جارہا ہے۔ مگر میڈ کی چیخ پر سب اس کی جانب متوجہ ہوئے اور اس کی نگاہوں کے تعاقب میں سب کی نگاہیں اس کے بازوؤں پر اٹھیں۔

ارے یہ کیا،، دادو کی جان یہ کیا ہوا ہے بازوؤں پر،، مسکان بیگم حواس باختہ سی ہوئیں۔

ازلان اور حماد سلطان بھی چونکے۔

تبھی وہ جھٹکے سے اٹھ کر کچھ کہے سنے بغیر اپنے کمرے میں آیا تھا۔ آکر شرٹ اتاری۔ بازوؤں پر بڑے بڑے کٹ تھے۔ اس نے اذیت سے لب بھینچے۔

وئیر آر یو ڈیم اٹ،،،،،،،، لبوں سے آہستگی سے پھسلا۔ شرٹ بیڈ پر پٹخی۔ بچپن سے لے کر اب تک وہ کس قدر اذیت سے گزرا تھا وہی جانتا تھا۔ اور اب تو کئی عرصے سے اسے پاگلوں کی طرح ڈھونڈتا پھرا تھا۔ گلی گلی نگر نگر، مگر وہ جوان دیکھی انجانی تھی جانے کس عذاب میں پھنسی تھی۔ کہ مل کر نہیں دی۔

اس کو ڈھونڈنا، اس کا ملنا کس قدر ضروری ہوگیا تھا یہ تو وہی جانتا تھا۔ اب تو دل و جاں ایک الگ ہی لے پر جھومتے اس کی طلب میں تڑپ رہے تھے مر رہے تھے بے جان ہو رہے تھے۔

وہ گم صم سا جھٹکے سے بیڈ پر لیٹا۔

صرف ایک مرتبہ، بس ایک مرتبہ کہیں سے میرے سامنے آجاؤ،،،ڈیم اٹ،،اس نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے تھے۔

وہ تخت پر سرد وسپاٹ چہرہ لیے بیٹھا تھا۔ اتنے سرد تاثرات سے اس کی خوبصورتی ماند پڑ جایا کرتی تھی۔

اپنے اندر پلتے غم وغصے کے طوفان کو اس نے کبھی تھمنے نا دیا۔ بلکہ وقت کے ساتھ اب وہ طوفان ایک ابلتے لاوے کی صورت اختیار کرچکا تھا۔ وہ ہر روز اپنے دل کے زخم کھروچ کر انھیں تازہ رکھتا تھا کہ دل میں بھڑکی بدلے کی آگ کہیں ماند نا پڑ جائے۔

اس کے بلاوے پر آج کافی عرصے بعد اینچینٹرس فیری ٹاؤن سے محل آئی تھیں۔ آکر اپنے کنگ کے سامنے تعظیم جھکیں۔ بدلے میں کنگ ویام بھی تخت سے اٹھ کر اس کے سامنے جھکا تھا۔ اور ہاتھ بڑھا کر ان کا ہاتھ احترام سے تھام کر انھیں تخت پر بٹھایا۔

پیچھے کھڑی فیری گارڈینز میں سے ایک فیری نے یہ منظر خونخوار نگاہوں سے دیکھا۔

ویام نے اینچینٹرس کے قدموں میں بیٹھ کر ان کی گود میں اپنا سر رکھا تھا۔

کیا ہوا کنگ ویام آپ کو،، یوں بلاوا بھیجنے کی خاص وجہ،،؟

exponovels

ایپچینٹر س ،مجھے راج کی پرنسز کا پتہ چاہیے ، میں ڈریگن لینڈ محل میں ہو آیا ہوں ، وہ وہاں نہیں ہے ، اپنے لاکٹ کے کرسٹل میں دیکھ کر بتائیے کہ وہ کہاں ہے ؟

یہ کہتے ویام نے نگاہیں نیچی کیے زمین کو گھورا تھا مبادا کہیں اس نگاہوں سے نکلتے بھڑکتے شعلے ایپچینٹر س نا دیکھ لے ۔ مگر اس کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ ایک مرتبہ تو ایپچینٹر س کے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی ۔ ایپچینٹر س نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا ۔

مگر ویام ،،،

یہ فیری ٹوپیا کے کنگ کا حکم ہے ، جیسا کہا ہے ویسا کیجئے ،، لہجہ سرد اور دو ٹوک تھا ۔

مگر اس سب میں اس چھوٹی سی جان کا کیا قصور ،، ؟

میرے بہن بھائیوں کا بھی کوئی قصور نہیں تھا ایپچینٹر س ،، میرا حکم سمجھیں اور مجھے بتائیں ، ویام نے اس کی بات کاٹی اور اٹھ کر ان کی جانب سے پیٹھ موڑ کر کھڑا ہو گیا ۔

ایپچینٹر س نے بے بسی کے احساس سے اسے دیکھا ۔

اے کاش وہ ان بہروپوں کا پتہ لگا سکتیں مگر اتنے سال گزر جانے کے بعد بھی ان کا ہر طریقہ آزمانے کے بعد بھی وہ اب تک بے بس تھیں ۔ کہ دشمن اس قدر طاقت ور تھے ان تک پہنچنے سے پہلے راج اور روشہ کا چہرہ سامنے آ کر ان کا ہر جادوئی کرسٹل ٹوٹ جاتا تھا ۔

پھر ا ینجینٹرس کو کنگ کا حکم بجالاتے ہوئے اسے راج کی پرنسز کا پتہ دینا پڑا۔ کرسٹل میں بھی وہ پرنسز، دکھ پائی جو کہ آزاد تھی۔ کسی کی قید میں نہیں تھی۔

نیویارک کے براؤن سٹون پیلس میں آج غیر معمولی سی ہلچل سی تھی۔ ماہاویرا بے بی کا برتھ ڈے تھا اور اس کی ٹاپ کرنے کی کوشش میں گرینڈ پارٹی تو اس سے چھپ کر اسے سرپرائز دینے کے لئے بالا ہی بالا سب تیاریاں مکمل کی جا رہی تھی۔

وہ ایک جان لیوا انگڑائی لے کر اپنے بستر پر اٹھ کر بیٹھی۔ کل ہی اس کا میٹرک کمپلیٹ ہوا تھا۔ اس نے ٹاپ کیا تھا۔ مگر کسی نے ڈھنگ سے اسے کونگریٹس تک نہیں دی تھی۔ تبھی وہ سب سے ناراض اب روم میں بہت لیٹ سو کر اٹھی تھی۔ چھوٹا سا منہ پھولا ہوا تھا۔ دن کے تین بج چکے تھے اسے اپنے روم میں ڈیرا جمائے بیٹھے۔ مگر مجال ہے جو کسی نے اس کی خبر لی تھی۔ اس کا مزید پارہ ہائی ہوا۔

تجسس بھی ہوا کہ آخر مسئلہ کیا ہے کہ وہ جسے ہتھیلی کا چھالہ بنا کر رکھنے والے لوگوں نے مڑ کر خبر تک نا لی تھی۔

اس نے اٹھ کر روم سے باہر جھانکا۔ ہو کا عالم تھا۔ وہ یونہی ملگجے سے حلیے میں نیچے اتر کر آئی۔ اس کا بری طرح موڈ خراب ہوا۔ بڑے سے لاؤنج میں اندھیرا دیکھ کر۔ کسی کو بھی نا پا کر۔

جمی ڈیڈ،،؟

سیرا مام،،

وشہ مما،،

راج ڈیڈ؟

وہ آوازیں لگا رہی تھی مگر کسی نے کوئی رسپانس نا دیا۔

وہ جھنجھلائی پیر پٹختی واپس جانے ہی والی تھی جب اشانک دھیر ساری لائٹس آن ہوئیں۔

اس کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ وہ مبہوت سی کھڑی لاؤنج کی سجاوٹ دیکھتی رہی۔

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو،، سب نے اس کے دوستوں نے مل کر کلیپنگ کی اور اسے وش کیا۔

اووو، یسسسس،،،، وہ چیخیں مارتی بھاگ کر سیرہ اور وشہ سے لپٹی۔

واؤ،،، ائم سو ہیپی مما،، سو اکسائیٹڈ،، وہ خوشی سے پاگل ہو رہی تھی۔

exponovels

پکڑ مسکراتی وشہ اور سیرہ کا ہاتھ تھام کر کیک کاٹا۔ اب وہ سب کو کیک کھلا رہی تھی۔ وہ تیار نہیں تھی۔ تبھی اس کے دوست اس پر حملہ آور ہوئے تھے۔ انھوں نے س کا منہ کیک سے رنگ ڈالا۔ اس نے بھی جم کر مقابلہ کیا۔

ان کی کھلکھلاہٹیں اور قہقہے پورے پیلس میں گونج رہے تھے۔ ایسے میں ایک سایہ دور کھڑا اپنی سرخ آنکھوں سے ان سب کو گھور رہا تھا۔

وہ جمی کے پاس آئی اور لاڈ سے اس کے گلے میں بانہیں ڈالیں۔

یہ سب کب کیا آپ لوگوں نے ڈیڈ،،

جب میری پرنسز کو منہ پھولا ہوا تھا اور اس نے اپنے آپ کو اپنے روم میں بند کیا ہوا تھا،، جمی نے اس کی چھوٹی سی ناک دبائی۔ تب وہ منہ بناتی راج تک آئی اور اس کے سینے سے لپٹی۔

ٹھینکس ڈیڈ سو ہیپی،،، وہ اچھلی۔ راج مسکرا دیا۔

مگر کون جانتا تھا کہ ان خوشیوں کھلکھلاہٹوں کی عمر کتنی طویل ہے؟

سنگاپور انٹر نیشنل کالج کے آڈیٹوریم میں اس وقت ایک بھونچال سا برپا تھا۔ کانوں پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ کالج کو خیرباد کہنے والے سٹوڈنٹس کو الوداع اور نیو قمرز کو

ویلکم کیا جا رہا تھا۔ سٹیج پر تھرڈ ائیر کے سٹوڈنٹس اب پرفام کر رہے تھے جو کہ اب فورتھ ائیر میں پروموٹ ہوئے تھے۔

ایسے میں عائش سٹیج سے اتر کر اب ایک کونے میں سینکڑوں لڑکیوں کے جھمگھٹے میں سگرٹ لبوں کے درمیان دبائے لاپرواہی سے کھڑا تھا۔

یہ وہ تھیں جو اس حسین ترین اور طاقتور مرد سے دوستی کرنے کی خواہشمند تھیں۔ مگر وہ اپنی من پسند لڑکی کے علاوہ کسی کو گھاس ڈالنا پسند نہیں کرتا تھا۔ تبھی سامنے سے ایک تیز تراز اور حسین لڑکی آتی دکھائی دی تھی۔

ہائے بیوٹیفل،، اس نے آتے ہی عائش کے سامنے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا۔

ہائے،، عائش نے لاپروائی سے ہینڈ شیک کر کے ہاتھ پیچھے کھینچا۔

آئی ایم رجا،، اسنے اپنا تعارف کروایا۔

آئی ایم عائش،، اس نے کہتے دوسری جانب دیکھا۔ لڑکیوں نے ٹھنڈی آہیں بھریں۔ ہر کوئی ان اوشن بلو آئیز میں ڈوب کر مر جانا چاہتی تھی۔

بٹ میں نے تو سنا ہے آپ کو لپ اسٹک رمور بھی کہتے ہیں یا لور بوائے،، اس نے کہا تو عائش قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ یعنی وہ مکمل ہوم ورک کر کے عائش کو جاننے آئی تھی۔

exponovels

ایسے میں یونی کے گیٹ سے کائلہ اور وہ بلیک گاؤن میں ڈری سہمی اندر آتی دکھائی دی تھی۔

ویرا کالج کے لئے بلکل تیار سیڑھیوں سے نیچے اتری تھی۔ گھٹنوں تک ریڈ شارٹ فراک پہنے نیچے جینز کی ٹائٹس اور گلے میں ریڈ سکارف۔

ہائے ڈیڈ،، وہ جمی کو وش کرتی جلدی جلدی بریک فاسٹ کرنے لگی۔

یہ کیا طریقہ ہے پرنسز، تسلی سے کھانا کھاؤ،، جمی نے اسے ڈانٹا۔ مگر وہ آنکھ ونک کرتی آدھا سلائس اٹھا کر اپنا بیگ اٹھا کر باہر بھاگ گئی۔ جمی بھی مسکرا دیا۔

وہ نیویارک کالج کے گیٹ کے سامنے گاڑی سے اتری تو حسبِ معمول ہر نگاہ اس کے غیر معمولی حسین چہرے پر اٹھی تھی۔

کالج اینٹر ہوتے ہی اس کا موڈ بری طرح خراب ہوا تھا جب وہ ڈھیٹ بنا ہمیشہ کی طرح اس کے سامنے دیوار بنا کھڑا ہو گیا۔

جانے کس ڈھیٹ مٹی کا بنا تھا۔ وکی شیر گل کہ دو سال سے بڑی مستقل مزاجی سے (اس کے اس قدر بے تحاشا حسن براؤن آنکھیں براؤن سلکی بال دیومالائی حسن سے متاثر) ہاتھ منہ دھو کر اس کے پیچھے پڑا تھا بلکہ ایک مرتبہ ماہا ویرا سے تھپڑ بھی کھا چکا تھا۔

"کیسی ہو، اتنے دنوں بعد کالج کیوں آئی، نیو کلاسز تو کب کی سٹارٹ ہوئیں،،

تم سے مطلب وکی شیر گل، مائنڈ یور اون بزنس،، ہٹو راستے سے صبح صبح موڈ خراب مت کرو میرا،، ماہ ویرا کا لہجہ ہتک آمیز تھا۔ مگر سامنے والے کو اثر زرا کم ہی ہوتا تھا۔

تمھیں جی بھر کر دیکھ تو لوں بے بی،، وہ ایک قدم اور آگے بڑھا تو ماہ ویرا کا دل کیا اس کا منہ نوچ لے مگر وہ اپنے ہاتھ ناپاک نہیں کرنا چاہتی تھی۔ تبھی اس کے پہلو سے نکل کر اندر کی طرف بڑھی جب وکی نے اتنی ہی تیزی سے پھر سے اس کی کلائی تھامی تھی۔ اور اتنی ہی سرعت سے ماہ ویرا کا ہاتھ ایک مرتبہ پھر اٹھا تھا۔

چٹاخ،،،،،،،،، ایک زناٹے دار تھپڑ کی گونج پورے گراؤنڈ میں سب کو سنائی دی تھی۔

وکی کا چہرہ غم و غصے سے سرخ ہوا تھا۔ ماہ ویرا نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔

آئندہ چھونے کی جرآت کرنے سے پہلے اس تھپڑ کو یاد رکھنا،، وہ پھنکاری اور سر جھٹک کر تیزی سے اندر کی جانب بڑھ گئی۔

وہ جوانگاروں پر لوٹ رہا تھا۔ سٹوڈنٹس کی دبی دبی ہنسی دیکھ غصے سے پاگل ہوتا پاکٹ سے فون نکالتا ایک جانب گیا تھا۔

ہاں آج آجانا،، بڑا لحاظ کیا، میں تو اسے گرل فرینڈ بنانا چاہتا تھا مگر اب ادھڑی ہوئی حالت میں جب اسے گٹر میں پھینکوں گا، تب پتا چلے گا کہ واقعی چھونے کی جرأت کرنے سے پہلے

میں نے صرف اور صرف ان دو تھپڑوں کو ہی یاد رکھا تھا،، آجاؤ جلدی سے،، آڈیٹوریم میں،، میں کسی طرح بہانے سے اسے وہاں لے آؤں گا،، گڈ بائے،،

وہ دنیا جہان کی خباثت اپنی سرخ آنکھوں میں سجائے اب اپنی سیکرٹ پاکٹ سے نشہ آور انجیکشن نکال کر اپنے بازو میں انجیکٹ کرنے لگا۔

مایا وشہ رینا کے ساتھ کلاس لے کر باہر نکلی تھی جب سامنے سے کیتھی آتی دکھائی دی۔

ہائے ماہا،، تمھیں پروفیسر واٹسن نے آڈیٹوریم کے پاس والے روم میں بلایا ہے،،

لیکن کیوں،، ویرا نے اچنبھے سے پوچھا۔

یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم،، اس نے کندھے اچکائے اور بول کر وہاں سے چلتی بنی۔ اور وہ جو پروفیسر واٹسن کی چہیتی سٹوڈنٹ تھی۔ چپ چاپ مگر الجھی ہوئی آڈیٹوریم کی جانب بڑھی۔

روزیلہ اداسی سے ماں کے ساتھ سینٹوسا بیچ تک آئی تھی۔

اب تم جانتی ہو آگے تمھیں کیا کرنا ہے پرنسز، اپنا مقصد یاد رکھنا، اور اسے پورا بھی کرنا، اگر کوئی چالاکی کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا تمھاری پیاری سی ماسی جان سے جائے گی،

تاشہ نے خباثت سے ہنستے کہا۔

روزیلہ نے آس بھری نگاہوں سے ماں کو دیکھا کہ شاید اسے رحم آ جائے مگر وہ اسے نظر انداز کرتی مزید بولی۔

میرے جادوئی محافظ تمہارے دنیاوی ماں باپ بن کر تمہارے ساتھ رہیں گے،، تم اس لاکٹ میں سے ہر روز ایک موتی نکال کر کھاؤ گی انسان جیسا بننے کے لئے اور اپنی پونچھ چھپا کر انسانی پیروں کے لئے،، اگر ایک دن بھی موتی نہیں لیا تو جل پری بن جاؤ گی،، سانس نہیں لے پاؤ گی انسانی دنیا میں،، اسی لئے یہ کھانا لازمی ہے، یہ جادوئی موتی ہیں،، سمجھ رہی ہوناں،،

تاشہ نے چھبتے لہجے میں کہا تو اس نے سرخ اور نم آنکھوں سے ماں کو دیکھا۔

ماں مجھے خود سے الگ مت کریں، میں نہیں جانا چاہتی انسانی دنیا میں، مجھے ڈر لگتا ہے،،

روزیلہ اداسی سے بولی۔

پاگل مت بنو روز، ایسے کیوں نہیں کہتیں مجھے اپنی اس ماسی کے ساتھ رہنا ہے، تاشہ سے اپنی ماں سے غداری کرو گی تو یہی سزا ہے تمہاری، اور خبردار ڈرنے کی بات کی تو، تاشہ کی بیٹی ڈرپوک نہیں ہو سکتی،،

تاشہ نے اسے بری طرح جھڑکا۔

وہ سسک پڑی۔ مگر تاشہ نے زبردستی اسے موتی کھلا کر اپنے خدمت گاروں کے ساتھ روانہ کر دیا۔

وہ ڈری سہمی ان کے ساتھ بیچ پر بنے ایک کاٹیج میں آئی تھی۔ یہاں تک تو ٹھیک تھا مگر اب اسے ایک انسانی زندگی جینی تھی۔ انسانوں کے بیچ رہنا تھا۔ انسان بن کر، حتی کے کالج بھی جانا تھا۔

مایاوش خاموشی سے کائلہ کے پیچھے کھڑی تھی۔ اور وہ پرنسپل سے بات کر رہی تھی۔ پرنسپل سے بات کر چکے تو وہ اسے لئے باہر نکلی۔ وہ طویل ترین گراؤنڈ کراس کر کے کلاسز کی جانب جا رہی تھیں۔

جب ایک جانب سے نکل کر ایک پر کشش سی لڑکی ان کے سامنے آئی۔ اور انھیں بغور دیکھنے لگی۔ مایاوش پریشان ہوئی اور ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہوئے۔ وہ ان کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ کائلہ نے فاتحانہ مسکراہٹ لیے اس سانولی سی لڑکی کو دیکھا جو ایشین لگتی تھی۔

کائلہ نے مایاوش کو مخصوص اشارہ کیا وہ دہل کر رہ گئی۔ کائلہ اپنی میوزک کلاس میں چلی گئی تو مایاوش پیچھے مڑی اور اس لڑکی کو پریشانی سے گھورا۔

کیا بات ہے؟ ہمارے پیچھے کیوں آرہی تھی، ؟ گاؤن میں نقاب کے پیچھے سے ایک سریلی سی آواز سنائی دی تو سنجنا کا سکتہ ٹوٹا۔ اس نے حیرت سے ارد گرد دیکھا وہ تو گراؤنڈ سے گزر کر سائنس ڈیپارٹمنٹ کی جانب جارہی تھی تو یہاں کیسے۔

وہ،، مم،، مجھے میوزک کی آواز سنائی دی، ویسا میوزک میں نے کبھی نہیں سنا، وہ جو تمھارے ساتھ اولڈ لیڈی تھیں، وہ میوزک ان کے قریب سے سنائی دے رہا تھا، وہ اتنا اچھا تھا کہ میں سنتی سنتی تم لوگوں کے پیچھے چلی آئی،،

وہ گڑبڑا کر بولی۔ مگر اس کی بات سے مایا وش کہ حسین ترین آنکھوں میں ایسے عجیب سے تاثرات تھے کہ سنجنا کو دنیا بھول گئی اور وہ مبہوت سی اس کی آنکھوں میں ڈوب کرابھری۔

ہائے آئم سنجنا فرام انڈیا، اور تم، اتنا پردہ کرتی ہو یقینا مسلم ہوگی یا پھر پاکستان سے،، ہے ناں،، سنجنا نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔

ہاں،،، میرا نام مایا وش ہے،، مایا وش نے اپنا مخملی ہاتھ آگے بڑھایا جسے سنجنا نے تھاما تو یوں محسوس ہوا جیسے کسی روئی کے گال کو تھام لی ہو۔ اس نے حیرت سے اس کا ہاتھ دیکھا۔

میں سیکنڈ ائیر کی سٹوڈنٹ ہوں، اور تم،، ؟ سنجنا مزید اس کے قریب آئی۔

میں بھی،، شاید اسے مختصر بات کرنا سکھایا گیا تھا۔

exponovels

اوہھھہ،،،، ویری گڈ،، پھر کیا تم میری دوست بنو گی،، بلکہ میں پوچھ ہی کیوں رہی ہو، آج سے ہم دونوں فرینڈز، آؤ تمھیں کلاس میں لے کر جاؤں،،،

وہ اس کا ہاتھ چھوڑنے کو تیار نہیں تھی۔ اس کا ہاتھ تھامے کلاس کی جانب گئی۔ بہت زیادہ باتونی اور ہنس مکھ لڑکی۔ مایاوش اسے مسکرا کر دیکھتی رہی۔

وہ کلاس کے اندر داخل ہوئیں۔ کلاس کم مچھلی بازار زیادہ محسوس ہو رہا تھا۔ ہر کوئی اپنا پنا گروپ بنائے باتوں میں مصروف تھا۔ ایک گروپ کے ارد گرد زیادہ جمگھٹا تھا۔ جس میں عائش اور آبدار کھڑے تھے۔ ان کے گرد جیک ڈینیل اور ارحم تھے۔ باقی سب سات سے اٹھ لڑکیاں تھیں جو ان کے کافی کلوز کھڑی تھیں۔

عائش اور آبدار کے تو باپ کا راج تھا۔ کالج کا یہ ٹاپر کلاس میں کم اور اپنے فرینڈز کے ساتھ زیادہ نظر آتے تھے۔ جس کلاس میں دل کرتا بیٹھ جاتے۔ اب بھی تبھی اس کلاس میں موجود تھے۔

سنجنا اور مایاوش کلاس میں داخل ہوئیں تو وہ دونوں ایک عجیب سی آواز آنے سے دروازے کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔ دونوں نے کوفت بھری نگاہوں سے اس گاؤن میں لپٹی لڑکی کی جانب دیکھا تھا کیونکہ اس کے پیروں ہاتھوں میں سے جو آواز آ رہی تھی وہ

exponovels

ان کے کانوں کو کافی زیادہ چبھ رہی تھی۔ اور ایسا پہلی مرتبہ ہوا تھا۔ ایسے احساسات پہلی مرتبہ ہوئے تھے۔

مایاوش اور سنجنا آکر سیٹ پر بیٹھی گئیں۔

یہ لیڈی تمھارے ساتھ کون تھیں؟ سنجنا کے سوالات کا مرحلہ پھر سے شروع ہوا۔

میری مدر،، مایاوش نے اداسی سے نظریں چرا کر کہا۔

وہ ادھر کیوں آئیں تھیں؟ سنجنا کو حیرت تھی۔

وہ یہاں میوزک ٹیچر ہیں،، مایاوش نے بے تاث لہجے میں بتایا۔

وہ میوزک کی آواز،،،

اسے بھول جاؤ سنجنا اب اگر کوئی آواز آئے تو اپنے کان بند کرلینا،، مایاوش نے دانت پیس کر کہا۔

وہ دونوں باتیں کررہیں تھیں۔ مگر وہاں موجود دو لوگوں کی آنکھیں تھیں جو اس کا سر تاپا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔ ایک عجیب سی کشش تھی اس سیاہ گھڑی میں جو پہلے کبھی کسی بھی دنیاوی وجود میں محسوس ہی نا ہوئی تھی۔ وہ بغور اس کے ہاتھ پاؤں اور آنکھیں دیکھ رہے تھے۔

ویرا حیران پریشان سی آڈیٹوریم تک آئی تھی۔ سہمی ہرنی جیسی آنکھوں سے ادھر ادھر دیکھا۔ کیونکہ اس سائیڈ کافی ویرانی تھی۔ کوئی بھی اسے نظر نا آیا۔ وہ آڈیٹوریم کے ساتھ والی کلاس کے ڈور تک آئی۔ اسے عجیب سا محسوس ہوا بھلا پروفیسر اسے یہاں کیوں بلائیں گے۔

تبھی وہ الٹے پیروں واپس مڑی تھی۔ مگر بے سود اتنی ہی سرعت سے اس شیطان صفت آدمی نے اندر سے نکل کر اس کے ہونٹوں پر ہاتھ جما کر اسے اس کلاس میں کھینچ کر بہت بری طرح زمین پر پٹخا تھا۔ اس کا سر ڈائس سے لگا خون کی ہلکی سی لکیر ماتھے سے گال تک آئی۔ وہ سسک پڑی اور آنکھوں کے سامنے تارے ناچ گئے۔ مگر اپنے قریب آتی کافی سارے قدموں کی دھمک سے وہ جلد الرٹ ہو کر سیدھی ہوئی تھی۔

سامنے وکی شیر گل کو خباثت سے ہنستے اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے خود کے قریب آتے دیکھا۔

جبکہ تین ہٹے کٹے قد آور حبشی بھی اس کے چاروں طرف کھڑے دلچسپی سے منہ سے رال ٹپکاتے اس مثلِ حور نازک سی گڑیا کو دیکھ رہے تھے جسے آج وہ روندنے کا گندا منصوبہ بنائے بیٹھے تھے۔

ہاؤ ڈئیر یو باسٹرڈ،، تمھاری ہمت کیسے ہوئی مجھے یہاں تک لا کر ایسے چوٹ پہنچانے کی،، ویرا چلائی تھی۔

تمھیں تمھاری بریوری کا انعام دینے لگا ہوں بے بی، اور یہ بتانے لگا ہوں کہ تمھارے تھپڑ مجھے کتنی اچھی طرح یاد ہیں،، ویسے بھولیں گے تو اب تمھیں بھی نہیں ساری زندگی، اگر زندہ بچیں تو، ویسے مجھے نہیں لگتا ہمیں جھیل پاؤگی،، وہ شرٹ اتار کر ڈائس پر اچھالتا مزید اس کے قریب آیا۔

ماہ ویرا کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے۔ وکی اس پر جھکنے لگا۔

دور رہو مجھ سے خبیث انسان،، ماہ ویرا نے اپنے بیگ اپنی فل طاقت سے وکی کے منہ پر دے مارا تھا اور اٹھ کر بھاگنے لگی۔ مگر اتنی ہی تیزی سے ایک حبشی کالے آدمی نے اس کے بال مٹھیوں میں جکڑ کر اسے پھر سے زمین پر پٹخا تھا ساتھ گلے سے سکارف کھینچتا چلا گیا۔

ڈیڈ،،،، مما،،،،،، ہیلپ می،،،،

ایک دلخراش چیخ ماہ ویرا کے منہ سے نکلی اور وہ چلاتی چلی گئی۔

ارے حرام خوروں منہ بند کرو اس کا، کوئی آ جائے گا نہیں تو،، وہ انگلش میں پھنکارا۔ تو وہ اس پر جھپٹتے ہوئے دو حبشیوں نے اس کے بازو دبوچے۔ ایک نے منہ بند کیا۔ تب وکی

For more visit (exponovels.com)

پھر اس کے قریب آیا۔ زمین پر بیٹھ کر اس اس کی شرٹ کندھے سے دبوچی۔ وہ اپنی پوری طاقت لگا کر بھی تڑپتی ان درندوں کی قید سے ہل بھی نہیں پا رہی تھی۔
وکی اس کے کندھے سے شرٹ کھسکانے لگا۔

سنجنا اس کا ہاتھ تھام کر کلاس سے باہر لائی تھی۔ وہ کالج کے طویل کوریڈور سے گزر رہیں تھیں۔ ان دونوں کو لگا ان کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ تبھی پیچھے مڑ کر دیکھا تو عائش، آبدار اور جیک ان کے پیچھے خاموشی سے چلے آرہے تھے۔
جیک کی نگاہیں سنجنا کی وجود کا احاطہ کررہیں تھیں۔ جبکہ عائش اور آبدار کوفت بھری نگاہوں سے اس گاؤں میں لپٹی لڑکی کے پاؤں دیکھ رہے تھے۔ قریب ہونے کی وجہ سے وہ آواز جوان کے کانوں کو چبھ رہی تھی۔ اب انھیں اس آواز سے سخت تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔
عائش اور آبدار جلدی سے وہاں سے نکل گئے۔
جبکہ جیک ہنوزان کے پیچھے آرہا تھا۔ سنجنا نے ایک مرتبہ پھر پیچھے مڑ کر دیکھا اور اس انگریز کے بچے کو ہمیشہ کی طرح خود کا پیچھا کرتے دیکھ وہ بری طرح جھجھلائی۔

exponovels

مایاوش کا ہاتھ تھا مگر گراؤنڈ تک آئی جب وہ تیزی سے ان کے سامنے آیا جو آج اس سے بات کرنے کی غرض سے ہی ان کے پیچھے آ رہا تھا۔

واٹ،،، سنجنا نے آئیبرو اچکائی۔ جیک نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔ وہ تو سپر نگ فیسٹ پر اس کی اور رنجنا کی ڈانس پرفارمنس دیکھ کر ہی اس سانولی سلونی لڑکی پر مر مٹا تھا مگر وہ ہی اسے گھاس ڈالنا پسند نہیں کرتی تھی۔

آئی لو یو سنجنا، ول یو میری می،، اس نے ڈئریکٹ مدعے کی بات کی۔

سنجنا کو پتنگے لگے۔ جبکہ مایاوش ہونق بنی وہاں کھڑی تھی۔ سنجنا نے مایاوش کو مخاطب کر کے بلند آواز میں کہا۔

دیکھو زرا اسے،، ہم انڈینز اور پاکستانیون نے ان گوروں کو ستر سال پہلے ہی اپنی زندگی سے نکال باہر کیا، مگر یہ پھر بھی ہماری زندگیوں میں گھسنے کی کوششوں سے باز نہیں آتے، زلیل،، کمینہ الو کا پٹھہ،،،

سنجنا نے برا سا منہ بنا کر خالص اردو میں مایاوش کو کہا یہ سمجھ کر کہ سامنے والا اس زبان سے نابلد تھا۔

جیک دانتوں تلے لب دبا کر اپنی ہنسی کنٹرول کرنے میں ہلکان ہوا شاید وہ یہ سمجھ رہی اسے کچھ سمجھ نہیں آیا۔ مگر اس کی یہ گوہر افشانیاں اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔

For more visit (exponovels.com)

یہ گوراتو تمھارا زندگی میں گھس کر ہی رہے گا سنجنا، جان،، اور تم کھوالو کے پاٹھے کی الو کی پاٹھی بھی بنا کر رہے گا،،،

وہ بڑی مشکل سے ایک ایک لفظ سوچ کر بولا۔ اس کے جواب پر سنجنا کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ پھر گھڑوں پنی بھی پڑگیا۔ تبھی وہ شرمندگی کے مارے سرخ پڑگئی۔ جیک نے یہ نظارا بھی بڑی دلچسپی سے دیکھا۔

اس کی نگاہوں کی لپک تھی کہ سنجنا بری طرح جھنجھلائی اور کوئی بھی جواب دئیے بغیر مایاوش کا ہاتھ تھام کر اسے دوسری جانب لے گئی جہاں سے اسے کائلہ آتی دکھائی دی۔

کائلہ کو دیکھ کر مایاوش کے ہونٹوں سے وہ ہنسی غائب ہوئی جو ابھی کچھ دیر پہلے سنجنا کی بے وقوفی سے اس کے لبوں تک آئی تھی۔

ہائے میم،، سنجنا نے کائلہ کو مخاطب کیا۔مجھے وہ میوزک سیکھنا ہے جو ابھی مجھے سنائی دے رہا تھا۔

ضرور اس کے لئے تو تمھیں ہمارے ساتھ آنا پڑے گا کیوں مایاوش،، یہ کہتے اس کی آنکھوں میں عجیب سی خباثت تھی۔

ہاں میں ضرور آؤں گی،، انجنا پر جوش ہوئی۔

مایا وش کا دل کیا اس کو کائلہ کے حوالے کرنے کی بجائے خود اس کے ہاتھوں سے اس کا گلا دبا دے۔

ہاں ضرور مگر ابھی اس کا وقت نہیں آیا،، کائلہ نے کہا اور مایا وش کا ہاتھ تھام کر اسے گھر لے گئی۔

ماہا ویرا کی گھٹی گھٹی چیخیں اس روم میں سنائی دے رہیں تھیں۔

پھر کمرے میں جیسے کسی پرندے کے پھڑ پھڑانے کی آواز سنائی دی تھی۔

اس سے پہلے وہ شیطان ویرا کے ساتھ کوئی اور گستاخی کرتا کمرے میں گھپ اندھیرا چھایا تھا۔

وہ چاروں درندے بری طرح چونکے تھے۔

یہ کیا ہوا،، وکی نے انگلش میں کوفت زدہ لہجے میں پوچھا۔

تو کیا ہوا ہمیں روشنی کی اتنی خاص ضرورت بھی نہیں،، ایک کی خباثت بھری آواز سنائی دی۔

یا،،، رائٹ،، وکی نے مکروہ قہقہہ لگایا۔

)مگر دو شعلہ اگلتی لال انگارا آنکھوں نے یہ منظر غصے سے پاگل ہوتے دیکھا تھا۔(

For more visit (exponovels.com)

چلیں باس اپنا کام سٹارٹ کریں،ٹائم کیوں ویسٹ کررہے ہیں،، ایک چمچے نے وکی کی توجہ اس کمسن کلی کی جانب ہوئی۔

وکی سیکنڈوں میں اپنے ہاتھوں میں دبوچی ہوئی ماہاویرا پر پل پڑا۔ مگر ایک دھماکے سے اپنے بیچ خالی زمین پر گرکر بری طرح ماتھا پھوڑ بیٹھا تھا۔ کیونکہ وہ جیسے سوکھی ریت کی طرح ان کے ہاتھوں سے پھسل گئی تھی۔

ارے کہاں گئی یہ،، ان درندوں نے زمین ٹٹولی۔

ماہاویرا حیرت وصدمے سے ایک بڑے ڈیسک کے پیچھے چھپی بیٹھی تھی۔ اسے نہیں معلوم تھا وہ ان درندوں کے شکنجے سے کیسے پھسل کر یہاں پہنچی تھی۔ مگر وہ بچ نکلی تھی۔ اور اب منہ پر دونوں ہاتھ جمائے خوف کے مارے اپنی چیخیں اور سسکیاں دبا رہی تھی۔

موبائلز کی ٹارچ جلاؤ بیوقوفو، وہ پھر چلایا۔ مگر دفعتاً ان چاروں کے حلق میں کانٹے اگے تھے۔ منہ کا سارا پانی خشک ہوگیا۔ پیاس کی شدت سے انھوں نے اپنے گلے دبوچے تھے۔

ی،،، یہ،،، کیا ہورہا ہے،، وکی گھٹی گھٹی آواز میں چلایا۔ بمشکل ٹارچ جلا پائے تھے۔ گلے میں جیسے کانٹوں بھرا کیکر اگ آیا تھا۔

اس بچ نے پوائزن تو نہیں دیا ہمیں،، ان میں سے ایک انگلش میں چلایا۔

واٹر،، وہ گلے پکڑ کر دہرتے ہوتے کیڑوں کی طرح زمین پر رینگنے لگے اور ماہا ویرا کو یہ دہشت ناک منظر دیکھ خوف کے مارے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ رینگتے تڑپتے روم سے باہر نکل گئے تھے۔

باہر نکلے تو پانی پانی کی صدا لگاتے ہر طرف دوڑے مگر انھیں پانی کہیں نہیں مل رہا تھا۔ نا آبشار کی طرح بہتے فائنٹین میں، نا کسی بوتل میں، نا کہیں اور۔

واٹر واٹر،،، جان حلق تک آ چکی تھی۔ سٹوڈنٹس انھیں ماہی بے آب کی طرح تڑپتے دیکھ ان کی جانب پانی لے کر بھاگے۔ بوتل ان کے منہ سے لگانے کی کوشش کی۔ مگر پانی انھیں نظر ہی نہیں آ رہا تھا۔ نا ان کے منہ کو لگانے سے ان کے حلق میں جا رہا تھا۔ وہ یقیناً یونہی جلد ہی تڑپ تڑپ کر کتے کی موت مرنے والے تھے۔

اندر وہ اپنی حقیقت سے انجان گھٹنوں میں منہ دیئے سہمی بیٹھی تھر تھر کانپ رہی تھی۔

یہ پرنس ویام تھا جو ہر وقت اس پر نگاہ رکھ رہا تھا۔ اور یہ یقیناً اس کی بے حد پر اسرار طاقتوں کا نتیجہ تھا کہ اس کی نظر رکھی گئی چیز پر کسی اور نے نظر ڈالی تھی اور اس نے انھیں زندہ رہنے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔

اب بھی وہ سہمی کونے سے لگی بیٹھی تھی جب وہ آہستگی سے چلتا اس کے قریب آیا تھا۔

exponovels

جیسے دو مہربان ہاتھ اس کی کمر کے گرد حائل ہوئے۔ وہ جو گھٹنوں میں منہ دئیے بیٹھی تھی۔ اسے لگا پھر کوئی درندہ اس کے پاس چلا آیا ہے۔ تبھی وہ روتی بری طرح مچلی اور اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی۔

Relax,,,,,,I'llsaveyou,,,,don'tbeafraid.,,,,don'tmove,,,,

ویام نے اس کی کمر کے پیچھے دونوں ہاتھ باندھ کر اسے جھنجھوڑا۔ ایک بھاری مختلف آواز سن کر ماہاویرا چونکی۔ اندھیرے میں کچھ واضح نظر نہیں آیا۔ ہاں مگر سیاہ لباس سیاہ ہڈی سے گھنی مونچھوں تلے سرخ ہونٹ نظر آئے۔ جو شاید شدتِ ضبط سے سختی سے آپس میں بھینچے ہوئے تھے۔

وہ شدت سے آنسو بہاتی خاموش ہوئی تھی۔ جب خود کو ہوا میں جھولتے محسوس کیا۔ مطلب وہ اسے اپنے چٹانی بازوؤں میں بھر چکا تھا۔

پھر ماہاویرا نے خود کو روشنی کی جانب جاتا محسوس کیا۔ مگر جیسے جیسے وہ روشنی کی جانب بڑھ رہے تھے ماہاویرا کے ذہن پر غنودگی چھا رہی تھی۔ وہ کچھ بول رہا تھا۔ بھاری سرگوشیاں ماہاویرا کے آس پاس گونج رہیں تھیں وہ انھیں سننے کی کوشش کر رہی تھی مگر لمحہ بہ لمحہ اس کی آنکھیں بند ہوئیں جا رہیں تھیں۔

تم تو میرا اشکار ہو، میرا انشانہ ہو پرنسز، کنگ ویام کا، تو تمھیں کوئی اور کیسے نقصان پہنچا سکتا ہے، صرف میں تمھیں تکلیف دے سکتا ہوں، اور قسم ہے مجھے میرے خاندان کی میں تمھیں اور تمھارے ماں باپ کو وہ تکلیف دوں گا، کہ انھیں وہاں تکلیف ہوگی جہاں میں انھیں تکلیف دینا چاہتا ہوں،،

صبح صبح وہ شرٹ لیس اپنے بیڈ پر اوندھے منہ لیٹا تھا جب آبدار اس کے روم میں داخل ہوا۔ عجیب صورتحال تھی دو دن سے وو ساری ساری رات سو نہیں پائے تھے۔ ہر وقت کانوں میں ایک عجیب سی آواز گونجتی رہتی۔
کمرے میں جا بجا سگریٹ کے ٹکڑے، خاص مشروب کی بوتلیں ادھر ادھر بکھری ہوئیں تھیں۔
عائش،،، اس نے اسے آواز دی۔ وہ جاگ رہا تھا۔
ہمممم،،،،،،
یہ سب کیا ہے،،؟ آبدار نے سنجیدگی سے پوچھا۔
واٹ،، جان بوجھ کر پوچھا جبکہ وہ اچھی طرح سمجھتا تھا آب کا اشارہ کمرے کی اور اس کی بکھری حالت پر تھا۔

تم اچھی طرح سمجھ چکے ہو، انجان مت بنو،، آبدار نے افسوس سے اسے دیکھا۔

لیو می الون پلیز آب،،

عائش تین دن بعد ہماری برتھ ڈے ہے، تم سمجھتے ہو ناں اس کا کیا مطلب ہے، تم لاکھ اپنی حقیقت سے نگاہیں چراؤ مگر یہ تو تم اچھی طرح جانتے ہو، ہماری حقیقت، ہمارا زندہ رہنے کا مقصد، ہمارا اصل،،

بھاڑ میں گئی ہماری حقیقت آب،، میں ایک نارمل انسان ہوں مجھے نہیں بننا کوئی جانور، یا آدھا انسان آدھا جانور، مجھے اپنی ایک نارمل لائف چاہیے، میرا کوئی مقصد نہیں، اس پچ میں تم اکیلے پڑو، مجھے گھسیٹنے کی ضرورت نہیں، نا مجھے کوئی دلچسپی ہے، اور میں ایک بار نہیں ہزار بار یہ بات تمھیں بتا چکا ہوں، اور رہی برتھ ڈے کی بات تو ایک گرینڈ بال پارٹی ارینج کر چکا ہوں میں اور خوب انجوائے کرنے والا ہوں، تم نے جو کرنا ہے وہ کرو مجھے ڈسٹرب مت کیا کرو آب،،

وہ دانت پیس کر ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتا اپنی شرٹ اتار کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

پیچھے آب دھواں دھواں ہوئے چہرے کے ساتھ اس کے کمرے کو گھورتا چلا گیا۔

پھر کچھ سوچ کر وہ بھی روم سے باہر نکل آیا۔

وہ بڑے خراب موڈ کے ساتھ کالج آیا تھا۔ دو تین دن سے نیند پوری نہیں ہو پا رہی تھی۔

exponovels

وہ تو پہلے ہی بری طرح اکتایا بیٹھا تھا اوپر سے اپنے پیچھے سے آتی وہی پر اسرار زنجیروں کی آواز پر عائش کا حلق تک کڑوا ہوا۔

Whatthehe'llyarDoyouhearthisvulgarvoice?

وہ پھنکارا۔

کونسی آواز، ،ڈینئل حیران ہوا۔ تب عائش نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ اسی مخصوص حلیے میں پیروں تک بلیک گاؤن، بلیک سکارف کے نقاب میں آہستگی سے چلتی آرہی تھی۔ گاؤن نے پیروں تک کو کور کر رکھا تھا۔ مگر عائش کو یقین تھا کہ وہ آواز اس کے پیروں سے آتی۔ عائش کی نگاہوں کے تعاقب میں ڈینئل، جیک اور ارحم نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور معنی خیز سا ہنسے۔

یہ بلڈی ایشین سٹوپڈ گرلز پہنتی ہیں، ،اس جیولری کو کیا بولتے ہیں، ،ہاں پازیب

ImeanAnklets,,

ارحم نے تفصیل بتائی۔

نو، ،یہ وہ وائس نہیں ہے، ہرگز نہیں، وہ تو بہت سوئیٹ سی ہوتی ہے، فرسٹ ایئر کی آمنہ کے فیٹ میں پہنی سنی ہے میں نے ایک مرتبہ، یہ chainsکی آواز ہے جیسے ایشین

exponovels

پولیس اپنے مجرموں کو ہاتھوں پیروں میں پہناتی ہے جیسے shackles (بیڑیاں) کی آواز ہو،،

واٹ،، آر یو سیریس عائش،، پاگل بنا رہے ہو ہمیں،، یو تھنک وی آر فول، ہمیں نہیں آتی کوئی بھی آواز،، ڈینئل نے مسکراتے کہا۔ اور ارحم اور جیک نے بھی اس کی تائید کی کہ واقعی یہ آواز انھیں نہیں سنائی دیتی تھی۔

اس سٹوپڈ لڑکی کو تو میں،، وہ جھنجھلایا دانت پیستا بینچ سے اٹھا اور جا کر مایا وش کے سر پر پہنچ گیا۔

ہیے واٹ دا ہیل،، یہ کیا ولگر سی چیز پہنتی ہو تم، جس کی انتہائی چیپ اور گھٹیا آواز ہے، جو رات تک میری کانوں میں بجتی رہتی ہے، اتارو اسے فورا، نہیں تو اٹھا کر کالج سے باہر پھینک دوں گا، سمجھیں،، وہ دھاڑا۔

جبکہ سامنے والی نے حیرت، سرخوشی، صدمے اور بے یقینی کی ملی جلی کیفیت سے اپنی نیلی آنکھوں سے سر تا پا فورتھ ائیر کے بیحد بگڑے امیر زادے عائش کو دیکھا۔ کانوں میں کچھ سنائی دیا۔ مگر جلد ہی ہمیشہ کی طرح اپنی حالت پر قابو پا لیا۔ اور بلکل نارمل ہو کر اس کی بات کا جواب دیا۔

مگر میں نے تو کچھ نہیں پہنا،، بے حد میٹھی سریلی آواز کالے نقاب کے پیچھے سے عائش کو سنائی دی.

جھوٹ بول رہی ہو،، عائش نے اسے گھورا۔

نو،، مایاوش نے اطمینان سے کہا۔

گاؤن اٹھا کر اپنے پاؤں دکھاؤ،، عائش نے سنجیدگی سے کہا۔ تب تک جیک، ڈینئل اور ارحم بھی عائش کے قریب پہنچ چکے تھے۔

رائٹ اگر میں نے کچھ نہیں پہنا ہوا ہو تو تم مجھ سے سوری بولو گے،، مایاوش نے اطمینان سے کہا۔

willbeseen,,,,Youshowus,,,,

مایاوش نے آہستگی سے گاؤن اوپر کیا۔

دودھیا سرخ و سفید پیر عائش کو بہت بڑی بڑی زنجیروں سے جکڑے دکھائی دئیے تو اسے بے حد حیرت ہوئی۔ وہ چاروں اسے کے پاؤں دیکھ کر ہی اپنی جگہ پر جم چکے تھے۔

یہ،،،،، رائٹ،،،،،، یہ دیکو،، میں نے کہا تھا اس سٹوپڈ گرل کے پیر چین سے بندھے ہیں، میں نے کہا تھا ناں،، عائش چیخا۔ مگر ارحم، ڈینئل اور جیک نے اسے یوں دیکھا جیسے اس کے دماغی توازن پر شک گزرا ہو۔

عائش، صبح صبح ہی چڑھالی کیا؟ ارحم نے دھیمی آواز میں اسے ڈانٹا۔

کچھ نہیں پہنا اس نے پیروں میں،، جیک اور ڈینئل نے بیک زبان ہو کر دھیمی آواز میں بولا۔

واٹ،،؟ عائش کو صدمہ لگا ایک نگاہ پھر اس پراسرار لڑکی کی جانب دیکھا جواب گاؤن سکون سے نیچے کر چکی تھی۔ مگر اس کی نیلی سمندر آنکھوں میں ہزار بھید اور درد و تکلیف اور ایک خوف سا چھپا تھا۔

عائش بہت جلد سمجھ چکا تھا کہ وہ آواز بھی صرف اسے سنائی دے رہی ہے اور وہ زنجیر میں جکڑے بندھے پیر بھی بس اسے دکھائی دیئے تھے۔

اب وہ بلکل خاموش تھا۔

مایاوش خاموشی سے اس کے پہلو سے ہو کر نکلی۔ پاس سے گزرتے اس کی نگاہوں میں ایک التجا سی دیکھی تھی عائش نے۔ اسے نئے سرے سے حیرت ہوئی۔

مایاوش اس سے دور جاتی رہی۔ اور اسے وہ بے ہودہ آواز سنائی دیتی رہی۔ اس نے غصے سے اس پاگل لڑکی کی پشت کو گھورا۔ اسی وقت مایاوش نے پلٹ کر عائش کو دیکھا۔

عائش یہ دیکھ کر مزید حیران ہوا تھا کیونکہ اس پراسرار لڑکی کی نیلی آنکھیں اب مکمل سیاہ پڑ چکی تھیں۔

صد شکر کے آج کائلہ اس کے ساتھ نہیں تھی۔ بلی نا دینے کی وجہ سے اس کی طاقتیں کمزور پڑ چکیں تھیں۔ یہ باتیں اس نے نہیں سنیں تھین۔ کیا وہ کوئی مسیحا تھا جو اسے اس قید سے نجات دے سکتا تھا۔ وہ چیز جو آج تک کسی کو بھی نہیں دکھائی دی تھیں آج وہ اس لڑکے نے دیکھی تھیں۔ کیوں آخر کیوں ؟

ماہاویرا کی آنکھ کھلی تو خود کو اپنے کمرے میں اپنے بیڈ پر پایا۔ جبکہ جمی اور سیرا اس کے ارد گرد پریشان سے بیٹھے تھے۔

ڈیڈ،، وہ ایک چیخ سی مار کر جمی سے لپٹی۔

سیرا اور جمی تو پہلے ہی پریشان تھے اس کی ایسی حالت دیکھ سیرا رونے لگی۔

جب رو رو کر اس کی ہچکی بندھ گئی تو سیرا نے زبردستی اسے پانی پلایا۔

ڈیڈ میں ادھر کیسے پہنچی،،

وہ ایک لڑکا تھا، ہم شکل نہیں دیکھ پائے، اس نے ماسک لگایا ہوا تھا، خود کو تمھارا اچھا دوست بتا رہا تھا،، اس نے کہا کہ تم کسی بڑی مصیبت میں پھنس گئی تھیں، وہ تمھیں بچا کر سیولی گھر لایا تھا، کیا ہوا تھا مجھے ڈیٹیلز سے بتاؤ پرنسز تاکہ ہم پولیس کمپلین کر سکیں،،

جمی نے اس کی کمر تھتھپا کر اسے تسلی دی اور تفصیلات پوچھیں۔

exponovels

تب ماہا ویرا نے رو رو کر انھیں ساری حقیقت بتا دی جسے سن کر جمی کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور اگر یہ بات راج اور روشہ کو معلوم ہو جاتی تو راج تو پورے کالج کو زندہ جلا دیتا۔ جمی نے پولیس اسٹیشن کال کر کے کمپلین کر دی۔

اٹس اوکے پرنسز،، پریشان مت ہوا، اب تم سیو ہو گھر پر ہو، اور اب وہ تمھارا کچھ نہیں بگاڑ پائے گا، بہت جلد قانون کے شکنجے میں ہو گا،،

جمی نے اسے کافی دیر تسلی دی۔ تب اچانک جمی کو کچھ یاد آیا۔

اوکے بابا کی جان، میری بات غور سے سنو،، اب اگر خدا نے کرے کبھی تم کسی ایسی صورت حال میں پھنس جاؤ تو اپنی پوری طاقت لگا کر چلانا،،

جمی نے اسے سمجھایا۔

بٹ وائی ڈیڈ،، ویرا حیران ہوئی۔

کیونکہ یہ میں کہہ رہا ہوں اس لئے،، جمی نے اس کی چھوٹی سی ناک دبائی۔

پرنسز وہ تمھارا فرینڈ کون تھا، میں تو تمھاری پریشانی میں اسے تھینکس بھی نہیں بول پایا، وہ شاید جلدی میں تھا تبھی روکنے کے باوجود چلا گیا،،

آئی ڈونٹ نو ڈیڈ،،، میرا تو کوئی فرینڈ نہیں سیم کے علاوہ،، وہ بھی اب اس اجنبی کے بارے میں سوچ کر الجھ رہی تھی۔ کافی سوچا مگر بات کی تہہ تک نہیں پہنچ پائی۔ اس نے

exponovels

زہن پر بھی کافی دباؤ دیا مگر یاد نہیں آیا کہ غنودگی میں جانے سے پہلے وہ اس سے کیا بات کر رہا تھا۔

وہ کائلہ کی غیر موجودگی میں بھی اس کی پابند تھی۔ جانتی تھی۔
کلاس میں جانے سے گھبرا رہی تھی۔ تبھی سامنے سے سنجنا آتی دکھائی دی۔ وہ بھاگ کر اس سے لپٹ گئی۔
شکر ہے سجنا، تم آ گئیں میں بہت گھبرا رہی تھی،، مایا وش نے کہا تو وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔
سوری میں سنجنا نہیں ہوں،، اس نے مزے سے کہا۔ مایا وش حیرت زدہ سی ہو کر اس سے الگ ہوئی۔
مم،، مگر،، اس کی نقاب میں معصومیت سے آنکھیں پھیل گئیں۔
میں اس کی ٹوئنز سسٹر رنجنا ہوں،، اس نے اس کی کنفیوژن دور کی۔
سنجنا کدھر ہے،،؟ مایا وش نے بے چینی سے پوچھا۔ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو وہ آئی نہیں،، رنجنا نے بتایا۔۔ اسے اس کی فرینڈ نے اشارہ کیا۔ تو وہ مسکرا کر اسے بائے اور سوری بولتی ہوئی یہ جا وہ جا۔ پیچھے مایا وش اداسی سے وہاں سے کلاس میں گئی۔

وہ جانتی تھی کہ کائلہ کے شیطانی چیلے اس کے آس پاس موجود رہتے ہیں۔ اس نے بولا تھا کہ وہ اگر کوئی فری پیریڈ ہو تو جا کر سٹاف روم میں اس کی جگہ بیٹھ جائے۔

یہ پیریڈ فری تھا۔ اسے سٹاف روم میں بیٹھے کافی دیر ہو چکی تھی۔ یہاں چونکے کوئی نہیں تھا اس نے اپنا حجاب ریموو کر دیا تھا۔ وہ بڑے انہماک سے اپنے نوٹس پر جھکی ہوئی تھی۔

وہ دبے قدموں سٹاف روم تک آیا تھا۔ دل میں کھینچ پڑ رہی تھی۔ عجیب سی کشش جو اسے کچی ڈور سے باندھے اسے یہاں لے آئی تھی اس آنکھوں سے اشارہ کیا تھا جب سٹاف روم کی کھڑکی کا ایک پٹ خود بخود بغیر آواز کیے کھلتا چلا گیا۔

وہ اس کی جانب پشت کیے بیٹھی تھی۔ سیاہ بال سیاہ رات کی طرح پوری کمر پر پھیلے ہوئے تھے۔ بس چاندی کی طرح دمکتے ہاتھوں کی ہر مومنٹ اس کے جسم و جاں میں ایک ہلچل سی پیدا ہو رہی تھی۔

وہ پانی میں تحلیل ہوا اور ڈور کے نیچے سے اندر گیا۔

نیویارک میں ہی یہ ایک قدرے غیر گنجان آباد علاقہ تھا جس میں آس پاس گھنے درختوں کے بیچ بیچ وہ ایک پراسرار سا ڈارک ہاؤس تھا۔ جس میں اس وقت کافی سناٹے کا عالم تھا۔

exponovels

بس ایک کمرے میں بیڈ پر نڈھال سا اوندھے منہ لیٹا کنگ ویام اپنی سرخ انگارا آنکھوں سے تکلیف برداشت کرنے کی تگ ودو میں ہلکان ہو رہا تھا۔ ایک مرتبہ پھر راج اور اس سے جڑا وہ ایک وجود اس کے لئے شدید تکلیف کا باعث ہی بنا تھا۔

وہ اسے لئے براؤن سٹون پیلس چلا تو گیا تھا مگر راج نے کچھ ایسا جادوئی حصار کھینچا تھا کہ اگر راج اور روشہ کے علاوہ کوئی غیر ماورائی وجود یا مخلوق اس حصار میں داخل ہوتی تو وہ جل کر بھسم ہو سکتی تھی۔ وہ تو اس کی بانہوں میں ماہا ویرا تھی تبھی اسے اتنا نقصان نہیں پہنچا تھا۔ پر اگر وہ اور زیادہ وہاں رکتا تو اس کے وجود سمیت اس کے سارے پر جل جاتے۔ تبھی وہ تیزی سے وہاں سے نکل آیا تھا۔

مگر اب شدید تکلیف میں وہ تڑپ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے پورا جسم جھلس رہا ہے۔ پہرے دار اور خدمت گار پریاں اس کے آس پاس موجود تھیں۔ اور اب اس کے زخموں پر جادوئی لیپ لگایا جا رہا تھا۔ تبھی وہاں ایک روشنی کا جھماکا ہوا اور فیری گارڈین ایمی آئی۔ جھک کر اپنے کنگ کی تعظیم کی۔

"تو ایک مرتبہ پھر راج اور اس کے خاندان نے ہمارے کنگ کو اتنی تکلیف پہنچائی،، ایمی کا لہجہ نفرت انگیز تھا۔

exponovels

مجھے اس مسئلے کا کوئی حل چاہییے،، لیپ کا باؤل اٹھا کر دیوار پر مار دیا گیا تھا۔ ویام نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے۔

میں اسی جادو کا توڑ لے کر ہی حاضر ہوئی ہوں اپنے کنگ کے پاس،، ایمی نے ایک پراسرار مسکراہٹ لیے کہا۔ جیسے وہ کسی کے ہاتھ کی کٹھ پتلی ہو۔

وہ کیا؟ مجھے جاننا ہے،، جلدی بتاؤ،، کنگ ویام تکلیف کے باوجود فوراً سیدھا ہوا۔

وہ یہ کہ اگر پرنسز خود اپنے ہاتھوں سے آپ کو تھام کر اس پیلس کے اندر لے جائے تو اس جادو کا اثر ٹوٹ جائے گا اور آپ پر یہ جادو اثر انداز نہیں ہو گا،،

ایمی نے کہا۔

اونہہہہہہ،،، کنگ ویام نے ایک طویل ہنکارا بھرا اور کچھ سوچ کر آنکھیں چمک اٹھیں۔ تبھی ایک پل میں چہرے پر کرختگی اور نفرت چھائی تھی۔

خدمتگارو،،،، اس بلیک ہاؤس کو ایک سیاہ، تاریک، بھیانک اور دردناک عذاب خانہ بنا دو،، کیونکہ بہت جلد اس میں ایک مجرم اپنے ماں باپ کا کیا بھگتنے آ رہی ہے،،

وہ بول کر اپنی تکلیف درد کی بھی پرواہ کیے بغیر اٹھا۔ اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

exponovels

مایاوش کافی انہماک سے اپنی نوٹ بک پر جھکی تھی۔ اس کا ماتھا پسینے سے تر تھا۔ وقتاً فوقتاً کھڑکی میں بیٹھے اس خبیث کوے کو بھی دیکھ لیتی۔ چور کی دھاڑی میں تنکے کے مترادف کہ کہیں وہ خبیث مخلوق جو کہ کوے کی شکل اختیار کیے بیٹھی تھی دیکھ نا لے کہ وہ اس وقت کیا لکھ رہی ہے اج اماوس کی سیاہ رات تھی۔ اور سنجنا کو موت کا بلاوا دیا جانا تھا۔ مگر وہ اسے ہر قیمت پر بچانا چاہتی تھی تبھی جیک کے لیئے ایک ضروری نوٹ لکھ رہی تھی۔ کیونکہ اس کی آنکھوں میں اسے سچائی دکھائی دی تھی۔

جب اپنے پیچھے ایک عجیب سی آہٹ محسوس ہوئی۔ بہت عجیب۔ اس نے بہت تیزی سے الٹا سیدھا کر کے اپنا نقاب پہنا تھا۔

اوشن کنگ جو بہت خاموشی سے اندر داخل ہوا تھا اب یہ دیکھ کر بھی حیران ہوا تھا کہ اگر وہ کوئی معمولی انسان ہے تو اسے اس کی موجودگی کی کیسے خبر ہو گئی۔

ایک ہوا کا جھونکا اپنے پیچھے محسوس ہوا۔

مایاوش جھٹکے سے پلٹی۔ وہ ایک نیلی آنکھوں والا لڑکا تھا جو منہ پر رومال باندھے کھڑا اسے عجیب سی نظروں سے تقریباً گھور رہا تھا۔

ہو آر یو،، آخر کون ہو تم،، تمھارے پاؤں چین سے کیوں بندھے ہیں،، کنگ دھیمے قدموں سے چلتا اس کے قریب تر ہوا۔ مایاوش نے بے اختیار ہی اپنے قدم پیچھے لیے۔

exponovels

دد،، دور رہو مجھ سے،، کوئی چین نہیں میرے پیروں میں تنت،،، تمھیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے،، جاؤ یہاں سے،،

مایاوش نے حتی الامکان اپنا لہجہ مضبوط بنانے کی کوشش کی۔ مگر گھبراہٹ اتنی تھی کہ لہجہ لڑکھڑا ہی گیا۔ آج تک کبھی ایسی صورت حال پیش جو نہیں آئی تھی۔ کہ وہ چیز جو صرف اسے دکھائی دیتی ہیں کوئی اور انھیں دیکھتا اور اس سے بازپرس بھی کرتا ان کے بارے میں۔

نو،،،،، یہ آواز چبھتی ہے کانوں کو،، ڈسٹرب کرتی ہے،، اور آج سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا،، وہ بات کرتے کرتے اس سے ایک قدم کے فاصلے تک آن پہنچا تھا۔ کھڑکی میں بیٹھا وہ کوا اب کائیں کائیں کرنے لگا تھا۔ اوشن کنگ نے ناگواریت سے اس کوے کو گھورا۔ جبکہ مایاوش کی خوف کے مارے جان لبوں پر آرہی تھی کیونکہ اگر اس کے سامنے کوئی عام انسان تھا تو وہ یقیناً دردناک موت مرنے والا تھا۔ کیونکہ کائلہ کا یہ چیلا اسے باہر نکلتے ہی مایاوش سے بات کرنے کی پاداش میں پراسرار موت مارنے والا تھا۔

اوشن کنگ مایاوش کے سامنے آیا تھا ایسے کہ اب مایاوش اس کوے کو نہیں دیکھ پا رہی تھی۔ تبھی کنگ نے اپنی کمر پر بندھے ہاتھوں سے کچھ اشارہ کیا تھا۔ پھر سٹاف روم کا کھڑکی کے پاس سے فرش، پانی کی طرح لہرانے لگا تھا۔ اور اس پانی میں سے ایک تیز دھار

exponovels

دانتوں والی غصیلی شارک جھٹکے سے نمودار ہوئی تھی۔ کوے کا سر دانتوں میں دبوچا اور واپس زمین میں چلی گئی۔

کوے کا دھڑ بے جان ہو کر سٹاف روم سے کھڑکی کے باہر جا گرا تھا۔

اس کی کائیں کائیں اوشن کنگ کو ناگوار گزر رہی تھیں تو اس ہمیشہ کے لئے خاموش کروا دیا گیا تھا۔

مایا وش اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ پیچھے ہوئی کاروائی کا تو پتہ ہی نا چلا۔

کون ہو تم بتاؤ مجھے،، کنگ نے رعب دار آواز میں پوچھا۔

کوئی نہیں جانے دو مجھے،، مایا وش اس کوے کی جانب دیکھنا چاہتی تھی۔ مگر دیکھ نا پائی۔

بہت آچانک کنگ نے اس کا گاؤن تھام کر اوپر اٹھایا تھا۔ دودھیا گلابی پاؤں سیاہ چین سے بندھے تھے۔

یہ کیا ہے،،؟ اوشن کنگ نے جھنجھلا کر پوچھا۔

تم سے مطلب،، مایا وش تڑخ کر بولی اور جھٹکے سے اپنا گاؤن چھڑوایا۔

وہ بغور اسے دیکھتا اس کے قریب تر چلا آیا تھا۔ جبکہ مایا وش دیوار سے لگ چکی تھی۔

ایک عجیب سی کشش تھی جو وہ یوں اس کے قریب تر ہوتا جا رہا تھا۔ بلکل الگ احساسات تھے۔ عجیب سی بے چینی۔ بے کلی۔

چہرہ دکھاؤ اپنا،، بھاری آواز کی سرگوشی نے مایا وش کے چودہ طبق روشن کیے تھے۔

اور وہ کیوں،، مایا وش نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پا لیا تھا تبھی اب آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے ان آنکھوں کو صدیوں سے جانتی تھی۔

ویسے ہی میرا دل چاہ رہا ہے تمھارا چہرہ دیکھنے کو،، اوشن کنگ نے لاپروائی سے کہا۔

اور تمھیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ محض تمھارے کہنے پر میں تمھیں اپنا چہرہ دکھا دوں گی،، مایا وش نے کہا تھا اور سامنے والا ابھی نقاب کے پیچھے گہرا مسکرایا تھا۔

نہیں دکھاؤ گی،،؟ کنگ نے پوچھا۔ جیسے سالہا سال بعد یہ میٹھی اور سریلی آواز سن کر برسوں سے جو درد اور تکلیفیں برداشت کرتا آ رہا تھا اس کا مداوا کیا جا رہا تھا۔

نہیں،، مایا وش نے غصے سے کہا۔ خوبصورت بڑی بڑی آنکھوں کے درمیان بل پڑے تھے جو سامنے والے کو مزا دے گئے تھے۔

زبردستی دیکھ لوں گا،، اوشن کنگ نے اس کے سکارف کو تھاما اور جھٹکے سے اسے مزید قریب کیا۔ اب وہ اتنے قریب تھے کہ گویا ناک سے ناک جڑنے میں ایک انچ کا فاصلہ ہو۔ جبکہ مایا وش اس کی اس دیدہ دلیری پر پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے حیرت سے دیکھے گئی۔ دھڑکنیں جیسے جامد ہو کر سینوں میں تھم سی گئیں تھیں۔

exponovels

مایاوش نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ ایک سپارک سا تھا جو اوشن کنگ کے تن بدن میں دوڑ گیا تھا۔ مایاوش نے جھٹکے سے اپنا سکارف چھڑایا اور اپنا سامان اٹھا کر وہاں سے بھاگ آئی۔ بار نکلی تو سر کٹا مرا ہوا کوا دیکھ اس کا پورا جسم لرز گیا تھا۔ اسی لئے کائلہ کے ہاتھوں اپنا حشر سوچ کر وہ اپنی فل رفتار سے وہاں سے بھاگی۔

ادھر اوشن کنگ نے حیرت سے اپنے ہاتھ کو دیکھا۔ کافی دیر وہاں کھڑا رہا۔ مگر پھر پر پھڑپھڑانے کی آواز سن کر دوسری ونڈو کی جانب دیکھا۔

وہ بھی ایک کوا تھا مگر پہلے کوے کا حشر دیکھ کر اس نے یقیناً کائیں کائیں کر کے اوشن کنگ کو ڈسٹرب کرنے کی حماقت نہیں کی تھی۔

SmartCrow,,,,,

مجھے اس لڑکی کے بارے میں اور جاننا ہوگا۔ یہ معمولی انسان نہیں، جس کے چھونے سے اوشن کنگ جھٹکا کھا جائے وہ معمولی انسان ہو ہی نہیں سکتی۔ کیسے پتا لگاؤں؟ کیسے پتا لگاؤں؟

ہمممم،، رائٹ۔ برتھ ڈے پارٹی پر۔

وہ کہتا پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے وہاں سے نکلا۔ یہ جانے بغیر کے اس مصیبتوں میں گھری چھوٹی سی جان کے لئے کتنی بڑی مصیبت کھڑی کر چکا ہے۔

وہ اندھا دھند سب کچھ چھوڑ چھاڑ کالج کے بیرونی گیٹ کی جانب بھاگی تھی۔ جب بری طرح کسی سے ٹکرائی۔ سر اٹھا کر دیکھا تو وہ رنجنا تھی۔

مایا وش جان بوجھ کر اس سے پھر بری طرح لپٹی۔ اور اپنے اور اس کے درمیان ہاتھ لا کر وہ نوٹ اس کے ہاتھ میں تھمایا۔

رنجنا کوئی سوال مت پوچھنا، کچھ بھی نہیں یہ نوٹ جیک کیلس کو دے دینا،، جو سنجنا سے محبت کرتا ہے، اور آج ساری رات جاگ کر سنجنا کا خیال رکھنا، اگر ایز آ سسٹر اس کی زندگی پیاری ہے تو،،،

مایا وش نے جلدی جلدی اس کے کان میں کہا اس سے الگ ہو گئی اور آ کر اپنی گاڑی میں بیٹھ گئی۔

رنجنا ششدر کھڑی اس کی دھول اڑاتی لمحہ بہ لمحہ دور ہوتی گاڑی دیکھتی رہی۔ مگر وہ سمجھدار تھی اتنی حیرت میں بھی اس نے وہ نوٹ مٹھی میں یوں دبوچا تھا کہ کسی کو دکھائی نہیں دیا تھا۔

مایا وش کے جانے کے بعد اس نے وہ نوٹ لا کر جیک کو دیا تھا۔

exponovels

ماہاویرا آف وائٹ ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہنے سٹڈی ٹیبل پر بیٹھی انہماک سے سٹڈی میں مصروف تھی۔ آج سیرا کی طبیعت بہت ناساز تھی۔ تبھی وہ میڈیسن لے کر جلد ہی سو گئی تھیں۔

تمام سرونٹس اپنے اپنے کوارٹرز میں تھے۔ اور جمی بزنس میٹنگ کے سلسلے میں شہر سے باہر تھا۔

وہ اکیلی اپنے روم میں تھی۔ رگوں میں خون جما دینے والی سردی تھی۔ اماوس کی سیاہ ترین رات تھی۔ اوپر سے موسم بھی کافی طوفانی قسم کا ہو چکا تھا۔ وہ ایک جان لیوا انگڑائی لے کر اپنی جگہ سے اٹھی۔

وہ حسبِ عادت سونے سے پہلے کھڑکی تک آئی تھی۔ وہاں سے ہٹنے لگی جب ایک عجیب نظارا دیکھا۔ سفید کبوتروں کا ایک غول سا تھا جو حدِ نظر وائٹ پیلس کے پول کے حدود سے پرے پرے اڑ رہا تھا۔ ماہاویرا نے غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ وہ کبوتر کسی کا اور پرندے کا پیچھا کر رہے ہیں۔ وہ حیرے زدہ سی سردی کی پرواہ کیے بغیر جلدی سے اپنا رین کورٹ پہن کر باہر بالکونی تک آ گئی۔

تب اس نے دیکھا کے وہ سفید کبوتر ایک انتہائی خوبصورت ست رنگی پرندے کا پیچھا کر رہے ہیں ۔ اور جیسے اس کے قریب جاتے ہیں چونچ مار کر اسے زخمی کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔

ماہاویرا نے حیرت سے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا ۔ وہ کھڑی ان کی یہ لکن چھپائی دیکھتی رہی ۔

تب بہت اچانک وہ سفید کبوتر اس پرندے پر پل پڑے تھے ۔ فضا میں پروں کے پھڑپھڑانے کی آواز اتنی شدید تھی کہ ماہاویرا نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے ۔

Hey,,,,stayawayfromit,,,,,,,

وہ چلائی ۔ اور الٹے پیروں مڑ کر اپنے روم سے نکل کر نیچے کی جانب بھاگی ۔

وہ اس پرندے کے موہ میں اتنی بدحواس ہو چکی تھی کہ جمی اور راج کی ساری نصیحتیں ساری تاکید بالائے طاق رکھ کر اندھا دھند باہر کی جانب بھاگ رہی تھی ۔

اگر زرا سے حواس قائم ہوتے تو یہ ضرور سوچتی کہ آدھی رات کے وقت اتنی طوفان میں وہ پرندے آخر آئے کہاں سے ؟

وہ تیزی سے بھاگ کر پول کی حدود کراس کر گئی تھی ۔ مطلب وہ جادوئی حفاظتی حصار کراس کر گئی تھی ۔ ان سفید کبوتروں کے حملے سے وہ پرندہ زخمی ہو کر زمین پر گر چکا تھا ۔ ابھی بھی وہ سفید کبوتر اس پر حملہ کر رہے تھے ۔

اششششش،،،، اششش سٹے اوے،،،، وہ چلائی ۔ کبوتر پھڑپھڑاتے وہاں سے دور ہوتے چلے گئے ۔ وہ اس ست رنگی پرندے پر جھکی ۔

طوفانی بارش تھم چکی تھی ۔ ہلکی پھلکی بوندا باندی جاری تھی مگر یخ بستہ شدت بھری ہواؤں کے تھپیڑوں نے ماہاویرا کی بیک بون میں سرسراہٹ سی پیدا کر دی تھی ۔ تبھی اس نے اس پرندے کو اٹھایا اور پھر تیز قدموں سے اندر کی جانب بڑھی ۔

وہ سفید کبوتر پریوں اور پری زاد میں بدلے تھے ۔ ایک فاتحانہ سی مسکراہٹ لیے اپنے کنگ کو دیکھا جو اس لڑکی کے ہاتھوں میں تھا ۔ اور پھر ڈارک ہاؤس کی جانب اڑ گئے ۔

آدھی سیاہ رات کے وقت رنجنا راکنگ چئیر پر جھولتی سوتی ہوئی سنجنا کو بغور دیکھ رہی تھی ۔ مایاوش کی بات ٹھہر ٹھہر کر یاد آ رہی تھی ۔ ایک دل کیا اس کی بات نظر انداز کر دے ۔ بھلا کیا ہو سکتا تھا سنجنا کو ۔ مگر پچھلے کچھ دنوں سے سنجنا کی حرکتیں بہت غیر معمولی سی ہو گئیں تھیں ۔ بیٹھے بٹھائے کسی میوزک کی آوازیں سنائی دینے لگ جاتیں ۔ کبھی کہتی دروازے پر

exponovels

کوئی اسے آوازیں دے رہا ہے۔ اور کل تو وہ جن کے مزہب میں انڈا تک نہیں کھایا جاتا تھا بازار سے لا کر کچا گوشت تک کھا چکی تھی۔

اور اب وہ اس کی حفاظت کر رہی تھی۔ مایاوش کا نوٹ جیک کو دے دیا تھا۔ تو اسے یہ بھی تسلی تھی کہ وہ باہر سنجنا کی حفاظت کے لئے موجود ہے۔

باہر جیک اپنی کار میں بیٹھا وہ نوٹ بار بار پڑھ رہا تھا۔

ڈئیر جیک،

اگر سنجنا سے محبت کرتے ہو، اگر اس کی زندگی پیاری ہے، اگر اسے اپنی لائف میں پانا چاہتے ہو تو آج رات اسے اپنی آنکھوں کے سامنے ہی رکھنا، ایک پل کے لئے بھی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دینا، اگر وہ کہیں جانے کی کوشش بھی کرے تو اسے اس کے گھر روک لینا،، نہیں تو وہ ماری جائے گی، پھر ساری زندگی بیٹھ کر افسوس کرنا کہ تم اپنی محبت کی حفاظت نہیں کر سکے،،

ویل وشر،

مایاوش۔

exponovels

ایک مرتبہ پھر وہ نوٹ پڑھ کر مائیکرو سکوپ سے کھڑکی کے زریعے اندر جھانکا تھا۔ وہ چونکا تھا۔ کیونکہ سنجنا سوتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کر بیٹھی تھی۔ جیک یہ دیکھ کار سے نکل کر اندر کی جانب بڑھا تھا۔

اندر وہ اٹھ کر بیٹھی تھی۔ اس کی پتلیاں ساکت سی تھیں۔ اسے میوزک کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اسے آوازیں دی جا رہی تھیں۔ اسے جانا تھا۔ مگر رنجنا کو سامنے بیٹھا دیکھ اس نے کچھ سوچا۔

رنجنا، مجھے ڈر لگ رہا ہے، پلیز میرے ساتھ واش روم میں آ جاؤ،، سنجنا نے کہا تو رنجنا چپ چاپ اس کے ساتھ ہولی۔

وہ واش روم آئیں۔ سنجنا نے پیچھے مڑ کر اس کے چہرے پر پھونک ماری۔ وہ انہی قدموں سے لوٹ کر آ کر بیڈ پر لیٹ گئی۔ اور سنجنا واش روم کے پچھلے دروازے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

جمی جو کہ اندر آ رہا تھا یہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ سنجنا واپس بیڈ پر آ لیٹی ہے۔ تبھی واپس کار میں آن بیٹھا۔

کالج سے بہت دور سمندر کنارے ایک لائٹ ہاؤس کے قریب یہ ایک چھوٹا سا کاٹیج تھا جس کے ایک کمرے میں مایاوش بے چینی سے ادھر ادھر چکر لگا رہی تھی۔

کائلہ کا ایک چیلہ مارا گیا تھا۔ اور تو اور اس نے کسی سے بات کی تھی۔ صد شکر کہ اماوس کی رات تھی اور وہ بہت کمزور پڑی ہوئی تھی۔ اسی لئے مایاوش بچ نکلی تھی۔

مگر آج جو وہ کرنا چاھتی تھی۔ مایاوش دعا ہی مانگ رہی تھی کہ کاش سنجنا ادھر کا رخ نا کرے۔

مایاوش،،، بات سنو،، اسے کائلہ کی آواز سنائی دی تو مایاوش کے دل وجاں میں خوف و بے بسی کی ایک سنسنی سی دوڑی تھی۔

ماہاویرا اس پرندے کو نرمی سے تھامے اندر لائی تھی۔ لا کر اسے آرام سے صوفے پر رکھا۔ ایا اس عجیب کلرفل پرندہ اس نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ اس کا سائز ایک کبوتر جتنا ہی تھا۔ شکل و صورت بھی کبوتروں جیسی تھی مگر آنکھیں بڑی بڑی الوؤں جیسی تھیں۔

اتنی ٹھنڈ میں اس نیکی نے اس کے دانت بجا ڈالے تھے۔ تبھی ہیٹر تیز کیا تھا۔

رین کوٹ نکال کر کھونٹی پر لٹکایا۔ الماری سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر وہ پھر اس پرندے تک آئی تھی۔ جو عجیب سی نظروں سے بغور اس کا معائنہ کرنے میں مصروف تھا۔

تم ٹھیک ہو جاؤ گے، لاؤ اپنا ونگ دکھاؤ مجھے،، ماہاویرا نے نرمی سے اس کا پر کھولا جو زخمی تھا۔ ماہا نے اس پر نرمی سے مرحم لگایا۔ پھر دوسرا ونگ چیک کیا اور اس پر بھی مرحم لگایا۔

وہ پرندہ پہلے تو سکون سے بیٹھا رہا۔

تم میرے دوست بنو گے؟ میرا کوئی دوست نہیں،، میں تم سے اپنی سب باتیں کیا کروں گی،، اوکے،، تو آج سے ہم فرینڈز،،

ماہاویرا اس کو مرحم لگا چکی تو چھوٹے سے ہاتھ سے اس کی پیٹھ سہلانے لگی۔ اس پرندے کو جیسے یہ بات پسند نہیں آئی تھی۔ تبھی پیچھے مڑ کر ویرا کے ہاتھ پہ چونچ ماردی تھی۔

آؤچ،،، ماہاویرا نے جلدی سے اپنی فنگر اپنے لبوں تلے دبائی۔

بڑے ہی کوئی احسان فراموش ہو بھئی،، ویرا کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ جانے کیوں مگر ابھی ابھی جو اس چھوٹی سی لڑکی نے اس پرندے کے لئے کیا تھا اسے سوچ وہ پرندہ بھی اب سر جھکا کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تھا جیسے اپنے اس ہی عمل پر شرمندہ ہو۔

اووووووو،،،،، تم سوری ہو،، اٹس اوکے،، ویرا نے پھر اس کا سر سہلایا۔ اور اسے اپنی گود میں بھر کر اس کا منہ بھی چوم ڈالا۔ وہ تو اتنی سی بات سے ہی خوش ہو گئی کیونکہ اسے لگا وہ بڑا اپنے عمل پر سوری ہے۔ وہ اٹھی۔ آتش دان کے آگے چھوٹا سا ٹیبل رکھ کر،

الماری سے ایک کپڑالا کر اس کو اکھٹا سا کر کے درمیان میں اس برڈ کے لئے جگہ بنائی۔ اور اسے وہاں بٹھا دیا۔

یہ تمھاری جگہ ہے سونے کی،، ماہاویرا نے کہتے ایک جمائی لی۔ اور ایک توبہ شکن انگڑائی توڑی۔ اب تم ایک گڈ نائٹ کِسّی لو اور سو جاؤ،، رائٹ،، وہ کہتی پھر اس کے سر پر جھکی وہاں اپنے نرم و نازک گداز لب رکھے اور لائٹ آف کر کے بیڈ پر جا کر لیٹ گئی اور سائیڈ لیمپ جلایا۔ وہ پرندہ اسی کی جانب عجیب سی نگاہوں سے دیکھے گیا۔

ویرا اس کی جانب دیکھے گئی۔ جانے اسے کیوں لگا کہ جب تک وہ اس کی جانب رخ کیے رکھے گی وہ سوئے گا نہیں۔ تبھی اس نے دوسری جانب رخ کیا تھا۔

پانچ منٹ کے بعد وہ غنودگی میں جانے لگی تھی۔ جب آنکھیں بند ہوتے دیوار پر اس نے ایک پرندے کا سایہ لمحہ بہ لمحہ بڑے ہوتے ایک انسانی سائے میں بدلتے دیکھا۔ جس انسان کی کمر پر اس کے ونگز تھے۔ اس کی نیند بھک سے اڑی تھی۔ ایک دم ہی پوری آنکھیں کھل گئیں۔ تبھی جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی اور پیچھے مڑ کر دیکھا۔

تھا تو وہی پرندہ اور سایہ بھی اسی کا تھا۔ مگر آگ کے سامنے بیٹھے ہونے کی وجہ سے سایہ بڑا سا تھا۔ ماہاویرا کا دل کیا ماتھا پیٹ لے۔ اب نیند میں جانے کیا کیا خیال آنے لگے تھے۔ وہ پھر دوسری جانب کروٹ لے کر آنکھیں موند گئی۔

وہ جو اپنی اصل شکل میں واپس آیا تھا۔ بغور اس چھوٹی سی لڑکی کی پیٹھ کو دیکھا۔ جو انجانے میں ہی سہی اس کے وجود پر اپنے لمس چھوڑ گئی تھی۔

اس کے پرستان میں ایک سے بڑھ کر ایک پری تھی۔ انتہائی خوبصورت انتہائی نرم و نازک۔

مگر جو بات لاپروائی سے لیٹی اس لڑکی میں تھی شاید ہی کسی میں ہوتی۔ لباس کا خیال کیے بغیر وہ دوسری طرف کروٹ لیے کمفرٹر پر گھٹنا رکھے لیٹی تھی۔ ٹی شرٹ گستاخی کرتی اپنی جگہ سے سرک گئی تھی جس میں سے دودھیا گلابی کمر چاندی کی طرح دمک رہی تھی۔ سنہرے بال تکیے پر بکھرے ہوئے تھے۔ اور پچھلے گہرے گلے سے دلکشی صاف عیاں ہو رہی تھی۔

یونہی ٹراؤزر سے بھی سفید نازک گداز پنڈلیاں اپنے درشن کروانے میں مصروف تھیں۔

کیوں آخر کیوں کیا اس پاگل لڑکی نے ایسا کیا،، وہ غم و غصے سے پاگل ہوا۔ اب جو جزبات تھے عجیب سے احساسات، اس پاگل لڑکی کے دل میں کسی انجان مخلوق کے لئے اتنی نرمی، وہ بار بار سر جھٹکتا اپنی ہر سوچ اپنے ہر خیال کی بار بار تردید کرتا لمبے لمبے سانس بھر رہا تھا۔

اب ماہا ویرا نے اپنے پیچھے تیز تر سانسوں کی زیر و بم سنی تو پھر سے پٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں۔ اب تو اس کے ہوش و حواس میں سانسوں کی وہ مدھم سی آواز سنائی دے رہی تھی۔

اس نے خوف کے مارے شیٹ مٹھیوں میں جکڑی۔ ایک مرتبہ پھر ہمت کر کے جھٹکے سے اٹھ بیٹھی اور سہمی ہرنی جیسی بڑی بڑی سنہری آنکھوں سے چہار سو نگاہ دوڑائی تو دیکھا وہ پرندہ بڑی شان سے بیڈ پر اس کے پیچھے بیٹھا ہے۔

ماہ ویرا نے سینے پر ہاتھ رکھ کر معصومیت سے ایک لمبا سا سانس کھینچا۔

اففففففف،،،،،،،

ہیے یو وانٹ ٹو سلیپ ود می،،؟ دین کم آن،، ماہ ویرا نے پھر سے پھڑپھڑاتے پرندے کو اپنے ہاتھوں میں بھرا۔

وہ یوں مچل رہا تھا جیسے دانت پیس کر اس کی گرفت سے نکل جانا چاہتا تھا۔ (مگر افسوس اپنے ہی جال میں بری طرح پھنس چکا تھا)

ماہ ویرا چت لیٹی اور اسے اپنی بیلی پر بٹھا لیا۔

جانے کیوں مگر پرندے نے سختی سے آنکھیں بھینچیں تھیں۔ ماہ ویرا کو حیرانی ہوئی۔

واٹ ہیپنڈ ڈئیر فرینڈ،،؟ ماہ ویرا نے شہادت کی انگلی سے اس کی گردن گدگدائی۔ مگر وہ اپنی آنکھیں کھولنے کو تیار نہیں تھا۔

تمھیں شاید پین ہو رہا ہے کہیں پر،، ویری سیڈ،، وہ اداس ہو گئی۔

exponovels

اوکے اب میں تمھیں ڈسٹرب نہیں کروں گی،، سوجاؤ،، اس نے اسے بیلی سے ہٹا کر نرمی سے اپنے ساتھ بیڈ پر رکھا اور آنکھیں موند لیں۔

کچھ ہی دیر میں وہ گہری نیند میں جا چکی تھی۔ کسی نے بہت قریب سے اس کی پلکوں کی جھالروں کو گالوں پر سایہ فگن دیکھا۔ اس کی آنکھیں شدتِ برداشت کی وجہ سے لال انگارا ہو چکیں تھیں۔ وہ جھٹکے سے اس کے پہلو سے اٹھا تھا۔ اور جانے کیوں تن فن کرتا کھڑکی سے پری زاد بنا اڑ گیا۔

کافی دیر تک جب جیک کو رنجنا دکھائی نہیں دی تو اس کا ماتھا ٹھنکا۔ وہ تیزی سے اندر داخل ہوا تھا آ کر بیڈ پر گہری نیند سوئی ہستی کو جھنجھوڑ ڈالا۔

سنجنا اٹھو،،، سنجنا،،،، ویک اپ،، وہ چلایا۔ اس نے مندی مندی آنکھوں سے خود پر جھکے جیک کو دیکھا اور اب کچھ یاد آ جانے پر جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

جیک میں سنجنا نہیں ہوں،، وہ نکل گئی گھر سے باہر،، روکو اسے،، وہ تقریباً دھاڑی۔

جیک سن کر انھیں پیروں واش روم کی جانب بھاگا تھا۔ واش روم کا بیرونی دروازہ کھلا تھا وہ بھی تعقب کرتا تیزی سے بھاگا۔

کچھ ہی دیر بعد تیزی سے بھاگنے کی وجہ سے وہ اسے اب دیکھ پا رہا تھا۔

exponovels

سنجنا،، وہ چلایا۔ مگر وہ چلتی رہی۔ وہ اور تیزی سے بھاگا تھا۔ سنجنا کا رخ لائٹ ہاؤس کی جانب تھا۔ بیچ میں گھنی خاردار جھاڑیاں تھیں۔

سنجنا کو مسلسل میوزک کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ اندھیرے میں بس ناک کی سیدھ میں چلتی جا رہی تھی۔

سنجنا،، رک جاؤ،، جیک پھر چلایا۔ پھر جلد ہی وہ اس کے قریب چلا آیا تھا۔ اب وہ دیکھ سکتا تھا سنجنا کے سائے کے ساتھ ساتھ دو اور سائے تھے جو اس کے ہمقدم تھے۔

اس نے جھٹکے سے اس کا بازو تھام کر اسے اپنی جانب گھمایا تھا۔

سنجنا، واپس چلو،، اس نے انگلش میں کہتے اسے واپسی کے لئے گھسیٹنا چاہا۔ مگر ایک ان دیکھی طاقت تھی جو اسے مخالف سمت گھسیٹ رہی تھی۔

جانے دو مجھے،،، انتہائی بھیانک آواز میں وہ کوئی درندہ نما غراہٹ تھی جو سنجنا کے منہ سے ادا ہوئی تھی۔

نو،، کبھی نہیں،، تبھی جیک نے چرچ سے لایا ہوا فادر کا دیا گیا پانی اس کے سر پر انڈیلا تھا۔ وہ دردناک انداز میں چلائی تھی۔ پھر جیک نے فادر کا دیا دھاگہ اپنے اور اس کے گرد لپیٹا تھا۔ اب اسے کسی صورت بھی سنجنا کو نہیں چھوڑنا تھا۔ سنجنا بری طرح مچلنے لگی۔

پھر پورا زور لگا کر چلائی۔

چھوڑو مجھے ،،، میں نے کہا چھوڑو مجھے ،، وہ بری طرح اسے مارتی اس کے کندھے پر اپنے دانت جما گئی تھی۔ جیک نے اذیت کی انتہا سے آنکھیں بند کیں۔ کیونکہ سنجنا اس کے کندھے پر زخم کر چکی تھی۔ پھر اس نے اپنے ناخنوں سے بری طرح اس کا سینا کھروچا تھا۔ جیک نے تب بھی اس کے گرد سے سلاخوں کی طرح باندھا اپنے بازوؤں کا حصار نہیں توڑا تھا۔

پھر یوں لگا کہ سنجنا کا وجود زلزلوں کی زد میں آیا تھا۔ بری طرح شدت سے جھٹکے کھا وہ پھر حلق کے بل چلائی تھی۔ تب اس کے منہ سے کالا دھواں نکل کر فضا میں تحلیل ہوا تھا اور وہ نڈھال ہو کر جیک کے بازوؤں میں گری۔ جیک نے اسے بازوؤں میں بھرا اور واپسی کی جانب رخ کیا۔

ابھی وہ چند قدم ہی چلا تھا جب پیچھے سے کچھ سسکیوں کی آواز سنائی دی۔ وہ ٹھٹھک کر رکا۔ اور سنجنا کی آواز جیسی آواز سن کر پیچھے دیکھا۔

سنو جیک ،، پلیز میری مدد کرو ، مجھے یہاں سے گھر لے کر جاؤ ، تمھارے بازوؤں میں رنجنا ہے ،، سنجنا تو میں ہوں ، اسے نیچے اتار دو ،، میری ہیلپ کرو ، مجھے روک لو پلیز ،،، سنجنا ہچکیوں سے روتی التجا کر رہی تھی۔

exponovels

جیک کا کلیجہ منہ کو آیا۔ اوراگر وہی سنجنا ہوئی تو؟ تو کیا ہوگا،، وہ اپنے بازوؤں میں بھری ہستی کو نیچے اتارنے کو ہوا۔ کہ دفعتاً رنجنا بھاگتی وہاں چلی آئی۔

جیک وہ محض ایک چھلاوا ہے، اس کی بات مت سننا،، رنجنا چلائی۔

جیک نے جلدی سے اسے بازوؤں میں بھینچا اور قدم تیز ترین کیے۔ جیک اور رنجنا نے گھر پہنچ کر ہی سانس لیا اور جلدی سے کھڑکی دروازے بند کیے۔ جیک نے بیہوش سنجنا کو نرمی سے بیڈ پر لٹایا۔

رنجنا نے دیکھا اس کی خود کی وائٹ شرٹ لہولہان ہو چکی تھی۔

جیک یہ کیا ہوا؟ رنجنا رو پڑی۔ تبھی سنجنا کی آنکھ کھلی تھی۔ وہ جیک کی جانب نم آنکھیں لیے دیکھت رہی کیونکہ اسے سب یاد تھا کیا ہوا تھا اس کے ساتھ یا کیا ہونے جا رہا تھا سنجنا کے دیکھنے سے وہ انجان تھا کیونکہ اس کی توجہ اب اپنے زخموں پر تھی۔

تم اپنی شرٹ ریموو کرو،، میں اینٹی بائیوٹک لیکوئیڈ سے یہ زخم صاف کر دیتی ہوں،، رنجنا نے انگلش میں اسے کہا اور الماری سے فرسٹ ایڈ باکس سے ڈیٹول اور کاٹن لے آئی۔

ابھی وہ ڈیٹول سے کاٹن بھگو کر اس کے زخم پر رکھتی جب بہت اچانک سنجنا نے اٹھ کر اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

لاؤ میرے دئیے گئے زخموں پر میں ہی مرحم لگاؤں گی،، سنجنا نے روتے ہوئے اردو میں کہا تھا۔ جیک پہلے چونکا پھر دلچسپی سے سوں سوں کرتے اسے بغور دیکھا۔ بہت اچانک کمر کے گرد بازو حمائل کر کے جیک نے اسے خود میں بھینچا تھا اور اس کے بازو اپنی گردن کے گرد حمائل کیے تھے۔ وہ بوکھلائی جبکہ رنجنا مسکراتی کمرے سے باہر چلی گئی تھی۔

کیوں رو رہی ہو،،،؟ بھاری گھمبیر لہجہ تھا اس کو چن سے تھام کر جھکی بھیگی پلکیں اوپر اٹھانے کی کوشش کی۔

اا،،،اگر،،،،،،،،تت،،،تمھیں،،،کک،،،کچھ ہو جاتا،،تت،،،تو،،،وہ اس کے زخموں کو دیکھ کر بولی۔

سو،،سوواٹ؟ تو کیا ہوتا،تم کون سا مجھ سے محبت کرتی ہو جو تمھیں فرق پڑتا،،وہ مسکرا کر بولا نگاہوں کا فوکس اب بھٹک بھٹک کر گستاخیاں کرتا نازک پنکھڑیوں پر آن رکا تھا۔

سنجنا نے اپنی بھیگی پلکیں اٹھا کر اس ستمگر کو دیکھا تھا اس کی آنکھوں میں ہی اس وقت دل کی حالت بیان کرتے تمام منہ بولتے جزبات شورش برپا کر رہے تھے۔ جیک نے اس کی کمر سے اٹھا کر اسے جھٹکے سے دیوار سے لگایا تھا۔ سنجنا کی غیر ہوتی حالت اور تیز ترین ہوتی دھڑکنوں کی پرواہ کیے بغیر اس نے اس کو ہونٹوں کو اپنے لبوں کی دسترس میں لیا تھا۔

ایک جنون سا تھا ایک شدت،،

جیسے ابھی بھی وہ اس کو کھو دینے کے ڈر سے نا نکلا ہو۔ اور اسے محسوس کر کے اپنے دل سے یہ ڈر نکالنا چاہتا ہو۔

سنجنا نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ بے جان ہو جائے گی۔ مگر وہ اس کے ہاتھ تھام کر پھر سے دیوار سے لگا گیا۔

خود کو سیراب کرنے کے بعد اسے شاید اس کی حالت پر رحم آیا تھا۔ وہ خود ہی نرمی سے پیچھے ہٹا۔ مگر اب اپنے اس عمل پر خود ہی سختی سے آنکھیں بھینچیں۔ پیچھے مڑ کر اپنی شرٹ اٹھائی۔

وہ دیوار سے لگی لمبے لمبے سانس بھرتی اپنی اٹکی سانس بحال کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

آرام کرو سنجنا،، میں باہر ہی ہوں، وہ اس سے نگاہیں چراتا اپنی شرٹ اٹھا کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

تبھی رنجنا روم میں داخل ہوئی تھی۔

اسے کیا ہوا؟ اس جیک کو تیزی سے باہر جاتے دیکھ پوچھا۔

کک،، کچھ نہیں،،، سنجنا بھاگ کر کمفرٹر میں دبکی تھی مبادا کہیں وہ اس کے سرخ زخمی ہونٹوں اور پاگل مچلتے دل کا احوال نا جان لے۔

وہ آگ کے الاؤ کے سامنے بیٹھی اپنے بھدے مکروہ چہرے سے مختلف شیطانی منتر پھونک رہی تھی۔ اس کا ایک چیلہ مر چکا تھا۔ ایک سے جو خبر ملی تھی وہ اچھی نہیں تھی۔ اس نے مایا وش کو بلایا مگر وہ خوف کے مارے اپنے کمرے میں ہی دبک کر بیٹھی رہی۔ آئی ہی نہیں۔ بلیک وچ کو اس کا یہ ڈر اچھا لگا۔

یہ باتیں بعد میں بھی معلوم کی جا سکتی تھیں۔ پہلے اس کے شکار کا یہاں پہنچنا بہت ضروری تھا۔ تاکہ اس کی طاقتیں بحال ہو سکیں اور وہ ایک ایک کو دیکھے۔

چلپے کے دوران اس کی طاقت اور کالے سائے عروج پر تھے۔ شکار اس کی حدود میں پہنچ بھی گیا تھا۔ مگر پر آگ کا الاؤ دھماکے سے بھڑک کر ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔ مطلب اس کا وار خالی گیا تھا۔

کیسے آخر کیسے؟

اس کے شکار کو تو اس کا جوڑی دار ہی بچا سکتا تھا۔ اور آج تک ایسا ہوا نہیں تھا۔ تو کیا مایا وش نے کچھ کیا تھا۔ وہ غصے سے پاگل ہوئی اور اپنے آدھے گنجے سر سے بال نوچ نوچ کر پھینکنے شروع کر دیئے۔

exponovels

دل کیا اس مایاوش کو ابھی جائے اور جلا کر خاک کر دے ۔ مگر شیطانی دماغ نے ایک اور تانا بانا بنا تھا۔ تبھی وہ چڑیل مکروہ قہقہے لگاتی زور زور سے ہنسانے لگی تھی۔

مایاوش جو چھپ چھپ کر خوف سے اسے دیکھ رہی تھی اس کا وار نا کام ہونے پر اطمینان کا سانس لیا۔ مگر پھر اس کے مکروہ قہقہے اس خوف میں بتلا کر گئے۔

عائش اور آبدار اپنے پول سے باہر بیچ پر رکھے کاؤچ پر آنکھیں موندے نیم دراز تھے ۔ برتھ ڈے پارٹی کی تمام ارینجمنٹس ایک دن پہلے ہی مکمل ہو چکی تھیں۔ اب بس انویٹیشنز دینے تھے ۔ وہ کانوں میں ہینڈ فری لگائے کسی اور دنیا میں ہی پہنچا تھا۔ جب سونگز سننے کے باوجود اسے کچھ اور بھی سنائی دیا۔

وہ چونکا اور آنکھیں کھولیں ۔ ہینڈ فری ریموکی۔

ہاں وہ نسوانی چیخوں کی آوازیں تھیں۔ آبدار جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔

واٹ ہیپنڈ برو،، عائش نے پوچھا۔

کچھ سنائی دیا،، آب نے سنجیدگی سے پوچھا۔

یس،، کسی لڑکی کی چیخنے کی آوازیں ہیں،، عائش نے لاپرواِئی سے کہا۔

وہ مصیبت میں ہوگی،، وی مسٹ سیو ہر،، آب نے پھر سے کہا۔

exponovels

واٹ ایور،، بول کر وہ پھر سے ہینڈ فری کانوں میں لگانے والا تھا جب آب نے اسے کالر سے دبوچا اور اپنے ساتھ گھسیٹتا چلا گیا۔

وہ آواز کی سمت گئے۔ بیچ پر کچھ دور جاکر پانی کی لہروں میں وہ ایک لڑکی تھی جسے تین چار لڑکے دبوچ کر کھڑے تھے ان کے گھٹنوں تک پانی تھا اور وہ اس کے ساتھ بدتمیزی کر رہے تھے۔

ہیے یو،، سٹے اوے فرام ہر،، آبدار کے ماتھے پر بل آئے تھے۔ عائش نے بھی انھیں گھورا۔

کیوں تم دونوں کی سسٹر ہے یہ،،؟ انھوں نے مزاق آڑایا۔

یس،، آبدار نے دانت پیس کر کہا۔

پھر ایک اشارا ہوا تھا۔ اور پانی میں موجود ان کی ٹانگوں پر سویاں سی چبھی تھیں۔ وہ تکلیف سے چلائے۔ اور بری طرح تڑپنے لگے۔ تب وہ پانی سے نکل کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

لڑکی نے آب اور عائش کی جانب رخ کیا۔ وہ دونوں جانے کیوں اسے دیکھ کر چونکے تھے۔ وہ انھیں بہت بہت زیادہ غیر معمولی لگی۔ تھی تو انسان۔ مگر کوئی معمولی انسان نہیں تھا۔ وہ حسن کے معاملے بھی بہت خاص تھی۔ عائش بغور اسے دیکھے گیا۔

exponovels

کون ہو تم، ؟ آخر آب نے ہی پوچھا۔

مم،، میرا نام روز ہے،، وہ بول کر پھر رونے لگی۔

عائش نے ناگواریت سے اس کے آنسو دیکھے۔

یہاں کیسے پہنچیں،، ؟ یہ ہمارا علاقہ ہے، مطلب یہ سارا علاقہ ہماری ملکیت ہے،، آب نے اسے سمجھایا۔

میری ماں،، وہ بہت ظالم عورت ہے، یہاں بھیج کر میرا سودا کرنا چاہتی ہے، محض اپنے عیش و عشرت کے لئے،، یہ کہتے لڑکی کی آنکھوں میں اپنی ماں کے لئے بے پناہ نفرت تھی۔ میں جہاں تھیں وہاں سے بھاگ آئی،، اور یہ لڑکے میرے پیچھے پڑ گئے،، میں بھاگتی بھاگتی ادھر چلی آئی،، ہچکیوں کے دوران وہ بمشکل ہی بول پائی۔

تو تمہارا اس دنیا میں کوئی نہیں،، آب کو افسوس ہوا۔

اس نے اثبات میں سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

چلو ہمارے ساتھ،، آب نے اسے کہا۔ وہ چپ چاپ بغیر کوئی سوال جواب کیے ان کے ساتھ ہولی۔ اور یہیں وہ غلطی کر چکی تھی۔

عائش بھی بھی کچھ نہیں بولا مگر ایک مرتبہ پیچھے مڑ کر اس لڑکی کو کڑے تیور لیے ضرور گھورا تھا۔ آبدار تو تھا ہی ایسا نرم دل۔

مگر یہ لڑکی،،

کچھ گڑبڑ تھی۔ ان لڑکوں سے بھاگ رہی تھی توان کے ساتھ اتنی چپ چاپ کیوں چلی آ رہی تھی۔ اسے کیسے معلوم تھا کہ لازمی ہی یہ لوگ اس کے ساتھ کچھ نہیں کریں گے اور اسے محفوظ مقام تک پہنچا دیں گے۔

عائش نے اپنی پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے اور اس لڑکی کا دماغ درست کرنے کا پلان سوچنے لگا۔

کائلہ اور مایا وش کالج میں داخل ہوئیں تو کافی سارے سٹوڈنٹس گراؤنڈ میں جمع تھے۔

کائلہ جس کا وار خالی گیا تھا جو بے تحاشا کمزور پڑ چکی تھی۔ مایا وش کی بھی جان چھوٹی ہوئی تھی کہ اس نے اپنے تمام کام بعد کے لئے بچا کر رکھے تھے۔

ابھی اس لڑکے کا بھی پتہ لگانا تھا جو مایا وش میں دلچسپی لینے کی جرأت کر رہا تھا۔

اس کے چیلے کو کس طاقت نے ختم کیا وہ بھی اور سنجنا کیسے بچ نکلی وہ بھی۔

وہ گراؤنڈ میں آئیں تو سنجنا ان کے سامنے آئی تھی اور مایا وش کو خود میں بھینچ ڈالا۔ مایا وش گھبرا گئی۔ نقاب کے بیچ ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہو گئے۔ جو اس بھیڑ میں کسی نے بغور دیکھے۔

یہ دیکھووش رائل فیملی کے عائش اور آبدار کی کی کل گرینڈ برتھ ڈے بال پارٹی ہے،، میں جیک کے ساتھ جارہی ہوں،، مگر تم بھی لازمی آؤ گی میرے ساتھ، اور اب میں انکار نہیں سنوں گی،، تمھیں آنا ہوگا،،، رائٹ،، سے یس،،

نو سنجنا،، میں کہیں نہیں جاتی،،،،،،اور،،،،،،،

یہ لازمی آئے گی،،، کائلہ نے مایاوش کی بات بیچ میں ہی کاٹی،، یہ آئے گی تمھارے ساتھ،، مگر پھر تم بھی پرامس کرو،، پارٹی کے بعد اس کے ساتھ ہمارے گھر آؤ گی،، کائلہ نے اپنا ہاتھ سنجنا کے آگے بڑھایا۔ اس کی نگاہوں میں خباثت تھی۔

اویس،، میم، پرامس،، تھینکس اگر اس کے آنے کی یہی شرط ہے تو میں ضرور آؤں گی،، سنجنا نے جوش جزبات سے کائلہ کا ہاتھ تھاما۔

کائلہ ایک مکرہ فاتحانہ سی مسکراہٹ لیے اپنی کلاس میں چلی گئی۔ مایاوش کا رکا ہوا سانس بحال ہوا جسے یہ ڈر تھا کہ اس کی سنجنا کو بتائی گئی وارننگ کا زکر کوئی کائلہ کے سامنے نا کر دے۔

اسے وہاں رنجنا اور جیک آتے دکھائی دیئیے تب سنجنا وہاں سے سرخ چہرہ لیے کھسک گئی جو صبح سے جیک سے منہ چھپاتی پھر رہی تھی۔

رنجنا مایاوش کے گلے لگی۔

exponovels

تھینکس،، صرف کان میں اتنا ہی بول پائی۔

جیک نے بھی اس سے ہاتھ ملایا۔ جو وہاں کھڑے ایک شخص کو بے تحاشا ناگوار گزرا۔

تھینکس،، جیک بھی بس اتنا ہی بولا۔ اور احتیاطاً کوئی اور بات نہیں کی۔ جیک نے سنجنا اور رنجنا کو بتا دیا تھا کہ ضرور مایا وش کے ساتھ کوئی پرابلم ہے۔ اسی لئے عائش اور آب کو اس کے پیروں میں چین بندھی دکھائی دیتی ہے۔

تب سنجنا اور رنجنا کو کچھ اندازہ ہو گیا اس کے بارے میں کہ ضرور اس کے ساتھ کچھ طاقتیں ہیں جن سے وہ چھپتی پھرتی ہے اور سنجنا کو بھی بچا لیا۔ مگر اب انھیں اس سب کا زکر کر کے اسے مصیبت میں نہیں ڈالنا تھا۔ تبھی وہ نارمل سی گفتگو کرتے کلاس میں جا چکے تھے۔

مگر اب مایا وش کے سر پر ایک اور عذاب مسلط ہو چکا تھا ایک تو پہلی مرتبہ کسی پارٹی میں جانے کا دوسرا پھر سے سنجنا کو مصیبت میں پھنستے دیکھنے کا۔

آج پھر ڈریگن لینڈ پر سوگواریت سی چھائی تھی کیونکہ کوئین وشہ آج پھر سوگوار سی اداس ہی تھی۔ کیا ہی بدقسمت ملکہ تھی وہ کہ اتنی طاقتور ہونے کے باوجود ایک پوری سلطنت کی رانی ہونے کے باوجود اپنی اولاد کی حفاظت نہیں کر پائی تھی۔ مایا وش کو تو کھو چکی تھی۔

یہ بات اس کے لئے کا ی شدید صدمے سے کم نہیں تھی کہ وہ ماہاویرا کو بھی اپنے پاس ڈریگن لینڈ رکھ سکتی تھی۔ سر تو بہت پٹخا وہ روئی چلائی بھی مگر پھر ایک ماں کو اپنی اولاد کی سلامتی کے لئے یہ قربانی دینی ہی پڑی۔ وشہ کو ماہاویرا کو خود سے دور زمین پر سیرا کی گود میں دینا پڑا۔ ماریہ اور اس کے ڈیڈ ظفر کا تو انتقال ہو گیا تھا۔ مگر سیرا اور جمی نے ماہاویرا کو بہت حفاظت سے پالا تھا۔۔

سیرا جو کہ مایا وش کی گمشدگی کے بعد خود بھی گم صم ہو چکی تھی۔ اس نے اپنی اولاد نا ہونے کی وجہ سے اس بات کا بہت گہرا صدمہ لیا تھا کہ اس کی وجہ سے مایا وش گم ہو گئی۔ تب ڈاکٹرز نے جمی کو بے بی ایڈاپٹ کرنے کو بولا تھا تب وشہ اور راج نے اس کی گود میں ناہاویرا کو بھر دیا۔

راج خواب گاہ میں آیا اور کھڑکی میں کھڑی اس سوچوں میں ڈوبا دیکھ اس کے گرد اپنے بازو حمائل کیے۔

کیا ہوا وشہ،، اس کی اداسی کا سبب معلوم ہونے کے باوجود وہ پوچھ بیٹھا۔

راج ہماری بچیاں،، وہ اس کے سینے میں منہ دے کر سسک پڑی۔

چلو ویرا سے مل کر آئیں،، راج نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر کے نرمی سے کہا۔

وہ تو خود اپنی بچیوں کے لئے ماہی بے آب کی طرح تڑپتا تھا۔ مگر کبھی وشہ کے سامنے ظاہر نا ہونے دیا کہ پھر تو وشہ بلکل ہی ٹوٹ جاتی۔

راج کیا سچ ،، وہ اتنے سے میں ہی خوش ہو گئی۔

ہاں ،، گرینڈ فادر نے مر سے بولا کہ انھیں کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا تو ویرا کو دیکھ کر آئیں ہم لوگ، تو چلیں ،، راج نے مسکرا کر کہا تو وشہ خوشی میں یہ پوچھنا تو بھول ہی گئی کہ گرینڈ فادر کو کیوں ایسا فیل ہو رہا ہے۔

وہ دونوں وہاں سے نکلے۔

سیرا اور جمی کو یونہی بتایا گیا تھا کہ وہ لوگ واشنگٹن میں ہی ہیں۔ اور ماہا ویرا کو حقیقت بتا دی گئی تھی کہ اس کے اصل ماں باپ راج اور وشہ ہیں۔ اور کسی خاص وجہ سے وہ جمی ڈیڈ کے پاس ہے۔

ماہا ویرا ابھی ان گہرائیوں میں ابھی اتری ہی نہیں تھی کہ وہ کیوں جمی کے پاس تھی اپنی لاابالی نیچر کی وجہ سے اس نے کبھی جاننے کی کوشش بھی نہیں کی۔ ہاں اپنے اصل ماں باپ سے بھی دنیا میں سب سے بڑھ کر محبت کرتی تھی بلکہ وہ اس کی نظر میں عظیم ترین ماں باپ تھے جو خود اکیلے رہ رہے تھے مگر سیرا کی بیماری کی وجہ سے اس کی گود بھر گئے تھے.

صبح ماہاویرا کی آنکھ کھلی تو سب سے پہلے اس کی نگاہ آتش دان کے سامنے رکھے کاٹ پر پڑی تھی۔ پرندہ غائب تھا۔ وہ اداس ہوئی۔

ڈیٹس ناٹ فئیر کوکو،، میرے اٹھنے کا ویٹ ہی نہیں کیا اور مجھے چھوڑ کر چلے گئے،،، اس نے برا سا منہ بنایا رات سوتے سوتے سوچتے اس کا نام تک سوچ چکی تھی۔ مگر وہ اب سرے سے غائب ہی تھا تو اسے افسوس ہوا تھا۔ وہ برا سا منہ بنا کر واش روم گھسی نہا کر باتھ ٹاول میں باہر آئی تھی۔ باہر آئی تو فون چنگھاڑا اٹھا۔ وہ بے توجہی سے ٹیبل پر پڑے فون کی جانب آئی تو ٹھٹھک کر رکی۔ ابھی ابھی اس نے آئینے میں خود کو کسی اور لباس میں دیکھا تھا۔

مگر اب تو وہ ٹاول میں ہی تھی۔

افففف کیا مصیبت ہے یار،،، اس نے سر جھٹکا اور جا کر فون اٹھایا۔

رات کے اندھیرے میں مایاوش اپنے کمرے میں دبکی بیٹھی تھی۔ صبح پارٹی کا دن تھا۔ کائلہ نے اس کے لیئے لباس منتخب کر کے اس کے کمرے میں پہنچا دیا تھا۔ اسے ہدایت تھی کل وقت رہتے تیار ہو جائے اور واپسی پر اپنے ساتھ سنجنا کو لازمی لے کر آئے۔ اب چونکہ اماوس کی رات گزر چکی تھی اور اس کی طاقتیں بھی کمزور پڑ چکیں تھیں۔ لہزا وہ جادو کے

زریعے سنجنا کو نہیں بلا سکتی تھی اس کی مصیبت کا ایک ہی حل تھا کہ سنجنا خود چل کر اس کے پاس آئے اور اپنی بلی اسے دے دے۔

کائلہ نے ایک مخصوص چلہ بھی کاٹا تھا مگر نا تو وہ سٹاف روم میں مایاوش کو ملنے والے لڑکے کا پتہ لگا پا رہی تھی۔ اور نا ہی اس کے چیلے کو مارنے والے تک پہنچ پا رہی تھی۔ جب بھی آگ کے آلاؤ کے سامنے بیٹھ کر چلہ کرتی۔ چلہ مکمل ہوتے ہوتے اس شخص کے چہرے تک پہنچتے پہنچتے الاؤ پر جیسے کوئی بالٹی بھر پانی ہی گرا دیتا۔ اور سارے چلے کا بیڑا غرق ہو جاتا۔

سامر کے جا گنے اور اس مایاوش کے اٹھارا سال کے ہونے میں بس تین ماہ باقی تھے۔

اسے بس تین ماہ اسے پہلے کی طرح قابو میں رکھنا تھا۔ چھپا کر۔

وہ جیت کے اتنے قریب آ کر اب ہار نہیں سکتی تھی۔ جب سامر اس مایاوش کو پا لیتا اور ڈریگن لینڈ سمیت فیری ٹوپیا اور اوشیانہ پر بھی اس کی راجدھانی قائم ہو سکتی تھی۔

اب بس ایک ہی طریقہ تھا اس لڑکے کے، سنجنا کو بچانے والے کے اور اس کے چیلے کے قاتل کے بارے میں جاننے کا اور وہ تھا مایاوش کو ٹارچر کر کے اس سے سچ اگلوانے کا۔

وہ اس کے روم میں آئی تھی۔ آ کر اس کے سر پر سوار ہوئی تھی۔

کون تھا وہ لڑکا مایاوش،،؟ کافی سرد لہجہ تھا مایاوش سمجھ چکی تھی کہ اب وہ اسے ضرور کوئی تکلیف پہنچائے گی۔

مجھے نہیں معلوم،،،مایاوش نے بھی سپاٹ لہجے میں جواب دیا تھا۔

وہ کیا بول رہا تھا یہ تو معلوم ہے ناں،،وہ کافی چبھتے لہجے میں پوچھا گیا۔

ہ،،ہاں،وہ بول رہا تھا مجھے تمھارے پاؤں اور ہاتھ بہت اچھے لگتے ہیں،،اور،،،

میرے سائے کو کس نے مارا،،وہ غضب ناک ہو کر چلائی۔

مجھے نہیں معلوم،،مایاوش کا لہجہ بھی تیز ہوا۔

ٹھیک ہے میں خود ہی پتہ کر لوں گی،،اب تم کل سنجنا جو ساتھ لا رہی ہو،نہیں لائی تو بہت بری سزا دوں گی،،کائلہ نے دانت پیس کر کہا۔

تو پھر آج ہی دے دیں سزا،،کیونکہ میں نہیں لانے والی اپنے ساتھ سنجنا کو،،مایاوش نے سپاٹ لہجے میں مگر آہستگی سے کہا تھا۔

کیا؟ کیا کہا تم نے مایاوش،،،،؟ کائلہ نے قریب آ کر اس کا نازک جبڑا اپنے ہاتھ میں دبوچا تھا۔

وہی جو آپ نے سنا،، مایاوش نے ایک سسکی بھری تھی۔ اور اپنا چہرہ چھڑانے کی کوشش کی جانے اس میں اتنی ہمت کہاں سے آ رہی تھی کہ وہ یوں بلیک وچ سے زبان لڑا بیٹھی تھی۔

اس خبیث چڑیل نے مایاوش کے کپڑے اور جسم نوچنا شروع کیا تھا۔ مایاوش کی چیخیں فضا میں بلند ہوئیں۔

چھوڑو مجھے،، جانے دو کائلہ، اب تو مجھے لگنے لگا ہے ماں نہیں ہو تم میری،، آئی ہیٹ یو،، مار کھانے کے دوران بھی وہ خاموش نہیں ہوئی تھی تب کائلہ کو مزید طیش دلا گئی تھی۔ اس نے فضا میں ہاتھ بلند کیا تھا ایک سلگتی لوہے کی سلاخ تھی جس پر ایس لکھا ہوا تھا وہ سلگتی سلاخ کائلہ نے مایاوش کی برہنہ کمر پر رکھی تھی۔

مایاوش کی چیخیں دور دور تک سنائی دی تھیں۔۔

جہاں رات کی گہرائیوں اور تاریکیاں چہار سو پھیلی تھیں وہیں یہ ایک آڈیٹوریم نما جگہ تھی جہاں دن کا سماں بندھتا محسوس ہو رہا تھا کیونکہ پبلک بھیڑ بکریوں کی صورت وہاں پہنچ رہی تھی۔ اور چیخ چلا کر اپنی اکسائٹمنٹ بڑھا رہی تھی۔ آج معمول سے بہت زیادہ رش تھا

پورے آڈیٹوریم میں پیر رکھنے کی جگہ تک نہیں تھی۔ آج پھر وہ بھی تو آنے والا تھا۔ جسے تاریکیوں کی یہ دنیا اگریسیو مونسٹر کے نام سے جانتی تھی۔۔۔۔

آڈیٹوریم کے بیچ و بیچ گہرائی میں وہ ایک ریسلنگ رِنگ تھا۔ اور پورا سنگاپور جانتا تھا وہ دنیا بھر کا ڈیڈلی رِنگ تھا۔ جس کے لاک لگے پنجرے سے ایک بندہ زندہ اور ایک مردہ ہی باہر نکل پاتا تھا۔ یہاں دنیا بھر کر کریمنل اپنی طاقت آزمانے اور لوگوں پر جیت کر اپنی دھاک بٹھانے آتے تھے۔

مگر وہ کون تھا اور یہاں کیوں آتا تھا۔ اتنا اگریسو کیوں تھا یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ بس جب جب وہ آتا کئی کریمنلز کو دردناک موت کی نیند سلا کر جاتا تھا۔

مگر دنیا کیا جانے،،

وہ جو اپنی اصلی زندگی میں اتنا پولائٹ اور نرم دل تھا بچپن سے لے کر اب تک اپنے غم و غصے کو کیسے نکالتا تھا۔ کریمنلز اور برے لوگوں کو دردناک عذاب دے کر۔

اپنوں کے لئے، اپنے لوگوں کے لئے وہ بہت مہربان تھا۔ بہت نرم دل۔

مگر وہ جو اس کا اصل تھا۔ اس کی حقیقت وہ تو ایک انتہائی اگریسیو پرسنیلیٹی تھی۔ وہ اصل میں کیا تھا آج اس رنگ میں پتا چل ہی جانا تھا۔

exponovels

لوگ شور مچا رہے تھے۔ ارا ئیول دیو ہیکل ریسلر پہنچ چکا تھا۔ جس کا وزن قریبا نوے کلو گرام تھا۔ اور وہ آتے ساتھ ہی اپنی طاقت کے مظاہرے کر رہا تھا۔ آتش بازی کی جا رہی تھی اور وہ شیخی بگھار رہا تھا۔

پھر روشنی کا ایک جھما کا سا ہوا تھا۔ اور وہ آیا تھا۔ پبلک اگریسیو مونسٹر چلا چلا کر پاگل ہو چکی تھی۔ بلیک پینٹ کے اوپر بلیک سلیولیس ٹی شرٹ جس سے اس کے طاقتور بازوؤں کے بڑے بڑے ڈولے اپنی چھب دکھلا رہے تھے۔ چہرہ سیاہ رومال سے ڈھکا تھا جس میں سے اس کی سرخ اوشن بلیو غصیلی آئیز صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

وہ نارمل انداز میں چلتا رنگ تک آیا تھا۔ رنگ میں داخل ہوا اور ڈور لاک کر دیا گیا۔

کوئی بھی موقع دئیے بغیر وہ سانڈ نما ریسلر پل پڑا تھا اس پر۔ مگر وہ بہت تیزی سے اپنا بچاؤ کر گیا۔ پھر جلد ہی اس پہلوان کی ہڈیاں چٹخنے کی آوازیں پوری عوام نے سنیں تھیں۔ وہ چنگھاڑتا رہا مگر اسے زرا سا بھی رحم نہیں آ رہا تھا۔ تبھی اس کی گردن کی ہڈی بھی چٹخا ڈالی۔ پھر چار درندے اور آئے اور وہ بھی ابدی نیند سلا دئیے گئے۔ اب وہ پانچویں سے بھڑ رہا تھا۔

پانچواں بے تحاشا طاقتور ریسلر تھا۔ جیسے ٹکر کا مقابلہ تھا۔ وہ جو اگریسیو مونسٹر تھا کچھ ہی دیر میں لڑتے لڑتے اسے یوں محسوس جیسے کمر پر درد کی لہریں سی اٹھیں تھیں۔ اس نے زور

For more visit (exponovels.com)

سے آنکھیں بھینچیں تھیں اریہ وہی لمحہ تھا جب مخالف نے لوہے کی سلاخ اٹھا کر اس کے سر پر ماری تھی۔ وہ گھٹنوں کو بل جھکتا چلا گیا۔ غم و غصے سے پھر ایک مرتبہ پاگل ہوا۔ کوئی پھر سے اس کے وجود کے حصے کو تکلیف پہنچا رہا تھا۔ کمر پر جلن اتنی شدید تھی کہ ناقابلِ برداشت، مخالف مسلسل اس کی پیٹھ پر لوہے کی سلاخ برسا رہا تھا۔

اور وہ مخالف بے وقوف سمجھ رہا تھا یہ اس کی مار کا نتیجہ تھا۔ اسے کیا معلوم اس کی مار کا تو اثر ہی نہیں ہو رہا تھا اس پر کہ اس وقت اس پر ٹرٹل سکن تھی۔ بس یہ جلن تھی جو اس کی جان جلا رہی تھی۔ تبھی رنگ میں پانی والا مرحلہ شروع ہوا تھا۔ اور ہر طرف شاور آن کر دیئے گئے تھے۔ اس کی کمر پر پانی پڑا تھا۔

مخالف نے اسے سلاخ مارنے کا فضا میں ہاتھ بلند کیا جب تیزی سے اس نے وہ سلاخ ہاتھ میں تھامی تھی۔ اب اسے اس بات کا غصہ کسی پہ نکلنا تھا کہ کوئی کیوں اُسے تکلیف پہنچا تا ہے۔ برائی اچھائی پر کیوں سبقت اختیار کیے ہوئے تھی۔ اور کیوں وہ اس سے دور ہے اسے مل کیوں نہیں جاتی تا کہ وہ اس کی حفاظت کر سکے۔ اس نے مخالف سے وہی سلاخ چھین کر ایگریسو یلی اسی کی آنکھ میں گھسا دی تھی۔

پھر وہ سلاخ لمحہ بہ لمحہ اس کے جسم میں کئی جگہ گھسی تھی۔ وہ مر بھی چکا تھا۔ وہ پھر بھی اسے مار رہا تھا۔ پانی میں خون شامل ہو ہو کر بہہ رہا تھا۔ لوگوں پر لرزا طاری ہو چکا تھا۔ کئی وہاں سے بھاگ چکے تھے۔ کئی کو ووٹمنگ شروع ہو چکی تھی اور کئی بیہوش ہو چکے تھے۔

تبھی پانی میں ایک عکس نمایاں ہوا تھا۔ جو ہاتھ باندھے اس کے سامنے آیا۔

آپ کو یہاں سے چلنا چاہیئے اب،، وہ سر جھکا کر بولا اس مونسٹر نے سلاخ ایک طرف جھٹکے سے پھینکی اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

وہ اس طرح وہاں سے نکل کر اپنی گاڑی تک آیا تھا کہ کوئی اس کا تعاقب نہیں کر سکتا تھا۔

گاڑی ہوا سے باتیں کر رہی تھی اور وہ اپنی کنپٹیاں مسل کر اسے نارمل، پولائیٹ اور نرم دل آبدار میں بدلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جھٹکے سے گاڑی رائیل پیلس کے ڈرائیووے پر رکی تھی۔

اس وقت اس سے کسی کو بات نہیں کرنی چاہیئے تھی نہیں تو وہ بھی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا اسی لیئے وہ تاریکی میں تیزی سے ہر جگہ کراس کرتا اپنے روم میں چلا آیا تھا۔

لاؤنج میں کھڑے ازلان نے اپنے بیٹے کی یہ حالت دیکھی تو بے بسی کی حالت میں اپنے لب کاٹے وہ جانتے تھے ان کا بیٹا اپنی کوئین کے لیئے تڑپتا پھر رہا ہے۔ وہ جانتے تھے اس لڑکی کا ملنا اس کے لیئے کتنا ضروری تھا۔۔ وہ کچھ سوچ کر اس کے پیچھے گئے۔

For more visit (exponovels.com)

آبدار آکر اوندھے منہ اپنے بیڈ پر گرا۔ تبھی وہاں ازلان چلے آئے۔

آب،،، انھوںنے نے پکارا۔

پلیز ڈیڈ لیو می الون،،، وہ بے بسی سے اپنے لب کاٹتا بولا۔

ازلان نے کمر سے اس کی شرٹ خون میں بھری دیکھی تو آکر شرٹ اوپر کھسکائی۔ کمر کا کچھ گول گول حصہ پوری طرح جھلسا ہوا تھا جس میں سے خون رس رہا تھا۔

مجھے جانے کیوں لگتا ہے آب وہ تمھیں جلد مل جائے گی،، ازلان نے اسے دلاسہ دیتے اس کے زخم پر وہ مرحم لگایا جو اس دنیا کا نہیں تھا۔

رئیلی ڈیڈ،، اور پھر میں اپنے ہاتھوں سے اس کا گلا ایک ہی مرتبہ دبا دوں گا،، وہ دانت پیس کر بولا تھا۔

ازلان قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ "اور مجھے لگا تم بولو گے پھر میں اسی وقت اسے یہ لاکٹ پہنا کر اسے اپنی کوئین بنا کر سینے سے لگا لوں گا،، ازلان نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اس کے سامنے ایک لاکٹ لہرایا۔

یہ کیا ہے ڈیڈ،، اب اس نے بغور اس لاکٹ کو دیکھا تھا۔

یہ تمھاری ماں نے مجھے دئیے تھے،، یہ اوشیانہ کے تخت نشینوں کے روئیل لاکٹ ہیں، جیسے ہم انسانوں میں کچھ انسانی رسمیں ہوتی ہیں شادی کی ویسے تم لوگوں میں اپنی دلہن کو یہ

exponovels

جادوئی طاقتوں کا مالک لاکٹ پہنا دیتے ہیں تو وہ پوری طرح ایک شادی شدہ جوڑا بن جاتا ہے،، سمجھ گئے ناں میری بات، یہ میں نے ایک عائش کو بھی دیا ہے،، تم بھی رکھ لو وہ ملے تو فوراً اسے پہنا دینا وہ تمھاری بیوی بن جائے گی پوری طرح،،

ازلان نے مسکرا کر کہا۔

وہ ملے بھی تو ڈیڈ،، کئی سال پہلے مجھے اشارہ دیا گیا تھا کہ وہ مجھے یہیں ملے گی، اسی دنیا میں، تو اب تک کیوں نہیں ملی،، وہ بری طرح جھنجھلایا۔ اب پھر اس کے تیور جارحانہ ہوتے جا رہے تھے۔ وہ اپنے اس اگریسیو موڈ کو دنیا سے چھپا کر رکھتا تھا نہیں تو ایک اوشن کنگ میں اتنی طاقت تو تھی کہ وہ یہ دنیا تہس نہس کر دیتا۔

کیا تمھیں کبھی محسوس نہیں ہوا کہ وہ تمھارے آس پاس ہے آب،، ازلان نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اسے ریلیکس رکھنے کی کوشش کی۔

آبدار کی نگاہوں کے سامنے ایک نقاب پوش چہرہ لہرایا۔ کچھ تو تھا جو عجیب تھا اس لڑکی میں، جو اسے اپنی طرف کھینچتا تھا،، اس کے چھونے پر لگنے والا اسپارک اسے اب تک یاد تھا۔ اس کے ساتھ پیش آنے والے عجیب و غریب واقعات،، اور جب بھی وہ میوزک ٹیچر کائلہ اس کے آس پاس ہوتی تھی تب بھی اسے عجیب محسوس ہوتا تھا۔

یس ڈیڈ، ایک لڑکی،، وہ کالج میں ہے اور جب سے کالج آئی ہے،،،،،،،،

پھر آبدار ازلان کو اس کے آنے سے لے کر اب تک کے واقعات بتاتا رہا۔

تمھیں نہیں لگتا آب تمھیں اس لڑکی کے بارے میں اور جاننا چاہیے،،

یس ڈیڈ،، ہوپ سو وہ کل یہاں آئے،، وہ کچھ سوچ کر آنکھیں موند گیا۔ ازلان اس کی پیٹھ تھپتھپا کر چلے آئے انھیں اب جانے کیوں یقین تھا کہ ان کے بیٹے کی مشکل جلد آسان ہونے والی ہے۔

مایا وش ناچاہتے ہوئے بھی تیار ہو کر آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔ اسے لینے سنجنا لوگ آ چکے تھے۔ گاڑی کے ہارن پر وہ ہوش میں آئی اور کائلہ کی نگاہوں کی تنبیہہ نظر انداز کرتی باہر نکل آئی۔ سنجنا اور رنجنا نے اسے دیکھ کر وش کیا۔ وہ گاڑی میں بیٹھی اور گاڑی روئیل پیلس کی جانب رواں دواں ہوئی۔

بہت ہی شاہانہ اور بڑی پارٹی کے ارینجمنٹس کیے گئے تھے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی اور ہی دنیا میں چلے آئے ہوں۔ عائش اور آبدار بلکل تیار بے تحاشا ہینڈسم اور ڈیشنگ لگ رہے تھے۔ دونوں ہی بلیک ڈنر سوٹ میں تھے۔ اور پوری پارٹی کا مرکز نگاہ وہی بنے ہوئے تھے۔ عائش کو کسی کا انتظار تھا۔ آج اسے سبق جو سکھانا تھا۔

انتظار کی سولی پر تو آبدار بھی لٹکا ہوا تھا۔

exponovels

سنجنا کی گاڑی رائیل پیلس کے وسیع و عریض پورچ میں رکی تھی۔ مایا وش جھجھکتی گاڑی سے نیچے اتری تھی۔ وہ اندر کی جانب بڑھیں۔ مگر مایا وش رک گئی۔

سنو سنجنا میں ادھر ہی ٹھیک ہوں تم لوگ جاؤ اندر،،

مگر،، سنجنا نے مڑ کر اسے گھورا رنجنا تو اپنی فرینڈ کو دیکھ کر اس کے ساتھ جا چکی تھی۔

تمھیں میری قسم،، مایا وش نے اسے چپ کروا دیا۔ وہ اندر آ ئی۔

اندر جشن کا سماں تھا۔ کپلز میں ڈانس مقابلہ بھی ہو رہا تھا۔ ہر کوئی اپنا ٹیلنٹ دکھا رہا تھا۔۔۔

مگر کچھ ہی دیر بعد اسے مایا وش کا خیال ستانے لگا۔ تبھی ایک مرتبہ پھر سب چھوڑ چھاڑ کر باہر آ کر اس کے سر پر سوار ہو گئی۔

مایا وش، یار چلو تو سہی، ادھر بور ہو رہی ہو اندر دیکھو، کتنا مزا آ رہا ہے، گرینڈ بال پارٹی کے اب مین سیگمنٹ چل رہے ہیں، رنجنا بھی پرفام کرنے والی ہے چلو پلیز،،،

سنجنا نے اس کی اکتاہٹ اور اداسی کو کوئی اور رنگ دیا۔

سنجنا پلیز، مجھے نہیں جانا کہیں بھی،، میں ادھر ہی ٹھیک ہوں،، مایا وش سلطان رائل پیلس کے پول کے پاس بیٹھی گلاس وال کے باہر وسیع و عریض سمندر کو دیکھ رہی تھی۔ آج موسم بھی عجیب سا تھا جیسے خود سے ہی بغاوت پر اتر آیا ہو۔ آسمان سرمئی بادلوں سے دلہن کے زیورات کی طرح سجا ہوا اترا رہا تھا۔ سرد ہوائیں سینٹوسا بیچ پر بنے ناریل کے

درختوں سے اٹھکھیلیاں کررہی تھی۔ پارٹی کی مین ارینجمنٹس تو اندر لاؤنج میں کی گئیں تھیں۔ مگر چند منچلے اور کچھ کپلز باہر پول کے آس پاس اپنا اپنا گروپ بنائے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

مایاوش سخت کنفیوز اور عجیب محسوس کررہی تھی۔ تبھی باہر آکر پول کے قریب بیٹھ گئی۔ مگر اب سنجنا آکر اس کے سر پر سوار ہو چکی تھی۔ ایسے میں اسے ناچار اٹھنا ہی پڑا۔

سنجنا نے اس کا ہاتھ تھاما اور وہ دھیمے قدموں سے چلتی اندر داخل ہوئیں۔ اندر آتے ہی ویٹرس ان کے سامنے آئی اور انھیں کولڈ ڈرنک سروکی۔

دونوں نے بے حد نازک و نفیس اپنا اپنا گلاس اٹھالیا۔

آبدار جو بلیک تھری پیس میں بار کے پاس سٹول پر بیٹھا گھونٹ گھونٹ انرجی ڈرنک پی رہا تھا۔ کچھ بہت غیر معمولی، بے سکونی، اور دل کی کانوں میں بجتی دھمک پر بے اختیار نگاہ لاؤنج کے بڑے گلاس ڈور تک اٹھی اور پلٹنا بھول گئی۔ وہ مکمل چھپی ہوئی نقاب میں جانے کون تھی۔ مگر اسے لگا جیسے وہ صدیوں سے اسے جانتا ہے یا جس کا منتظر تھا یہ وہی ہے۔

یا اوشن کنگ جس کا منتظر تھا وہ اب خود چل کر اس کے پاس آن پہنچی تھی۔ اسی کا تو انتظار تھا اسے۔ جواب پورا ہوا تھا۔

رائل بلو باربی فراک میں جالی دار اپر کمر تک آرہا تھا۔ اپر کے نیچے چہرہ نیلے نقاب میں چھپا تھا۔ کمر تک جھولتے سیاہ بال آبشار کی طرح پوری کمر پر پھیلے ہوئے تھے۔ جالی دار اپر کے نیچے اس کے کندھوں سے ڈوریاں بندھے دودھیا بازو چاندی کی طرح دمک رہے تھے۔

اس کی نگاہ ہٹ نہیں رہی تھی۔ اور یہ پہلی مرتبہ اس کے ساتھ ہوا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ کسی سے ٹکرائی تھی۔ اس کے ہاتھ میں موجود نازک گلاس چھناکے سے ٹوٹ کر ہاتھ ہی میں چکنا چور ہوگیا۔ اس کے دائیں ہاتھ سے تیزی سے خون بہا۔ اور ادھر اوشن کنگ نے حیرانی سے اپنا لہولہان دایاں ہاتھ دیکھا۔

ادھر مایا وش کنفیوز سی تھی۔ مسلسل خود پر اٹھتی محسوس ہوتی نگاہوں سے خائف وہ ہجوم سے ہٹ کر ایک جانب جانے لگی۔ جب بہت اچانک ہی وہ ایک ویٹرس سے ٹکرائی۔

گلاس چھناکے سے ٹوٹا

اوسوری میم، پلیز آئم سوری،، ویٹرس اس کے ہاتھ سے بہتا خون اور اس کا خراب ڈریس دیکھ کر گھبرائی۔

اٹس اوکے کوئی بات نہیں میں واش کرلیتی ہوں، میں ٹھیک ہوں،، ایک نرم خوبصورت اور مہربان سی آواز سنائی دی تو ویٹرس بھی طمانیت سے مسکرائی۔

چلیں میم، میں آپ کو واش روم لے جاؤں،، ویٹرس اس کے ساتھ اندرونی جانب آئی۔

For more visit (exponovels.com)

وہ تیزی سے اپنا زخمی ہاتھ لیے اٹھا تھا۔ اوران دونوں کا تعاقب کیا۔

ویٹرس طویل راہداری سے گزر کر اسے ایک بڑے روم کے ڈور تک لائی۔ ویٹرس مایا وش کے پیچھے کھڑی تھی کہ تبھی پیچھے سے اوشن کنگ نے اس کا دماغ ہیپنوٹائز کر کے اپنے بس میں کیا تھا۔

Gofromhere,,,,Leaveusalone,,,

ویٹرس کو اپنے کان میں سرگوشی سنائی دی۔

Whichcommandsmymaster,,,,,,,

ویٹرس نے اپنے دماغ میں جواب دیا اورانھی پیروں واپس لوٹ گئی۔

سنو،، تم ساتھ چلو کیونکہ،،،، مایاوش جو کہ اتنے شاندار کمرے کو دیکھ کراس کے سحر میں کھوئی ہوئی تھی تبھی پیچھے مڑی ہی تھی کہ اپنے پیچھے کسی کو نا پاکر پہلے تو بڑی بڑی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں پھر وہ خوفزدہ ہوئی۔ مگر دس قدم کے فاصلے پر واش روم تو تھا ہی جی کڑا کر کے آگے بڑھی۔ ابھی دو قدم لئے تھے جب اپنے پیچھے کسی کی آہٹ سنائی دی۔ وہ چونک کر جھٹکے سے پلٹی۔ کوئی بھی تو نہیں تھا۔ مگرایسا لگتا تھا کوئی ہے۔

exponovels

کوئی ہے جو سانس لے رہا ہے یا وہاں موجود ہے۔ وہ سر جھٹک کر پھر واش روم کی جانب بڑھی۔ آبدار جو اسے بغور دیکھ رہا تھا اس کے پیچھے دو قدم کے فاصلے پر چلا۔ وہ واش روم کا ڈور کھول کر اندر داخل ہوئی۔

وہ بھی اندر آیا۔ اب وہ سنک میں پہلے اپنا خون آلود نازک ہاتھ واش کر رہی تھی۔

تبھی اوشن کنگ نے کچھ آزمانے کو اپنے بائیں بازو پر پوری شدت سے چٹکی کاٹی تھی۔

آہہہہہہہہہہہ،،،، ماِیاوش بازو پکڑ کر دوہری ہوئی۔ بڑی جلد نیلا نشان اس کے دودھیا بازو پر آیا تھا۔ جب کہ وہاں موجود وہ اب زیرِلب گہرا مسکرایا۔ طمانیت بھرا گہرا سانس لیا تو وہ اپنی تکلیف بھول کر ہرنی کی طرح خوفزدہ آنکھوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

بے حد قریب سے آتی سانسوں کی زیروبم سے پریشان ہوئی۔

اور اوشن کنگ کے دماغ میں جانے کیا شرارت آئی کہ اتنی ہی شدت سے اپنے ہی پہلو میں پھر سے چٹکی کاٹی۔

آہہہہہہہہہہ،، ماِیاوش پیٹ پکڑ کر دوہری ہوئی۔ منہ سے سسکی سی نکلی۔

اب جب اتنے برسوں بعد وہ سامنے آ ہی گئی تھی تو آج وہ حساب لیتے ہوئے خود سے تکلیف اس تک پہنچا رہا تھا۔

ماِیاوش جب دہری ہوئی تو لڑکھڑا کر شاور کے نل سے ٹکرائی۔ اور شاور آن ہو گیا۔

او،، نو،،،، وہ بری طرح گھبرائی ۔ ٹھنڈا ٹھار پانی اوپر گرا تو سکی آ گئی ۔ تبھی وہ خوف سے سرد پڑی تھی جب گرتے پانی کے شاور میں اسے پانی سے بنا انسانی ہیولہ نظر آیا ۔ اس کے اوسان خطا ہوئے ۔

اوشن کنگ اپنی کوئین کے موہ میں پاگل اب آگے بڑھا تھا ۔ اسی پانی سے بنے ہاتھوں نے آگے بڑھ کر اس کے دونوں بازو تھامے تھے ۔ مایا وش کے منہ سے زوردار چیخ برآمد ہوئی ۔

مایا وش نے سہم کر ادھر ادھر دیکھا ۔ کوئی اسے اپنے بے حد قریب محسوس ہوا تھا ۔ تبھی اسے سنجنا کی آواز سنائی دی ۔

مایا،،،،، وش،،،،،،، وئیر آر یو،،،

سن،،،،،، سنجنا،،، میں ادھر ہوں،،،، مایا وش نے زوردار آواز میں اسے پکارا ۔ ویٹریس نے سنجنا کو بتا دیا تھا کہ اس کی دوست کے کپڑوں پر ڈرنک گر گئی ہے اور وہ واش کرنے کہاں گئی ہے ؟ رستہ بھی بتایا ۔ تبھی وہ اس کے پیچھے یہاں تک چلی آئی تھی ۔

وش،، یہ کیا پاگل،،، بھیگ کیوں رہی ہو،، سنجنا نے اسے شاور کے نیچے سے دیکھ اپنی جانب کھینچا ۔ وہ بری طرح سہمی سی اس سے لپٹی تھی ۔

سن،،،جنا،،،یہاں،،،کک،،کوئی،،،تھا،،،کوئی،،،ہے مم،،میں نے ابھی،،،ابھی دیکھا تھا،، محسوس کیا تھا،،

جبکہ وہاں کھڑے ایک شخص کو یہ نظارا ناگوار سا گزرا تھا کہ ایک تو وہ اپنی کوئین کا چہرہ نہیں دیکھ پایا تھا اوپر سے اس کی کوئین اس کے علاوہ اب تو مخالف سمت سے آتی ہوا کے نا گلے لگے یہ تو جیتی جاگتی انسان تھی۔

ریلیکس مایاوش،،کوئی بھی تو نہیں ہے یہاں،،وہاں کھڑا آبدار مایاوش کے نام پر بری طرح چونکا تھا۔

افففف اس کی ہونے والی کوئین کا نام مایاوش ہی تو تھا جسے وہ ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔ وہ تو یہ تب ہی دیکھ چکا تھا جب اسے اپنی حقیقت معلوم ہوئی تھی کہ اس کی کوئین کا نام مایاوش ہوگا۔ وہ کتنی بڑی لاپرواہی کر چکا تھا اگر اسے اس میں کشش محسوس ہو ہی رہی تھی تو سب سے پہلے اسے کالج سے اس کا نام پتا کرنا چاہیئے تھا۔

آبدار اب پھر مایاوش کی پشت کے بہت قریب آکر کھڑا ہوا تھا۔ مایاوش کو پھر پچھلی گردن پر سانسوں کی تپش محسوس ہوئی تو وہ مزید سنجنا کے قریب ہوئی۔

نہیں مجھے فیل ہوا کوئی ہے،،ا،،،،،اب بھی ہو رہا ہے،،،مایاوش کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئیں تھیں۔

جبکہ کوئی گہرا مسکرایا تھا۔ سر تا پا ایک مرتبہ پھر اس نازک بھیگی جان کو بغور ملاحظہ کیا۔ چہرہ دیکھے بغیر بھی وہ بے تحاشا پیاری لگ رہی تھی۔ اس کا وجود، روح سے اس کنگ کا تھا۔ دل میں کھینچ ہڑ رہی تھی۔ جو گستاخ ہوا جا رہا تھا یوں اکسا رہا تھا جیسے ابھی اسے بانہوں میں بھر لے۔

پیروں میں وہ چین اب بھی یونہی بندھی تھی۔ لیکن اب وہ اطمینان سے کھڑا تھا۔ جانتا تھا اسے کیا کرنا ہے۔ اور اس کی کوئین کو تکلیف پہنچانے والے کو ایسی موت دینی ہے جسے اس کی سات نسلیں یاد رکھیں گی اگر اس کی نسل بچی تو۔

چلو چلتے ہیں یہاں سے،، ریلیکس ہو جاؤ مایا وش،، سنجنا اسے وہاں سے لے کر نکلی اور باہر لان میں پول کے قریب چلی آئی۔ اسے بٹھایا۔ پانی پلایا۔ مایا وش کچھ ریلیکس ہوئی۔ جانے کیسے مگر بھیگے کپڑے بھی بہت تیزی سے سوکھ چکے تھے۔۔

سنجنا میں ٹھیک ہوں تم اندر جا سکتی ہو،، اندر سے تیز ترین میوزک کی آواز سنائی دی تو مایا وش نے نارمل انداز میں اسے کہا۔ حالانکہ اسے اب بھی یہی لگ رہا تھا جیسے اسے کوئی دیکھ رہا ہے۔ پھر دل میں خیال آیا کیا پتہ وہ کائلہ کے چیلے ہیں۔ مسلسل اپنے وجود کو نگاہوں کی جھلسا دینے والی تپش میں محسوس کر رہی تھی۔۔

نہیں میں اندر نہیں جاؤں گی اندر وہ گورا ہے کمینہ،، اس نے دانت پیس کر کہا۔ کل والی حرکت پھر یاد آگئی۔

ابھی بھی اس کی محبت میں کوئی شک نظر آتا ہے تمھیں سنجنا افسوس کی بات ہے، کل اس نے اپنی جان پہ کھیل کر تمھاری جان بچائی،، مایاوش نے دھیمے لہجے میں اسے سمجھایا۔

نہیں،، وہ بات نہیں،، اب تو میں بھی اس سے اتنی ہی محبت کرتی ہوں جتنی وہ مجھ سے کرتا ہے،، وہ مسکرا کر بولی۔۔

تو،، مایاوش نے آئیبرو اچکائی۔ کسی نے یہ نظارا اپنے دل میں اتارا۔

تو،،،،،،،، تمھیں نہیں پتہ کل اس نے میرے ساتھ کیا کیا؟ سنجنا نے جھنجھلا کر کہا۔ اسی کی وجہ سے تو وہ اس سے نگاہیں ملانے کے قابل نہیں رہی تھی۔ اس سے چھپتی پھر رہی تھی۔

کیا کیا؟ مایاوش پوچھ بیٹھی۔

Hekissedme,,,,,,,,

سنجنا نے اطمینان سے کہا مایاوش کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

واٹ،،،،،،،،؟ شادی کے بغیر ہی،، سوال برجستہ تھا سنجنا قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔ مایاوش نے اس کی کمر میں ایک مکہ رسید کیا۔

آؤچ،،،،ہم میں یہ سب کچھ چلتا ہے،،کیوٹی پائی،،وہ ایک آنکھ ونک کرتی مسٹنڈیوں کی طرح بولی تو مایاوش کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

شرم تو نہیں آتی،،مایاوش سرخ ہوئی۔

اووو،یو بلشنگ،،تم تو جتنے پردوں میں رہتی ہو ایسا لگتا ہے شادی کے بعد بھی بیچارے اپنے دولہے کو یہ گاؤں تک نہیں چھونے دوگی مایاوش،،سنجنا نے بات کرتے چٹخارا بھرا۔

کوئی پاس کھڑا ان کی یہ باتیں خوب

انجوائے کر رہا تھا۔جبکہ مایاوش نے اسے زوردار دھپ رسید کی۔

تمھاری یہ مار بھی یوں لگی مایاوش جیسے سجنا نے پھل مار یا،،،،وہ اپنا بازو سہلاتی بولی۔اچھا چلو چلتے ہیں تمھارے گھر چلتے ہیں میں نے تمھارا گھر دیکھنا ہے مایاوش،خاص کر میں نے تمھیں دیکھنا ہے،،وہ مسکرا کر بولی۔مگر مایاوش کو یوں لگا جیسے جلتے توے پر ہاتھ آ گیا ہو۔ سنجنا کو کھینچ کر اپنے روبرو کھڑا کیا تھا۔میری بات غور سے سنو سنجنا،،کچھ بھی ہو جائے،کوئی کچھ بھی بولے تم میرے ساتھ ہمارے گھر نہیں آؤگی،، سمجھیں،،اس نے غرا کر کہا تھا۔

آج اسے کسی کا ڈر نہیں تھا۔کائلہ کے چیلوں کا بھی نہیں تبھی اسے دھڑلے سے بے خوف ہو کر کہا تھا۔

قریب کھڑا آب اس کی باتیں بغور سن رہا تھا اور آبزرور بھی کر رہا تھا۔

exponovels

کیوں مایا وش،، آخر،،

کیونکہ میں بول رہی ہوں اس لیئے،،

نہیں میں تمھاری دوست ہوں مجھے تم سچائی بتاؤ گی،، سنجنا کا لہجہ ضدی تھا۔

وہ کائلہ وہ اچھی عورت نہیں ہے، تم اگر ہمارے گھر آئیں تو وہ تمھیں مار ڈالے گی،، میں اس کی قید میں ہوں،، اس سے زیادہ میں تمھیں کچھ نہیں بتا پاوں گی،، مایا وش کی آنکھوں میں بے بسی تھی۔

اور یقیناً اگر تم مجھے ساتھ نا لے کر گئیں تو وہ تمھیں سزا دے گی،، تمھارے جسم پر نشان ہوتے ہیں، میں نے ابھی واش روم میں دیکھا،، ہے ناں مایا وش،،

ہاں،، چاہے کچھ بھی ہو جائے، وہ چاہے مجھے کتنی بھی تکلیف پہنچائے،، مگر میں تمھیں ساتھ لے کر نہیں جاؤں گی،، مایا وش نے کہا۔

آبدار جواب پول میں پانی میں تحلیل ہوا کھڑا تھا۔ بہت طیش، غیض و غضب کے عالم میں مایا وش کی جانب دیکھا۔ کتنی آسانی سے وہ بول گئی تھی کہ اسے کوئی جتنی مرضی تکلیف پہنچائے۔ یہ جانے بغیر کہ اس کی تکلیف سے کسی اور کو کتنی تکلیف ہوتی تھی۔

For more visit (exponovels.com)

انھیں رنجنا بلانے آئی تھی۔ پارٹی اپنے اختتامی مراحل میں پہنچ چکی تھی۔ آب اور عائش نے کچھ دیر بعد کیک کاٹا تھا۔ دوپہر سے شام ڈھل چکی تھی پھر شاندار دعوت خاص کا اہتمام کیا گیا تھا۔۔

پارٹی اختتام پزیر ہوئی تو مہمان رخصت ہونے لگے۔ جیک رنجنا اور ماہ وش بھی سب سے مل کر رخصت ہوئے۔ ماہ وش نے سنجنا کو جیک اور رنجنا کے ساتھ رخصت کر دیا تھا خود کیب کروالی تھی۔۔

یہ جانے بغیر کے وہ لہروں کا بے تاج بادشاہ اب اس کے پیچھے ہے اس کے لئے پاگل اب وہ ایک پل کے لئے بھی اس کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑے گا۔۔

کچھ دنوں سے ماہا ویرا کے ساتھ بہت عجیب وغریب واقعات پیش آرہے تھے۔ کبھی یوں محسوس ہوتا کوئی اس کے پیچھے ہے اس کا تعاقب کر رہا ہے۔

کبھ آئینے میں اپنے عکس کا لباس کوئی اور نظر آتا۔ کبھی پروں کے پھڑپھڑاہٹ کی آواز سنائی دیتی۔ کبھی کوئی سایہ نظر آتا۔ اب وہ ڈری ڈری سہمی سہمی رہنے لگی تھی۔ اس نے خود پر بیتنے والی یہ صورتحال کسی کو نا بتائی تھی جانتی جو تھی سب اس کو لے کر کتنے حساس ہیں اسے بلکل روم میں قید کر کے رکھ دیں گے۔

یہ بھی انھیں عام راتوں میں ایک رات تھی جب وہ کسی بھیانک خواب کے زیرِاثر پیاس کی شدت سے نیند سے بیدار ہوئی تھی۔

ویرا پسینے میں نہائی بیڈ سے اتر کر آئینے کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ کمرے میں ملگجا اندھیرا تھا۔ آئینے میں وہ اپنے عکس کی بجائے آج بھی ہمیشہ کی طرح ایک عجیب و غریب نظارا دیکھ رہی تھی۔

Howisitpossible,,?

آئینے میں اس کے جسم پر اپنا میرون نائٹ گاؤن ہرگز نہیں تھا۔ بلکہ ہمیشہ کی طرح وہی ہرے رنگ کا شاہی لباس تھا۔ مگر آج ایک عجیب بات تھی۔ آئینے میں اس کے پاؤں، ہاتھ اور کمر پر زنجیریں لپٹی ہوئیں تھیں۔ اس نے گھبرا کر سر جھکا کر جلدی سے اپنے پاؤں دیکھے۔ ادھر تو کچھ نہیں تھا۔ پھر آئینے میں دیکھا ہنوز زنجیریں برقرار تھیں۔ وہ جھپٹائی اور اپنے پاؤں اور ہاتھ جھٹکے۔ مگر بے سود۔

تبھی اس کی آنکھیں حیرت و خوف کی انتہا سے پھیل گئیں تھیں۔ کیونکہ آئینے میں اس کو اپنے پیچھے ایک ہیولا سا چلتا قریب آتا دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے اپنے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ کوئی نہیں تھا۔ پھر مڑ کر میں دیکھا۔ وہ ہیولا کافی قریب چلا آیا۔

No,,,,stayawayfromme,,

ماہاویرا چلائی۔ اور وہاں سے بھاگ کر جمی ڈیڈ کے پاس جانے کا سوچا اور کوشش کی۔ مگر وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی حل نہیں پا رہی تھی۔ تبھی وہ سایہ مرر میں اس کی پشت کے ٹھیک پیچھے آن ٹھہرا تھا۔ سر تھا پا سیاہ لباس میں ہڈی کے پیچھے دو انتہائی غصیلی سرخ لال انگارا آنکھیں اس بری طرح گھور رہی تھیں۔

ماہاویرا خوف سے سفید پڑ چکی تھی۔ کیونکہ اس بار حقیقت میں بھی اسے اپنی پچھلی گردن کسی کی پر حدت سانسوں سے سلگاہٹ محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا کوئی بھی تو نہیں تھا۔ مگر وہ سانسوں کی غصیلی سی زیر و بم ضرور اپنے کان کے بے حد قریب سنائی دے رہی تھی۔ اور کان جھلستا محسوس ہو رہا تھا۔

تبھی مرر میں اس سائے نے اس کی کمر کے گرد گھیرا بہت تنگ کیا تھا۔ اور ماہاویرا کو لگا حقیقت میں بھی اس کے پیٹ کے گرد ایک آگ سی لپٹ چکی ہے۔

No,,,,,Stayawayfromme,,Don'ttouchme,,,Enoughis enoughnow,,,,,I'llkillyoubasterd,,,

,وہ بری طرح مچلتی اس سائے کی گرفت میں پھڑپھڑائی غصے کی شدید لہر تن بدن میں دوڑی تو بری طرح چلائی تھی (اور ویرا کو پتہ بھی نہیں چلا کہ اس کی کالی آنکھیں غصے کی انتہا سے سبز غصیلی آنکھوں میں بدل کر اب ان میں سے سبز شعلے سے نکل رہے ہیں۔

exponovels

کیونکہ وہ تنگ آ چکی تھی اس سب سے۔ اپنے ساتھ ہونے والے ان پراسرار واقعات سے۔ یہ سایہ کیوں اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا تھا آخر۔

ایک بھاری استہزیہ سا قہقہہ سنائی دیا تھا۔

نہیں بلکل نہیں،، تم کیا سمجھتی ہو ڈریگن پرنسز، بھیس بدل کر یہاں اس دنیا میں رہو گی تو تمھیں تمھارا سب سے بڑا دشمن پہچان نہیں پائے گا، ہو نہیں سکتا ایسے،، میں تو تمھیں وہاں لے جا کر ماروں گا، جہاں کوئی سوچ بھی نہیں پائے گا،،

پرنس ویام نفرت سے دھاڑا تھا۔ پرنس کے ہاتھوں سے ایک بجلی کا کوندا سا تھا جو اس نے ماہاویرا کے وجود میں منتقل کیا تھا جس سے ماہاویرا کو اس قدر اذیت ہوئی تھی کہ اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔

اس نے ماہاویرا کے وجود پر اپنا گھیرا اور تنگ کیا تھا کہ اب ویرا کو لگ رہا تھا وہ سانس بھی نہیں لے پائے گی مر جائے گی۔

"کون ڈریگن پرنسز،

Whothehe'llyoutalkingaboutthat,,,,

وہ گھٹی گھٹی آواز میں چلائی تھی۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے۔ جن سے اس سائے کو ایک مرتبہ پھر تکلیف ہوئی تھی۔ مگر اس نے بری طرح سر جھٹکا کہ اپنے انتقام سے بڑھ کر اس کے لیئے کچھ بھی نہیں تھا۔

ٹھیک بول رہا ہوں ڈریگن پرنسز،، بڑے حساب نکلتے ہیں کنگ راج اور کوئین وشہ کی جانب،، جو میں اب تمہارے زریعے برابر کروں گا، تمھیں ان سے چھین کے،، تمھیں تڑپا تڑپا کر مار کر، پھر انھیں پتہ چلے گا کہ جب اپنے آنکھوں کے سامنے تڑپ تڑپ کر مرتے ہیں تو کیسا محسوس ہوتا ہے،،

وہ سایا اسے جھنجھوڑ رہا تھا، اور اس جکڑ میں اتنی اذیت تھی کہ وہ ماہاویرا واقعی بہت تڑپ رہی تھی۔

وہ اسے اذیت دے رہا تھا۔ اور اب تو اس نے اپنا آپ ظاہر بھی کر دیا تھا۔ اپنی پراسرار طاقتوں کے زریعے پرنس ویام جان بوجھ کر انتہائی بھیانک اور ڈراؤنی شکل میں ظاہر ہوا تھا اس کے سامنے کہ ماہاویرا کی دہشت و خوف سے پورا وجود لرز اٹھا۔

تبھی ماہاویرا کے دماغ میں ایک جھماکا سا ہوا تھا۔ ایک مرتبہ جمی ڈیڈ نے اسے مبہم سا سمجھایا تھا کہ اگر کبھی تمھارے ساتھ غیر معمولی صورت حال پیدا ہو جائے تو تمھیں اپنا پورا زور لگا کر چلانا ہے۔

مایا ویرا بغیر سوچے سمجھے اپنا پورا زور لگا کر چلائی تھی۔ اس کی چیخ سے فضا میں آنکھیں چندھیا دینے والا سبز روشنی کا ایک جھماکا سا ہوا تھا۔ پرنس ویام ایک جھٹکے سے اچھل کر دور جا کر گرا تھا۔

ماہا ویرا اندھا دھند روم کا دروازہ کھول کر باہر بھاگی تھی۔

ڈیڈ،،، جمی ڈیڈ، سیو می،، ہیلپ می،، وہ حلق کے بل چلا رہی تھی۔ مگر بد قسمتی سے آج ہی جمی بزنس کی میٹنگ کے سلسلے میں اپنے آفس میں ہی تھا۔ اور سیرا آج اپنی بہن کی جانب گئی تھی۔

وہ تیزی سے بھاگتی سیڑھیاں اتری تھی۔ اور پیچھے مڑ کر بھی دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کے پیچھے ہی تھا۔

اس براؤن سٹون پیلس سے باہر نکلنا تھا۔ وہ لاونج کا ڈور کھول کر باہر بھاگی تھی۔ باہر ٹھنڈی یخ بستہ ہوائیں اس کے نرم گرم وجود سے ٹکرائیں تو جسم میں ایک پھریری سی دوڑ گئی۔ مگر ابھی تو بس اسے اپنی جان بچانی تھی۔ ننگے پاؤں وہ براؤن سٹون پیلس کے طویل و عریض ڈرائیو وے پر بھاگ رہی تھی۔

پرنس ویام اس کے پیچھے غصے سے پاگل، ہوا کا جھونکا بنا چلا آ رہا تھا۔

exponovels

ماہاویرا جب سوئمنگ پول کے قریب سے گزری تو اچانک پاؤں لڑکھڑایا تھا۔ اور ایک جھماکے سے پول میں جا گری۔ پرنس ویام پول کے پاس ٹھٹھک کر رکا تھا۔ اور ہلکی برف جمے پانی میں اس کا وجود تیزی سے نیلے پڑتا دیکھ رہا تھا۔

نہیں،،،،، وہ دھاڑا۔ اگر ڈریگن پرنسز کو کچھ ہو جاتا تو اس کے جینے کا کیا مقصد بچتا۔ اس کے انتقام کا کیا بنتا۔ پرنس ویام ہوا میں تحلیل ہوا تھا۔ اور ایک ان دیکھی طاقت ماہاویرا کو پانی سے نکالتی چلی گئی۔ پول سے باہر لا کر پرنس ویام نے اس فرش پر لٹایا اور اس کے نیلے پڑتے ہونٹ دیکھے۔

اگر ڈریگن پرنسز کو کنگ راج اور کوئین وشہ سے چرانے کا کوئی وقت تھا تو یہی تھا۔ جس میں وہ لوگ بلیک مرر میں سے اسے یقینا نیم مردہ حالت میں دیکھ رہے ہوں گے۔ پھر یہ سوچ کر بے تحاشا تڑپیں گے کہ ان کی لاڈلی پرنسز زندہ بھی ہے کہ مر گئی۔۔

یہ سوچ سوچتے ہی وہ بلیک مرر میں خود کو ظاہر کرواتا اسے بازوؤں میں اٹھا کر اڑا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں سے اوجھل ہو گیا۔

پارٹی جب اپنے عروج پر تھی تو روزیلہ جسے اس گھر میں ہی پناہ دی گئی تھی۔ گولڈن امتزاج کی پیروں تک کی باربی فراک زیب تن کیے وہ پارٹی میں شامل ہوئی تھی۔ یہ لباس اسے

مسکان بیگم نے دیا تھا۔ کالج کے اکثر لڑکوں کی نگاہ اسی نازک اندام بے تحاشا حسین لڑکی پر آن ٹھہری تھیں جس سے وہ سخت کنفیوز ہو رہی تھی۔

وہ اپنے ہٹ میں تھی تب تاشہ کے بھیجے گئے پہرے داروں نے عائش اور آبدار کا اس کی ماسی کے بیٹوں کا پتہ لگا کر اسے یہاں بھیجا تھا۔ اور اب وہ آج اس پارٹی میں موجود تھی مگر اپنے کزن برادرز میں سے ایک اس پر بہت مہربان تھا مگر ایک تو پوری پارٹی میں جس انداز سے اسے گھورتا رہا تھا اسکا ماتھا پسینے سے تر ہوتا رہا اور گلے میں گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہو جاتی۔

کافی دیر ہو چکی تھی اسے یہاں تبھی وہ پارٹی ادھوری چھوڑ کر واپس اپنے روم میں چلی آئی تھی۔ یہ جانے بغیر کے وہ اس کا پیچھا کر رہا ہے۔

اس کی ڈوز کا ٹائم تھا۔ روز دن کے ایک مخصوص حصّے میں اسے وہ جادوئی موتی لینا ہی پڑتا تھا۔

وہ اپنے اس روپ کو سنبھال نہیں پا رہی تھی۔ سخت مشکل اور تکلیف میں تھی اس کی ظالم ماں نے کتنا ظلم کیا تھا اس پر۔ ابھی نئی نئی اپنے اصل سے الگ ہوئی تھی۔ ابھی انسانی روپ کی عادی نہیں ہو پا رہی تھی۔

exponovels

وہ کمرے میں آئی تو پورا جسم لرز رہا تھا۔ ہاتھ کپکپا رہے تھے۔ جلدی سے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالا لاکٹ ڈھونڈنے کے لیئے، مگر اتھل پتھل ہوتی سانس کے ساتھ آنکھیں حیرت و صدمے سے پھیل گئیں تھیں کہ لاکٹ گلے میں موجود ہی نہیں تھا۔

وہ گھبرائی تھی۔ اور لرزتا وجود لیئے لاکٹ ڈھونڈنے کے لیئے ادھر ادھر ہاتھ پیر مارے تھے۔ اب تو پانی کے بغیر سانس بھی اکھڑ چلی تھی۔ دم گھٹ رہا تھا تبھی اپنی سائیڈ زپ کھولتی فراک (نیچے سلیولیس ٹی شرٹ کے اوپر سے) اتار کر دور اچھالی تھی۔

بڑی مشکل سے اپنے جسم پر کنٹرول کر رکھا تھا۔ کہ اس کے پیر اس کی جل پری والی پونچھ میں نا بدل جائیں۔

وہ لمبے لمبے سانس بھرتی لاکٹ ڈھونڈ رہی تھی۔

عائش جو دروازے پر کھڑا اس کا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا بے اختیار ہاتھ میں پکڑا لاکٹ مٹھی میں دبایا۔ وہ لاکٹ کھول کر دیکھ چکا تھا۔ اس میں رکھے موتی اور ان کی حقیقت بھی اچھے سے جان چکا تھا۔

جب زندگی کی کوئی بھی سبیل نظر نا آئی تو روزیلہ پانی کی تلاش میں کمرے کا پچھلا دروازہ کھول کر باہر بھاگی تھی۔ جانتی تھی عائش اور آبدار کی وجہ سے رائل پیلس میں جگہ جگہ بڑے دس دس فٹ گھرے پول بنائے گئے ہیں۔

exponovels

رائل پیلس کی پچھلی جانب حدِ نظر لان کے بیچ و بیچ وہ بڑا سا پول تھا۔ وہ لڑکھڑاتے تیز قدموں سے بری طرح کھانستی باہر کی جانب لپکی تھی۔

عائش اس کے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ اس کے قدم ٹھٹھک کر رکے تھے جب دیکھا کہ وہ تیز قدموں سے چلتی پول میں چھلانگ لگا چکی ہے۔ وہ ذرا سا آگے ہوا تو دیکھا وہ پول کی گہرائی کی سطح پر لیٹی لمبے لمبے سانس بھر رہی تھی۔ انسانی پیر بھی غائب تھے۔ ایک حسین و جمیل سنہرے جسم والی نازک سی جل پری نچلی سطح پر لیٹی لمبے لمبے سانس بھر رہی تھی۔۔

عائش پانی میں کودا تھا۔

روزیلہ چونکی تھی۔ مگر اس اپنے ظالم سے کزن کو اپنی جانب آتا دیکھ اسے اپنی سنگین غلطیوں کا احساس ہوا تھا۔ وہ تیزی سے اس کی جانب آیا وہ اوپری سطح کی جانب تیری مگر اس کا ہاتھ عائش کی سخت گرفت میں پھنسا تھا۔ عائش نے اسے نیچے کھینچا اور فولادی ہاتھ سے گردن دبوچ کر اسے پول کی دیوار سے لگایا تھا۔ روزیلہ گردن چھڑانے کو بری طرح جھٹپٹائی۔

ایک ہی بار پوچھوں گا، سچ بتانا، نہیں تو گردن کی ہڈیاں چٹخا دوں گا،، اب بولو کون ہو تم،،؟ عائش نے سختی سے پوچھا۔ وہ جانتا تھا وہ پانی میں اب بولے گا تو سامنے والی کو اچھے سے سمجھ آ جائے گی۔

exponovels

کک،، کوئی،، نن،، نہیں،،، گھٹی گھٹی آواز میں جواب آیا۔ عائش نے دباؤ بڑھایا۔ وہ کسی مچھلی کی طرح تڑپی۔

چھ،، چھوڑو مجھے،، مم،، مر، جاؤں گی مم،، میں،،،

میرے سوال کا جواب نہیں دو گی تو سچ مچ مرو گی آئی سوئیر،، عائش نے اس کا سر دیوار سے پٹخا۔

وہ تو پہلے ہی اکھڑی سانس لیے پانی میں اتری تھی۔ اوپر سے اس ظالم بے رحم شخص نے نازک سی جان لینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ تبھی وہ ہوش کھو بیٹھی تھی۔ پانی میں جسم ڈھلک سا گیا۔

ہیے یو،، ڈونٹ یو ڈئیر،، عائش جھنجھلایا۔ اور اسے لے کر نیچے سطح پر بیٹھا۔

ہیے یو،، اٹھو،،، اس نے نرمی سے اس کے گال تھپتھپائے۔ نگاہیں بار بار بھٹک سی رہیں تھیں۔ بہت عجیب و غریب احساسات تھے اس وقت عائش کے۔ اپنی پوری زندگی میں اب جب اپنی ہم جنس، اپنی نسل کا وجود نظر آیا وہ بھی صنفِ نازک تو عجیب ہی احساسات تھے۔

پانی میں گھٹنوں کے بل بیٹھا سانس لے رہا تھا بول رہا تھا تو اپنی حقیقت سے کیسے منہ موڑ سکتا تھا تبھی دل میں تجسس انگڑائیاں لے کر بیدار ہوا تھا کہ یہ کون تھی؟ کہاں سے آئی تھی؟ جہاں سے آئی تھی وہ کیسی جگہ تھی۔ کون کون تھا وہاں؟ اور کیا اس کا کوئی اپنا بھی ہو گا وہاں؟

عائش نے مٹھی میں بند لاکٹ کھول کر اس میں سے ایک موتی نکال کر اس کے نازک ہونٹوں کے درمیان رکھا تھا۔ گلاب کی پنکھڑیوں سے نازک لبوں کے پیچ و خم ایسے تھے کہ اسے بے اختیار نگاہیں چرانی پڑی تھیں۔ یہ کنٹرول کرنے کا عمل کم از کم عائش کے لئے بہت مشکل تھا مگر وہ کر رہا تھا۔ جانے کیوں؟

اس کے پاؤں ظاہر ہوئے تو عائش نے اسے بازوؤں میں بھرا اور لے کر اوپری سطح پر آیا۔ وہ اسے لئے پول سے باہر آیا۔ نگاہ بار بار بھٹک کر بند آنکھوں کی گھنیری مڑی پلکوں پر ٹھہر رہی تھی۔

کون ہو گی یہ اور کہاں سے آئی،، ؟ آپ کو بتاؤں،، نہیں وہ تو پہلے ہی اپنی تکلیفوں میں الجھا رہتا، میں خود ہی نمٹوں گا،، ایک مرتبہ ہوش آجائے محترمہ کو پھر ہوش ٹھکانے لگاؤں گا،، وہ دل ہی دل میں خود سے ہی مخاطب تھا۔ کمرے میں لا کر اسے بیڈ پر نرمی سے لٹایا۔ وہ اب بھی اسے سر تا پا بغور دیکھے جا رہا تھا۔ جھک کر اس کا لاکٹ اس کے ہاتھ میں تھمایا اور مٹھی بند کر دی۔

"اگر کسی برے مقصد کے تحت یہاں آئی ہو تو آئی سوئیر میں تمھاری اس نازک چھوٹی سی جان کی بھی پرواہ نہیں کروں گا،، ادھیڑ کر رکھ دوں گا تمھیں،، وہ اس پر جھکا دانت پیس کر بولتا اپنی بدلتی سوچ اور بدلتے احساسات سے سخت خائف ہو کر بری طرح جھنجھلایا تھا تبھی پیر پٹختا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

راج ماہی بے آب کی طرح تڑپتا پھر رہا تھا۔ بلیک مرر میں جو نظارا اس نے دیکھا تھا وہ ناقابلِ قبول تھا۔ اس کی ننھی سی پرنسز کو وہ سیاہ نقاب پوش اٹھا کر لے گیا تھا۔ کیوں اور کس لیئے یہ نہیں جانتا تھا مگر اتنا تو ضرور معلوم تھا کہ وہ بلیک وچ یا سامر نہیں تھے اگر ہوتے تو اسے معلوم پڑ جاتا۔
وشہ سے چھپتا چپاتا وہ اپنے طور معلوم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پھر اس بغیر بتائے زمین پر آنا پڑا۔ وشہ کو بتا دیتا تو اس نے ہزار طرح کے سوالات پوچھنے تھے اور اگر ویرا کا پتہ چل جاتا تو اب کی بار راج کو معلوم تھا وہ بلکل یہ بات برداشت نہیں کر پائے گی۔ تبھی ہول اٹھ رہے تھے۔
زمین پر آیا تو جمی ہر طرح سے اس کا پتہ لگانے کی کوشش کر کر کے ناکام ہو چکا تھا جبکہ سیرا پر رو رو کر اب غشی طاری ہو رہی تھی۔

راج نے بھی آکر اسے ڈھونڈنے کی کوششیں شروع کردیں تھیں۔

ویرا کی آنکھ کھلی تھی۔ زہن پر تاریکی سی چھائی تھی۔ مگر آنکھ کھلتے ہی محسوس ہوا جیسے وہ بہت نرم گرم بستر میں لیٹی ہے۔ سکھ کا لمبا سا سانس کھینچا کہ اپنے کمرے میں ہی ہے۔ مگر جب وہ سب کچھ یاد آتا چلا گیا جو اس پر بیت گیا تھا وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی تھی۔

جہاں وہ لیٹی تھی تھا تو بستر ہی مگر یہ کمرا انتہائی بھیانک قسم کا تھا۔ سیاہ اندھیرے میں ڈوبا۔ اور اسے اندھیرے سے بہت خوف آتا تھا۔ زرا سا غور کیا تو معلوم ہوا کہ کمرے میں کوئی کھڑکی دروازہ نہیں ہے بس کمرے کے ایک کونے پر سے سیڑھیاں نیچے سے اوپر کی جانب جا رہیں تھیں۔ مطلب یہ کمرا بیسمینٹ تھا۔ وہ بری طرح ڈر کر سہمی تھی۔

کوئی ہے،،،،،،،،،؟ مجھے باہر نکالو یہاں سے،،،،،،؟ ڈیڈ،،،،، مما،،، کوئی تو بچا لو،، پلیز،،،،،،، وہ روتی ہوئی چلائے گئی۔

تبھی چھت پہ سے دروازہ کھلا تھا۔ وہ پھر سہمی تھی۔ دو خوبصورت لڑکیاں نیچے اتری تھیں مگر سیڑھیاں اتر کر نہیں اڑ کر۔ وہ حیران ہو کر مزید خوفزدہ ہوئی تھی۔

پرنسز،، خاموش ہو جائیں،، کنگ کو یہ شور شرابہ پسند نہیں ہے، یہ لیں آپ کھانا کھائیں،،

exponovels

ارے بھاڑ میں گیا تمھارا کنگ اور یہ کھانا،، کون ہو تم لوگ، مجھے یہاں کیوں لائے ہو،، جانے تو مجھے،، نہیں تو ایسا پولیس کیس بنواؤں گی کہ ساری زندگی جیل میں سڑو گے تم لوگ،،،

ماہا ویرا غرائی تھی۔ جبکہ وہ دونوں نرمی سے مسکرا دی تھیں۔

پرنسز کھانا کھالیں،، ایک نے بیڈ پر کھانا رکھا۔

میں صرف اپنے جمی اور راج ڈیڈ کی پرنسز ہوں، خبردار مجھے پرنسز کہا،، یہ کہتے ماہا ویرا نے کھانے کی ٹرے دیوار پر پھینک کر ماری تھی۔

پرنسز،،،

نکالو مجھے یہاں سے،، ماہا ویرا نے دو ٹوک انداز میں کہا تھا۔

پرنسز،،

وہ اب پھر پورا زور لگا کر چلائی تھی۔ سبز روشنی کا جھماکا ہوا وہ پریاں اچھل کر دور جا کر گریں۔ ان کے پر اچھے خاصے جل چکے تھے۔ وہ جلدی سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چلیں گئیں۔

پھر ماہا ویرا نے وہاں آنے والی ہر خدمتگار پری کا یہی حال کیا تھا۔ یہ جانے بغیر کے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی شامت بلا رہی ہے۔

exponovels

کیب گھنی جھاڑیوں درختوں کو پار کرتی لائٹ ہاؤس کے قریب ویرانے میں چلی جا رہی تھی۔ یہ ایسا بھیانک اور خوفناک علاقہ تھا یہاں تو کوئی دن میں آنا پسند نا کرے۔ اور یہ نقاب پوش لڑکی اسے یہ ایڈریس بتا کر اب کتنے اطمینان سے بیٹھی باہر دیکھ رہی تھی۔

ڈرائیور کو جھرجھری سی آئی۔ آنکھوں، ہاتھوں سے جس قدر حسین لگ رہی تھی۔

ارے یہ بھی کوئی چڑیل تو نہیں،،، وہ بری طرح گھبرایا۔ سونے پہ سہاگہ وہ جانتا تھا ان کی گاڑی کا تعاقب کیا جا رہا تھا تبھی اس نے سپیڈ بڑھائی۔ سامنے ہی ہٹ نظر آیا۔ مگر اس نے گاڑی بہت دور ہی کھڑی کر دی۔

میڈم اتر جائیں،، اس نے بولا تو وہ جو اپنے ہی خیالوں میں گم تھی کہ اب جانے اس کا کیا حشر ہونے والا تھا۔ گاڑی سے اتر کر پیسے ادا کیے۔ ڈرائیو گاڑی گھما کر منٹوں میں اس پراسرار جگہ سے رفو چکر ہوا تھا۔ وہ پیدل ہٹ کی جانب چلنے لگی۔ پیچھے سے آہٹ محسوس ہوئی۔

آبدار بھی گاڑی سے اتر کر پیدل ہی اس کے پیچھے چلنے لگا تھا۔

کک،، کون،،، کون ہے،،؟ مایا وش پیچھے مڑی تھی۔ ایک سیاہ لباس میں سیاہ نقاب پوش اطمینان سے کھڑا اسے ملگجے اندھیرے میں نہار رہا تھا۔ صرف چاند کی چاندنی ہر سو پھیلی تھی۔

کون ہیں آپ،، وہ ایک قدم پیچھے ہوئی بولی۔

آپ کے ہی وجود کا حصہ ہوں کوئین،،،

وہ بولا تو اس کا لہجہ اور وہ نیلی آنکھیں۔۔۔ مایا وش کو یاد آیا کالج میں سٹاف روم میں اس نقاب پوش سے ملتی جلتی تھیں۔ مطلب وہ یہی تھا۔ اور اب اس کے پیچھے یہاں تک آن پہنچا تھا۔

مایا وش مڑ کر تیزی سے ہٹ کی جانب بھاگی تھی۔ پیچھے وہ مسکرایا اور اس کے پیچھے آیا۔ مایا وش ہٹ کے اندر داخل ہو کر ڈور لاک کر چکی تھی۔ وہ سامنے ہی اس کے انتظار میں راکنگ چئیر پر بیٹھی جھول رہی تھی۔ پورا فرش، اس کا منہ اور کپڑے خون آلود تھے۔ مایا وش نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے کائلہ کو دیکھا جو پھر طاقتور دکھائی دے رہی تھی۔ یقیناً وہ کسی اور کے زریعے اپنا کام پورا کر چکی تھی۔ تبھی اب اطمینان سے بیٹھی تھی۔

کیا دیکھ رہی ہو مایا وش،، تم کیا سمجھتی ہو،، تم سنجنا کو بچا لوگی تو کوئی اور میرے ہاتھ نہیں لگے گی،،، وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی۔

ہاہاہاہاہاہا،، مکروہ قہقہے لگانے لگی۔ دے چکی ہوں میں بلی،، اور یہ گوشت اور خون پی کر پہلے سے کئی گنا زیادہ طاقتور بن چکی ہوں،، اور اب میری نافرمانی کرنے کی تو ایسی سزا دوں گی تمھیں کہ تم مرو گی تو نہیں، مگر زندہ رہنے کے قابل بھی نہیں رہو گی،، کائلہ نے یہ

بولا تو مایا وش بوکھلا کر خوفزدہ سی اپنے کمرے کی جانب بھاگی۔ دروازہ کھولا۔ مگر کائلہ نے فضا میں ہاتھ بلند کیا ایک آگ کا گولہ سا تھا جو بن چکا تھا مکروہ قہقہے لگاتے وہ گولہ اس نے مایا وش کی جانب پھینکا تھا۔ جو کہ اس کی کمر پر بجا دیا۔

مایا وش کی دلخراش چیخیں فضا میں بلند ہوئیں اور وہ اوندھے منہ اپنے کمرے کے بیچ فرش پر ڈھے گئی۔ کائلہ نے ایک حقارت آمیز نگاہ اس پر ڈالی اور دروازہ لاک کرتی اسے یونہی زخموں سے چور بند کر کے اپنے کمرے میں اطمینان سے چلی گئی۔

وہ جو باہر سے اندر آنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس ہٹ کی حدود میں آتے جیسے اس کی تمام پاورز جا چکیں تھیں۔ نا وہ پانی میں تحلیل ہو پا رہا تھا۔ ہاں بس اتنا تھا کہ جیسے اس کی پاورز کام نہیں کر رہیں تھیں وہ بھی نا کسی کو دکھائی دے رہا تھا نا محسوس ہو رہا تھا۔ آبدار غصے سے پاگل ہوا۔

مگر پھر اسے اپنی کوئین کی چیخ سنائی دی اور آبدار کو اپنی پشت پر ایسی تکلیف ہوئی کہ اس کی روح تک کانپ گئی۔ وہ وہیں زمین پر گھٹنوں کے بل گرا تھا۔ آنکھیں اور مٹھیاں پورے زور سے بھینچے لب کاٹتے وہ یہ درد برداشت کر رہا تھا۔ پھر اس نازک جان کا خیال آتے ہی وہ تڑپ اٹھا۔ لڑکھڑاتے قدموں سے اپنی جگہ سے اٹھا اور اندر جانے کا رستہ ڈھونڈنے لگا۔

For more visit (exponovels.com)

آخر جھاڑیوں کے پیچھے سے ایک رستہ نظر آ ہی گیا۔ وہ جھاڑیاں پیچھے کرتا اندر داخل ہوا تھا۔ ایک چھوٹی سی روشنی اسے رستہ دکھا رہی تھی۔ اس نے غور کیا تو وہ ایک ہمنگ برڈ تھی جو اندھیرے میں دمک رہی تھی۔ اور اس کے آگے آگے اڑتی اسے راستہ دکھاتی وشہ کے روم تک گئی اور وہاں سے غائب ہو گئی۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ اپنی کوئین کے بغیر وہ ادھورا ہے، اس کی پاورز ادھوری ہیں اور یہاں اس قدر پراسرار کالی طاقتیں تھیں، اس قدر منفی اثرات تھے کہ وہ مقابلہ نہیں کر پایا تھا۔ کچھ کمر ابھی بھی بری طرح جل رہی تھی جس کا مطلب تھا وہ بھی بے تحاشا تکلیف میں ہوگی۔

)ابھی وہ دونوں یہ کب جانتے تھے کہ وہ دونوں ایک ہو گے ایک دوسرے سے جڑے گے ایک دوسرے سے پختہ بندھن میں بندھے گے تو ان کی جوڑی مکمل ہوگی ان کی پاورز مکمل ہوں گی(

اسے اندر آتے دیر ہو چکی تھی۔ وہ اس کمرے میں داخل ہوا تو عجیب سے کمرے میں ملگجا سا اندھیرا تھا۔ روشنی نا ہونے کے برابر تھی اور اس کی زندگی اس کے جینے کی وجہ نڈھال نیم جان غنودگی کے عالم میں فرش پر اوندھے منہ بے حال پڑی تھی۔ پیچھے کمر سے فراک لہولہان تھی۔

وہ تڑپ کر آگے بڑھا۔

exponovels

کوئین،،،،،،،وش،،،، آب نے نرمی سے کمر سے بال پیچھے ہٹاتے اسے پکارا۔ بال بھی خون آلود ہو چکے تھے۔ آبدار نے بے دردی سے اپنے لب کچلے۔ کمر میں ہاتھ ڈال کر نرمی سے کسی گڑیا کی طرح اسے بانہوں میں بھرا اور بیڈ پر اوندھے منہ ہی لٹا دیا۔

مایا وش کو اپنے وجود پر کسی کا نرم گرم لمس محسوس ہوا تو نیم بے ہوشی میں اپنی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی مگر کھول نہیں پائی۔

آبدار اس کے قریب ہی نیم دراز اب اس کے کندھے تھام کر اس کے بالوں میں منہ دیا تھا۔

ائم سوری، کوئین،، میں آپ کو اس تکلیف سے نہیں بچا پایا،، مگر میری جان اب ایسا نہیں ہوگا، میں آپ سے روح سے تو جڑا ہوں آج رسموں رواجوں اور اس کائنات کے قانون کے مطابق خود کو آپ سے دل و جان سے جوڑتا ہوں،،

یہ بول کر آبدار نے مٹھی میں تھاما لاکٹ مایا وش کے گلے میں پہنایا تھا۔ دونوں کے سینوں پر ان کے ٹیٹو جگمگائے تھے۔ پل بھر کو روشنی کا جھماکا سا ہوا تھا اور پورا کمرا روشنی میں نہا گیا۔ ان کے ٹیٹو میں بھی کچھ تبدیلی آئی تھی۔

exponovels

آبدار اس کے بہت قریب تھا۔ اور اب زخم دیکھنا چاہتا تھا۔ تاکہ اپنی زندگی کے درد کی دوا کر سکے اس کے زخموں پر مرحم لگا سکے۔ تبھی وہ بلا جھجھک اس کی فراک کی زپ کھولتا چلا گیا تھا۔

نیم بیہوشی میں مایا وش کو کمر پر سرسراتا لمس اور زپ کھلتی محسوس ہوئی۔ اسے لگا کائلہ کی کوئی چیلی ہے جو زخم دے کر اب مرحم لگانے چلی آئی ہے، تو اسے اب اس مرحم کی کوئی ضرورت نہیں ہے تبھی وہ بری طرح مچلی تھی۔

دد،،،دور،،،،،،،،،رہو،،،،،،،مم،،،،مجھ،،،،،،،سے،،،،

اس کے مچلنے پر آبدار نے اس کے دونوں بازوؤں پر مضبوط گرفت بنائی تھی۔ وہ اتنی کمزور ہو چکی تھی کی زرا سی سخت گرفت میں تمام مزاحمت دم توڑ گئی۔ اور وہ بند آنکھوں سے سسکیوں سے رونے لگی۔ تکلیف بھی تو ناقابلِ برداشت تھی۔

آبدار نے اس کی زخمی کمر دیکھی تھی تب بہت بے اختیار ہو کر آب نے اس کے زخم پر پورے حق سے اپنے نیم وا لب رکھے۔ حیرت انگیز طور پر جہاں آبدار نے اپنے لبوں کا لمس چھوڑا تھا وہاں سے زخم منہدم ہو چکا تھا۔ اب آبدار نے جا بجا اپنے لبوں کا مہکتا لمس چھوڑا تھا۔ نرمی سے سٹیپ کی ہک بھی کھول دیں۔ ایک سکون کا احساس تھا جو رگ و جاں میں اتر رہا تھا۔

ادھر مایاوش کو تکلیف میں کمی کا احساس ہوا تو وہ اب نیم بیہوشی سے گہری پرسکون نیند میں جا چکی تھی۔ آبدار نے دیکھا زخم کے نشان تک مٹ چکے تھے۔ مگر وہ اب بھی گستاخیاں کیے جا رہا تھا۔ ان نرماہٹوں کو اپنی روح میں اتار رہا تھا۔ جیسے صدیوں سے پیاسا ہو۔ کیا یہ بات معمولی تھی کہ اس پوری کائنات میں وہ صرف اس کے لئے تھی یا وہ خود اس کے لئے تھا۔ کتنا انتظار کیا تھا اس کے ملنے کا اب مل گئی تھی تو وہ چاہتا تھا کہ ایک پل کے لئے بھی وہ اسے خود سے دور نا کرے۔ ایک بھی کھروچ نا آنے دے اسے، بس یونہی صدا بانہوں میں بھر کر رکھے۔

میں آپ کا چہرہ ابھی نہیں دیکھوں گا کوئین، آپ کے ہوش و ہواس میں یہ کام کرنا ہے،،

وہ اس کے کان میں سرگوشی کیے مدہوش سا ہوا۔

وہ تمام رات اسے بانہوں میں بھرے اس کی پشت اپنے سینے سے لگائے اس کے بالوں میں منہ دیئے پرسکون سا ہو کر لیٹا رہا تھا۔ صبح روشنی پھیلنے سے پہلے وہ کچھ سوچ کر اٹھا تھا اور پھر ایک مرتبہ پھر جھک کر چاندی کی طرح دمکتی کمر پر اپنے تشنہ لب رکھے اور بڑی مشکل سے وہاں سے نکلا۔

صبح مایاوش کی آنکھ کھلی تھی۔۔ سب یاد آتا گیا۔ رات کی وہ تکلیف، کائلہ کا ظلم سب یاد آتا گیا۔ جھٹکے سے اٹھی۔

افففففففف،،، سسکی سی بھر کر اپنے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فراک کھسکنے سے روکی۔ بکھرا سا لباس تھا۔ زپ کھلی تھی اور تکلیف کا نام ونشان تک نہیں تھا۔ وہ حیرت میں ڈوبی۔ اٹھ کر آئینے تک آئی۔ اور سینے پر کراس بنا کر بازو رکھتے ہوئے پیچھے مڑ کر اپنی کمر دیکھی۔ زخم کا کا نشان تک نہیں تھا۔ بس فراک خون آلود تھی۔۔

آنکھیں بند کر کے چوٹ لگنے کا بعد کا مرحلہ یاد کرنا چاہا۔ ذہن پہ زور دیا۔

ہاں کوئی موجود تھا یہاں۔ وہ تو فرش پر گری تھی۔ بیڈ پر کیسے آئی۔ اور زخم کیسے آرام آیا۔

ہاں یاد آیا رات بند آنکھوں سے محسوس کیا تھا جیسے کوئی مرحم لگا رہا تھا زخموں پر۔ وہ کسی چیز کا روئی سے بھی زیادہ نرم لمس تھا جس نے اسے رگوں تک میں راحت پہنچائی تھی۔

کائلہ سے پوچھوں؟

اونہہ بے وقوف سوچ بھی کیسے سکتی ہو مایاوش کہ وہ خبیث چڑیل درد دے کر دوا کرے گی تو کون تھا رات پھر اس کے پاس۔

ہان وہ نقاب پوش اس کا پیچھا کر رہا تھا۔

کہیں وہ تو نہیں،،،،؟

نہیں نہیں،، ایسے کیسے ہو سکتا ہے وہ یہاں کیسے آسکتا ہے،، مگر وہ پراسرار طاقتوں کا مالک دکھائی دیتا تھا۔ اس دن کالج میں بھی اس نے کائلہ کے چیلے کو مار ڈالا تھا۔

آخر کون تھا وہ،،،،،؟

ماہا ویرا بیڈ پر گھٹنوں میں منہ دئیے بیٹھی تھی۔ پھر خیال آیا اب تک یہاں سے نکلنے کی کوشش کیوں نہیں کی اس نے۔ ان پہرے داروں اور خدمتگاروں کا تو حال وہ دیکھ ہی چکی تھی۔ اس کی ایک چیخ پہ جو ڈھیر ہو جاتے تھے۔

وہ چہرے سے آنسو صاف کرتی اٹھی۔ رات سے دن اور پھر دن سے دوبارہ رات ہو چکی تھی۔ اسے یہاں آئے چوبیس گھنٹے ہو چلے تھے۔ مگر اب تک اس نے ایک نوالہ حلق سے نیچے نہیں اتارا تھا۔

وہ اپنے کمرے میں بیٹھا سرخ آنکھیں لیے اس کی ایک ایک حرکت دیکھ رہا تھا۔ اپنی خدمتگاروں کا حال بھی، مگر یہ بات باعث تقویت تھی کہ اس کا یہ تڑپنا مچلنا اس کا باپ دیکھ رہا ہو گا۔ اسی لئے وہ اس کی عقل ٹھکانے لگانے اس روم میں نہیں گیا تھا۔ مگر اب وہ سیڑھیاں چڑھ رہی تھی ویام بھی بلیک ہڈ پہنے اپنے کمرے سے باہر نکلا تھا۔ ہاتھ میں ایک شیشی تھی جس میں سرخ رنگ کا ڑھا تھا۔ جو اسے فیری گارڈین ایمی نے دی تھی اس کی چیخوں کا علاج بتا کر۔

ماہاویرا دروازہ کھولتی چلی گئی تھی۔ باہر نکلی۔ اوپر ایک اور کمرا تھا۔ اب کسی بھی طرح اس کمرے سے باہر نکلنا تھا۔ عجیب بھیانک سا ماحول تھا۔ وہ جلدی سے کھڑکی کھول کر باہر لان میں کودی۔ مگر باہر کود کر اپنے ہی منہ پر دونوں ہاتھ جما کر اپنی چیخوں کا گلا گھونٹنا پڑا تھا۔ کیونکہ وہ جو کوئی بھی انتہائی بھیانک مخلوق تھی کم از کم انسان نہیں تھی۔ عجیب سیاہ لباس میں وہ پیروں کے بغیر ادھر سے ادھر اڑتے پھر رہے تھے اور چہروں کی جگہ ڈھانچے تھے۔ وہ بہت بری طرح خوفزدہ ہوئی تھی۔ چھپتی چھپاتی لان کے گھنے درختوں سے گرین زون پہنچی جہاں بڑے بڑے گملے ایک خاص ترتیب سے رکھ کر ان کی رو بنائی گئیں تھیں۔ وہ ایک رو میں داخل ہو کر پودے کے پیچھے چھپی تھی۔ یوں محسوس بھی ہو رہا تھا کہ جیسے پیچھے کوئی ہے کوئی آہٹ بھی محسوس ہوئی تھی۔

اب مین گیٹ سامنے تھا۔ اس طرف کافی اندھیرا تھا اور اس کی دانست میں جس سے وہ کسی کو دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

وہ اٹھی اور تیزی سے بھاگنے کو تھی۔ جب کسی کی وحشیانہ سی گرفت میں پھنسی۔ اس نے ماہاویرا کو دونوں بازوؤں سے جکڑ کر درخت سے لگایا تھا۔ اور پھر اس کا گلہ دبوچا۔ ماہاویرا نے سامنے دیکھا تو ایک مرتبہ پھر خوف سے جھرجھری سی آئی وہی سیاہ سرخ آنکھوں والا

ہیولہ بلکل اس کے سامنے تھا۔ اور اس کی تیز سانسوں کی زیروبم سے ماہاویر کا چہرہ جھلس رہا تھا۔

پرنسز کیوں وقت سے پہلے ہی مرنا چاہتی ہو،، کیوں نکلی اس کمرے سے،، کیوں بھاگیں،، وہ گردن پر دباؤ بڑھاتا بولا۔ ماہاویرا بہت بری طرح تڑپی۔

اب وہ کچھ اور تو کر نہیں سکتی تھی۔ تبھی چیخنے کو منہ کھولا۔ مگر پرنس ویام نے اتنی ہی تیزی سے اس شیشی کا ڈھکن کھول کر وہ کاڑھا ماہاویرا کے گلے میں انڈیلا تھا۔ اور اپنی گرفت سے اسے آزاد کردیا۔ اب تماشا جو دیکھنے کی باری تھی۔

ماہاویرا کو لگا اس کے گلے میں جیسے تیزاب انڈیل دیا گیا تھا۔ تبھی وہ بری طرح تڑپتی کھانستی گلا پکڑ کر زمین پر بیٹھتی چلی گئ تھی۔ ماہاویرا کو سانس نہیں آرہی تھی۔ آنکھوں میں سے مسلسل پانی بہہ رہا تھا اور اب چہرہ نیلا پڑچکا تھا۔

ویام اس کا نیلا چہرہ دیکھ کر اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھا۔

ہییے کیا ہو رہا ہے تمھیں،، وہ اس کی تشویشناک حالت سے روح تک کانپا تھا۔ اس کی دانست میں اس نے ماہاویرا کو کچھ ایسا ہرگز نہیں پلایا تھا کہ وہ اس طرح دھیرے دھیرے مرتی۔ پرنس ویام نے وہ شیشی سونگھی اور چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔ وہ فیری ٹوپیا کا طاقتور ترین جادوئی زہر تھا۔

ایک خون کی قے کی تھی ماہاویرا نے اور نیم جان ہو کر سر ایک جانب ڈھلک گیا۔ ویام نے اس کا سر اٹھا کر گود میں رکھا تھا۔

محافظوں شاہی وید کو بلاؤ،،،،،، وہ دھاڑا۔ کنگ ویام کے غم و غصے کی انتہا نہیں رہی تھی۔ اسے اپنا دل سورج کی طرح گہرائیوں میں ڈوبتا محسوس ہوا تھا۔ اس انتقام کے چکر میں کیا وہ بھی ایک قاتل بن جائے گا یا اس کے ہاتھ ایک معصوم جان کے خون سے رنگے جائیں گے۔

ڈارک ہاؤس میں ایک ہلچل سی مچ اٹھی تھی۔

یہ اتوار سے اگلا دن تھا۔ مایا وش اپنے کمرے میں تیار ہوتی مسلسل اس نقاب پوش کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ "اس نے یوں کیوں کہا تھا کہ وہ میرے ہی وجود کا حصہ ہے۔" افففففف سوچ سوچ کر پاگل ہو جاؤ گی مایا وش،، وہ جھنجھلاتی آج پھر اپنا ڈزنی تھیم کا لباس اٹھاتی واش روم گئی۔ کیونکہ آج کالج میں سپرنگ فیسٹیول تھا۔ مختلف کالجز کے لوگوں نے ان کے کالج آ کر آپس میں ٹیلنٹ کا مقابلہ کرنا تھا۔ جس میں سنگنگ، ڈانسنگ شامل تھے۔ ہاتھ لپیتے آئینے میں اس کی نگاہ اپنے گلے میں بڑی شان سے دمکتے اس عجیب و غریب قسم کے لاکٹ پر پڑی تھی۔ ایک انچ لمبے چوڑے لاکٹ کی شیپ انسانی شکل میں ایسی تھی کہ وہ

دھڑ سے آدھا مرمیڈ اور آدھا ڈریگن تھا اور وہ آپس میں یوں جڑے تھے کہ ان کو الگ کرنا تقریباً ناممکن تھا۔

مایاوش نے اس عجیب سے لاکٹ کو اتارنے کی کوشش کی یہ جانے بغیر کہ جس نے وہ پہنایا ہے اب تو وہی اسے بس نکال سکتا ہے اس کی گردن سے باقی دنیا کی کوئی طاقت اسے اس کی گردن سے الگ نہیں کر سکتی ہے۔ مایاوش نے ہک کھولنے کی کوشش کی مگر بے سود وہ نا گردن سے نکل رہا تھا نا کسی صورت ہک کھل رہی تھی۔

اففففففففففففففففففف بھاڑ میں جاؤ،،

وہ جھنجھلا کر کہتی لباس زیب تن کیے باہر آگئی۔

باہر آئی تو ٹھٹھک کر رکی سامنے ہی کائلہ کھڑی اسے دیکھ خباثت سے مسکرا رہی تھی۔

مطلب اس کی پھر شامت تھی۔

مایاوش،، آج آخری مرتبہ بول رہی ہوں،، سنجنا کو اپنے ساتھ لانا ہے یا نہیں،،، اب سب کچھ جان ہی گئی ہو تو سنو کل والی بلی سے میری طاقتیں بحال ہوئی ہیں،، مگر آقا کو خوش کرنا باقی ہے،، آج اگر تم اسے ساتھ نا لائیں پھر بھی وہ خود یہاں چلی آئے گی مرنے کے لیے اسی لئے بہتر یہی ہے کہ تم ادھر ساتھ لا کر میرا حکم بجا لاؤ،، اور مجھے خوش کر دو،،

کائلہ نے اپنا مکروہ پلان بتایا تھا۔

ایسا کبھی نہیں ہوگا کائلہ وہ میری دوست ہے، اوراب میں کسی معصوم کی جان سے نہیں کھیلنے دوں گی تمھیں اور تمھارے اس شیطان آقا کو،،

جانے کہاں سے آئی تھی اس میں اتنی ہمت کہ وہ پھنکاری تھی۔ مگر کائلہ کو اس کی اتنی ہمت پسند نہیں آئی تھی۔ تبھی آنکھوں میں مکروہ ترین شیطانی عزائم لیے اس نے اپنے ہاتھوں کے درمیان پھر سے وہی آگ کا گولہ بنایا تھا۔ مایاوش سہمی اور دو تین قدم پیچھے لیے۔

کائلہ نے وہ گولہ مایاوش کے چہرے کی جانب اچھالا تھا۔ مایاوش نے اپنے ہاتھوں سے اپنے چہرے کے سامنے کراس بنایا تب ہوا میں روشنی کا جھما کا سا ہوا اس کا ٹیٹو روشن ہوا اور مایاوش کے دائیں ہاتھ ایک طلسماتی تلوار آئی۔

وہ گولہ اس تلوار سے ٹکرا کر واپس آکر کائلہ کو ہی بجا تھا جب وہ تکلیف سے چنگھاڑی۔

مایاوش نے حیرت سے اپنے ہاتھ میں وہ تلوار دیکھی۔ اپنا ہاتھ پیچھے ہٹایا تو وہ غائب ہوگئی پھر سے سامنے کیا تو وہ ہاتھ میں آگئی۔ مایاوش تیار تو تھی ہی جلدی سے تڑپتی کائلہ کو نظر انداز کرتی سیاہ اپر کے اوپر سیاہ نقاب میں وہ گھر سے باہر نکلی۔ جہاں ہمیشہ کی طرح گاڑی تیار کھڑی تھی۔

exponovels

مایاوش گاڑی سے اتر کر تیزی سے کالج میں داخل ہوئی تھی۔ تمام راستے وہ اپنی تلوار سے پریکٹس کرتی آئی تھی۔ وہ اس کی مرضی سے اس کے ہتھ میں آجاتی اور اس کی مرضی سے غائب ہوجاتی۔ اسے خود میں پاورز آتی محسوس ہورہی تھیں۔ وہ اب زمین پہ چلتی چیونٹی کی بھی بات سن پارہی تھی۔

فضا میں اڑتے پرندوں کی چہچہاہٹ میں چھپی باتیں بھی سمجھ پارہی تھی۔ یہ سب کیسے ہوا اسے نہیں معلوم تھا۔

وہ تیزی سے کوریڈور سے گزر کر سنجنا تک پہنچ جانا چاہتی تھی جانتی ھو تھی کہ وہ اور رنجنا اپنا ثقافتی ڈانس کتھک پیش کرنے والی تھیں۔ اور اس وقت میک اپ روم میں ہوں گی۔ کہ سامنے سے آتے کسی شخص سے ٹکرائی۔

عائش جو کہ اپنی دھن میں مگن باہر جیک کی تلاش میں آرہا تھا۔ اس نقاب والی لڑکی سے ٹکرایا تو سلیولیس ٹی شرٹ میں اس کا ٹیٹو جگمگایا۔ وہ حیران ہوا تھا۔ مگر پھر۔

یو سٹوپڈ گرل،، تم نے ابھی تک یہ اپنے پیروں میں بندھی چین نہیں اتاریں،، اتارتی ہو یا اٹھا کر کالج سے باہر پھینکوں،،،،،

وہ اپنے ساتھ ہونے والے ان عجیب واقعات سے بری طرح جھنجھلا رہا جو لوٹ پھیر کر اسے اس کی اصلیت کی یاد دلاتے تھے تبھی اب کھڑا مایاوش کو بری طرح گھور رہا تھا اور وہاں

کھڑے ایک شخص کا دل کیا وہ اگر اس کا بھائی نا ہوتا تو ابھی اس کی یہ آنکھیں نکال باہر کرتا۔

سنو تمھیں میری یہ چیزیں دکھائی دیتی ہیں اور سنائی بھی دیتی ہیں تو تم میری ہیلپ کر سکتے ہو،، میں کسی کی قید میں ہوں تم اس سے مجھے آزاد کرانے کے لئے میری ہیلپ کرو گے،؟ مایا وش جواب اس سب سے تنگ آچکی تھی تبھی اسے پوچھ بیٹھی تھی مگر سامنے بھی عائش تھا۔

ٹھیک ہے پر اس سے مجھے کیا ملے گا،؟ وہ آئبرو اچکا کر بولا۔

کیا چاہیے تمھیں،،؟ مایا وش پوچھ بیٹھی۔

تم میرے ساتھ ایک رات کے لئے ڈیٹ پر چلو گی پھر،، عائش کا اطمینان قابل دید تھا۔

مایا وش کا ہاتھ گھوما تھا اور ایک زناٹے دار تھپڑ عائش کے چہرے پر رسید ہو گیا۔ وہ ڈھیٹ بنا اطمینان سے وہیں کھڑا رہا جانتا جو تھا اس کی اس بکواس سے وہ کبھی اس کی شکل تک نہیں دیکھے گی ہیلپ مانگنا تو دور کی بات ہے۔ کیونکہ اسے کوئی انٹرسٹ نہیں تھا اس ہیلپ ویلپ میں جبکہ وہ پیر پٹختی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی۔

قریب کھڑا آبدار عائش کی اس بات سے سر تا پا جھلسا تھا۔ اسے تو کچھ بولنا فضول تھا کہ وہ تھا ہی ایسا اور کسی بات کا اثر زرا کم ہی لیتا تھا۔ مگر اب اپنی کوئین کا دماغ ٹھکانے لگانا ازحد

ضروری تھا کہ وہ کیوں اپنے کنگ کو چھوڑ کر دوسروں سے ہیلپ مانگتی پھر رہی تھی۔

فنکشن کب کا سٹارٹ ہو چکا تھا۔

مایا وش سنجنا کی تلاش میں لابی کی جانب گئی۔

آڈیٹوریم میں سنجنا اور رنجنا اپسرا اور کریڈل فیوزن میوزک پر شاندار ڈانس پرفامینس دینے والی تھیں۔

میوزک سٹارٹ ہوا۔ اتنا پاورفل میوزک سسٹم تھا کہ پورے کالج میں میوزک گونج رہا تھا۔

وہ گھبرائی ہوئی سی آڈیٹوریم کی لابی میں آئی تھی۔ اسے ہر حال میں سنجنا کو بچانا تھا۔

ڈزنی تھیم کے مطابق سیاہ پاؤں تک باربی فراک، سیاہ اپر، سیاہ نقاب کے اوپر سیاہ باریک جالی،، وہ تقریباً بھاگتی لابی سے گزر رہی تھی جب بے تحاشا ٹھٹھک کر رکنا پڑا۔ اس کی پاورز سے مخالف پاورز ٹکرائی تھیں۔ اب تو اسے محسوس بھی ہو چلا تھا۔

سامنے نگاہ اٹھی تو وہ زندگی میں آج تیسری مرتبہ اتنا خوفزدہ ہوئی تھی۔

پچھلی مرتبہ کی طرح سیاہ لباس میں سیاہ نقاب لگائے وہ پراسرار طاقتوں والا پراسرار نیلی آنکھوں والا نقاب پوش کمر پر ہاتھ باندھے اسے بغور دیکھنے میں مصروف تھے۔ جیسے کہنا چاہتا تھا۔

Icanseeyoufrombehind

Ucanhearmeinyourmind
Runsofastasyoucango
Timewillcatchyoubeforeyouknow

مایاوش نے اپنے قدم بے اختیار پیچھے لیے تھے۔ مگر اسے اپنے کانوں میں ایک بھاری سرگرشی سننے کو ملی تھی۔

Iwillcatchyou,,,,,,,,,,,

وہ پیچھے مڑ کر اندھا دھند لابی میں بھاگی تھی۔

سامنے ہی وہ خود کو اوشن کنگ کہنے والا نقاب کے پیچھے مسکراتا پانی میں تحلیل ہوا تھا۔ اور وہ پانی سمندروں کی لہروں کی طرح لابی سے طوفان بن کر گزرا تھا۔

مایاوش کو لابی ختم ہوتے ہی سامنے فورتھ ائیر کا کلاس روم نظر آیا۔ وہ اندر گھس کر لاک لگا چکی تھی۔ اور دروازے سے پیچھے ہٹتی چلی گئی۔ کیونکہ دروازے کے نیچے سے ڈھیر سارا پانی اندر داخل ہو رہا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہ پانی اس نقاب پوش میں بدل گیا۔

اب جب سامنے والے نے اپنی پاورز اسے شو کروا دیں تھیں تو مایاوش کو بھی کوئی جھجھک نہیں تھی۔ اس نے اپنا بایاں ہاتھ نیچے کر کے ہوا میں لہرایا تو تیز روشنی کے بعد اس کے ہاتھ میں اس کی تلوار آئی تھی۔ سامنے والا گہرا مسکرایا۔

exponovels

ہے یو،، کیا چاہیے،، مایا وش غرائی تھی۔

اونلی یو، مائی اوشن کوئین،، اطمینان بھرا جواب آیا۔

واٹ،، وہ پھر چلائی۔

وہ بعد میں، فی الحال دو وشز لے کر حاضر ہوا ہے یہ اوشن مرمیڈ کنگ،، ایک تو اپنی کوئین کا چہرہ دیکھنا چاہتا ہوں دوسرا آپ کو چھو کر فیل کرنا چاہتا ہوں،، پھر انتہائی سکون سے بولا گیا۔

بے موت مارے جاؤ گے،، وہ لفظ چبا کر بولی تھی۔ تلوار ہوا میں ماہرانہ انداز میں لہرا کر اس چیلنج کیا۔

یہ موت آپ کے ہاتھوں سے آپ کی بانہوں میں آئی تو ہزار بار مرنے کو تیار ہے یہ کنگ،، اب اس نے بھی اپنا ہاتھ ہوا میں کوئی چیز پکڑنے کو آگے بڑھایا تو ایک تلوار اس کے ہاتھ میں آئی۔

کم آن، کوئین، قریب آؤ،، اسے ہاتھ کے اشارے سے قریب بلایا۔ مایا وش غصے سے پاگل ہوئی تھی۔ تبھی تیزی سے اس کی جانب بڑھی۔

مایا وش کا پہلا وار اس نے اپنی تلوار پر روکا تھا۔ بجلی کی سی تیزی سے اس کی دوسری کلائی تھام کر اسے دو مرتبہ گول گول گھمایا تھا۔ تلوار اس کے اپر میں پھنسا کر ایک جھٹکے سے کھینچا

تھا۔ اپر کے بائیں بازو سے چھیتھڑے ہوا میں اڑے تھے۔ مایا وش صدمے سے پاگل ہوئی۔ اور اپنے برہنہ بازو کو دیکھا۔

جب کے وہ یہ کارنامہ سرانجام دے کر نقاب کے پیچھے پھر مسکرایا تھا۔ میوزک کی آواز اب بھی آرہی تھی اور یوں لگتا تھا جیسے ان جادوئی دھنوں پر وہ اسے اپنی مرضی کے مطابق ڈانس کے مووز کروا رہا تھا۔

جب وہ قریب آئی تھی تو اس نے گہری سانس کھینچ کر وہ دلفریب خوشبو اپنی دھڑکنوں میں بسائی جو دنیا کے گلابوں عطروں کو مات دے رہی تھی۔

یو،،، وہ پھر مڑ کر پلٹ وار کرنا چاہتی تھی۔ جب سامنے والے نے تیزی سے اس کی تلوار والی کلائی تھام لی۔ اسی کی تلوار اسی کے بائیں بازو میں پھنسا کر ایک جھٹکے سے کھینچا وہ گھوم کر دور ہٹی مگر اب پورا اپر فضا میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر چکا تھا۔

مایا وش پھٹی پھٹی نگاہوں سے اپنے بازو دیکھے گئی۔ اب پھر شدید غصے میں اس نے وار کیا تھا۔ دو تین وار اس نے تلوار پر روکے پھر مایا وش کی تلوار والی کلائی پکڑ کر اس کی پیٹھ جھٹکے سے اپنے سینے سے لگائی۔ اب کی بار تلوار سے وہ بیچ میں موجود کالی جالی دور اچھالی تھی۔ اور جالی کے ساتھ اس کے سنہری بال کھل کر اوشن کنگ کے چہرے پر گرے۔

اب بس مایا وش کے چہرے پر نقاب باقی تھا۔ اپر کے نیچے سلیولیس ڈریس تھا بازو کی کالی ڈوریاں کندھوں پر بندھی ہوئیں تھیں۔

مایا وش بری طرح پھڑپھڑائی۔ مگر اسے ایسا محسوس ہوا کہ کوئی چیز اس کی کمر کے گرد لپٹی ہوئی ہے۔ زرا سا سر جھکا کر دیکھا تو جیسے آکٹوپس کے tentaclesاس کے گرد لپٹے ہوئے تھے۔ اسے پھر اس شخص سے خوف محسوس ہوا۔ جو آنکھیں نیم وا کیے مدہوشی کے عالم میں اپنے ہاتھوں کی انگلیوں سے اس کے ملائم بازوؤں کی نرما ہیٹ محسوس کر رہا تھا۔ اورایسی گستاخی کوئی پہلی مرتبہ اس کے ساتھ کر رہا تھا۔ مایا وش کا سنہرا جسم اس کی بانہوں میں سونے کی طرح دمک رہا تھا۔

کیا ہیں آپ،، آسمان سے اتری کوئی اپسرا،

اگر چاندنی ہیں تو وہ چاندنی جو اپنے پورے جوبن پر ہے،، اگر گلاب کا پھول تو پورا کھلا نہیں ہے یہ مگر اس کی خوشبو اس کنگ کو پاگل کر دینے والی ہے،، صدیاں گزر گئیں آپ کے انتظار میں، اب ملی ہیں تو سوچیں کوئین، اس کنگ کی محبت کی آغاز ہی انتہاؤں کو چھونے والا ہو گا،،

یہ جان لیوا سر گوشیاں مایا وش کی جان نکالے دے رہیں تھیں۔

وہ بری طرح مچلی کیونکہ بازوؤں سے ڈوریاں وہ کندھوں سے نیچے سر کا رہا تھا۔

For more visit (exponovels.com)

کوئین،، یو نو واٹ یہ کنگ خود پر سے کنٹرول کھو رہا ہے، اور آپ کی قسم یہ میرے ساتھ پہلی مرتبہ ہو رہا ہے،،

اس قدر بھاری بوجھل لہجہ تھا کہ مایا وشہ کی جان لبوں پر آئی تھی۔

کک،، کون، ہو تم دور رہو مجھ سے، دردناک موت مارے جاؤ گے نہیں تو،، وہ چلائی اس نے مایا وشہ کو ایک جھٹکے سے خود سے دور کیا تھا۔

آپ شاید نہیں جانتی کوئین، آپ کو اس کنگ کے لیئے بنایا گیا ہے،، تو بہتر یہی ہے اس عائش کو خود سے کوسوں دور ہی رکھیئے گا،، نہیں تو وہ میرے ہاتھوں ضرور مارا جائے گا،،

سامنے والے نے سرسراتے لہجے میں کہا تو وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی پراسرار نیلی آنکھوں میں دیکھے گئی۔

ایک ان دیکھی طاقت نے مایا وشہ کو وہیں جیسے پتھر کا بنا دیا تھا۔ اس کا کمر سے نیچے کا دھڑ ہل بھی نہیں پا رہا تھا۔ وہ دھیمے قدموں سے چلتا اس کے قریب آیا اور ہاتھ پیچھے لے جا کر اس کا نقاب کھول کر ہٹا دیا۔

وہ کافی دیر اس کے چہرے کا ایک ایک نقش حفظ کرتا رہا تھا۔ اگر دنیا پر حسن کی کوئی مورت تھی تو وہ ابھی اس کے سامنے اس کی کوئین کی شکل میں کھڑی تھی۔ وہ قریب تر آیا مایا وشہ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور رکھنے کی سعی کی۔

مگراوشن کنگ نے اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں اس کا چہرہ بھرا تھا مایا وش نے اس کے بازو جکڑے ۔ تب مایا وش کی کلائیوں کے گرد کوئی نرم سی چیز لپٹی اور بازو پیچھے اس کی پشت پر باندھ دئیے گئے ۔ وہ بری طرح کسمسائی ۔ مگر کنگ کے ایک اشارے پر روم میں اندھیرا چھایا تھا ۔ جو ہونے جا رہا تھا مایا وشہ نے بہت زور سے آنکھیں بند کیں تھیں ۔ اگر اس کی آنکھیں کھلیں ہوتیں تو وہ دیکھ پاتی ان دونوں کے سینوں پر موجود ٹیٹوز کی روشنی پورے کمرے میں پھیل چکی ہے ۔ وہ لاکٹ بھی جگمگا رہا تھا ۔

اس ملگجے اندھیرے میں اوشن کنگ کا نقاب بھی سرکا تھا ۔ تب مدہوش ہوتے اس نے اپنے ہونٹ اس حسن کی مورت کے ہونٹوں پر رکھے تھے ۔ اوران کی نرماہٹیں اپنی روح میں بسانے لگا ۔

وہ جو بھی کر رہا تھا بڑے حق سے کر رہا تھا ۔ جیسے صدیوں سے مایا وش صرف اور صرف اس کی ہو ۔ اور یہی تو حقیقت تھی ۔ جس سے اس کی کوئین انجان تھی ۔

وہ اسے یہی تو باور کروانے آیا تھا ۔ اس کی شدتیں بڑھتی جا رہی تھیں ۔ مایا وشہ کو لگا وہ آج اس کی سانسیں چھین لے گا اس سے ۔

اوراس کی نازک جان کوئین اس کی اتنی سی بھی شدت برداشت نہیں کر پائی تھی ۔ اپنے ہوش کھو کر اس کے دائیں کندھے پر ڈھلک گئی ۔

For more visit (exponovels.com)

اس نے نرمی سے اسے آزادی بخشی تھی۔ اور بہت گہرا مسکرایا تھا۔

روزیلہ دو دن سے خوف کے مارے اپنے کمرے میں بند تھی۔ اس سے خوفزدہ ہو کر۔ کہ اب تو وہ اس کی حقیقت پوری طرح جان چکا تھا بلکہ دیکھ بھی چکا تھا تو جھٹلانا تو نا ممکن ہی تھا۔ اس دن جب وہ ہوش میں آئی تو خود کو اپنے کمرے میں اپنی ٹانگوں سمیت اپنے بیڈ پر پایا جبکہ اس کا لاکٹ بھی اس کے ہاتھ میں موجود تھا۔ مطلب وہ اسے موتی کھلا کر پانی سے نکال کر اس کے کمرے تک چھوڑ کر گیا تھا۔

اور اس کا یہ بھی مطلب تھا کہ اس نے دوسروں سے اس کی حقیقت بھی چھپا لی تھی۔ مگر کیوں ؟ وہ چاہتا تو اس کا راز افشا کر کے اسے اس گھر سے نکلوا سکتا تھا مگر،، ؟

سوچ سوچ کر وہ پریشان ہو چکی تھی۔ سگی ماں نے یہ کونسی مصیبت میں پھنسا دیا تھا۔ مگر اب کمرے میں سکون بھی نہیں آ رہا تھا تبھی وہ جھجھکتی پچھلی جانب سے کمرے سے باہر نکلی تھی۔ پورے پیلس میں ہو کا عالم تھا۔ مگر اس سناٹے میں سمندر کی لہروں کی شورش زدہ تیز آوازیں گونج رہیں تھیں۔ اس کا دل مچلا۔

یونہی ننگے پیر وہ گھوم کر پچھلے لان سے اگلے لان تک آئی تھی۔ اور اب رخ باہر کی جانب تھا۔ وہ مین گیٹ کراس کرتی باہر نکلی تو بہت خوبصورت دلکش نظارا اس کا منتظر تھا۔ سرد

exponovels

ہوائیں سمندر کے پانی سے اٹھکیلیاں کرتی شور مچا رہی تھی۔ آسمان پر بادل چھائے تھے۔ وہ مسکراتی آگے بڑھی۔ سمندر کی گیلی ریت اب پاؤں کو چھو رہی تھی۔ سمندر کی لہریں بھی پیروں سے ٹکرانے لگیں۔ سمندر کا پانی جسم کو ٹچ ہوا تو ایک سکون سا محسوس ہوا۔

وہ تھوڑی آگے بڑھی۔ جہاں ایک بڑے پتھر سے نیچے سمندر کی گہرائی تھی۔ اور زمین پر لیٹ گئی یوں کے جب بھی سمندر کی لہر اٹھتی پانی چہرے کو بھگو کر واپس چلا جاتا۔ ہاتھ پانی میں نرمی سے سموتھلی لہراتی رہی۔ وہ سکون سے ایک لمبی سی سانس بھرتی آنکھیں موند گئی۔

کچھ ہی دیر بعد قدموں کی آہٹ قریب تر آئی اور وہ آکر اس کے سر پر کھڑا ہو گیا۔ وہ پانی سے کھیلنے میں مگن اتنی مدہوش تھی کہ کسی کے آنے کی خبر ہی نا ہوئی۔ جب ہوئی تب بہت دیر ہو چکی تھی۔

روزیلہ بے تحاشا گھبرائی تھی تبھی اس گھبراہٹ میں اس نے پانی والی گہرائی میں چھلانگ لگا دی تھی۔ جبکہ عائش کو اس کی بے وقوفی پر بہت ہنسی آئی۔ عائش نے اس کے پیچھے پانی میں چھلانگ لگائی تھی۔

عائش سمندر میں ڈوب کر آج اپنی مرضی سے پہلی مرتبہ جل پری زاد میں تبدیل ہوا تھا۔ اور یہ کافی عجیب تھا۔

exponovels

اب جبکہ روزیلہ انسانی روپ میں تھی تو اس سے زیادہ تیزی سے نہیں تیر سکتی تھی۔ ہاں مگر عائش میں اتنی پاورز ضرور تھیں کہ وہ جل پری بھی ہوتی اس وقت تو اس سے زیادہ تیز نہیں ہو سکتی تھی۔

عائش نے جلد ہی اسے بالوں سے پکڑ کر ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر اسے زیرِ پانی ایک پتھر سے لگایا تھا۔ وہ عائش کا یہ روپ دیکھ کر بھی خوفزدہ ہوئی تھی۔

پہلی اور آخری بار پوچھوں گا۔ بتاؤ کون ہو تم؟ اور یہاں کیوں اور کس مقصد کے تحت آئی ہو،، عائش نے درشتگی سے پوچھا تھا۔ مگر آنکھیں اس کی لرزتی خوف سے بند پلکوں کی لرزش میں الجھ گئیں تھیں۔

وہ میں،، غلطی سے ادھر آ گئی اور وہ انسان مم،، میرے پیچھے پڑ گئے،، میں بھاگی تت،،، تو آپ لوگوں سے ٹکرا گئی،، میں اپنے گھر سے بب،، بہت دور نکل آئی اور گم ہو گئی،، کک،، کوئی مقصد نہیں میرا،،، آ،،،، آپ یقین کریں،،،

وہ اٹک اٹک کر بولی تھی۔ سچویشن ایسی تھی کہ وہ عائش کے کشادہ سینے سے لگی تھی۔ اسی لئے اب نگاہیں جھکا کر بات کر رہی تھی۔ عائش اس کے پورے شہرے کا طواف کرنے میں مصروف تھا۔

exponovels

اوراپنا یہ روپ کیوں بدلتی ہو،،اس کا کیا خاص مقصد ہے،،اور ہمیں ہی کیوں ملیں،،
عائش اب بھی مطمین نہیں ہوپا رہا تھا۔
یہ لاکٹ،،،،،،میری ماسی نے مجھے،،،،،،،حفاظت کے لئے دیا تھا،،اب انسانوں
کے درمیان ایک جل پری بن کر گھوموں،،اسی لئے روپ بدلتی ہوں،،اور میں اتفاق
سے ادھر آئی،،مم،،مجھے نہیں پتا آپ کون ہیں،،
روزیلہ کا جھوٹ بولتے ہوئے دل ڈگمگایا۔مگر جی کڑا کر کے زبان نہیں پھسلنے دی۔
میری ایک بات کان کھول کر سنو لڑکی،،عائش نے اسے وارن کرنا ضروری سمجھا "اگر بعد
میں مجھے پتہ چلا کہ تم یہاں کسی مقصد کے تحت آئیں تھیں تو وہ حشر کروں گا کہ نا پانی میں
رہنے کہ قابل رہو گی نا زمین پر سمجھیں،،؟عائش نے ایک جھٹکے سے اس کے بال چھوڑے
تھے۔
عائش چونکا تھا۔کیونکہ اس کی توجہ اپنے چاروں اطراف گھومی تو دیکھا پتھروں سے ہزاروں
کی تعداد میں (lobsters) لوبسٹرز رینگ کر ان کے آس پاس پہنچ چکے تھے۔روزا نھیں
دیکھ کر سہمی تھی اور لاشعوری طور پر عائش سے لگی تھی۔کیونکہ وہ تعداد اور جسامت میں
بڑے بڑے تھے۔اور اب اپنے کلازاور اینٹینا ز پھیلا پھیلا کر انھیں دیکھا رہے تھے جس کا

exponovels

مطلب تھا کہ وہ اشتعال میں ہیں اور حملہ آور ہونے والے ہیں۔ شاید یہ علاقہ ان کا تھا جن میں وہ دونوں گھس آئے تھے اور انھیں یہ بات پسند نہیں آئی تھی۔

ی،،، یہ حملہ کرنے والے ہیں عائش،،،،، روز، روہانسی ہوئی تھی۔ ڈرپوک اور نازک دل جل پری پہلے کب ان جھمیلوں اور مصیبتوں میں پڑی تھی. جبکہ سامنے کھڑے اس شخص کی ساری توجہ خود کے سینے سے لگی اس ڈرپوک جل پری کی جانب تھی جس کے سرخ نازک لبوں سے ابھی ابھی اس کا نام ادا ہوا تھا اور اطمینان قابلِ دید تھا۔

ربش،،، یہ حملہ کریں گے،،؟ جو میرے دوستوں کی مرغوب غذا ہیں،، وہ اطمینان سے بولا تھا۔

ادھر شاید ان لوبسٹرز کو بھی اس کی بات پسند نہیں آئی تھی تبھی ہزاروں کی تعداد میں وہ ان دونوں پر پل پڑے تھے۔ روز ایک چیخ کے ساتھ بہت بری طرح اس کے سینے سے چپکی تھی منہ اس کی گردن میں دیا۔ عائش جانے کیوں پر مسکرایا تھا۔ اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹ کر سختی سے اسے خود میں بھینچا تھا۔

Averycowardlymermaid,,,,,,,,

اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔ مگر اس پر اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ ہنوز خوف سے لرز رہی تھی۔ عائش کا اطمینان تو اس لئے برقرار تھا کہ وہ ان تک پہنچ ہی نہیں پا رہے تھے۔ ایک

حصار ساتھا جس سے وہ ٹکرا ٹکرا کر دور اچھل رہے تھے۔ عائش نے ہاتھ کے ایک جھٹکے سے اشارا کیا تھا۔ وہ لوبسٹرز سمندر سے نکل کر ساحل سمندر سے دور اچھل کر گرے تھے۔ اب انھیں پرنس سے گستاخی کی سزا کے طور پر انسانوں کی خوراک بننا تھا صرف۔

عائش اسے سطح پر لے کر آیا تھا۔ پل بھر میں روپ بدلا۔ اور اسے بازوؤں میں اٹھائے پانی سے باہر نکل آیا۔ روز نے ہنوز اس کے سینے میں کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے منہ چھپایا ہوا تھا۔

لگتا ہے تمھیں یہ پرنس کچھ زیادہ ہی پسند آگیا ہے تبھی لیچ کی طرح چپکی ہوئی ہو مجھ سے، کہو تو اپنے بیڈ روم لے جاتا ہوں تمھیں،،

وہ اس کی قربت سے جھنجھلایا تھا تبھی چڑ کر بولا۔ ادھر روز شرمنگی کے مارے سرخ پڑی جھٹکے سے اس الگ ہو کر اس کے بازوؤں سے اتری تھی اور تیز قدم اٹھاتی گھر کی راہ لی۔

اففففف، یہ ایلاما سی تو اتنی اچھی ہیں ان کا یہ بدتمیز بیٹا کس پر گیا،، وہ دل ہی دل میں بڑبڑاتی گیٹ سے ہو کر اپنے کمرے میں غائب ہوئی تھی۔

پیچھے اس کی نگاہوں نے دور تک اس کا تعاقب کیا تھا۔

تمھیں میرے اتنے قریب نہیں آنا چاہیے تھا مرمیڈ گرل،، اب اس بات کا بدلہ بھی لوں گا تم سے وہ بھی سود سمیت،،

وہ دانت کچکچاتا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

ویام اپنے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑا لہو چھلکاتی نگاہوں سے ایمی کو دیکھ رہا تھا۔
جبکہ دل ہی دل میں توروح تک فنا ہو چکی تھی۔ مگر زرا ہمت کر کے وہ خود کو مطمئن ظاہر کر رہی تھی۔۔
ہمت کیسے ہوئی آپ کی یہ کرنے کی، کیا میں نے یہ بولا تھا کہ اسے زہر دینا ہے، بتائیے،، بولا تھا میں نے ایک مرتبہ بھی،،؟
ویام کی دھاڑ بلیک ہاؤس میں گونجی تو ایمی ایک قدم پیچھے کی جانب اچھلی تھی۔
مجھے لگا آپ یہی چاہتے ہیں تبھی اسے یہاں لائے، دشمن کی بیٹی کو مارنے کے لئے، تو جب مقصد ہی یہی تھا اسے یہاں لانے کا تو میں نے اسی لئے،،، وہ منمنائی۔
کس نے کہا،، میں نے کہا تھا آپ سے کہ اسے مارنا ہے،، ویام ایک مرتبہ پھر چلایا تھا۔
تو پھر آپ اسے یہاں کیوں لائے،، ایمی نے پوچھا تو ویام اس کے روبرو آکر کھڑا ہوا تھا اور اس تیور سے آکر کھڑا ہوا تھا کہ ایمی کے گلے میں گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔
یہ میں کم از کم آپ کو بتانا ضروری نہیں سمجھتا اور اب آپ یہاں سے اپنی شکل گم کریں، اور مجھے اس دنیا میں نظر نہیں آئیں گی آپ،، سنا آپ نے،، ویام نے حکم صادر کیا تھا

تبھی وہ وہاں سے غائب ہوئی تھی۔ یہ رات بہت بھاری تھی ویام پر۔ اوراس سے اگلی رات بھی۔

دو دن سے اس کا شاہی طبیبہ سے علاج جاری تھا۔ مگر شاہی طبیبہ کچھ خاطر خواہ خبر نہیں دے رہیں تھیں۔

اب بھی باہر کوریڈور میں وہ ادھر سے ادھر بے چینی سے چکر لگا رہا تھا۔

پہرے داروں، ایپچنٹرس کیوں نہیں پہنچی ہیں ابھی تک،، وہ جانے کیوں ہر بات پر چلا رہا تھا۔ تبھی بلیک ہاؤس پر روشنیوں کی بہار اتری تھی۔ روشنی کے جھماکے سے ہوئے۔ اور ایپچنٹرس زمین پر ظہور پذیر ہوئیں۔

کیا ہوا میرے آقا،، آپ پریشان ہیں،، وہ جانتی تو تھی مگر ویام سے سننا چاہتیں تھیں۔

افسوس سے اپنے کنگ کو دیکھا جو انتقام کی راہ پر چلتا اب خود اذیتی کا شکار بھی ہو رہا تھا۔

اس نے ایک کمرے کی جانب اشارہ کیا۔ ایپچینٹرس اس کمرے میں داخل ہوئیں۔ جہاں شاہی وید ایک نازک سے وجود کے اوپر جھکیں ہوئیں تھیں۔ انھیں دیکھ کر ان کی تعظیم میں جھکیں۔

وہ ایک ننھی سی بنا پنکھوں والی پری لگتی تھی۔ جو کہ اب سرخ شاہی لباس مطلب پیروں تک فراک میں ویام کے بستر میں دبیز جالیوں کے اندر بے سدھ لیٹی ہوئی تھی۔ رنگ نیلا سا

پڑ چکا تھا۔ اینچنٹرس آگے بڑھی اور اس کی نبض چیک کی جو بہت دھیمی تھی۔ اس کا پھول سا چہرہ مرجھایا ہوا تھا۔ مگر تب بھی وہ اس قدر معصوم اور خوبصورت لگ رہی تھی کہ ایک مرتبہ تو اینچنٹرس بھی مبہوت رہ گئی جو خود فیری گارڈینز کی ملکہ تھی۔

کیا صورتحال ہے وید،،؟

بہت خطرناک،، بچنے کی کوئی امید نہیں نظر آتی،، اینچنٹرس،، سوائے ایک طریقے کے جس کی کنگ ویام کبھی اجازت نہیں دیں گے،،، شاہی وید نے مایوسی سے کہا۔

وہ کیا بتائیے میں کنگ ویام کو بتادوں گی، اس چھوٹی معصوم سی بنا پنکھوں والی پری کو اس حالت میں پہنچانے والے آخر کنگ ویام ہی تو ہیں، اگر بچانا چاہیں گے تو بچالیں گے نہیں تو ایک قاتل تو ضرور بن جائیں گے،،

اینچنٹرس جانتیں تھیں وہ سن رہا تھا تبھی یہ سب بولا تھا۔ یہ سن کر ویام نے اپنے جبڑے بھینچے۔

پھر شاہی وید نے جو بتایا کہ طلسمی حکمت کی کتاب میں اس زہر کا علاج کیا ہے؟ تو ایک مرتبہ تو کنگ ویام نے بھی بے یقینی سے اینچنٹرس کی جانب دیکھا تھا جیسے کہنا چاہتا ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟؟؟؟

exponovels

مایاوش بیہوش اس کے بازوؤں میں تھی۔ وہ اسے فرش پر لیے بیٹھا تھا۔

کوئین،،،،،،وش،،،،،اس کا چہرہ تھپتھپایا۔ ہاتھ سے اشارا کیا تو پانی کے ٹھنڈے چھینٹے مایاوش کے چہرے پر پڑے۔ وہ کسمسائی۔

کوئین،،،،،اس نے ایک مرتبہ پھر پکارا جو پورا کا پورا اس پر جھکا ہوا تھا۔ مایاوش کی آنکھ کھلی تو اپنے اوپر جھکے اس حسین ترین مردانا وجاہت کے شہکار شخص کو دیکھا جواب بنا رومال کے اس باہوں میں بھرے بیٹھا تھا۔ وہ کئی لمحے غائب دماغی سے اسے دیکھے گئی۔ ہوش میں تو تب آئی جب وہ اس کی جانب دیکھتا گہرا مسکرایا۔

میں بھی آپ کے حسن میں اسی طرح کھوسا گیا تھا کوئین، جب آپ کا چہرہ پہلی مرتبہ دیکھا،، اس نے مایاوش کے اسے یوں دیکھنے پر اسے چھیڑا تھا۔

مایاوش ہوش کی دنیا میں لوٹتی جھٹکے سے اس کے حصار سے نکل کر دور ہوئی تھی۔ اور حیرت سے گنگ اسے دیکھا جو گھٹنوں کے بل زمین پر پہلی مرتبہ صرف اپنی کوئین کی تعظیم میں نیچے بیٹھا تھا۔

آپ،،،،،تت،،، تو فورتھ ائیر کے آبدار ہیں ناں،، پر،،، کون ہیں آپ،، اور آپ کی ہمت کیسے ہوئی میرے ساتھ ایسا کرنے کی،،؟

exponovels

توڑ توڑ کر لفظ ادا کرتی وہ اب اسے پہچان چکی تھی۔ اور اس کے منہ سے اپنا نام سن کر کنگ کو بہت اچھا محسوس ہوا تھا۔

میں آپ کا کنگ ہو مایاوش اور آپ میری کوئین،، آپ قید میں ہیں، میں جانتا ہوں،، اور اس قید سے صرف اور صرف میں آپ کو نجات دلاؤں گا اور سنجنا کی بھی فکر مت کریں کچھ نہیں ہو گا اسے،،،

نو،،،،،،، نہیں،،، مجھے کسی پر بھروسہ نہیں،، اور آپ پر تو بلکل بھی نہیں،، ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ آپ کو کائلہ نے بھیجا ہو، مجھے آزمانے کو اور،، آپ کوئی بہروپیے ہوں میری ہیلپ صرف عائش کر سکتے ہیں کیونکہ انھوں نے اپنے دوستوں کے سامنے قبول کیا تھا کہ انھیں میرے پیروں میں چین بندھی نظر آتی ہے، آپ تو پہلے کبھی سامنے تک نہیں آئے،، سمجھے آپ،،

مایاوش کے کہنے کی دیر تھی جب وہ ہوا میں پل بھر کو غائب ہو کر اس کے بلکل روبرو کھڑا تھا۔

ایک ہاتھ گردن کے گرد بالوں میں لپیٹا تھا بڑے جارحانہ تیور تھے۔ مایاوش پھر خوفزدہ ہوئی۔ جبکہ آبدار نے اپنے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا اس کے نازک سرخ لبوں پر مسلا تھا۔

بھائی ہے وہ میرا،،، مگر آپ ان لبوں سے کسی غیر کا نام لینے کی گستاخی مت کریں کوئین،، نہیں تو سزا دوں گا آپ کو،، یہ کنگ تو آپ کی محبت میں اس قدر ڈوب کر پاگل ہو چکا ہے کہ ہم دونوں میں سے کسی ایک کو چننے کی بھی مہلت نہیں دی ہے میری محبت نے آپ کو،، اور یہ لاکٹ پہنا دیا میں نے آپ کو،،

آبدار نے اس کے گلے میں پہنے لاکٹ میں انگلی پھنسا کر اس اپنی جانب جھکایا تھا۔ اس کی سلگتی سانسوں کی تپش سے مایا وش کا چہرہ جل رہا تھا۔ اب تو وہ بڑے حق سے اس کا چہرا بھی دیکھ چکا تھا اور اب بھی مسلسل ٹکٹکی باندھے دیکھے جا رہا تھا۔

اس لاکٹ کا آپ کے گلے میں ہونے کا کیا مطلب ہے جانتی ہیں آپ،، کہ اب آپ میری بیوی ہیں،، اس کنگ کی کوئین ہیں،، میرے وجود کا کھویا ہوا حصہ،، آپ کے ملنے سے پہلے میری ہر تکلیف کی وجہ اور اب میرے جینے کی وجہ،،،، آبدار کے شوشوں پر مایا وش نے خوف و حیرت سے پھیلی آنکھوں سے اس عجیب آدمی کو دیکھا تھا جو ہر طرح سے اس پر بڑے رعب سے حق جما رہا تھا۔ آج ان کی بمشکل تیسری ملاقات تھی۔ آج ہی اس نے اس کا چہرہ دیکھا تھا اور آج ہی وہ بول رہا تھا کہ وہ اس کی بیوی ہے مطلب تمام عمر کی ساتھی۔

جھوٹ ہے یہ سب،، چھوڑیں مجھے،، وشہ پھر اس کی گرفت سے مچل کر نکلی تھی۔ اور اپنا نقاب اٹھا کر وہاں سے نکلی۔

کوئین،،،،،، مایاوش بات سنیں،، وہ پکارتا رہا مگر مایاوش ٹھہری نہیں تھی۔ وہ بھی باہر نکلا تھا۔

اممممممم،، ہونہہ،،،، اپنے طریقے سے منانا پڑے گا آپ کو کوئین،،

وہ دل میں اس مخاطب ہوتا باہر نکلا تھا۔

مایاوش سنجنا سے بات کر کے اس سے اس کا سکارف لے کر گھر چلی آئی تھی۔ حیرت انگیز طور پر وہ آبدار کے کہے کے مطابق بلکل نارمل تھی کوئی غیر معمولی بات نہیں لگی تبھی وہ مطمئن ہو کر واپس چلی آئی۔ اب اس شخص کا سامنا کرنا بہت مشکل امر تھا۔

ہٹ میں پہنچی تو کائلہ زخمی ناگن بنی راکنگ چئیر پر بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ اسے کسی اور کے سکارف میں آتا دیکھ وہ بھنا کر اس کے پاس آئی تھی۔ مایاوش اسے اگنور کر کے اپنے کمرے میں جانے والی تھی جب وہ اس کی راہ میں دوبارہ حائل ہوئی۔ اور بغور اس کے بدلے بدلے سے تیور دیکھے مایاوش اس کی خوفناک بھیانک نگاہوں سے خائف ہوئی۔

exponovels

یہ کیا حلیہ بنایا ہے تم نے،، وہ تلوار تمھارے پاس کہاں سے آئی،، تمھارا اپر اور سکارف کدھر ہے،، کس کو دکھایا تم نے اپنا چہرہ،، وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی تھی اور وہ کسی اور کا سکارف اور نقاب اس پر سے نوچ کر دور پھینکا۔

مایاوش نے سختی سے اپنی آنکھیں اور لب بھینچے تھے۔

کسی نے نہیں دیکھا میرا چہرا،، وہ میک اپ روم میں اپر غلطی سے پھٹ گیا،، وہ تلوار میرے پاس کیسے آئی مجھے نہیں معلوم،،

مایاوش نے آدھا سچ اور آدھا جھوٹ بتایا تھا۔

اچھا،،، میرا خیال ہے یہ نئی نئی جوانی کا خمار ہے،، مگر یہ تمھاری خماری میرا بھائی سامر ایک ہی رات میں نکال دے گا، اب تم بچی تو رہی نہیں ہو، تبھی اتنی ہواؤں میں اڑ،،،،،،،،،،،،،،،،،

کائلہ کی بات کرتے زہر اگلتے نگاہ مایاوش کے گلے پر پڑی تھی۔ اور حیرت، صدمے اور الجھن کی انتہا سے اس کی زبان کو ادھر ہی بریک لگ گئی۔۔ خونخوار نگاہوں سے مایاوش کی جانب دیکھا اور اس کے بہت قریب ہوئی تھی۔

ایک ہی بار پوچھوں کی مایاوش یہ لاکٹ تمھارے گلے میں کیسے آیا،،

کائلہ نے جس طرح پھنکار کر پوچھا تھا مایاوش کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے۔

exponovels

نہیں جانتی،، مایا وش نے اب کی بار سچ بولا۔

میں نے کہا بتاؤ مجھے،، وہ چلائی۔

آپ نے تو کہا تھا ایک بار پوچھوں گی،، مایا وش نے سکون سے کہا تھا۔

مایا وش میں تمھیں جان سے مار ڈالونگی،، کائلہ نے دانت کچکچائے۔

کوشش کر کے دیکھ لیں،، مایا وش کا اطمینان قابل دید تھا کائلہ تو کاٹو تو بدن میں لہو نہیں والا حساب تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تھا۔ اس کے ناخن چار چار انچ لمبے ہو گئے وہ ان سے مایا وش پر حملہ کرنا چاہتی تھی. مگر مایا وش کا ہاتھ تیزی سے گھوما تھا۔

اور اس کی تلوار سے کائلہ کے ناخن ہاتھوں سے الگ ہو کر زمین پر پڑے تھے۔ کائلہ تڑپتی پیچھے ہٹی تھی۔ مایا وش جلدی سے اپنے کمرے میں چلی آئی۔

دروازہ لاک کر کے لمبے لمبے سانس بھرنے لگی۔ اتنی ہمت دکھا تو رہی تھی۔ مگر جانتی تھی ابھی بھی قید میں ہے۔ اور اگر وہ بھرپور کالی طاقتیں لیئے شیطان جاگ اٹھا تو،

تو کیا ہوگا؟

ازلان ہلکی ناک کے ساتھ آبدار کے روم میں داخل ہوا تھا۔ جہان وہ سرشار سا بیڈ پر لیٹا تھا۔

ازلان قریب آ کر بیٹھا تو آبدار نے مسکرا کر ان کی گود میں سر رکھا۔

exponovels

آج اوشن کنگ بہت خوش نظر آرہے ہیں خیریت نہیں ہے،، ازلان نے اس کے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

وہ مجھے مل گئی ڈیڈ،، اور یونوواٹ میں نے اسے وہ لاکٹ بھی پہنا دیا،، آبدار نے آنکھیں موندے ایک جزب کے عالم میں ازلان کو ایسے بتایا تھا جیسے ابھی بھی آب وہ قیمتی پل محسوس کر رہا ہو۔

اور ئیلی آب،،، یونوواٹ،، آئی ایم سوہیپی فاریو،، ازلان نے اسے سینے میں بھینچا تو وہ اور گہرا مسکرایا۔

اور میری بہو مجھے نہیں دکھائی تم نے،، ازلان نے شکوہ کیا۔

اب دیکھ لیں ڈیڈ،،، وہ مسکرایا۔ اس نے بیڈ پر ایک چھوٹے سے حصے میں انگلی پھیری۔ شیٹ پانی کی طرح لہرانے لگی۔ تب اس میں ایک ریفلیکشن سا بنا تھا۔ جس میں وہ سٹڈی ٹیبل پر بیٹھی انہماک سے کچھ لکھنے میں مصروف تھی۔

واؤ،، ماشاءاللہ،،، اللہ تعالیٰ نظر بد سے بچائے،، میرے بچوں کو،، ازلان نے دعا دی۔

ڈیڈ وہ قید میں ہے،، وہ کوئی وچ ہے،، مجھے نہیں معلوم وہ کون ہے اور کیا چاہتی ہے،، مگر اس نے کوئین کو قید کر رکھا ہے،، پھر آبدار اپنے ڈیڈ کو سب بتاتا چلا گیا۔

exponovels

تواب اسے آزاد کرواؤ آب ، ، اور جلد اسے یہاں لے کر آؤ ، ،

ڈیڈ اس رات جب آپ ہمیں مما سے لے کر آئے تھے اس رات کیا ہوا تھا مجھے ڈیٹلز بتائیں ، ،

وہ تاشہ تھی ، ، تمھاری ماسی ، ، وہ سب اس نے کیا ، ، ایک سازش کے تحت بغاوت کر کے تمھاری ماں کو قید کر کے مار ڈالا ، ،

اور پھر ازلان بھی آبدار کو ساری حقیقت بتا تا چلا گیا. عائش جو کہ روم میں آ رہا تھا اس نے بھی ان کی سب باتیں سنیں تھیں ۔ مایاوز کے بارے میں بھی ۔ تاشہ کے بارے میں بھی ۔ وہ بھی اندر چلا آیا ۔

آب ، ، وہ جو ہمارے گھر میں ہے روز ، ، وہ ایک مرمیڈ ہے ، ، اور تم ہی بتا سکتے ہو وہ کون ہے ، ، مجھے جلدی بتاؤ ، اگر اس کا تعلق ہماری ماں کی قاتل اس تاشہ سے ہے تو آئی سوئیر میں اسے دردناک موت دوں گا ، ،

عائش کی آنکھوں میں خون اترا ۔ عائش کی بات پر ازلان چونکے تھے جب کی آب خاموش رہا کہ وہ تو پہلے دن سے جان گیا تھا کہ روز کوئی عام انسان نہیں ہے ۔ انسانی پیروں کے باوجود وہ تو اس کا جل پری والا روپ دیکھ چکا تھا ۔ عائش ، نے ازلان کو ساری بات بتائی ۔

exponovels

ازلان نے آنکھوں ہی آنکھوں میں آب کو اشارا کیا تھا۔ کہ حقیقت جو بھی ہے اسے نا بتائے۔ کہ عائش بہت بے حس اور ظالم تھا۔ ازلان کی نگاہوں کے سامنے روز کا معصوم چہرہ لہرایا جس میں بہت زیادہ ایلا کی مشابہت تھی۔ تبھی وہ ہمیشہ اسے دیکھ کر الجھے تھے کہ اس کی شکل آخر کس سے ملتی ہے۔

آب بتاؤ مجھے،، عائش نے دانت پیس کر کہا تھا۔

نہیں اس کا تاشہ سے کوئی لنک نہیں،،

آب نے جھوٹ بولا۔

عائش خاموش ہو گیا۔ جبکہ آبدار اٹھ کر کھڑا ہوا تھا اور اپنی ہُڈی پہنی۔

کدھر،،، ازلان نے چھیڑنے کے انداز میں پوچھا تھا۔

کوئین کی یاد ستا رہی ہے اس کنگ کو ڈیڈ،، مشورہ دیجئے کیا کرنا چاہیۓ اس کنگ کو،، وہ اپنے جوتوں کے لیسز باندھتا شرارت سے مسکرایا۔ عائش بھی مسکرایا۔

مجھ سے لو مشورہ آب،، اٹھا لاؤ کوئین کو، ادھر لے آؤ اپنے پاس،، عائش نے آنکھیں گھماتے اپنے جیسا مشورہ دیا۔

اب میری بہو سے ملنے جا ہی رہے ہو تو ہم سے مشورہ کیوں مانگ رہے ہو،، کنگ،، جاؤ اپنی مرضی کرو،،

ازلان نے کہا تو تینوں قہقہہ لگا کر ہنسے تھے۔ آبدار وہاں سے گہرا مسکراتا نکلا تھا۔

مایاوش سٹڈی ٹیبل سے اٹھ کر اپنے بیڈ پر آئی تھی۔ ڈھیلی سی آف وائٹ فراک کے نیچے ٹراؤزر پہنے وہ بیڈ پر نیم دراز ہوئی تھی۔ ایک انتہائی خوبرو، خوبصورت سا چہرہ چھن سے تصور کے پردے پر لہرایا۔ ایک دلنشیں میٹھے نرم پر حدت سے لہجے نے چین سکون، نیند سب برباد کردی تھی۔ اور وہ خوشبو دنیا کی انوکھی ترین خوشبو تھی۔ وہ پر تپش دہکتا لمس اس کی زندگی کا اب تک کا انوکھا ترین احساس تھا۔ مایاوش کے زہن میں جھماکا سا ہوا۔
وہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی تھی۔ ہاں جس دن کائلہ نے اسے زخمی کیا تھا اس دن اگلی صبح اسے اپنے کمرے سے وہی خوشبو آئی تھی تو مطلب اسی نے اس کے زخم پر مرحم لگایا تھا۔ وہی خوشبو اسے رائیل پیلس میں محسوس ہوئی تھی مطلب رائیل پیلس میں بھی وہی اس کے پیچھے تھا۔ اس کی زندگی میں ہر جگہ وہی تو تھا۔ مایاوش نے اپنے گلے میں موجود اس لاکٹ کو مٹھی میں بھینچا۔ اسی دن جس دن یہ اس کے گلے میں آیا تھا۔ اسی دن مایاوش کو وہ تلوار ملی تھی۔ اور وہ اس خبیث چڑیل سے اپنی حفاظت کر پائی تھی۔ مایاوش نے لاکٹ کو دائیں ہاتھ میں تھام کر اپنے سامنے کر کے نرمی سے اس پر انگلی پھیری۔۔

"اس لاکٹ کا آپ کے گلے میں ہونے کا کیا مطلب ہے جانتی ہیں آپ، ،کہ اب آپ میری بیوی ہیں، ،اس کنگ کی کوئین ہیں، ، میرے وجود کا کھویا ہوا حصہ، ، آپ کے ملنے سے پہلے میری ہر تکلیف کی وجہ اور اب میرے چین و سکون، جینے کی وجہ"

بھاری گھمبیرتا سے بھرپور بوجھل لب و لہجے میں کی گئی جان لیوا سرگوشیاں پھر کانوں میں گونج اٹھیں۔ مایا وش کے لبوں نے میٹھی سی مسکان کو چھوا۔

ایسے کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ دل و جان سے روح سے ایک ہوں اور مایا وش کے دل و دماغ اور حواسوں پر وہ ستمگر بہت بری طرح سوار نا ہوا ہو۔ وہ جب سے اس سے ملی تھی دن رات پل پل اسی کے بارے میں تو سوچ رہی تھی۔

اس کے خیال و تصور سے جان چھڑانے کو سر جھٹک کر دائیں طرف کروٹ لی۔ وشہ کو ہوا میں نمی کا احساس ہوا مگر ہر خیال کی نفی کر کے آنکھیں زور سے بند کر لیں۔

وہ ابھی ابھی بخارات میں تحلیل ہوا کھڑکی سے اندر داخل ہوا تھا۔ وہ پری پیکر اس کی مخالف سمت کروٹ لیے لیٹی ہوئی تھی۔ وہ بہت نرمی اور انتہائی خاموشی سے اس کی پشت پر آ کر نیم دراز ہوا تھا کوئی بھی آہٹ کیے بغیر۔

مگر ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ جو اسی کے وجود کا ایک حصہ تھی اس کی موجودگی کیسے نا پہچان پاتی۔ اپنے پیچھے پشت پر بہت قریب ہی بیڈ پر کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔ اور جب وہ

لیٹا ہوگا تب بیڈ پر پڑتا دباؤ بھی اسے محسوس ہوا تھا۔ مایا وش نے تکیہ شدت سے مٹھیوں میں بھینچا۔ ابھی ابھی جو اسکے ہی بارے میں سوچ رہی تھی چوری پکڑے جانے کے ڈر سے چہرے پر ہوائیاں اڑیں تھیں۔ اب تو وہ خوشبو سوتے جاگتے اس کی سانسوں میں سمائی رہتی تھی کجا کہ وہ خوشبوؤں میں بسا اس کے بے تحاشا قریب ہو۔

آبدار جو کہ دائیں ہاتھ کی مٹھی بنا کر سر کے نیچے رکھے اس کے قریب نیم دراز تھا بغور اسے دیکھا جو آف وائٹ لباس میں سونے کی طرح دمک رہی تھی۔ ہلکے سے جسم لرز رہا تھا۔ ٹراؤزر تھوڑا اوپر کو کھسکا ہوا تھا جن میں سے خوبصورت روئی کی طرح پنڈلیاں جھانک رہی تھی۔ بہت بے اختیاری میں انھیں چھونے کا من کیا۔ تو اپنے دل کی سنتے عمل کر بھی گزرا تبھی پیر کے انگوٹھے کی پشت سے پنڈلی کو چھوتا تھوڑا اوپر تک آیا۔

مایا وش کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔ جب پاؤں سے کوئی چیز رینگتی پنڈلی کی جانب آتی محسوس ہوئی۔ ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ دبائی۔

آبدار کو ایک اور شرارت سوجھی تھی۔ تبھی پچھلے گلے کی ڈوری پکڑ کر نرمی سے کھینچی تھی۔ اور ادھر مایا وش کی بس ہوئی تھی وہ اتنا ہی برداشت کر سکتی تھی۔

"یہ آپ ہیں ناں آبدار،، مجھے معلوم ہے آپ میرے پیچھے ہیں تو یہ چھچھوری حرکتیں کرنا بند کریں،، مایا وش جی کڑا کر کے بولی۔

exponovels

وہ بے تحاشا چونکا تھا۔ مگر پھر گہرا مسکراتا سکون سے خود کو غائب سے ظاہر کر دیا۔ ان تین جملوں میں اس نے یوں نہیں کہا تھا کہ آپ یہاں کیوں ہیں؟ یا جانے کو بھی نہیں بولا۔ تبھی رگ و پہ میں سرشاری دوڑی تھی۔

"تو پھر کیا کرے یہ کنگ کہ اس کی رگوں میں بہتی بے چینی و بے سکونی پر ٹھنڈے سکون کی پھوار پڑ جائے"؟ ایک مرتبہ پھر بھاری بوجھل سی معنی خیزی سرگوشی سے پوچھا تھا۔ مایا وشہ کی سانس حلق میں اٹکی۔ مگر وہ اپنی جگہ سے ہلی نہیں تھی۔ وہ شاید اس کی جانب جھکا تھا تبھی پر حدت سانسوں سے مایا وش کی پچھلی گردن سلگ رہی تھی۔

ادھر آبدار کی نگاہیں پھر بھٹک کر اس کی نازک گداز کمر پر ٹھہریں تھیں۔

اا،،،،،،، اس دن آ،،، آپ ہی تھے ناں،، جس دن مم،، مجھے پشت پر چوٹ لگی تھی،، اور آپ نے ہی مم،،، میرے ذخم پر مرحم لگایا تھا ناں،، مایا وش اٹکتی سانس کے ساتھ پوچھ بیٹھی۔ وہ دلفریب مہک سانسوں سے روح میں اتر رہی تھی۔ عجیب سا احساس تھا۔ کم بخت دل بھی تو بغاوت کرتا ہمک کر بول رہا تھا کہ پیچھے مڑ کر اسے دیکھ ہی لو۔

آبدار کے لبوں سے مسکراہٹ جدا نہیں ہو رہی تھی۔ "ہاں وہ میں ہی تھا،، میرے علاوہ وہ گستاخی کون کر سکتا ہے آپ کے ساتھ کوئین،، آب نے بولتے اس کی کمر پر انگلی سے جل پری زاد کا ٹیٹو بنایا تھا۔ اس کے چھونے پر کمرے میں پھر روشنی کا جھماکا سا ہوا تھا۔ وشہ کا

For more visit (exponovels.com)

ٹیٹو جگمگا یا۔ تکیہ مزید زور سے مٹھیوں میں بھینچا۔ یہ لمس یہ قربت جان لیوا تھی۔ تبھی اس نے کبوتر کی طرح زور سے آنکھیں بند کر رکھیں تھیں۔

اور،، برتھ ڈے پارٹی میں بھی آ،،، آپ ہی تھے میرے پیچھے،، را،،، رائٹ،،

آف کورس،، میں ہی تھا اور اس دن میں نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا آپ کو،،

وہ دھیمے لہجے میں اس سے باتیں کرتی ہر بات جان لینا چاہتی تھی جبکہ آبدار کو اس کا یوں اس سے باتیں کرنا اس کو جانے کے لئے نہیں کہنا بے تحاشا سکون دے رہا تھا۔

آ،،،،، آپ کو کیسے پتہ چلا کہ آپ جسے،،،، ڈھونڈ رہے ہیں وہ میں ہوں،، مایا وش پوچھ بیٹھی۔

ایسے،،، آبدار نے پوری شدت سے اپنے پہلو پر چٹکی کاٹی تھی۔

آہہہہہہہہہہہہہہ،،، مایا وش پیٹ پکڑ کر دہری ہوئی اور جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ میرے ساتھ،، مایا وش نے غصے سے اسے گھورا۔

آپ کے ساتھ نہیں میں تو اپنے ساتھ کر رہا ہوں،، آبدار نے لاپرواہی سے کہتے ایک مرتبہ پھر اپنی ویسٹ پر چٹکی کاٹی تھی۔

آہہہہہہہہہہہہہ،،، مایا وش کی درد کے مارے آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔

ہیے،،،، ہیے،،، آئم سوری،، پلیز، پلیز، آئم سوری،، میرا مقصد آپ کو ہرٹ کرنا نہیں تھا،، میں تو بس مزاق کر رہا تھا،،، آبدار نے مایاوش کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا اور انگوٹھوں کی پوروں سے بھیگی پلکیں صاف کیں۔

مایاوش نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا۔ آنکھوں سے آنکھیں ٹکرائیں۔ دونوں کے دلوں میں ایک حشر برپا ہوا تھا۔ جواں سینوں میں ایک طوفان سا اٹھا۔ وہ زیادہ تران اوشن بلو آئیز میں دیکھ ہی نہیں پائی تھی۔ فوراََ نگاہیں جھکا گئ۔ آبدار کی پیاسی نگاہیں اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو چھو رہی تھیں۔ پھر نگاہیں آکر ان گلاب کی پنکھڑیوں پر آکر ٹھہر گئیں۔

اب اسکی نگاہوں کا فوکس وہ نازک گداز سرخ لب تھے۔ جنھیں چھو کر اس کی پیاس میں ایسے اضافہ ہو چکا تھا جیسے تپتے صحراؤں میں بھٹکتے مسافر کو ٹھنڈے میٹھے پانی کا صرف ایک گھونٹ پلایا جائے اور وہ دوبارہ وہ پانی پینے کے لئے روح تک سے مچل جائے۔

مایاوش ان نگاہوں کا فوکس سمجھ کر دل و جاں سے کانپ گئ تھی۔ ان ہاتھوں کو چہرے سے ہٹا کر تیزی سے اپنی پہلے والی پوزیشن میں لیٹ گئ۔ سانس دھونکنی کی طرح چلنے لگا تھا۔ دل پسلیوں سے سر پیٹ رہا تھا۔ آبدار بھی بہت مشکل سے اپنے منہ زور جزبات پر کنٹرول کرتے ہوئے واپس اپنی پوزیشن میں لیٹ گیا تھا مگر جان بوجھ کر اس سے تھوڑا اور فاصلہ سمیٹتے ہوئے کہ اسے بے اختیاری سی لگ چکی تھی۔ وہ خود پر سے اختیار اور کنٹرول

کھورہا تھا اس نازک جان کے معاملے میں۔ اب کی بار اس نے مایا وش کی گھنے سیاہ لمبے بال اٹھا کر اپنے سینے پر پھیلا لیے تھے۔

کوئین جانتی ہیں آپ، کہ آپ کے بالوں اور آنکھوں کا رنگ سیاہ نہیں ہے،، آبدار نے اس کے بالوں کو اپنے چہرے پر گرا کر پوچھا تھا۔

جج،،، جانتی ہوں،،، مایا وش نے بمشکل کہا۔ وہ اب اپنے بالوں کی وجہ سے پریشان تھی۔ جن سے اب وہ کھیلنے میں مصروف تھا۔

ہمہم یہ جب تک سیاہ ہیں جب تک آپ اس وچ کی قید میں ہیں،، مگر میں جلد آپ کو رہا کروالوں گا،، چاہے اس سب میں میری جان ہی کیوں نا چلی جائے،، آئی پرامس،،،، آبدار نے کہتے اسے پھر چھونا چاہا تھا جب وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی۔ چہرہ طیش واشتعال سے لال بھبھوکا ہو چکا تھا اور آنکھیں لال انگارا۔

آبدار نے حیرت سے اسے دیکھا جواب تک تو بلکل ٹھیک تھی اب ایسا کیا ہوگیا تھا یا اس نے ایسا کیا بول دیا تھا جو وہ یوں بھڑکی تھی۔

آپ جائیے یہاں سے،، ابھی کہ ابھی،، مایا وش نے دروازے کی جانب اشارہ کیا تھا۔ وہ اپنے لب کاٹ کر جانے کیا برداشت کرنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔

مگر کوئین،،

exponovels

میں نے کہا جائیں یہاں سے ،، مایاوش اس کی بات سننے کو تیار نہیں تھی۔

لیکن ہوا کیا ،، وہ کہتا اٹھکر اس کی جانب آیا تھا جب وہ تیزی سے پیچھے ہٹی۔

کچھ نہیں ہوا ،، بس آپ جائیں یہاں سے ،، نہیں تو میں اپنے آپ کو نقصان پہنچا گی ،،

مایاوش نے اپنی تلوار اپنی کلائی پر رکھی تھی۔

آبدار کو ایک پل نا لگا ایگریسو مونسٹر بنتے تبھی ماتھے کی تیوری چڑھی تھی۔

یہ کیا پاگل پن ہے وش ،، آبدار نے تیز لہجے میں کیا تھا۔

جائیں یہاں سے ،،

اس کی ایک ہی تکرار پر آبدار نے بے بسی سے اسے دیکھا۔ پانی میں تحلیل ہوا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ مایاوش زمین پر بیٹھ کر تڑپ تڑپ کر روئی تھی۔

وہ چھپ چھپا کر رائل پیلس سے نکلی تھی۔ رات کے گہری تاریکی ہر طرف چھائی تھی۔

ایسے میں اسے باہر نکلتے خوف بھی محسوس ہو رہا تھا۔ مگر جانا ضروری تھا کہ روزیلہ کو پیغام موصول ہوا تھا کہ اس کے لئے کوئی پیغام آیا ہے۔ اسی لئے اسے نکلنا ہی پڑا۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کی بدنصیبی اس کے تعاقب میں ہے۔ عائش نے اپنے روم کی ونڈو سے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔ وہ تو پہلے ہی اس پر شک کر رہا تھا۔ پاگل نہیں تھا

exponovels

اپنے ڈیڈ کو آب کو اشارہ کرتے بھی دیکھ چکا تھا تبھی چہرے پر خطرناک تاثرات لیے وہ فوراً روم سے باہر نکلا تھا۔ اور اب پانی میں تحلیل ہوا اس کے تعاقب میں تھا۔

وہ رائل پیلس سے نکل کر تیزی سے چلتی اپنے ہٹ کی جانب گئی تھی جو کہ سمندر کی لہروں پر ہی بنا ہوا تھا۔ لکڑی سے بنایا گیا چھوٹا سا ہٹ ساحل سمندر پر بنا ہوا تھا جس کے نیچے پانی کی لہریں گزرتی تھیں۔ وہ ہٹ تک پہنچی۔ ہٹ میں داخل ہوئی۔

تاشہ کے بھیجے گئے پہرے دار اس کی تعظیم میں جھکے تھے۔

کیسی ہیں پرنسز،،

میں ٹھیک ہوں،، کیا پیغام تھا؟ وہ بے چینی سے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتی بولی۔

ہمیں نہیں دیا پیغام کوئین تاشہ نے، بلکہ وہ خود اپنی بیٹی سے ملنے آئی ہیں،، چلیں ہمارے ساتھ،، وہ بول کر ہٹ کا دروازہ کھول کر پانی میں اترے تھے۔

جبکہ عائش وہیں جیسے پتھر کا بن چکا تھا۔ سر پر آسمان گرا تھا۔ حیرت و صدمے سے اس چہرے کی معصومیت کو دیکھا جس نے شروع دن سے اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔ جس نے اس کے دل میں اپنے لیے نرم گوشہ پیدا کیا تھا مگر وہ تو سراسر دھوکہ اور فریب تھا۔ اصلی روز تو اب اس کے سامنے تھی۔

exponovels

وہ خاموشی سے ان کا تعاقب کرتا رہا تھا۔ کچھ ہی دور جا کر وہ تینوں پانی کی گہرائی میں اترے تھے۔ عائش بھی پانی کے ساتھ پانی بنا ان کے پیچھے گیا تھا۔

سامنے ہی تاشہ بڑی وہیل مچھلی پر سوار اس کا انتظار کر رہی تھی اسے دیکھ لپک کر اس کی جانب بڑھی۔

ماں کو دیکھ کر روز کے چہرہ بلکل کسی تاثر سے عاری سپاٹ سا تھا۔ جبکہ تاشہ نے آگے بڑھ کر اسے سینے میں بھینچا تھا۔

میری بچی،، میں نے اپنی پرنسز کو بہت یاد کیا،، تاشہ نے اس کا چہرہ چوما تھا۔ مگر وہ جانتی تھی یہ سب دکھاوا تھا جھوٹ تھا۔

آپ کو کچھ کہنا تھا،، روزیلہ نے سپاٹ سے لہجے میں پوچھا۔

ہاں،، میں نے سنا کہ ایلا کے بیٹے مل گئے تمھیں،، تمھیں یہ پتہ چلا کہ ان میں سے اوشن کنگ کون ہے،،

نہیں ماں،، مجھے ابھی یہ معلوم نہیں ہوا،، روزیلہ کا دل کیا اپنی ماں کی اس قدر بے حسی پر دھاڑیں مار مار کر روئے جس نے ایک بار بھی یہ نہیں پوچھا تھا کہ وہ کس حال میں تھی اور انسانوں کی دنیا میں کیسے رہ رہی تھی۔ بس اسے تو اوشیانہ کے تخت کی پڑی تھی۔

exponovels

جلد از جلد پتا کرو روزیلہ ،، وقت نہیں میرے پاس ،، پتہ کر کے اسے اپنے حسن کے جال میں پھنساؤ ،، اور دوسرے کو میرا دیا گیا زہر دے دینا ،، اپنا مقصد جلد پورا کرو جس کے لئے میں نے تمھیں ان کے پاس بھیجا تھا ،،

تاشہ کا لہجہ شہد میں ڈوبا ہوا تھا مگر آنکھوں میں خباثت تھی ۔

میں جلد کوشش کروں گی ،، روزیلہ نے اپنی جان چھڑانے کو ماں کی ہاں میں ہاں ملائی ۔

جانتی جو تھی اس کی بے حس ماں پر کسی چیز کا اثر نہیں ہونے والا تھا ۔ نا اس کے منتوں کا نا کسی فریاد کا ۔

اووو ، میری پیاری بیٹی ،، مجھے فخر ہے تم پر ،، اب میں چلتی ہوں ،، اپنا کام احتیاط سے کرنا ،،

وہ اس کا منہ چوم کر چلی گئی ۔

روزیلہ نے سرد سی سانس بھری ۔ تیر کر ہٹ میں جانے کی بجائے رخ رائیل پیلس کی جانب تھا ۔ وہ جلدی سے گلاس وال کے نیچے سے رائیل پیلس کے پول میں داخل ہوئی ۔ آہستگی سے پول سے نکل کر اب اس کا رخ پورچ سے گزر کر بیک سائیڈ کی جانب بنے اپنے کمرے کی طرف تھا ۔

عائش کی نگاہوں سے شعلے سے لپک رہے تھے۔ اور روزیلہ کو معلوم نہیں تھا کہ اس کی موت اس کے بلکل پیچھے ہے۔

ایک کار کے پاس سے گزرتے بہت اچانک اسے کسی نے دبوچ کر اس کے ہاتھ کمر پر باندھ کر اس کا چہرہ کار کی بونٹ سے لگایا تھا۔ اس نے چلانے کو منہ کھولا تھا مگر عائش نے اس کا سکارف گلے سے نکال کر اس کے منہ میں ٹھونس دیا تھا۔ وہ بری طرح مچلی مگر عائش نے اپنی بیلٹ نکال کر اس کے ہاتھ بھی باندھ دئیے تھے۔ تیزی سے کار کے پچھلی جانب کا دروازہ کھول کر عائش نے اسے اندر دھکیلا تھا۔ پیچھے ہٹتے وقت اس کے گلے سے وہ لاکٹ نوچنا نہیں بھولا تھا۔

دھاڑ سے دروازہ بند کیا۔ روزیلہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔ اور جس طرح کے سامنے والے کے تیور تھے وہ جان چکی تھی کہ وہ سب کچھ جان گیا ہوگا۔ اور اس کا پیچھا بھی کیا ہوگا۔ اور اب اس کے جس طرح کا جارحانہ عزائم تھے روزیلہ کو اپنا دل گہرائیوں میں ڈوبتا محسوس ہوا تھا۔

وہ جھٹکے سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔ اور تیزی سے وہاں سے گاڑی نکالی تھی۔

ڈریگن لینڈ اور اس کے لوگوں میں ایک ان دیکھی بے چینی اور اداسی سی پھیلی تھی۔

exponovels

ادھر خواب گاہ میں وشہ نے رو رو کر اور چلا چلا کر برا حال کیا ہوا تھا۔

راج اسے بتائے بغیر تین چار دن سے جانے کہاں غائب تھا۔ اور مرر میں گرینڈ فادر بھی نہیں آئے تھے کوئی اطلاع دینے کوئی خبر دینے۔ وہ جانتی تھی ضرور کوئی بات ہے جو اس سے چھپائی جا رہی ہے۔ تبھی اب وہ پریشان ہو رہی تھی۔

راج کو مرر سے اپنی بچی کی حالت دکھائی دی تھی۔ ایک مرتبہ اسے کوئی نقاب پوش اٹھا کر لے جا رہا تھا اور دوسری مرتبہ تب جب اسے کوئی زہر پلایا جا رہا تھا۔ اور وہ تکلیف سے ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی تھی۔ راج نے اپنی سر توڑ کوشش کی تھی ماہاویرا کو ڈھونڈنے کی۔ ڈریگن لینڈ اور فیری ٹوپیا میں ہر جگہ۔ مگر وہ نہیں ملی تب اسے پتہ چلا تھا کہ کنگ ویام ان سے بے تحاشا نفرت کرتا ہے

کیوں؟ وہ ساری وجوہات بھی معلوم ہوئیں۔ مگر وہ جانتا تھا یہ سب اس خبیث چڑیل بلیک وچ کی ہی سازش ہوگی۔ وہ فیری ٹوپیا میں ویام سے بات کرنے گیا تھا۔ مگر اس نے اس سے ملنے سے صاف انکار کر دیا۔ بلکہ وہ خود فیری ٹوپیا موجود ہی نہیں تھا۔ جس سے یہ روشن امکان تھا۔ کہ ہو سکتا ہے ماہاویرا کنگ ویام کے پاس ہو۔

وہ ماہاویرا کو ڈھونڈنے میں اپنی جان توڑ کوششیں کر رہا تھا۔ جب اسے گرینڈ فادر کا میسج موصول ہوا کہ وہ اس سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ وہ فوراً ڈریگن لینڈ لوٹ آئے۔ تبھی وہ

لوٹ آیا تھا۔ اس ڈریگن کنگ کا تو جیسے کسی نے کلیجہ ہی نوچ لیا تھا۔ تبھی وہ زخمی بنا دھاڑتا پھرتا تھا۔

وشہ سے ملنے سے پہلے وہ مخصوص کمرے میں مرر کے سامنے آیا تھا۔

یس گرینڈفادر،، راج نے دکھ بھرے لہجے میں کہا تھا۔

اچھی خبر ہے راج،، خوش ہوجاؤ،، ڈریگن لینڈ کی اگلی کوئین کو اس کا کنگ مل گیا ہے،، مگر وہ بے خبر ہے،، جاؤ اسے راستہ دکھاؤ،،

گرینڈفادر کی بات پر راج نے حیرت سے انھیں دیکھا۔

میں تمھاری بڑی بیٹی مایاوش کی بات کررہا ہوں راج،،

گرینڈفادر نے کہا تو راج کی آنکھوں میں چمک سی آئی۔

گرینڈفادر آپ کو معلوم تھا کہ وہ کہاں ہے تو ہمیں بتایا کیوں نہیں،، راج کا صدمے کے مارے برا حال ہوا۔

کیسی باتیں کرتے ہو راج، اگر معلوم ہوتا تو بتا نا دیتا،، مگر اب کچھ ایسا ہوا ہے کہ ڈریگن لینڈ سے پرنسز کی تلوار غائب ہوکر اسے ملی ہے،.جس کا یہی مطلب یہی اشارہ ہے کہ اس کا کنگ اسے ملا ہے اور اس تلوار کے زریعے میں اس تک پہنچا، مگر ابھی وہ بلیک وچ اور سامر کے ایسے کالے جادو کے زیرِاثر ہے کہ نا ہم اس سے مل سکتے ہیں،، نا وہ ڈریگن لینڈ آ

سکتی ہے،، ہاں مگر اسے اس سب سے نجات کا طریقہ ضرور بتایا جا سکتا ہے،، گرینڈ فادر نے تفصیل بتائی۔

کیسا طریقہ گرینڈفادر،، راج نے پوچھا۔

اسے اور اس کے کنگ کو سفید روشنی سے بنی تلوار بنانی پڑے گی،،

پھر گرینڈفادر نے راج کو تمام تفصیل بتائی تھی۔ وہ بغور سنتا رہا۔ اتنے دنوں بعد کچھ سکون سا آیا۔

گرینڈفادر ماہ ویرا،، راج نے سر جھکا کر کہا۔

اس کی بھی فکر مت کرو راج،، وہ بھی مل جائے گی، وہ سہی سلامت ہے، پریشان مت ہو کیونکہ میں وہ دیکھ پا رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ پا رہے،، ٹھیک ہے ناں،، گرینڈفادر نے کہا مگر وہ مطمئن نہیں تھا۔

مگر وہ بہت تکلیف میں نظر آتی ہے گرینڈفادر،، راج نے بے بسی سے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے۔

نہیں وہ ٹھیک ہے جاؤ، کوئین سے ملو، اسے مطمئن کرو اور پھر جیسا کہا زمین پر جا کر بلکل ویسا کرو،،

جو حکم گرینڈ فادر، ، وہ جھکا۔ مڑ سے ہیولہ غائب ہوا۔ وہ جلدی سے وشہ سے ملنے کو خواب گاہ کی جانب گیا۔ کیونکہ اس کے پاس وقت نہیں تھا۔

ماہاویرا نے مندی مندی آنکھیں کھولیں تھیں۔ کئی لمحے تو وہ سوچتی رہی وہ کہاں ہے اور اتنی دیر تک کیوں سوتی رہی ہے۔ مگر پھر سب یاد آتا گیا۔ تو وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی تھی۔ مگر پھر روم کا دروازہ ایک بار پھر سے کھلنے کی آواز پر بری طرح ڈر کر سہم گئی۔

گاڑی جھٹکے سے ایک فارم ہاؤس کے پورچ میں رکی تھی۔ عائش نے ایک مرتبہ آنکھیں زور سے بند کر کے اپنے غم و غصے پر قابو پانے کی کوشش کی تھی مگر بے سود
اسے جوش سے نہیں ہوش سے کام لینا چاہیئے تھا۔ اس کی گاڑی میں اس وقت اس کی ماں کی قاتل کی بیٹی موجود تھی۔ جواب بھی ان میں سے ایک کو پھانسنے اور ایک کو مارنے آئی تھی۔ وہ کیسے ناں غصے سے پاگل ہوتا۔
دھاڑ سے ڈور کھول کر باہر آ کر اس نے پچھلا ڈور کھولا تھا۔ اسے بازو سے گھسیٹ کر باہر نکال کر اپنے کندھے پر ڈالا اور اندر کی جانب رخ کیا۔ اندر ایک روم میں آ کر اس بری طرح زمین پر پٹخا تھا۔ روزیلہ سسک پڑی۔ منہ میں اس نے سکارف ٹھونس رکھا تھا۔ اور ہاتھ پیچھے

exponovels

بیلٹ سے باندھ رکھے تھے۔ وہ کروٹ کے بل زمین پر لیٹی اپنی بد قسمتی پر پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

عائش چئیر گھسیٹ کر اس کے پاس لایا تھا۔ اور بیٹھ کر اپنی ٹانگ پر ٹانگ رکھی۔ اور بغور اسے دیکھا۔ جواب بے بسی سے تڑپتی رونے میں مصروف تھی۔

میں نے تمھیں کیا پوچھا تھا کیا کہا تھا "اگر بعد میں مجھے پتہ چلا کہ تم یہاں کسی مقصد کے تحت آئیں تھیں تو وہ حشر کروں گا کہ نا پانی میں رہنے کہ قابل رہو گی نا زمین پر تو تم۔ نے مجھے حقیقت کیوں نہیں بتائی تھی،،

عائش نے لائٹر سے سگریٹ سلگائی تھی۔ اور وہ سگریٹ اس کی آنکھ کے قریب لے کر گیا۔ وہ مچلتی نفی میں سر ہلانے لگی۔ عائش نے اس کے منہ سے سکارف باہر کھینچا تھا وہ بری طرح کھانسنے لگی۔ عائش نے سلگتی سگریٹ اس کے بازو پر رکھی تھی۔ وہ اذیت سے چیخ اٹھی۔ ہچکیوں کے دوران اس نے بولنے کی کوشش کی۔

مم،، میں،، نہیں،،، آنا،،، چاہتی،،،،،، تھی،،،، یہاں،، مگر اس،،،،، نے،،،

جھوٹ،، یولائیر،، عائش نے درشتگی سے اس کی بات کاٹ کر اس کی گردن دبوچ کر اس کا سر زرا سا جھک کر اپنے گھٹنے پر رکھا تھا۔ گلے پر پڑنے والے دباؤ کی وجہ سے اس کا معصوم اور حسین چہرہ لال سرخ پڑ گیا تھا۔

وہ اتنی نازک تھی کہ زراسی کھینچا تانی کرنے پر اس کے جسم پر جا بجا عائش کے وحشی لمس اور گردن گلے پر انگلیوں کے نشان آ چکے تھے۔ اس کے آنسو نکل کر عائش کے ہاتھوں میں جزب ہو رہے تھے۔

عائش کی نگاہیں اس کی بھیگی پلکوں سے ہوتی ہوئی سرخ چھوٹی سی ناک اور دودھیا وجود پر ٹھہری جس پر اس کی پر تشدد کارروائیاں ایک ظلم کی داستان لکھ چکا تھا۔

اچانک عائش نے اسے جھٹکے سے خود سے دور بیڈ پر پٹخا تھا۔ جیسے وہ کوئی لیچ ہو جو اس کی رگ وجاں سے بری طرح چمٹ جائے گی۔

یہیں سڑ کر مروگی روزیلہ جان،، تمھاری ماں بھی تڑپے گی اپنی بیٹی کے لئے ایسے ہی جیسے ہم پل پل تڑپے اپنی ماں کے لئے،، اس نے دانت پیس کر کہتے سگریٹ دور اچھالی۔ اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

وہ بے تحاشا روتی کاش اس ستمگر کو یہ بتا سکتی کہ اس کے ہونے نا ہونے سے اس کی ماں کو رتی برابر بھی فرق نہیں پڑنے وال تھا۔

اس کے جانے کے بعد مایا وش تڑپ تڑپ کر روتی اٹھی تھی۔ آئینے کے سامنے جا کر کھڑی ہوئی اور بغور اپنی آنکھیں دیکھیں۔

اس کے آئی بالزمزید سیاہ ہو کر بڑے ہوتے جا رہے تھے۔ جس کا مطلب تھا کے اس کے وجود کا سامر کے قبضے میں ہونے کا۔ جس کا مطلب تھا وہ عنقریب جا گنے والا ہے۔ تب تک اس کی آنکھیں سیاہ پڑتی پڑتی سکلیرا کا تمام حصہ سیاہ ہو جائے گا۔

اور جس دن یہ ہوا وہ دن سامر کے جا گنے کا دن ہو گا۔ اور اس کی ایک پکار پر مایا وش اس کے پاس چلی جائے گی۔ کہیں بھی، کسی بھی حالت میں کسی کے بھی پاس ہوئی اس کو جانا پڑے گا۔ وہ تب تک مکمل طور پر اس کے بس میں ہو جائے گی۔

تب تب ان کے رشتے کا کیا ہو گا؟ مایا وش آبدار کے بارے میں ایک مرتبہ پھر سوچ کر چیخ چیخ کر روئی تھی۔ وہ تو مکمل اس شیطان کے بس میں ہو جائے گی۔ تو ان کے دلوں میں نوخیز کونپل کی طرح پھوٹتی اس منہ زور محبت کا کیا ہو گا؟ کیا گزرے گی آبدار کے دل پر، اور اگر آبدار کو اس کی آنکھوں کے سامنے کچھ ہو گیا تو؟

تو کیا وہ سہہ پائے گی،،؟

جواب اپنی دوستوں کے لئے اتنی حساس ہو چکی ہے، وہ اپنی محبت کو اپنی آنکھوں کے سامنے کچھ ہوتے دیکھ پائے گی۔

کبھی بھی نہیں،،

مر کر بھی نہیں،،

For more visit (exponovels.com)

میرا تو پہلے ہی آگے پیچھے کوئی نہیں۔ میں اس سب سے لڑتے اگر مر بھی گئی تو کون پوچھے گا؟

مگر وہ،، نہیں،، کبھی نہیں،، اس سب میں میں اسے آنچ بھی نہیں آنے دوں گی۔

آج جب اس کے منہ سے اس کے مرنے کی بات سنی تھی تو وہ ڈر گئی تھی۔ روح تک کانپ اٹھی تھی۔ تو اسے ابھی اسی وقت سے خود سے دور کرنا ضروری ہو گیا تھا۔

اس سے پہلے وہ مزید قدم اس کی جانب بڑھاتا۔ مایاوش کو اپنے قدم پیچھے لینے تھے۔ اسی لئے اس دن بھی ادے بھیج دیا اور اس سے اگلے دن مایاوش کالج ہی نہیں گئی۔ وہ اس کے ہٹ میں آیا تھا مگر اسے ناپا کر دوبارہ واپس چلا گیا۔ وہ جان بوجھ کر کائلہ کے کمرے میں چھپ گئی تھی۔ پھر اس سے اگلا دن بھی یونہی گزرا۔

وہ نہیں جانتی تھی وہ کتنی بڑی بے وقوفی کرتے ہوئے ایسا کر کے ایک اوشن کنگ کے غصے طیش واشتعال کو ہوا دے رہی ہے۔ وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ تو مایاوش کے ملنے پر اس کا غصہ وقہر کم ہوا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی اس کا غصہ، قہر، عذاب اگر نازل ہو گیا تو اس دنیا کو لہروں کے قہر سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔

فیری ٹوپیا کے سٹی ہال میں جشن کا سا سماں تھا۔ آج ایلیمینٹرس کے حکم پر فیری ٹوپیا کی رسموں کے مطابق اس جشن میں آئی گئی پریوں میں سے کنگ ویام نے اپنے لیئے دلہن اور فیری ٹوپیا کے لیئے کوئین کا انتخاب کرنا تھا۔ تبھی رنگ و خوشبو کا ایک سیلاب سا تھا جو ہال میں سمٹ آیا تھا۔

فیری ٹاؤن، میجک وڈو، پنک فوریسٹ غرض فیری ٹوپیا کے ہر علاقے سے پریاں آکر یہاں موجود تھیں۔ اور ادھر ادھر لہراتی، بل کھاتی، اتراتی پھر رہی تھیں۔

اور جس کے لیے یہ اہتمام ہوا تھا وہ دنیا جہاں کی بیزاریت چہرے پر سجائے تخت پر بیٹھا تھا۔ اس وقت پورے پرستان کی کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو کنگ ویام کو اپنی جانب راغب کر سکتی۔ جانے کیوں؟

سمجھ سے بالاتر تھا یہ سب کہ وہ کیوں بیزار سی شکل بنا کر بیٹھا تھا۔ کیوں اس کا کسی چیز میں دل نہیں لگ رہا تھا۔ کیوں اتنے حسین چہروں میں سے اب تک کوئی چہرہ اسے اپنی جانب مائل نا کر سکا تھا۔ کیوں وہ یہاں ہوتے ہوئے بھی یہاں موجود نا تھا۔

کیوں دھیان کا سرا ایک بنا پروں والی نازک سی جان میں اٹکا ہوا تھا۔ اس کی معصومیت، اس کا بھولا پن، سہمی ہرنی سی آنکھیں نازک گداز وجود وہ بے اختیار نازک حسن اس کی تمام تر توجہ فیری ٹوپیا سے ہٹ کر زمین پر ایک چھوٹے سے گھر میں تھی۔ آج دو دن ہو چکے

تھے اسے یہاں آئے۔ اور اس کی خود کی خواہش پر ہی تو یہ رسم طے پا رہی تھی۔ شاید وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اس قدر حسین چہروں میں اسے کوئی تو ایسی مل جائے جو اس کے دل و دماغ سے وہ سوچیں نکال باہر کرے۔

پریاں شاہی سٹائل میں بہت سمو تھلی موو کرتی رقص میں مصروف تھیں۔ جب وہ جھنجھلا کر تخت سے اٹھا۔

آپ لوگ یہاں تشریف لائے، اس کے لیے شکریہ، مگر میری طبیعت مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی، اس لیے یہ رسم پھر کبھی ادا کی جائے گی، دعوت طعام کا شاندار اہتمام کیا گیا ہے، آپ لوگ دعوت سے سیر ہو کر یہاں سے روانہ ہو سکتے ہیں،،،

وہ بول کر اٹھ کر پہلے اپنی خواب گاہ میں آیا تھا۔ جب یہاں بھی سکون نا آیا تو جھنجھلا کر فیری ٹاؤن اسپنچینٹرس کے گھر گیا تھا۔

ایک بڑے سے گلاب کے پھول میں اسپنچینٹرس کا گھر تھا۔ وہ دروازے تک آیا تو پتی خود ہی پیچھے ہٹ گئی۔ وہ داتک دے کر اندر داخل ہو گیا۔

سامنے ہی اسپنچینٹرس ایک پتی پر بیٹھی کوئی کتاب پڑھنے میں مصروف تھی۔

کنگ ویام،، وہ اٹھ کر جھکی۔ آئیے کوئی خاص بات جو غریب خانے پر تشریف لائے آپ،،

exponovels

ایپچینٹرس مسکرائی۔

ایپچینٹرس یہ کس مصیبت میں پھنسا دیا ہے آپ نے مجھے،، وہ جھنجھلائی آواز میں بولا تھا۔

کس مصیبت کی بات کر رہے ہیں کنگ ویام،، ایپچینٹرس کو معلوم تھا وہ کیا بات کر رہا ہے مگر انجان بن گئیں۔

ایپچینٹرس کی نگاہوں کے سامنے اس دن کا سارا منظر گھوم گیا۔ جب شاہی وید نے ماہاویرا کا یہ علاج بتایا تھا۔ کہ کنگ ویام کو پرستان کی رسموں کے مطابق اس لڑکی سے شادی کرنی پڑے گی۔ ان رسموں کے بعد جب کنگ ویام اس کے ہاتھ میں شاہی خاندان کی انگوٹھی پہنائے گا تب اس انگوٹھی کے کوہ نور کرسٹل میں ہی اتنی طاقت ہوگی کہ وہ اس لڑکی کے جسم سے فیری ٹوپیا کا طاقت ور ترین زہر چوس سکے۔

)شاید ایمی نے اسے یہ زہر دیا ہی اس لیے تھا کہ اس کا توڑ صرف فیری ٹوپیا کے کنگ کے پاس تھا، اس کے توڑ کا جو طریقہ تھا اسے کنگ ویام کبھی بھی کرنے کا سوچے گا بھی نہیں(مگر حیرت انگیز طور پر کنگ ویام نے جب اسے اپنے ہاتھوں سے زہر دیا اور اپنے ہاتھ خون سے رنگے نظر آئے تو کنگ ویام وہ سب کچھ کر گزرا جو اس کی زندگی کے لیے اشد ضروری تھا۔ اور اب وہ دنیا جہان کی اکتاہٹ لیے ایپچینٹرس کے سر پر سوار تھا۔

exponovels

ایپچینٹر س آپ نے اور اس شاہی وید نے مجھے کس مشکل میں ڈال دیا ہے آپ نے کیوں کروائی وہ شادی،، اب میں،، وہ جھنجھلا کر بولا تھا۔

"وہ محض اس بنا پنکھوں والی پری کی جان بچانے کے لیے کیا گیا ایک عمل تھا،، تو بھول جائیں اسے اور اس عمل کو،، اور،،،،

کیسے بھول جاؤں ایپچینٹر س،، شادی ہوئی ہے،، پوری رسموں کے ساتھ کوئی مزاق نہیں ہوا،، وہ دانت پیس کر بولا تھا۔ بھلا جانی دشمن کی بیٹی سے شادی کرنے کی کیا تک بنتی تھی۔

آپ کیوں اس کو ذہن پر سوار کر رہے ہیں کنگ ویام،، آپ سکون سے اپنے لیے بیوی اور فیری ٹوپیا کے لیے کوئین منتخب کریں، آپ کیوں سوچ رہے ہیں اس کے بارے میں،،

بات دراصل یہ ہے ایپچینٹر س کہ اس لڑکی نے میرا سکون برباد کر دیا ہے،، میں کچھ بھی سوچ نہیں پا رہا،، اب تب ہی اپنے لیے بیوی منتخب کروں گا جب اسے موت کے گھاٹ اتار دوں گا،،

وہ دانت کچکچا تا وہاں سے نکلا تھا۔ جبکہ ایپچینٹر س گہرا مسکرا کر سکون سے اپنے سابقہ کام میں مشغول ہو گئے۔

exponovels

وہ اپنی کنپٹیاں سہلا رہا تھا۔ اس نے مجھ پر جادو کر دیا ہے،، یا کچھ اور،، شاید اپنی آزادی کے لیے،،،، تبھی میرا دل و دماغ کچھ سوچ اور کچھ بھی نہیں ہی پا رہا ہے،، میں چھوڑوں گا نہیں تمھیں،، بنا پنکھوں والی چمگادڑ،،

وہ غصے سے تن فن کرتا فیری ٹوپیا سے زمین کی طرف اڑا تھا۔

آبدار نے کتنی کوشش کی تھی مایاوش سے بات کرنے کی۔ یہ ناراضگی کے بعد کا پہلا دن تھا جب وہ سارا دن بھیڑ بھاڑ میں رہی۔ مطلب جان بوجھ کر آبدار کو موقع نہیں دیا تھا اپنے قریب آنے کا یا مخاطب کرنے کا۔

کالج کے آف ٹائم میں وہ اس کے پیچھے لپکا تھا۔

مایاوش،،،،،،،، وش،،،،،، کوئین،،،،،

وہ پکارتا رہا مگر وہ ان سنی کرتی وہاں سے نکل گئی۔ رات کو وہ اس کے کمرے میں آیا تھا وہ وہاں نہیں تھی۔ آبدار کا قہر سوا نیزے تک پہنچ چکا تھا۔ پھر جب اگلے دن کالج میں وہی تماشہ ہوا۔ اس نے مایاوش کو مخاطب کرنے کی کوشش کی مگر اس نے نہیں سنی۔ آبدار نے ڈائس کو ایک کک رسید کی تھی وہاں سے نکلتے تمام سٹوڈنٹس چونکے تھے جبکہ مایاوش کو

exponovels

جھر جھری سی آئی تھی۔ وہ وہاں سے جو تیور لیے نکلا تھا مایا وش کو کسی انہونی کے ہونے کا ڈر ستانے لگا۔

کچھ ہی دیر میں اس کو لاحق خدشے سچ بھی ہونے لگے۔ ایک طوفان اٹھا تھا سمندر کی جانب سے جو سب کچھ تہس نہس کرنے کے درپہ تھا۔ فضا میں پانی کا بھونچال سا تھا جو برپا ہوا تھا۔ ہر طرف تباہ و بربادی ہونے لگی لوگوں کی چیخ و پکار ہر سو پھیلنے لگی۔

سٹوڈنٹس زلزلہ سا محسوس ہونے پر ڈر کے مارے چیخ سے رہے تھے۔ مایا وش یہ سب دیکھ کر کچھ سوچ کر باہر آئی تھی۔

یہ سب یقیناً اس کے بے پناہ غصے و اشتعال کا نتیجہ تھا۔

وہ اپنی گاڑی کی جانب گئی تو کائلہ نے اسے دیکھ لیا تھا۔ وہ بھی اس کے پیچھے آئی۔

مگر تب تک مایا وش اس کے چیلے کی گردن پر اپنی تلوار رکھ کر گاڑی لے کر نکل چکی تھی۔

مایا وش کو معلوم تھا کہ وہ کہاں ہو سکتا تھا تبھی گاڑی کا رخ اس طوفان کی جانب کروایا تھا۔

منزل پر پہنچ کر مایا وش گاڑی سے بمشکل اتر پائی تھی۔ طوفانی بارش میں حدِ نگاہ بہت مختصر فاصلے کا تھا۔ ہواؤں سے اس کا وجود پیچھے کی جانب دھکیلا جا رہا۔ ہاتھ کا چھجا بنا کر آنکھوں پر رکھتے اس نے لرزتے وجود اور کانپتے نیلے ہونٹوں سے بیچ پر دیکھا۔ منہ زور سیاہ بادل ناراض سے سمندر پر جھکے ہوئے تھے۔ تبھی دن میں بھی گہری شام کا سماء تھا اور سمندر کی

exponovels

لہریں جیسے بے تحاشا اشتعال انگیزی سے سمندری حدود سے باہر نکل نکل کر اپنا سر پیٹ رہی تھی۔

مایا وش قدم آگے بڑھا رہی تھی مگر ہوائیں اور تیز ترین بارش کی بوچھاڑ اسے جیسے پیچھے دھکیل رہی تھی۔ تھوڑی آگے آئی تو حسبِ توقع وہ ان لہروں کا بے تاج بادشاہ ہاتھ فضا میں پھیلائے آسمان کی طرف منہ اٹھائے کھڑا تھا۔ اور اس وقت غصیلے اوشن کنگ سے نکلنے والی ریز بادلوں اور سمندر کی لہروں میں تباہ کن طغیانی سی برپا کر کہ روئے زمین پر پانی کا ایک بھونچال پیدا کر رہیں تھیں۔ جسے عام انسان سونامی کا نام دے رہے تھے۔ مگر کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ غم وغصے سے پاگل ہوئے اوشن کنگ کا طیش اشتعال تھا جو زمین پر قہر بن کر نازل ہو رہا تھا۔

مایا وش نے اپنا نقاب اتار کر دور اچھالا اور اس سے کچھ فاصلے پہ اس کی پشت پر آن رکی تھی۔

سٹاپ اٹ،، جسٹ سٹاپ اٹ،، بند کریں یہ سب میں نے کہا،، رک جائیں آبدار،، وہ حلق کے بل چلائی تھی۔ آبدار نے سنا تھا۔ مگر وہ اپنے اوپر اور اپنے غصے پر کنٹرول کھو بیٹھا تھا۔ اب تک تو اس کی کوئین نے اس کا بہت لونگ کئیرنگ اور پولائٹ سا روپ

دیکھا تھا۔ وہ پیچھے مڑا تھا۔ مایاوش کی روح تک کانپی تھی۔ اس کے غصے کی حالت میں اس بدلے روپ کو دیکھ۔

پیچھے مایاوش کی گاڑی کے ساتھ ایک اور گاڑی آکر رکی تھی۔ اس میں سے کائلہ اوراس کے چیلیے باہر نکلے تھے۔

کائلہ مایاوش کی جانب لپکی تھی۔ اوراسے آکر بالوں سے گھسیٹا تھا۔

مایاوش تمھاری ہمت کی تو داد دینی پڑے گی جو یہ نقاب اتار پھینکا تم نے اور گھر جانے کی بجائے کسی کے پیچھے یہاں تک چلی آئیں،، گھر چلو زرامیں تمھارے ہوش ٹھکانے لگاؤں،،

وہ چلاتی بول رہی تھی اب تک اس اوشن کنگ کو نہیں دیکھ پائی تھی۔ اتنے طوفان میں اس نے کچھ بھی اور دیکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی تھی۔ اگر دیکھ لیتی تو اتنی جرات نہیں کرتی۔

وہ اپنی کوئین کی وجہ سے مکمل اگریسو تو پہلے ہی تھا اب یہ منظر دیکھ کر ہاتھ فضا میں لہراتا تیزی سے آگے بڑھا تھا۔ کیا خوب موقع ملا تھا اپنا تمام غم و غصہ کسی پر نکالنے کا۔ اور آج کائلہ کا یقینا آخری دن تھا جو وہ یوں اوشن کنگ سے الجھی تھی۔

آبدار کے ہاتھ میں اس کی تلوار آئی تھی۔ کائلہ اسے بالوں سے گھسیٹ رہی تھی۔ اور وہ سائے بھی اسے دبوچے ہوئے تھے۔

آبدار نے سب سے پہلے آ کر کائلہ کے ہاتھ پہ وار کیا تھا۔ اس کا بازو تن سے جدا ہوا تھا۔ مایا وش کی دلدوز چیخ فضا میں بلند ہوئی تھی۔ مگر آبدار رکا نہیں تھا۔ ان سیاہ نقاب پوشوں کے خون آلود ٹکڑے اور چیتھڑے آس پاس پانی میں گر کر بہہ رہے تھے۔ یہ بھیانک اور دہشتناک مناظر دیکھ مایا وش کا خوف کی انتہا سے برا حال تھا اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے اپنی چیخیں دباتی وہ لٹھے کی طرح سفید پڑتی کار سے جا لگی تھی۔

کون ہو تم اور،،،

کائلہ کو مزید بولنے کا وقت نہیں ملا تھا۔ جب آبدار نے اپنی تلوار اس کی آنکھ میں گھسائی تھی اور وہ دماغ کے آر پار ہوئی تھی۔ اب آبدار کائلہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں مصروف تھا اور مایا وش چہرے پر ہاتھ رکھے کونے میں دبکی چیخ چیخ کر رو رہی تھی۔ پورا ایریا خون میں نہا گیا تھا۔ خون اب پانی میں جا بجا بہہ رہا تھا۔ جب ٹکڑے کرنے کو مزید کچھ نہیں ملا تو وہ رکا تھا۔ اور پیچھے مڑ کر دیکھا۔

تلوار غائب کرتا وہی جارحانہ تیور لیے مایاوش کی جانب بڑھا تھا۔ مایاوش نے خود کو فضا میں جھولتے محسوس کیا تو چہرے سے ہاتھ ہٹائے۔ مگر خود کو اس غصیلے کنگ کی بانہوں میں پا کر اس کے جسم سے جان نکلی تھی جیسے۔

آبدار نیچے اتاریں مجھے،، وہ لرزتا وجود سے خوف سے تھر تھر کانپتی بولی۔ اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے کو دھکیلا۔

مگر وہ خاموش تھا۔ اور اسی خاموشی سے اسے لئے سمندر کی جانب بڑھا تھا۔

نو،، آبدار،،،،،، نہیں،، بب،،،، بلکل،،، نہیں،،،

اس کے ارادے بھانپ کر اس کی روح فنا ہوئی تھی۔ مگر وہ کچھ بھی سنے بغیر اسے لئے سمندر میں کی گہرائیوں میں اتر گیا تھا۔

مایاوش نے لمبا سا سانس کھینچ کر آکسیجن اپنے منہ میں بھر لی اور اسے سہمی نگاہوں سے دیکھا۔ وہ اسے لئے ایک گہرائی میں اترا تھا یہ ایک محل نما سا گھر تھا۔ اور اس گھر کی خوش قسمتی تھی کہ آج اوشن کنگ نے اسے رونق بخشی تھی۔

پنک کلر کا محل دیکھنے لائق تھا جو جا بجا سچے موتیوں سے سجا تھا۔

exponovels

جس میں داخل ہو کر وہ وہ اک کمرے میں داخل ہوا تھا اور نرمی سے اس کے بیڈ پر مایا وش کو اتارا۔ کہاں گیا غصہ ،، کہاں گیا قہر ،، اس کی کوئین اپنے پیروں پر چل کر اس تک آئی تھی وہ زرا اچھے سے ویلکم تو کر لیتا۔ اور زرا کوئین کے ہوش تو ٹھکانے لگا دیتا۔

آبدار نے دیکھا وہ اب بھی اپنی گال آکسیجن سے پھلائے ہوئے ہے۔ آبدار نے نرمی سے اس کے گالوں پر مکے بجا دیئے۔ وہ نا سمجھ اب تک نہیں سمجھ پائی تھی کہ وہ پانی میں سانس لے پا رہی ہے۔

وہ جو اس کے جارحانہ تیوروں سے بہت زیادہ ڈری ہوئی تھی اب بیڈ پر پیچھے کی جانب کھسکی۔ مگر آبدار نے اس کے پاؤں سے کھینچ کر اس بیڈ پر گرایا تھا اور اس پر حاوی ہوتا مکمل اس پر جھکا تھا۔

ماہاویرا کو ایسے محسوس ہوا جیسے دروازے پر کوئی تھا ماہاویرا نے سہم کر دروازے کی جانب دیکھا تھا۔ بہت ڈری سہمی تھی وہ۔ آج دو دن کے بعد اسے ہوش آیا تھا۔ وہ بیڈ سے نیچے اتری۔ حیرت سے خود کو دیکھا اس کے تن پہ سے لباس بھی بدلا گیا تھا۔

اور اب وہ ایک انتہائی خوبصورت جگمگاتے سرخ رنگ کے شاہی لباس میں تھی۔ ہاف سرخ آستینوں میں سے دودھیا گلابی بازو دمک رہے تھے۔ ہاتھ میں ایک انتہائی خوبصورت

چھوٹے سے مگر چمکدار اور دمکتے کرسٹل کی انگوٹھی جگمگا رہی تھی۔ پیچھے سنہری بال کھلے تھے جبکہ سر پر بالوں کے درمیان ایک چھوٹا نفیس سا کراؤن جگمگا رہا تھا۔ وہ لونگ ٹیل فراک تھی جب وہ بیڈ سے اتری تو فراک پیچھے سے زمین کو لگی۔

اس نے ہلکے سے دروازے کو پش کیا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ مطلب دروازہ کھلا تھا۔۔ مگر دروازے کے آس پاس کوئی بھی تو نہیں تھا۔ وہ باہر نکلی۔ ایک طویل تر کوریڈور تھا۔ اس نے قدم آگے بڑھائے تو دہشت کے مارے چیخ نکلتے نکلتے بچی۔ سختی سے اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی آواز کا گلا گھونٹا تھا۔ اب تو وہ اس سیاہ ہیولے سے بے تحاشا خوفزدہ ہونے لگی تھی۔ اور دیواروں پر لگی قد آور تصاویر اسی بلیک ہڈی والے سیاہ ہیولے کی تھی۔ جو کہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ ہاتھ سے بنائی گئی ہیں۔ یا شاید محض اسے ہی ڈرانے کو وہ ادھر لگائی گئیں تھیں۔

وہ انھیں نظر انداز کرتی آگے بڑھی۔ کوریڈور سیڑھیوں پر اختتام پزیر ہوا تھا۔ وہ دبے قدموں سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی۔ اس کا ماتھا پسینے سے بھیگ چکا تھا۔ آج اس کی یہ دوسری کوشش تھی یہاں سے بھاگنے کی۔ وہ دل میں اب کی بار پکڑے نا جانے کی دعائیں مانگتی نیچے بڑے سے ہال سے صوفوں کے پیچھے چھپتی چھپاتی لاؤنج کے دروازے تک پہنچ چکی

تھی۔ سہمی بڑی بڑی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا۔ جب یہ پکا یقین ہوا کے وہاں کوئی بھی نہیں تھا تو دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔ مگر وہ کھل کر نا دیا۔

ماہاویرا نے پھر ادھر ادھر دیکھا۔ اور ایک مرتبہ پھر دروازے پر طبع آزمائی فرمائی۔ مگر وہ کھلنا تو دور کی بات، ہل کر بھی نا دئیے۔

وہ کھڑکی سے روم میں آیا تھا۔ مگر اسے اس روم میں اس بیڈ پر نا پا کر کنگ ویام کے ماتھے پر ڈھیروں بل آئے تھے۔ وہ اسے ڈرانے، دھمکانے، اور اذیت دینے آیا تھا۔ وہ اسے پھر سے تکلیف دینے کے عزائم لے کر یہاں آیا تھا۔ اس کے ارادے اسے تڑپانے کے تھے۔ تاکہ کنگ راج اسے اس حالت میں دیکھ تڑپے۔۔ پورے گھر سے اس نے تمام پہرے داروں کو ہٹا دیا تھا۔ خدمتگار بھی اب اس ڈارک ہاؤس کے باہر تھے۔

اور ایسا اس نے کیوں کیا تھے؟

اسے کیوں اپنے اور اس کے بیچ کوئی نہیں چاہیئے تھا؟

کیوں وہ اسے تنہائی میں ملنے دیکھنے آیا تھا؟

نہیں جانتا تھا۔؟

اور اب وہ اس روم میں نہیں تھی تو اس کی رگیں تن گئیں تھیں۔

For more visit (exponovels.com)

ادھر نیچے وہ اس دروازے کے ساتھ گھل کر ہلکان ہو رہی تھی۔ اپنے پیچھے پروں کے پھڑپھڑانے کی آواز آئی تھی اس کا چہرہ خوف سے لٹھے کی طرح سفید پڑا تھا۔ جھٹکے سے پیچھے مڑ کر دروازے سے لگی۔ سامنے دیکھا تو ملگجے سے اندھیرے میں وہ سیاہ ہڈی پہنے سیاہ لباس میں اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔ وہی ہڈی سے بس ہونٹ اور مونچھیں نظر آ رہی تھیں۔ ماہاویرا نے اپنی چیخیں دبانے کو اپنے منہ پر دونوں ہاتھ زور سے رکھے تھے۔

کہیں جا رہی ہو ڈریگن پرنسز،،؟ وہی مخصوص بھاری آواز سنائی دی تھی۔ وہ قدم قدم چلتا اس کے قریب آ رہا تھا۔ بغور اس نازک چھوٹی سی جان کو دیکھا۔ جو اس سرخ شاہی دلہن والے لباس میں کچھ اور ہی چیز لگ رہی تھی اسے۔

ویرا نے زور سے نفی میں سر ہلایا۔ اس کا نائٹ مئیر اس کے سامنے تھا تبھی دہشت و خوف سے اسے سانس لینے میں مشکل پیش آ رہی تھی۔

"تو پھر اپنے روم سے باہر کیوں نکلیں،،؟ یہاں اس دروازے کے پاس کیا کر رہی ہو،؟ وہ پوچھ بیٹھا۔

وہ اس کی آواز سننا چاہتا تھا۔ مگر وہ تو اپنے نازک لبوں کو ہاتھوں سے سختی سے بھینچ کر کھڑی تھی۔ وہ اس کے قریب آ چکا تھا۔ ویام نے جب دیوار کی دونوں جانب اپنے ہاتھ رکھ کر اس کا بھاگ نکلنے کا رستہ بند کیا تو اس نے زور سے آنکھیں بھی بند کر لیں تھیں۔

exponovels

اپنے لبوں سے اپنے ہاتھ ہٹاؤ،، آج اس کے لہجے میں ایک ان دیکھی آنچ، درشتگی اور نفرت نہیں تھی۔ مگر ماہاویرا ہنوز اس سے بے تحاشا خوف کھا رہی تھی۔

اس نے اس کے کہنے پر ہاتھ تو نیچے کر لیے۔ مگر اپنے نازک گداز ہونٹوں کو آپس میں فولڈ کیے سختی سے بھینچ رکھا تھا۔

)یہ احتیاط شاید اس لیے کہ اس دن وہ اپنے چلانے کے لئے منہ کھولنے کی دردناک سزا بھگت چکی تھی کہ جب اس نے چلانے کو منہ کھولا تھا تو اس نے اس کے گلے میں کوئی ایسی چیز انڈیلی تھی جس سے ماہ ویرا کو اتنی تکلیف ہوئی تھی کہ اس کی روح تک کانپ گئی تھی۔(

اس کی اس احتیاط پر کنگ ویام کے لبوں کو ایک میٹھی سی مسکان نے چھوا تھا۔ تبھی ہاتھ بڑھا کر شہادت کی انگلی سے نچلے لب کو اوپر والے لب کی قید سے آزاد کیا۔ وہ زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگی تھی۔

نج،، جانے دیں مم،، مجھے،،،،ا،،،اب،،، نہیں،،، نکلوں،،،،گی،،،،روم،،،،،سے،،، اب،، نہیں،،،،، نکلوں گی،،،،

ماہاویرا کے دل کی دھڑکن تیز تر ہو چکی تھی۔ سانس بھی بمشکل لے پا رہی تھی۔ اور اس خوف و دہشت کی اذیت اتنی ہی برداشت کر سکتی تھی وہ تبھی ہوش و خرد سے بیگانہ ہو کر وہ زمین بوس ہوئی تھی۔

exponovels

کنگ ویام جواس کے ملتے لب دیکھنے میں محو تھا۔ چونک کر اس کو دیکھا۔ جواب زمین پر بائیں کروٹ گری ہوئی تھی۔ وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ کر اس کے اوپر زرا سا جھکا تھا۔ سنہرے بال چہرے پر گرے تھے۔ ویام نے ہاتھ بڑھا کر چہرے سے نرمی سے بال پیچھے ہٹائے۔۔

ایک ڈریگن پرنسز ہونے کے باوجود اتنی کومل نازک اور حساس دل کی مالک کیوں تھی وہ آخر؟ کنگ ویام یہ بات سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

وہ جواسے اذیتیں دینے آیا تھا اب نرمی اور پورے حق سے اس کا گداز نرم وجود اپنے بازوؤں میں بھرا تھا۔ وہ اسے لئے اس مخصوص کمرے میں آیا تھا۔ بہت آرام سے اسے بیڈ پر اتارا۔

اب بیڈ پر لٹا کر سر تا پیر اسے غور سے دیکھا تھا۔

جادوگرنی تو کہیں سے نہیں لگتی تھی نا ہی چڑیل تھی، ، ہاں بنا پنکھوں والی بے تحاشا نازک اور حسین پری ضرور لگتی تھی۔ جسے آج وہ بنا پنکھوں والی چمگادڑ کا نام دے چکا تھا۔

وہ اس کے قریب نیم دراز ہوا تھا۔ شہادت کی انگلی سے اس کے ہونٹوں کو چھوا۔ وہ جو کچھ بھی کر رہا تھا بلکل غیر ارادی طور پر کر رہا تھا۔

exponovels

اب اس نے اس کے تکیے پر بکھرے بالوں کو مٹھی میں بھرا تھا۔ بالوں سے اٹھتی مہک بہت سوندھی اور دلفریب سی تھی جیسے دل و دماغ پر ایک سرور سا طاری ہوا ہو۔ اب اس نے دو انگلیوں سے اس کی بازو کی نرماہٹ محسوس کی تھی۔ جب ان منہ زور جزبات نے دل و دماغ پر طاری ہو کر سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بلکل مفقود کر دی تو مکمل اس پر جھکا تھا۔ مڑی ہوئی پلکوں کو اپنے ہونٹوں سے چھو لیا۔ اب چہرے کے ایک ایک نقش کو وہ اپنے ہونٹوں سے چھو کر محسوس کر رہا تھا۔

شدتِ برداشت سے آنکھیں لال انگارا ہو چکیں تھیں۔ کچھ پل وہ بلکل ساکت سا ہو کر اس کے گداز لبوں کی جانب دیکھتا رہا۔ پھر اپنے دل کی آواز پر سر تسلیم خم کرتا جھکا اور ان لبوں کو ہلکا سا چھو کر فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ دل پر ایک طوفان سا گزرا تھا۔

وہ کسمسائی تھی۔ اور اپنے اوپر وزن سا محسوس کر کے پٹ سے آنکھیں بھی کھول دیں تھیں۔ چاروں طرف دیکھا کوئی بھی تو نہیں تھا۔

مگر اپنی بیلی پر اس دن والے اس رنگ برنگے پرندے کو دیکھ اس کی آنکھیں حیرت سے ضرور پھیل گئیں تھیں۔

عائش دو دن سے انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔ جس فارم ہاؤس پر اسے بغیر لاکٹ کے چھوڑ کر آیا تھا۔ وہاں اسے تڑپانے کو جان بوجھ کر بس برائے نام پانی رکھ چھوڑا تھا۔ سکون میں تو خود بھی نہیں تھا۔

وہ ضرور سکون میں رہتا اگر اس کے چہرے سے بے پناہ معصومیت اور آنکھوں سے سچائی نا چھلکتی۔ نا کالج میں سکون تھا۔ نا جم میں نا پانی میں نا اپنے کمرے میں۔ بار بار وہ معصوم چہرہ آنکھوں کے پردے کے آگے لہراتا تو وہ بے چین سا ہو جاتا۔ اب بھی بیڈ پر اوندھا لیٹا خود سے ہی جھنجھلا رہا تھا۔ اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے۔

"رائٹ میں ایک ہی مرتبہ اس سے سچائی اگلواؤں گا اور اسے وہاں پھینک آؤں گا جہاں سے وہ آئی ہے،، وہ خود سے بول کر جھٹکے سے اٹھا۔ کار کی چابی، والٹ وغیرہ اٹھایا اور تیزی سے باہر نکلا۔

اسے ایسے بے چین اور جھنجھلایا ہوا ازلان بھی دیکھ چکے تھے۔ باپ تھے سو بیٹے کے تیور خوب پہچانتے تھے۔

روزیلہ نے رو رو کر برا حال کر رکھا تھا۔ سانس تک لینا مشکل ہو رہا تھا۔ بڑے سے باتھ ٹب میں وہ اس دن کی قید تھی۔ کچھ دیر باہر نکلتی۔ پھر سینے میں سانس الجھنے لگتی تو باتھ ٹب میں پناہ لے لیتی۔ وہ نازک جان بلکل مرجھا سی گئی تھی۔ اب بھی باتھ ٹب میں لیٹی لمبے لمبے

exponovels

سانس ، بھر رہی تھی ۔ جب وہ دھاڑ سے دروازہ کھول کر ایک مرتبہ پھر اس کے سر پر پہنچ چکا تھا ۔ روزیلہ اسے پھر سے سامنے دیکھ کر سہم گئی تھی ۔

عائش کرسی گھسیٹ کر لایا تھا اور لا کر باتھ ٹب کے پاس ٹانگ جما کر اس کے سامنے براجمان ہوا ۔ اور اس کے تاثرات جس طرح کے تھے روزیلہ کو اپنی موت بلکل سامنے نظر آرہی تھی ۔ ادھر اس نے بغور اسے دیکھا تھا جو نازک سی کومل سی جل پری بلکل مرجھا سی گئی تھی ۔ مگر اس نے اس کی یہ پس مردہ حالت دیکھ کر بے اختیار نگاہیں چرائیں تھیں ۔

ایک مرتبہ پوچھوں گا ،، بلکل سچ سچ بتانا ، مجھے تمھارے منہ سے تمام تفصیل جاننی ہے یہاں کیوں اور کس لیئے ہو ، اگر میرے ہاتھوں بے موت مرنا نہیں چاہتیں تو بغیر کومے اور فل سٹاپ کے شروع ہو جاؤ ،،

عائش نے چٹکی بجا کر اسے شروع ہونے کو بولا تھا ۔ وہ ہلکے سے لرزتی کانپتی باتھ ٹب کے پانی سے کمر تک باہر نکلی تھی ۔

وہ ،،،، ایلا ،،، مم ،،، ماسی ،، زندہ ،،، ہیں ،،،، اور ماں ،،،، کی قید ،،،،،، میں ہیں ،،،،

وہ دھیرے دھیرے سب کچھ بتاتی چلی گئی ۔ اپنی ماں کی غداری کی داستان ، اس کی بغاوت اور سرکشی کی داستان ،،

عائش غم و غصے سے پاگل سا ہوا تھا۔ یعنی وہ اتنے سال ماں کے ہونے کے باوجود اس سے دور رہے تھے۔ اور اس کے بابا نے جوان کی ماں سے بے پناہ محبت کی تھی آج تک نا دوبارہ اپنا گھر بسا پائے نا ہی خوش رہ پائے۔ صرف اور صرف اس کی ماں کی وجہ سے۔

وہ طیش کے عالم میں اٹھا اور اسے بالوں سے جکڑ کر باتھ ٹب سے باہر گھسیٹا تھا۔

کتنے آرام سے اپنی ماں کی رام کہانی سنا رہی ہو، ہمارے خاندان کو پل پل تڑپا کر تمھاری ماں کتنے سکون میں ہے اب میں تمھیں بتاتا ہوں کہ پل پل تڑپ کر مرنا کہتے کسے ہیں روز جان،،

وہ اسے گھسیٹتا باہر لے جا رہا تھا۔ وہ جانتی تھی باہر وہ اس سلگتی دھوپ میں تڑپ تڑپ کر مر جائے گی۔

نہیں،، عائش چھوڑیں مجھے،، میرا کوئی قصور نہیں،، نہیں معلوم تھا مجھے کچھ بھی،، وہ میری ماں ہیں،، مگر میں نہیں دینا چاہتی تھی ان کا ساتھ،، صرف ماسی کی جان بچانے کی خاطر یہاں چلی آئی،، چھوڑ دیں مجھے،، رحم کریں مجھ پر،،

وہ اذیت سے چیختی اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر خود کو چھڑانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔ مگر چھڑا نہیں پائی۔ اس اوشن پرنس میں بہت طاقت تھی اور وہ بے تحاشا کمزور ہو چکی نیم جان سی جل پری تھی۔

عائش نے اسے باہر پول کے پاس پھینکا تھا۔ مر وادھر ،، تڑپو ،، تمھاری ماں کو بھی ایسی جگہ لے جا کر ماروں گا جہاں اسے پانی کی بوند تک نصیب نہیں ہوگی ،، سمجھیں ،،،

وہ دھاڑا تھا۔

روزیلہ نے مزاحمت بند کر کے اذیت کی انتہا سے بہت زور سے آنکھیں بھینچیں تھیں۔ موت اگر طے تھی وہ اب اس ستمگر سے اپنی جان کی بھیک بلکل بھی نہیں مانگے گی۔ قطعی نہیں۔

وہ اسے وہیں چھوڑ کر گاڑی لے کر نکل آیا تھا۔

سکون تو کہیں ایسے بھی نہیں آیا تھا غصے سے پاگل ہوتے اسے وہاں پھینک تو دیا تھا۔ مگر اب اتنی اذیت میں تھا کہ جیسے دل کو کوئی اپنے پیروں تلے کچل رہا تھا۔ تبھی وہ آدھے رستھ سے گاڑی کا یوٹرن لیتے واپس چلا آیا تھا۔ گاڑی جھٹکے سے فارم ہاؤس کے گیٹ پر رکی تھی۔ وہ تیزی سے باہر نکلا۔ جیسے کوئی قیمتی متاع سوکھی ریت کی مانند ہاتھ سے پھسل چلی تھی۔

وہ تیزی سے اس طویل و عریض فارم ہاؤس کے اندر داخل ہوا تھا۔

وہ جو بے تحاشا بگڑا ہوا تھا۔ جسے نے اپنی حقیقت سے اپنے اصل سے پوری طرح انکار کر کے منہ موڑ لیا تھا۔ جس کی زندگی میں کوئی بھی کسی بھی قسم کی چیز معنی ہی نہیں رکھتی تھی۔ بے حس تھا۔ جسے کافی سارے بے ہودہ القابات سے نوازا جاتا تھا۔

آج جانے ایسا کیا ہوا تھا کہ اس کی تمام سوئی حسیات انگڑائی لے کر بیدار ہوئیں تھیں۔ آخر ایک نازک سی جل پری کو آب وساگر کے بغیر دھوپ میں تڑپتا مرنے کے لئے چھوڑ کر گیا تھا تو کیسے نا اب اسے اس کا ضمیر جھنجھوڑتا۔

آخر اس نے کسی کی کیے کی سزا اسے دی ہی کیوں تھی۔ اگر روزکی ماں نے اس کی ماں کو قید کیا تھا تو اس میں اس چھوٹی سی جان کا کیا قصور تھا۔

تبھی وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا فارم ہاؤس کی بیک سائیڈ پر سوکھے واٹر سوئمنگ پول کے پاس پہنچا تھا جہاں وہ اسے مرنے کے لئے چھوڑ کر گیا تھا۔ اور حسبِ توقع وہ تیز دھوپ میں بہت بری حالت میں سوئمنگ پول کے کنارے پڑی اب بے جان ہو چکی تھی۔ دھوپ اور گرمی نے اس کے جسم پر پورے وجود پر دراڑیں بنا دی تھیں۔ وہ تڑپ کر اس کے پاس بیٹھا اور اس کا سر اپنی گود میں بھرا۔

روز،،،،،، پلیز آنکھیں کھولو،، اس نے شدت سے اس کا چہرہ تھتھپایا۔ وہ سانس نہیں لے رہی تھی۔ نا کوئی ری ایکشن تھا۔ وجود جیسے دھوپ میں جھلس چکا تھا۔ اس نے اس کی

سختی سے بھینچے نازک ہونٹوں کے درمیان وہ سمندری موتی رکھا۔ تبھی اس خوبصورت جل پری کی مچھلی نما پونچھ غائب ہوکراس کے پیر واضح ہوئے تھے۔

اس نے جلدی سے اسے بازوؤں میں بھرا۔

روزیلہ،، میری جان کچھ نہیں ہوگا تمھیں،، وہ اسے بلا رہا تھا اسے اٹھانے کی کوشش کررہا تھا۔ مگرروز کا سر ڈھلک کراس کے کندھے سے جالگا۔ وہ اسے اندرا اپنے بیڈروم کے واش روم لایا تھا۔ باتھ ٹب میں اسے اپنے بازوؤں میں بھرے ہوئے ہی بیٹھ کرشاور فل پاور کے ساتھ آن کیا تھا۔

وہ اسے اپنے سینے سے لگائے بیٹھا رہا۔ اورپانی سے لمحہ بہ لمحہ روزیلہ کے جسم کی دراڑیں بھرتی چلی گئیں۔ اوراس کا جسم ان ہیل ہونے لگا۔ مگروہ سانس اب بھی نہیں لے رہی تھی۔ وہ جو مسلسل اس کا بے تحاشا حسین اور معصوم چہرہ بغور دیکھ رہا تھا اس بات پراب چونکا تھا کہ اس نے ابھی تک سانس نہیں لیا تھا۔

روز،،،، وہ دھاڑا۔

تب بلکل اچانک بغیر سوچے سمجھے اس نے اس کے گداز سرخ ہونٹوں پر اپنے لب رکھ کر اس کا سانس ان ہیل کیا تھا۔ چند پلوں کی کوشش کے بعد روزیلہ نے جھٹکے سے ایک لمبا سانس بھرا تھا۔

اسے سانس لیتے دیکھ وہ نرمی سے پیچھے ہٹا تھا۔ اور سکون کا سانس لیا۔ جبکہ روزیلہ اس قدر ڈر چکی تھی۔ پچھلے کچھ وقت کے لئے اس قدر تکلیف برداشت کی تھی کہ ہوش بحال ہوتے ہی وہ اتنی بدحواس ہوئی کہ شدت سے اس کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑے پھوٹ پھوٹ کر روتے اسی ستمگر اور ظالم کے سینے میں منہ دیا تھا۔

وہ جواب اس کے اتنے قریب ہونے اور سہی سلامت ہونے پر سکون محسوس کر رہا تھا اس کے اتنے تڑپنے پر اپنی آنکھیں بھی نم ہوئیں تھیں۔ اس نے سکون سے اس کی کمر سہلاتے اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کی۔

ہیے،، ریلیکس روزیلہ، کچھ نہیں ہوا ہے،، تم ٹھیک ہو،، گھرے گھرے سانس لو،، اس نے اس کا چہرہ تھام کر اپنے قریب تر کیا اور اسے بغور دیکھا۔

سرخ معصوم چہرہ، بڑی بڑی آنکھوں میں سرخ ڈورے، تکلیف سے تھر تھراتے نازک سرخ لب،

سانس اب بھی اٹک اٹک کر لے رہی تھی۔

تبھی ایک مرتبہ پھر اس نے اس کہ گردن کے گرد ہاتھ لپیٹا تھا اس کے نیم والرزتے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ کر اس کے سینے میں اپنی سانس اتار کر اس کی سانس بحال کی تھی۔ روزیلہ نے اس کی کمر پر سے اس کی شرٹ بری طرح مٹھیوں میں جکڑ رکھی تھی۔

عائش یہ عمل کر کے سکون محسوس کر رہا تھا۔ جبکہ وہ بے تحاشا رو رہی تھی۔

عائش،،، عائش بیٹا،، وئیر آر یو،، کیا کرتے پھر رہے ہو تم،، میں پوچھتا ہوں روز کدھر ہے،،

باہر سے آتی ازلان کی آواز پر وہ نرمی سے اس کے لبوں کو آزادی بخشتا پیچھے ہٹ کر باتھ ٹب سے نکلا تھا۔

وہ چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ تب ازلان اندر داخل ہوا تھا۔

عائش کیا ہے یہ سب،، میں پوچھتا ہوں یہ ہو کیا رہا ہے یہاں،، ازلان روز کی ایسی دگرگوں حالت دیکھ کر دھاڑا تھا۔

عائش نے ایک چور نگاہ اس نازک جان پر ڈالی۔

یہ تو آپ اس سے ہی پوچھیں ڈیڈ،، کہ ہماری ماں کے زندہ ہونے کے باوجود اس کی ماں نے انہیں اتنے برس کیوں ہم سب سے دور رکھا،،

عائش نے دانت پیس کر کہا تھا۔ وہاں رکا نہیں اور ازلان سلطان کو حیران پریشان چھوڑ کر خود وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

exponovels

اس کی اس بات پر روزیلہ کے رونے میں شدت آئی تھی۔ کہ اب سامنے کھڑے باپ جیسے مہرباں شخص کو اپنی ماں کی کالے کرتوت بتانے تھے۔

آب،،، دد،، دار،، یہ کیا،،، مایاوش اس کی گرفت میں بری طرح مچلی تھی۔ مگر وہ آج اپنی کوئین کی گستاخیوں پر اسے بخشنے کے موڈ میں بلکل بھی نہیں تھا۔

تبھی کندھے سے شرٹ پیچھے کر کے وہ اس کے وجود پر اپنے لمس کے پھول بکھیرنے لگا تھا۔

آبدار،، مایاوش نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے ہٹانے کی کوشش کی تھی مطلب اس کے جنون کو پھر سے آواز دی تھی تبھی ٹینٹیکلز نے مایاوش کی کلائیوں کو جکڑ کر بیڈ سے لگایا تھا۔

آبدار نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اسے کندھوں سے تھام رکھا تھا اور اب اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو چوم رہا تھا۔ مایاوش کو لگا وہ بے جان ہو جائے گی۔

آبدار،، چھوڑیں مجھے،، وہ بری طرح کسمسائی۔ وہ جو پوری طرح اس پر حاوی تھا اس کے یوں کسمسانے پر دل میں ایک بھونچال سا برپا ہوا۔ آبدار نے پھر جس طرح سے خود سے

جڑے اس کے وجود کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا مایا وش کا دل کیا یہیں ڈوب کے مر جائے۔

وہ کانوں تک سرخ ہوئی تھی۔

آبدار کی نگاہوں کا فوکس اب اس کے نرم وگداز لب تھے۔ مایا وش نے اس کے ارادے بھانپ کر نفی میں سر ہلایا تھا۔

آب،،،،،،،

اس کی بات پوری نہیں ہو پائی تھی۔ جب اسے شدت وجنون کی ملی جلی کیفیت سے چپ کروا دیا گیا۔ مایا وش اب اس کی شدتیں سہتی اس سے الجھ کر پچھتا رہی تھی۔ مایا وش نے اب مچلنے کی جرأت ہر گز نہیں کی تھی۔ مگر وہ اپنے ہاتھ آزاد کروانے کی پوری کوشش کرتی رہی جس کا اس کے کنگ پر کچھ الٹا ہی اثر ہوا تھا۔

وہ پوری طرح بے بس ہوئی تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے۔ آبدار نے اپنی پوری ول پاور لگا کر خود کو روکا اور نرمی سے پیچھے ہٹا تھا۔ وہ اٹھ کر بیٹھا۔ جبکہ وہ وہیں پڑی لمبے لمبے سانس بھرتی رہی۔

ابھی سے سانس اٹک گئی کوئین، جبکہ یہ تو ایک چھوٹی سی سزا تھی،، اپنے کنگ پر بھروسہ نا کرنے کی،، بغیر لڑے ہار ماننے کی،، خود کو بے بس سمجھنے کی،، میں چاہتا ہوں، اس سزا

exponovels

کے بعد آہ ہمیشہ یہ بات یاد رکھیں کہ آپ صرف اس کنگ کے آگے بے بس ہیں ،، اور اس دنیا یا کسی بھی دنیا کی کسی چیز کے سامنے نہیں ،، سمجھیں آپ ،،

آبدار نے کہا تو مایا وش نے حیرت سے اس کی پشت کو دیکھا جو بغیر اد کے بتائے اس کے دل کے ہر راز کو پا گیا تھا۔

تبھی وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔

آبدار نے بری طرح اپنے دانتوں تلے اپنے لب کچلے۔ آبدار نے ایک مرتبہ پھر جارحانہ تیور لیے مایا وش کا بازو تھامے اسے بیڈ سے نیچے اتار کر اپنی جانب کھینچا تھا۔ وہ کٹی ڈال کی طرح اس کے ساتھ گھسیٹتی چلی گئی۔

اوشن کنگ نے اس کا بہت برا حال کیا تھا۔ مگر ابھی وہ اس چڑیل کی کالی طاقتوں کو تو کمزور کر سکتا تھا۔ مگر اسے پوری طرح ختم نہیں کر سکتا تھا۔ تبھی اس کے ٹکڑے ایک مرتبہ پھر اس خبیث چڑیل میں تبدیل ہوئے تھے۔

اپنی بچی کھچی طاقت استعمال کر کے وہ رومینیا کے اس قبرستان میں پہنچی تھی جس کے سامنے بنے پیلس میں اس کا بھائی دفن تھا۔ اب اسے یہیں رہنا تھا۔ اپنی طاقتیں استعمال

کر کے اس لڑکے کا سچ پتا لگانا تھا۔ اور اگر سامر جاگ گیا اور مایا وش اسے نا ملی تو؟ تو وہ بلیک وچ کو اپنی جگہ اس کافن میں زندہ دفنا دے گا۔

اسی لئے وہ ہر صورت اب اس کا پتہ لگانے والی تھی۔ اور اپنی پوری کوشش کرنے والی تھی اس کا خاتمہ کر کے مایا وش کو دوبارہ اپنے قبضے میں لینے کے لئے اور اس کے لئے اسے اپنے آقا کو خوش کرنا بہت ضروری تھا۔ اب وہ اپنی طاقتیں بڑھا کر بلی کی تیاری کرنے والی تھی۔

راج جب انسانی دنیا میں آیا تو اسے انتظار تھا۔ گرینڈ فادر نے اسے طریقہ بتایا تھا کہ جب مایا وش کسی بھی آئینے کے سامنے آئے گی تو راج اس سے اس آئینے کے زریعے مخاطب ہو پائے گا۔ مگر مایا وش پر بلیک میجک ہونے کی وجہ سے مرر پر ریڈ کراس بن جائے گا جس سے وہ ایک دوسرے سے مل نہیں پائیں گے۔ ایک دوسرے تک رسائی ناممکن ہوگی۔ ایک دوسرے کو دیکھ بھی نہیں پائے گے شاید بس اس کی گڑیا سمجھ جائے گی جو وہ اسے سمجھانا چاہتا ہے۔ وہ انتظار میں تھا۔

کہ کب اس کی گڑیا کسی آئینے کے سامنے آئے اور وہ اسے دیکھ سکے۔ اس سے بات کر سکے۔ اسے تمام حقیقت بتا سکے۔ مگر وہ انتظار ہی کرتا رہا مگر وہ آئینے کے سامنے آئی ہی نہیں۔

آبدار نے اسے بازو سے پکڑ کر اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر اسے آئینے کے سامنے کھڑا کیا تھا۔

ادھر دیکھو کوئین،، میری آنکھوں میں دیکھو، تمھیں لگتا ہے کہ یہ کنگ کبھی آپ سے دستبردار ہو سکتا ہے،،جس کی روح آپ سے جڑی ہے،جس کا جسم جس کی زندگی اور حتی کے موت تک آپ سے جڑی ہے تو آپ اوچ بھی کیسے سکتیں ہیں کہ میں آپ سے الگ ہوں،، آپ کا درد آپ کی تکلیف آپ کا ڈر نہیں سمجھ سکتا،،

اس کی پشت پر کھڑے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیے وہ اسے سینے میں بھینچے اس کے بالوں میں یہ جان لیوا سرگوشیاں کرنے میں مصروف تھا۔

تبھی وشہ نے ایک حیرت انگیز منظر دیکھا تھا۔ آئینے پر ریڈ کراس سا بن گیا تھا۔ اس میں ایک ہیولہ سا نظر آیا۔ مگر زیادہ واضح نہیں۔

exponovels

ادھر راج بھی اپنی پرنسز کا ہیولہ سا دیکھ پا رہا تھا۔ اسے وضاحت سے نہیں دیکھ پایا۔ تبھی اس کی جلتی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔ مگر وہ آبدار کو نہیں دیکھ پایا تھا۔

مائی لٹل پرنس،، راج کی پر سوز آواز آئینے میں سے گونجی۔ مایا وش آب کا حصار توڑ کر آئینے کے قریب آئی۔ آبدار نے بھی اپنے قدم آگے بڑھائے۔ مگر اسے ریڈ کراس کے علاوہ کچھ دکھائی نہیں دیا۔

تبھی آئینے میں سے ایک روشنی کا گولہ سا نکلا تھا۔ جسے آبدار اور مایا وش بغور دیکھ رہے تھے۔ وہ گولا آ کر ان کے سروں پر ٹھہرا تھا۔ وہ گولا ایک دھماکے سے پھوٹا۔ اس میں سے نکلی روشنی گلٹر کی طرح ان کے اوپر گری تھی۔

آبدار اور مایا وش نے اپنی آنکھیں بند کیں۔

مایا وش کی آنکھوں میں اس کی پیدائش سے لے کر اب تک کے تمام مناظر گھومے تھے۔ اسے اس کی حقیقت سچائی سب کچھ باور کروایا جا رہا تھا۔ اس کے رشتوں کی حقیقت اس کی بہن کا وجود سب اسے دکھ رہا تھا۔ محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔

جبکہ آبدار کی نگاہوں کے سامنے بلیک وچ اور سامر کے بلیک میجک کا توڑ اور ان کی موت کے راز عیاں کیے جا رہے تھے۔ کیوں؟ کیسے؟ اور کس طرح وہ انھیں مات دے سکتا تھا۔

exponovels

چند لمحوں بعد مایا وش نے آنسوؤں سے تر آنکھیں کھولیں تھیں۔ اور آئینے کی طرف لپکی تھی۔

بابا،،،، میرے بابا،،،، وہ آئینے میں سے اس کراس کو نوچ رہی تھی جب اسے ایک زور دار جھٹکا لگا اور کسی نادیدہ چیز نے اسے پرے پٹخا۔ آب نے وقت رہتے اسے کیچ کیا تھا۔ وہ پھر سے اس کے سینے سے آلگی۔۔ اس کی اتنی ٹوٹی بکھری حالت پر آبدار بے چین سا ہوا۔

)ادھر راج اپنی گڑیا کی حالت دیکھ تڑپ رہا تھا۔ اسے غصہ تو اس بات کا تھا کہ پورے ڈریگن لینڈ کا کنگ ہونے کے باوجود وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اور اور اب بھی اسے فوری واپس جانا تھا۔ کیونکہ اس کا کام مکمل ہو چکا تھا۔ وہ جانتا تھا مایا وش کا کنگ اسے اس صحر سے نجات دلانے میں اپنے سر دھڑ کی بازی لگا دے گا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا ناں کہ اپنی کوئین کو پانے کی چاہ کیا ہوتی ہے۔ وہ تو اس مرحلے سے گزر چکا تھا۔ اس سب خیال کے بعد اسے بیمار وشہ کا خیال آیا تھا تو وہ فوراً وہاں سے غائب ہو گیا (

مرر کے سامنے جس پر بڑا سا ریڈ کراس دکھائی دیتا تھا۔ (جس کا مطلب تھا کہ اس بلیک مرر کا رستہ کم از کم مایا وش کے لئے بند ہے) اب مایا وش گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر روتی بکھرتی جا رہی تھی۔ وہ اموشن لیس اگریسو مونسٹر اب اپنی کوئین کے زرا سے

exponovels

آنسوؤں پر موم کی طرح پگھلتا اپنے لب بری طرح کاٹ رہا تھا رگیں تنی ہوئیں تھیں اور آنکھوں میں سرخی اتر آئی۔

آبدار اس کے برابر زمین پر بیٹھ کر اس کا بکھرا وجود اپنی بانہوں میں سمیٹا اور اسے اپنے سینے میں اپنی پوری شدت سے بھینچا۔ مایا وش کا چہرہ اس کے دل کے مقام پر تھا اس دل کی دھک دھک میں بھی اسے اپنا نام سنائی دے رہا تھا۔ تب اس نے بری طرح اس کی کمر سے شرٹ مٹھیوں میں دبوچی۔ رونے میں مزید شدت آئی۔

آب،، آبدار،، مجھے اپنے ماما بابا سے ملنا ہے،، پلیز مجھے ان کے پاس لے جائیں، مجھے اس قید سے نجات دلا دیں ناں،، مجھے ان کے پاس رہنا ہے،، پلیز ز،، پلیز،، آب،، آپ لے جائیں گے ناں مجھے،، اتنے سال اتنے برس کالے سایوں کے ان اندھیرے میں اپنے ماما بابا کے بغیر گزار دیئے مگر اب میں ایک پل کی بھی تاخیر نہیں کرنا چاہتی مجھے اپنی بیمار ماں سے ملنا ہے،، میرے پیارے بابا،، میری چھوٹی سی معصوم بہن، مجھے اسے ڈھونڈنا ہے،،

ہچکیوں کے ساتھ وہ اپنا درد بیان کر رہی تھی۔ آبدار نے اس کی کمر سہلائی۔

حوصلہ کریں کوئین،، آپ نے دیکھا نہیں، ہمیں آپ کو قید سے آزاد کروانے، سامر اور بلیک وچ کو دردناک موت دینے کے لئے کیا کرنا ہے،، وہ بے تحاشا بلیک میجک اور

exponovels

بلیک پاورز کے مالک ہیں، ہمیں ان سے بھی زیادہ طاقتور ہونا پڑے گا،، اور وہ تب ہو گا
جب ہم "سوارڈ آف وائٹ لائٹ" لے کر آئیں گے،،
"سوارڈ آف وائٹ لائٹ،، وہ کہاں سے ملے گا آب،، چلیں نا لے کر آتے ہیں،،
مایاوش اس کے بے حد قریب اب اس کی کالر سے شرٹ دبوچ کر جھنجھوڑتی بچوں کی
طرح بولی تو وہ گہرا مسکرایا اور اس کی کمر کے گرد مضبوط بازوؤں کا حصار قائم کیا۔
میری جان وہ کہیں سے ملے گا نہیں ہمیں بنانا پڑے گا،،
کیسے آب،، مایاوش اس کی آنکھوں میں جھانکتی پوچھ بیٹھی۔
"چار چیزوں سے،،
"1 سراب کی انگوٹھی (فیری ٹوپیا سے)
"2 محبت کا ماپ (ڈریگن لینڈ بلیک فوریسٹ سے)
"3 امید کی پہلی کرن سے بنا سیپ کا موتی (اوشیانہ سے)
"4 اوشیانہ کے تخت کے تاج کا نیلا ہیرا
یہ بہت طویل سفر ہو گا کوئین، بہت لمبا، جو کہ ہمیں ایک ساتھ ایک جان ہو کر طے کرنا ہے
جلد سے جلد،، سامر کے جاگنے سے پہلے پہلے،، کیا آپ اس سفر کے لئے تیار ہیں،، چلیں
گی ناں میرے ساتھ،،
exponovels

آبدار کے بازوؤں کا گھیرا تنگ ترین ہو چکا تھا۔ نگاہیں بار بار بھٹک رہی تھیں۔۔ سرخ ناک اور سرخ لبوں کی کشش جان لیوا تھی۔ نگاہ بھیگی لرزتی پلکوں میں اٹک رہی تھی لبوں کے پیچ و خم میں الجھ رہی تھی۔ وہ اس کے بالوں کے بے حد قریب بول رہا تھا۔ گرم سانسوں کی سلگتی تپش سے مایا وش کا چہرہ سرخ ہو کر تپ اٹھا۔ سامنے والے کی نگاہیں اتنی گہری تھیں کہ مایا وش کا ماتھا پسینے سے تر ہوا۔ وہ اس کی بانہوں میں کسمسائی۔ مصیبت تو یہ تھی کہ آ بیل مجھے مار کے مترادف وہ خود اس کی پناہوں میں سمائی تھی۔

ا،، ایک،، شرط،،، پپ،، پر مم،، میں آپ کے ساتھ چلوں گی،، اپنا حلق تر کر کے بمشکل اس کی قربت میں مچلتی بول پائی۔

بولیئے کوئین، مجھے آپ کی ہر شرط منظور ہے،، وہ جزب کے عالم میں آنکھیں موندے بولا یہ جانے بغیر کے وہ اس کا کلیجہ چیر کر اس میں سے اس کے دل کے ٹکڑے کرنے کو بولے گی۔

آ،،، آپ،، مم،، میرے قریب نن،، نہیں آئیں گے،، وہ اس کے بازوؤں سے نکلتی بولی۔ جبکہ آبدار حیرت و صدمے سے گنگ بس اسے دیکھے گیا۔ کئی لمحے تک اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا تھا بے بسی سے۔ مایا وش نے اپنے لب کچلتے نگاہیں جھکائیں تھیں۔

exponovels

ٹھیک ہے وعدہ رہا کوئین،، آپ کی مرضی کے بغیر کبھی آپ کے قریب نہیں آؤں گا،،
اب تو چلیں گیں ناں میرے ساتھ،،

آبدار نے کہتے اس کے سامنے اپنی چوڑی ہتھیلی پھیلائی۔

جبکہ وہ تو شدت جزبات سے اس کے سینے سے ہی لگ گئی۔

آبدار اس کی اس جان لیوا ادا اور جسم و جاں میں سنسنی سی بھر دینے والی قربت پر جھنجھلا گیا۔

یہ تو غلط بات ہے کوئین، مجھ سے پرامس کر کے اب آپ خود ہی،،

اس نے جبڑے بھینچے۔ وہ کنفیوز سی اپنے چہرے پر آتے بالوں کو کانوں کے پیچھے کرتی خود بھی پیچھے ہٹی۔

سوری،،، اس نے دانتوں تلے لب دبا کر کہا۔ آبدار نے نگاہیں چرائیں۔

چلیں،،، آبدار نے پوچھا۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ اسے لئے پنک محل سے نکل کر ایک جانب تیرا۔ اپنے مخصوص زرائع سے اپنے بابا ازلان کو بھی ساری بات سمجھا چکا تھا وہ۔ ایک مرتبہ رائل پیلس جانا ضروری تھا لہزا اب وہ رائل پیلس کے پول میں سے ہی باہر نکلنے والے تھے۔

روز ازلان کو تمام حقیقت بتا چکی تھی۔ وہ پتھر سے بنے اپنی جگہ پر جامد ہو چکے تھے۔

ایلا نے یہ کیا ظلم دھایا تھا ان پر،، وہ ان کے ساتھ ایسا کیسے کر گئی تھی کہ ان کی جان بچانے کو اتنا بڑا جھوٹ بول گئی۔ نا صرف جھوٹ بولا بلکہ ان کو خود سے دور بھی کر دیا۔

وہ پتھرائے سے تھے۔

اور روز مسلسل بولے جا رہی تھی۔

انھوں نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگایا تھا۔

چپ کرو میری بچی،،، یہ لڑکا تو ہے ہی بلکل پاگل،، اس سب میں بھلا تمھارا کیا قصور ہے،،

ازلان نے اس کی پیٹھ تھپتھپائیں تھی۔

یہ آنسو پونچھ ڈالو بچی،، ابھی تو ایک بہت بڑی جنگ لڑنی ہے تم نے اپنی ماں کے خلاف،، ہمارے لئے،، اپنی ماسی کے لئے،،، اور خاص کر اوشیانہ کے لوگوں کے لئے،،، تم ابھی سے ہمت نہیں ہار سکتیں،، ابھی تو بہت کچھ کرنا ہے تمھیں ہمارے لئے،،

ازلان نے کہا تو روزیلہ نے اپنے آنسو پونچھے۔

بتائیے بابا،، مجھے کیا کرنا ہو گا ماسی کے لئے،،

اپنی جان دے سکتی ہو،، ازلان نے دلچسپی سے پوچھا۔ روزیلہ چونکی۔ مگر فوراََ

exponovels

جی دے سکتی ہوں،، روزیلہ نے دل کی گہرائیوں سے سچ بولا۔ جوازلان نے اس کی آنکھوں میں سے دیکھ لیا۔

توٹھیک ہے پھر اس طریقے سے ایک قسم کی جان ہی دینی ہے تم نے کیونکہ میرے پاگل غصیل بیٹے سے شادی کرنی ہوگی تمھیں چند دنوں کے لئے روز،،، توتم تیار رہو،،

ازلان نے روزیلہ کے سر پر بم پھوڑا۔ وہ پھٹی پھٹی سہمی نگاہوں سے انھیں دیکھے گئی۔

یہ کیا بول رہے ہیں آپ ڈیڈ،،، ایسے کیسے ہوسکتا ہے،، یہ کیسے ممکن ہے،، اس کی ماں مجرم ہے ہماری آپ ایسا کیسے بول سکتے ہیں اور سچ بات تو یہ ہے وہ جو مرضی بولے مجھے رتی برابر بھروسہ نہیں اس پر،،،، عائش دانت پیس کر بولا تھا۔

عائش، مجھے اپنی ماں سے ملوادو یار،، ازلان نے کچھ ایسے ملتجی اور کربناک لہجے میں کہا تھا کہ عائش کی تمام مزاحمت وہیں دم توڑ گئی تھی۔

وہ جزبزسا خونخوار نگاہوں سے دروازے سے لگی روز کے سائے کو گھورنے لگا جو اس کی تمام گوہرافشانیاں سن رہی تھی۔

چند لمحوں تک وہاں خاموشی چھائی۔ اپنے باپ کی تڑپ،، بے چینی، اداسی، ویران آنکھیں دیکھی نہیں جارہی تھیں اس سے۔ وہ خود بھی تو برسوں ممتا کے لئے تڑپے تھے۔

رائٹ تو کیا پلین ہے آپ کے پاس ڈیڈ،،

عائش نے اقرار کیا تھا۔ روزیلہ کے گلے میں گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔ کن اکھیوں سے چھپ کر اسے دیکھ رہی تھی جو ہمیشہ غصیل شارک کی طرح کاٹنے کو دوڑتا تھا۔

تم روز کو وہ لاکٹ پہناؤ گے،، میں سینٹوسا بیچ پر رہوں گا،، روز تمھیں لے کر تاشہ کے پاس جائے گی اور کہے گی کہ تم اوشن کنگ ہو،، اور اس نے تم سے شادی کر لی ہے اور تمھیں اوشیانہ لے جائے گی،، روز تاشہ کو یہ بھی بتائے گی کہ دوسرا پرنس مر چکا ہے،، یقیناً وہ اس بات کی تصدیق کروائے گی،، مگر آب یہاں نہیں ہوگا،، میں اس سے کنیکٹیڈ ہوں،، اس نے مجھے پیغام دیا کہ اسے اپنی کوئین کے ساتھ ایک لمبے سفر پر جانا ہے،، تو آب یہاں نہیں ہوگا تو اسے یہ سب سچ لگے گا،، جب تک ایلا اس کے قبضے میں ہے ہمیں یہ ڈرامہ کرنا پڑے گا،، جیسے ہی ایلا آزاد ہوگی،، تب تم روز کے گلے سے وہ لاکٹ اتار کر اسے آزاد کر دینا،، کیونکہ تمھاری شادی ڈریگن پرنسز سے ہونا طے ہو چکی ہے عائش،،

ازلان نے اسے تفصیلات سے آگاہ کیا۔ وہ غور سے سنتا رہا۔

تم لوگ جلد از جلد ایلا کو رہا کروانے کی کوشش کر کے اسے سینٹوسا بیچ پر میرے پاس لاؤ گے،، پھر تاشہ سے لڑنا آسان ہوگا،، کیونکہ اس کے پاس ہماری کوئی کمزوری نہیں ہوگی،، اگر آب یہاں ہوتا تو وہ یہ کام بہت بہت آسانی سے کر سکتا تھا مگر اب میں اسے کچھ نہیں

exponovels

بتاؤں گا،،، تاکہ وہ جس مقصد سے جس سفر پر روانہ ہو رہا ہے وہاں سے کامیاب ہو کر لوٹے،، وہ اب تک تاشہ اور تمھاری ماں کے بارے میں بھی اس لئے نہیں جان پایا کہ ابھی وہ نو عمر کنگ ہے،، ویسے بھی اس کی کوئین کے بغیر اس کی طاقت ادھوری ہے،،، تاشہ نے ایک حصار بنایا ہے جس سے آگے وہ کچھ دیکھ کچھ سن نہیں پاتا،،

ازلان سانس لینے کو رکا۔

عائش میں اور انتظار نہیں کرنا چاہتا یار،، مجھ میں اور پیشنس نہیں ہیں،،

ازلان نے اسے ایک جگہ پر جمے ہوئے کھڑے دیکھتے کہا۔ عائش نے اثبات میں سر ہلایا۔

روز میری بچی،، ادھر آؤ،،

ازلان نے پکارا تو وہ باہر آئی۔ تمھیں کسی بھی کسی کی کوئی بات پر اعتراض تو نہیں،، یا کوئی مسئلہ،، ازلان نے پوچھا مگر اس نے فوراََ نفی میں سر ہلایا۔ عائش نے ایک نظر اسے دیکھ زمین کو گھورا۔

ابھی اپنی کچھ دیر پہلے والی بے اختیاری پر جی بھر کر طیش آیا۔

ازلان نے روز کو عائش کے سامنے کھڑا کیا۔ اس نے اپنے گلے سے ایک لاکٹ نکالا۔

عائش نے اپنے ہاتھ اس کی جانب بڑھائے۔ وہ اسے لاکٹ پہنا رہا تھا۔ اس کی نگاہیں

جھکیں ہوئیں تھیں اوران میں واضح لرزش تھی۔۔ جب عائش کی انگلیاں اس کی پچھلی گردن سے مس ہوئیں تووہ پوری کی پوری کانپی تھی۔

عائش نے اسے لاکٹ پہنایا۔ ایک روشنی کا جھماکا ہوا تھا۔ دونوں کے سینوں پر جل پری زاد کے ٹیٹو جگمائے تھے۔

ازلان فون پربات کرتا باہر نکلا تھا۔ انھیں ایک بوٹ چاہیے تھے۔ سینٹوسا بیچ پر جانے کے لئے۔

ادھر وہ لرزتی کانپتی اس کے سامنے کھڑی تھی۔ عائش نے اس کا جبڑا ہاتھ میں دبوچا تھا۔ اورا اپنے چہرے کہ روبرو کر کے پھنکارا۔

مجھ سے تین فٹ کے فاصلے پر رہنا ہمیشہ،، نہیں توادھیڑ کر رکھ دوں گا،، وہ بول کر اسے جھٹکے سے پیچھے کر کے وہاں سے نکلا تھا۔

روز کی اٹکی سانس بحال ہوئی۔

اونہہہہہہ،، خونی شارک کہیں کے آپ کے منہ لگنا ہی کون چاہتا ہے،، روزیلہ بڑبڑائی۔ مگر کاش وہ کبھی یہ بولنے کی جرات اس کے سامنے کرپائے۔

exponovels

مایا ویرا اٹھ کر بیٹھی تھی۔ اپنے پاس اس پرندے کا ہونا اس خوشگوار حیرت میں بتلا کر گیا تھا۔

وہ جلدی سے اٹھی۔ اور پرندے کو اپنے ہاتھوں میں بھرا۔۔

ہیے فرینڈ،،، مسنگ یو سو مچ،،، اس نے اس کا چہرا اپنی گال سے مس کر کے رگڑا۔ آج وہ بلکل بھی مزاحمت نہیں کر رہا تھا۔ نا پھڑ پھڑا رہا تھا بس خاموشی سے اس کی ایک ایک کاروائی دیکھے جا رہا تھا۔

چلو میں تمھیں کوئی نیم دیتی ہوں تو آج سے تمھارا نام بیربل،، یہ کہتے اس نے پھر سے اس پرندے کا منہ چوما۔ مگر اب کی بار اس نے سکون سے آنکھیں موندیں تھیں۔

یو نو واٹ بیربل،، میں یہاں قید میں ہوں،، اور بہت اکیلی ہوں،، میں سیرا مما،، جمی ڈیڈ،، وشہ مما اور راج ڈیڈ کو بہت مس کرتی ہوں،، ادھر تو کسی سے بات بھی نہیں کرتی،، بہت اکیلی ہوں،، وہ بیڈ سے اٹھی تھی۔ اور اسے ہاتھوں میں تھامے کھڑکی کے پاس کھڑی ہوئی۔

اس کی بڑی بڑی سنہری آنکھوں میں اس وقت دنیا جہان کی یاسیت اور افسردگی تھی۔

کنگ ویام جو اس وقت پرندہ بنا اس کے ہاتھ میں تھا بغور اس کے چہرے کی اداسی دیکھی۔

تمھیں پتہ ہے ادھر ایک مونسٹر رہتا ہے،، اب وہ سرگوشی نما آواز میں اس کو اپنے چہرے کے قریب کر کے معصومیت سے بولی تھی۔

exponovels

وہ مونسٹر بے حد ڈراؤنا ہے، بہت بھیانک بہت کروئیل اور بہت برا،،، اسی نے مجھے یہاں قید کرکہ رکھا ہے،،

ماہاویرا نے اس کی انفاریشن میں اضافہ کیا تھا اور اس کروئیل مونسٹر کے نام پر برا سا منہ بھی بنایا۔

اس مونسٹر نے مجھے بہت پین دیا ادھر،،، ماہاویرا نے اپنی شہادت کی انگلی اپنے گلے پر رکھی تھی۔ وہ بغور اس کی ایک ایک بات سن اور تمام حرکات دیکھ رہا تھا۔

مجھے بہت پین ہوا،، تمھیں پتہ ہے میں بہت روئی بھی تھی،، جمی ڈیڈ نے کبھی مجھے رونے نہیں دیا،، اور ادھر میں اتنا روئی،، آئی ہیٹ ہم،،، اس نے پھر برا سا منہ بنایا۔ اتنے دنوں بعد کوئی ایسا ہاتھ لگا تھا جو اسے پسند تھا تبھی جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے میں مصروف تھی۔

ایک کنفیوزنگ بھی ہے بیر بل،، اس کڈنیپر کروئیل مونسٹر نے ابھی تک بتایا ہی نہیں کہ وہ کیا چاہتا ہے،، نا مما اور ڈیڈ کا نمبر لیا نا انھیں پیسوں کے لئے فون کیا،،

اب بھی وہ سرگوشی نما آواز میں باتیں کر رہی تھی اور ساتھ ادھر ادھر بھی دیکھ رہی تھی کہ کہیں وہ کروئیل مونسٹر سن ہی نا لے۔

اورایک اور بات یاد آئی وہ مجھے ڈریگن پرنسز بولتا ہے،، میں تو بس اپنے جمی اور راج ڈیڈ کی پرنسز ہوں،،

اس نے معصومیت سے کہا مگر بیربل جی کو یہ بات سخت ناگوار گزری تھی تبھی سزا کے طور اس کے ہاتھ پہ چونچ بھی ماردی۔

آؤچ،،، ماہا نے تڑپ کر اسے ونڈو میں اڑایا تھا۔ وہ کھڑکی میں جا بیٹھا۔

تت،،، تم نے بھی مجھے پین دیا،، میں کیسے بھول گئی،، کوئی بھی یہاں میرا اپنا نہیں ہے،، جو میرا اپنا ہوگا وہ مجھے ہارم نہیں پہنچائے گا،، آئی ہیٹ یو،، وہ کہتی جا کر بیڈ پر اوندھے منہ گر کر بیڈ میں منہ دیئے پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔

بیربل اڑ کر وہاں سے غائب ہوا تھا۔

کچھ دیر بعد ہی دو پہرے دار فیریز دروازہ ہلکا سا ناک کر کے اندر داخل ہوئیں تھیں۔ وہ سہم کر اپنی جگہ پہ سمٹ سی گئی۔

کوئین کھانا کھالیں،، اور دوا لے لیں،، اٹھیں شاباش،، ایک نے کسی کے کہنے پر اسے پیار سے پچکارتے سیدھا کیا اور اپنے ہاتھوں سے نوالے بنا کر کھانا کھلانے لگی۔ جسے وہ چپ چاپ کھانے لگی۔ کیونکہ اس سے مزے کا کھانا شاید ہی اس نے کبھی کھایا ہوگا۔

exponovels

رائیل پیلس میں اس وقت ازلان، عائش، روز، سنجنا، رنجنا اور جیک موجو تھے۔
مایا وش نے رو رو کر برا حال کر رکھا تھا۔ آج پہلی مرتبہ وہ مایا وش کا چہرا اور وجود دیکھ رہے تھے اور اس کے غیر معمولی، غیر مرئی حسن سے حیرت کے سمندر میں غوطے کھا رہے تھے۔ سنجنا اور رنجنا تو مسلسل کبھی اسے کبھی وہاں کھڑی روز کو دیکھ رہیں تھیں کہ آخر یہ تھی کیا چیزیں جو پریوں کی کہانیوں کی طرح اس قدر حسین و نازک تھیں کہ نظر نہیں ٹھہر رہی تھی۔ مایا کا برسوں بعد اپنی حقیقت سے پردہ اٹھا تھا اور اب اپنی بے بسی پر رونا آ رہا تھا۔ آبدار اس کے سامنے بیٹھا اس کے آنسو نظر انداز کرنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہا تھا۔
ازلان سرشار سا ایک جانب بیٹھا تھا۔ مایا وش کو دیکھ کر بے حد خوش تھا۔ اس کے بیٹے کی ہر تکلیف دور ہو جانی تھی اب۔ مایا وش مل گئی تھی تو اب چھوٹی ڈریگن پرنسز نے بھی مل جانا تھا جس سے عائش کی زندگی جڑی تھی۔ اور پھر جب ایلا بھی مل جاتی تو خوشیوں نے رائیل پیلس پر ڈیرے جما لینے تھے۔
آخر بتاتی کیوں نہیں یو مایا وش کیا ہوا ہے، ؟ کدھر جا رہی ہو، ، ؟ رو کیوں رہی ہے، ، ؟ سنجنا کے کہنے کی دیر تھی مایا وش ایک مرتبہ پھر اس سے لپٹ کر روئی تھی۔ آبدار نے ناگواری سے یہ منظر دیکھا اور نگاہ پھیر لی۔ جب رو رو کر مایا وش کی ہچکی بندھ گئی تھی آبدار ہی بولا۔

ایک لمبے سفر پر جا رہے ہیں دعا کرنا کامیاب لوٹیں،، اور جیک اور رنجنا تم سنجنا کا خیال رکھنا،، بہت بہت سارا،، اس کے سر سے ابھی خطرہ ٹلا نہیں ہے،، میری بات سمجھ رہے ہو ناں،، اب ہمیں اجازت دو،،

آبدار نے اٹھ کر بڑے حق سے مایا وش کا بازو تھام کر اسے خود سے لگا یا تھا۔

سنجنا نے حیرت سے دیکھا۔

حیران مت ہو،، تمھاری دوست میری بیوی ہے اب،، اس دنیا میں سب سے زیادہ اس پر میرا حق ہے،،، وہ جتانا نہیں بھولا۔ سنجنا نے کچھ کہنے کو منہ کھولا مگر وہ اسے بیچ میں ہی ٹوک گیا۔

مجھے تم سے زیادہ فکر ہے اس کی تو خیال رکھوں گا،، وہ کہتے مایا وش کو اپنے روم میں لے جانے لگا۔

مگر مایا وش نے ایک مرتبہ ہاتھ چھڑایا اور سنجنا، رنجنا سے گلے مل کر روئی۔ روز نے بھی اسے گلے سے لگا کر گڈ لک بولا۔ ازلان نے بھی اسے گلے سے لگایا اور عائش نے کان پکڑ کر سوری بولا۔ تو وہ اتنی ٹینشن میں بھی بھیگی آنکھوں سے مسکرا دی۔

مسکان بیگم، اور حماد سلطان تو پہلے ہی مایا وش سے مل چکے تھے۔

آبدار پھر ایک مرتبہ اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتا اسے اپنے کمرے کی جانب لے گیا تھا۔ مایاوش بار بار پیچھے مڑ کر دیکھتی رہی۔

وہ اسے لئے کمرے میں آیا۔ کمرے کا دروازہ لاک کیا اور مایاوش کا ہاتھ تھامے مرر کے سامنے آیا۔

منہ میں کچھ منتر بولے

بلیک مرر، فیری ٹوپیا کا راستہ بنا دیجئیے،، مرر میں سے آنکھوں کو چندھیا دینے والی روشنی نکلی اور ایک راستہ سا بن گیا۔ راستہ کیا تھا پھولوں اور تتلیوں کی انتہائی خوبصورت راہ گزر سی تھی۔

کوئین ریڈی فار دی رائیڈ،،، آبدار نے پوچھا۔ مگر سچ بات تو یہ تھی کہ مایاوش خوفزدہ تھی۔ تبھی آبدار کے ہاتھ پر دباؤ بڑھایا۔ آبدار نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی تھی۔ اور قدم آگے بڑھایا۔ وہ مرر میں نرمی سے داخل ہو گئے۔ ابھی دو تین قدم انھوں نے اندر رکھے تھے۔ جب مرر اپنی اصلی حالت میں واپس آتا چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں کمرا یوں تھا جیسے وہاں کوئی آیا ہی نہیں تھا۔

exponovels

روز نے پہرے داروں کے ہاتھ تاشہ کو پیغام بھیج دیا تھا۔ ازلان نے انھیں رخصت کیا تو وہ عائش کے ساتھ سمندر میں اتری۔

ازلان اپنی پرسنل بوٹ میں ملیشیاء کے لئے نکلا۔ بعد میں پتا چلا کہ اگر وہ ایلا کو ادھر سے آزاد کروا لیتے ہیں تو سینٹوسا بیچ پر نہیں لنکیا نہ بیچ پر زیادہ سیور رہے گی ایلا۔ تبھی اب وہ ملیشیاء کے لئے نکلا تھا۔

روزیلہ عائش کو لئے اوشیانہ میں داخل ہوئی تھی۔ جہاں ایک الگ ہی جہان آباد تھا۔ بہت دور سے ہی وہ فیروزی پنک کلر کا محل صاف دکھائی دے رہا تھا۔

عائش جانتا تھا کہ تاشہ بہت مکار اور چالاک ہے اس کے سامنے انھیں کامیاب ایکٹنگ کرنی پڑے گی،، تبھی وہ مطمین بھی ہو پائے گی،،

پرنسز،،،

کچھ جل پریاں روزیلہ کے اعزاز میں ان کے قریب آکر سر تسلیم خم کر رہیں تھیں۔ مگر بغور اس خوبصورت ترین مگر نک چڑھے جل پری زاد کو بھی دیکھ رہی تھی جو پرنسز کے ساتھ تھا۔ مگر اس کے سینے پر موجودہ شاہی خاندان کا اوشن کنگ والا ٹیٹو دیکھ کر چونک گئیں اور اس کی تعظیم کو بھی جھکیں۔

تاشہ ان کے اعزاز میں خود محل سے باہر تک آئی تھی۔

exponovels

میری بچی،، تاشہ نے روزیلہ کو اپنے سینے میں بھینچا۔

یہ عائش ہیں ماں،، اوشن کنگ،، مم،،، میں ان سے مم،،،، محبت کرتی ہوں،، اور یہ مجھ سے،،، ہ،،، ہم نے شادی بب،،، بھی کرلی،، یہ دیکھیں،،

روزیلہ نے اپنے لاکٹ کے درشن کرائے۔ اب جج،، جب ہم نے شادی کر ہی لی تو مم،،،، میں ان کو ان کی اصلی جگہ لے آئی،،

روزیلہ کی بار بار لڑکھڑاتی ہوئی زبان پر تاشہ نے مشکوک اور خونخوار نگاہوں سے گھورا۔ عائش نے دانت کچکچا کر اس ڈرپوک بزدل جل پری کو دیکھا۔ جو بیچ چوراہے ان کی جھوٹی شادی کا بھانڈا پھوڑنے والی تھی۔

تبھی عائش نے اسے کمر سے تھام کر اپنے سینے میں بھینچا تھا۔ روز نے بوکھلا کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے۔

اوکم آن،، مائی کوئین،، اب تو شرمانا بند کرو،، میں جانتا ہوں بہت معصوم ہو تم،، محبت کا اظہار بھی پہلے مجھے کرنا پڑا، مگر اب تو شادی ہو چکی ہے یار،، اب تو یہ شرمانا بند کرو،، شرمانا چھوڑو گی تو مدران لاثانی بن پائیں گی ناں،،

عائش نے بہت پیار سے اس کے دہکتے گال سہلائے۔

For more visit (exponovels.com)

مگر دوسرے ہاتھ سے چپکے سے اس کے پہلو میں زوردار چٹکی بھی کاٹ دی۔ جس سے وہ بلبلا اٹھی۔ مگر یہ ہڑبڑاہٹ تاشہ سے چھپانے کو اسی ظالم کے سینے میں منہ دے لیا۔

اب کہیں جا کر تاشہ کے چہرے پر شیطانی سی ہنسی آئی تھی۔

میرا خیال تم دونوں کو آرام کرنا چاہیے،، تاشہ نے کہا۔ وہ انھیں لئے شاندار محل میں داخل ہوئی۔

وہ اندر آئے۔ عائش کی نگاہیں تمام چیزوں کو احاطہ کیے جائزہ لے رہیں تھیں۔ وہ روزیلہ کو لئے محل کے سب سے شاندار کمرے میں داخل ہوا تھا۔

تاشہ انھیں جاتا دیکھ رہی تھی۔

واؤ کوئین،، آپ اپنے مقصد کے بہت بہت قریب ہیں،،

تاشہ کی ایک چیلی ہیما خباثت سے بولی تھی۔

مگر اتنی جلدی،، یہ بے وقوف روز اتنا بڑا کارنامہ سرانجام نہیں دے سکتی،، کچھ تو گڑبڑ ہے،، نظر رکھوان پر،،

تاشہ بولتی اپنا ترشول لیے اپنے کمرے کی جانب گئی تھی۔

وہ آج پھر ایپخینٹرس کے پاس اس کے گھر میں بیٹھا اپنے لب بری طرح کاٹ رہا تھا۔

ایپچینٹرس اپنے کام میں مصروف کبھی کبھی اسے گہری نگاہ سے دیکھ لیا کرتی تھی۔

کنگ ویام جشن کا اہتمام کروایا جائے ؟ کیا اب آپ تیار ہیں اس کے لئے،، کیا اب آپ کی طبیعت ٹھیک ہے،، کوئین کا انتخاب جلد کرلیں،، فیری ٹوپیا کے لوگ انتظار میں ہیں،، اپنی کوئین کو دیکھنے کے لئے،، ؟

ایپچینٹرس نے پوچھا تو وہ جو اسی کے بارے میں سوچ رہا تھا یک دم چونکا۔ یہ شاید غائب دماغی تھی یا عشق کی خماری۔

مگر وہ کیسے آ سکتی ہے یہاں ؟ وہ بول بیٹھا۔

کیا ؟ کون ؟ کس کی بات کر رہے ہیں آپ،، ؟ ایپچینٹرس نے جان بوجھ کر پوچھا۔

وہ چونکا اور سر جھٹکا۔ کسی کی نہیں،،

اب کی بار میں فیری ٹوپیا کی تمام پریوں کو دعوت نامہ بھیجوں گی شاید کوئی آپ کے دل کو لبھا پائے،، ایپچینٹرس مسکرائی۔

وہ جبڑے بھینچ گیا۔ کاش بول پاتا۔ کہ ایک بنا پنکھوں والی پری لبھا چکی ہے تبھی تو یہ دل بے قابو ہوا چاہتا تھا۔ بے لگام جو اس کے خود کے بس میں نہیں۔

ایک پری زاد ایک ڈریگن پرنسز پر عاشق ہو گیا تھا خدا خیر ہی کرے۔ اس کے دماغ میں تو کچھ اور ہی چل رہا تھا۔ کچھ الفاظ کب سے دل و دماغ پر ہتھوڑے برسا رہے تھے۔ اس کے

exponovels

پاس اتنی پاورز تھیں کہ وہ دنیا کی ہر زبان سمجھ اور بول سکتا تھا۔ تبھی آج اس کا ایک ایک لفظ دل و دماغ میں ایک عذاب بن کر اترا تھا۔ اس کی تکلیف اسے تکلیف دیتی تھی۔ اس کے آنسو اسے برے لگنے لگ گئے تھے۔ اس کی باتیں اس کے دل و دماغ پر گہرا اثر چھوڑتی تھیں۔

)))مجھے بہت پین ہوا، تمھیں پتہ ہے میں بہت روئی بھی تھی،، جمی ڈیڈ نے کبھی مجھے رونے نہیں دیا،، اور ادھر میں اتنا روئی،، آئی ہیٹ ہم،،، ایک کنفیوزنگ بھی ہے بیربل،، اس کڈنیپر کروئیل مونسٹر نے ابھی تک بتایا ہی نہیں کہ وہ کیا چاہتا ہے،، ناما اور ڈیڈ کا نمبر لیا نا انھیں پیسوں کے لئے فون کیا،، تت،،، تم نے بھی مجھے پین دیا،، میں کیسے بھول گئی،، کوئی بھی یہاں میرا اپنا نہیں ہے،، جو میرا اپنا ہوگا وہ مجھے ہارم نہیں پہنچائے گا،، آئی ہیٹ یو،، (((

وہ جو اپنی کنپٹیاں سہلا رہا تھا اچانک بولا۔ ایپخینٹرس میں اسے آزاد کر رہا ہوں،، میرا نہیں خیال کے جب تک میں اسے اپنے پاس رکھوں گا کسی اور جانب دھیان لگا پاؤں گا،، وہ بول کر خاموش ہوا۔ مگر جبڑے بھینچے ہوئے تھے۔

اووہہہہہہ،،،، یہ تو بہت اچھی بات ہے کنگ ویام،، میں بہت خوش ہوئی آپ کے فیصلے سے،، ایپخینٹرس واقعی خوش دکھائی دے رہی تھی۔

میں اس کے ہاتھ سے وہ رنگ اتارنے والا ہوں ،، ویام نے نیا شوشا چھوڑا۔ ا یپچینٹر س چونکی۔

نہیں کنگ ویام ،، اب ایسا ممکن نہیں ،، وہ رنگ اس کے ہاتھ سے نہیں اتر سکتی ،، اس رنگ میں اتنی پاورز ہیں کہ اس کے اترتے ہی وہ رنگ اس کی جان لے سکتی ہے ،، اپنا چوسا گیا زہر واپس اسے دے سکتی ہے ،، آپ سمجھ رہے ہیں نا میری بات ،،

ایپچینٹر س نے ویام کی جانب غور سے دیکھا جو اس بات سے بے چین سا ہوا تھا۔

لیکن اگر کسی اور نے وہ رنگ اس کے ہاتھ سے اتار دی یا اس نے خود نے ،، ویام اسی بات سے تو بے چین ہوا تھا۔

نہیں ،، ایسا ممکن نہیں ،، آپ کے علاوہ اسے اس کے ہاتھ سے کوئی نہیں اتار سکتا ،،، وہ خود بھی نہیں ،، ایپچینٹر س نے کہا تو اسے سکون آیا۔

تبھی وہ وہاں سے نکلا تھا۔

کہاں چل دیئے کنگ ویام ،، ایپچینٹر س نے پوچھا جبکہ جواب جانتی تھیں۔

اسے آزاد کرنے ،، کنگ ویام نے کہا اور وہاں سے چل دیا۔ اب یہ تو وقت ہی طے کرنے والا تھا کہ وہ آزاد ہو گی کہ کسی کے دل کے نہا خانوں میں قید۔

ماہاویرہ کو آج لباس تبدیل کرنے کو دیا گیا تھا۔ وہ نہا کر فریش سی باہر نکلی۔ یہ ٹی پنک کلر میں پیروں تک کی ایک لونگ فراک تھی۔ سلیولیس بازو میں وہ فریش فریش سی باہر آئی۔

آج تو وہ پہرے دار فیریز اس پر کچھ زیادہ ہی مہربان ہو رہیں تھیں۔ تبھی اسے گھما پھرا کر وہ پورا ہاؤس دکھایا تھا۔ تاکہ اس کی اداسی کم ہو۔

شام کے سائے گہرے ہو چکے تھے۔ وہ اب بھی طویل ترین لان میں چہل قدمی کر رہی تھی۔ شام کے سائے گہرے ہوتے ہی وہاں ایک دہشت ناک سا سناٹا طاری ہو گیا تھا۔ مگر ماہاویرا خوفزدہ نہیں تھی وہ پہرے دار پریاں ایک جانب کھڑی اس کی حفاظت کر رہیں تھیں۔

وہ جانے کس گہرے خیال میں ادھر سے ادھر گھوم رہی تھی کہ اسے پتہ نا چلا کہ وہ پہرے دار پریاں وہاں سے غائب تھیں۔ وہ تو پروں کی وہی عجیب و غریب پھڑپھڑاہٹ سن کر وہ یک دم اپنی جگہ فریز ہوئی تھی۔ دل جیسے کسی نے مٹھی میں کچلا۔ خوف و دہشت کے مارے اس کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے۔ وہ اپنی جگہ کھڑی لمبے لمبے سانس بھر رہی تھی۔

ویام اس کے پیچھے کھڑا بغور اسے لرزتے دیکھ رہا تھا۔

ماہاویرا کے لیئے منظر اچانک بہت ڈراؤنا ہو چکا تھا۔ اس نے زرا سر موڑ کر دیکھا۔ وہ جو صبح سے اس کے ساتھ دو لڑکیاں تھیں وہ اچانک ہی گدھے کے سر سے سینگ کی طرح

exponovels

غائب تھیں۔ اب تو ماہاویرا کی روح فنا ہوئی تھی جیسے۔ تبھی بغیر سوچے سمجھے اندر کی جانب دوڑ لگا دی تھی۔

کنگ ویام کے چہرے پر مبہم سی مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔

ماہاویرا نے اپنے کمرے میں آکر دروازہ لاک کر کے ہی سانس لیا تھا۔ دروازے سے پیٹھ لگا کر سہارا لیا اور لمبے لمبے سانس بھرنے لگی۔ اس سیاہ ہیولے کا خوف اس کے دل و دماغ میں جڑیں پکڑ چکا تھا۔ تبھی وہ اتنا خوفزدہ ہوتی تھی۔

کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو ماہاویرا نے اپنی بند آنکھیں پٹ سے کھولیں تھیں۔ مگر بہت دیر ہو چکی تھی۔ وہ بہت قریب چلا آیا تھا۔ اور اسے سر تا پا غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے آزاد کرنے آیا تھا۔ مگر دل ہمک ہمک کر فرمائش کر رہا تھا کہ عمر بھر کے لئے اسے اپنے پاس کہیں چھپا کر رکھ لے۔ قید کر لے۔ ویام نے اس کے دائیں بائیں اپنے ہاتھ دروازے پر ٹکائے۔

ماہاویرا ڈور میں گھسنے کو تھی۔

دد،،، دور،،، رہیے،،، سس،، سٹے، اوے ے ے ے،،، وہ سینے پر ہاتھ رکھے زور سے آنکھیں بند کر کے بولی تھی۔

exponovels

ڈریگن پرنسز،، آزادی چاہیے،؟ اپنے پیرنٹس کے پاس جانا ہے،، ؟ کنگ ویام کے سوال پراس نے ایک مرتبہ پھر سے پٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں۔ بلیک ہڈی میں کبھی اس کی آنکھیں دکھائی کب دیں تھیں مگر گھنی مونچھوں تلے سرخ لب ایک نظر دیکھ کروہ نظریں جھکا گئی اور سر زور سے اثبات میں ہلایا۔

Thengoahead,,,andkissme,,,,,,

وہ جانے خود کو آزمارہا تھا یا اس چھوٹی سی جان کو،، بہت بے اختیار لفظ تھے اور بے اختیار عمل۔

وہ دل وجان سے کانپ اٹھی تھی۔ پھر زور سے آنکھیں بند کیں تھیں۔ اور نفی میں سر ہلایا۔ مطلب اس بیہودہ فرمائش کے لئے صاف انکار تھا۔ مگر وہ نہیں جانتی تھی سامنے والا اپنے فیصلے پر کس قدر بے قرار اور بے چین تھا۔

کوئی بات نہیں یہ کام میں خود کرلیتا ہوں،، وہ لاپروائی سے بول تھا۔ ماہا ویرا اس کی باتوں حرکتوں سے اس سے پہلے سے بھی زیادہ خوفزدہ ہو چکی تھی۔ مگر جائے فرار کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ تبھی آنکھوں سے آنسو لڑھک کر گالوں پر بہہ نکلے۔۔ کنگ ویام مزید بے چین ہوا تھا تبھی اس کے چہرے پر جھک کر وہ آنسو اپنے لبوں سے چنے تھے۔

ماہاویرا کو ایک سلگتا لمس اپنے چہرے پر رینگتا محسوس ہوا تو وہ بند آنکھوں سے ہی ہاتھ چلانے لگی۔ اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دور دھکیلنے کی کوشش کی۔ جس کا الٹا ہی اثر ہوا تھا شاید۔

کہ کنگ ویام نے اس کے دونوں بازو اپنی سخت گرفت میں لے کر دروازے سے لگائے تھے۔ کندھے پر لب رکھے۔ اور اپنا لمس چھوڑتا کندھے سے کان تک آیا۔

وہ یہ سب گستاخیاں پورے حق سے کرنے میں مشغول تھا۔ وہ اسی کی تو تھی۔ دل و جاں سے، جسم و وجود سے، اور اگر اس کے سینے پر آدھا ڈریگن اور آدھا پری زاد کا ٹیٹو بنا تھا تو وہ روح سے بھی صرف اسی کی تھی۔

جب کہ ماہاویرا کو لگا ایک اور وکی شیر گل ہے جو اسے نوچنا چاہتا ہے۔ تبھی وہ بری طرح مچلی تھی۔

لیو می،، چھوڑیں مجھے،،، مگر ایک انچ بھی خود کو اس کی گرفت سے آزاد نہیں کروا پا رہی تھی۔ تبھی آنسو موتیوں کی صورت گرنے لگے تھے۔ مگر سامنے والا بلکل اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا شاید تبھی مسلسل اس کی نرم گداز گلابی گردن پر جھکا ہوا تھا۔

ویام کے ہونٹوں نے اس کی بیوٹی بون کو چھوا تو ماہاویرا پھر سے مچلی۔

مگر بے تحاشا برداشت کرتے وہ بری طرح ناکام ہوا تھا۔ تبھی ایک ہاتھ کمر کے گرد لپیٹ کر دوسرا بالوں میں پھنسا کر اس کا چہرہ اوپر اٹھایا تھا۔

وہ اس کے چہرے پر بکھرے موتی چن رہا تھا۔ جب کہ وہ بری طرح تڑپ رہی تھی۔

چھوڑیں مم،،،مجھے،،،جانے دیں،،،مم،،،،،،مت کریں،،میرے،،سس،،،،ساتھ ایسا،،،جانے دیں م،،،،

کنگ ویام نے اس کے لرزتے کانپتے ہونٹوں کی جنبش دیکھی تھی۔ وہ چاہتا تھا یہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ بھی پی ہی جائے۔ تبھی اس نے سیکنڈ نا لگایا تھا ایسے کرتے۔ بہت نرمی سے ان ہونٹوں کو اپنی پرشدت مہکتی گرفت میں لے کر اس کی سانسوں کی خوشبو اپنے سینے میں اتاری تھی۔

ماہاویرا اس وحشی گرفت میں پھڑپھڑائی تھی۔

وہ تو اسے آزادی دینے آیا تھا۔ اسے یہاں سے بھیجنے آیا تھا۔ مگر اپنے منہ زور بے لگام جزبات پر قابو نہیں رکھ پایا تھا۔

ماہاویرا کی سانس بند ہو رہی تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا دھیرے دھیرے اس کی جسم سے جان نکل رہی ہے۔ وہ قطرہ قطرہ نیم جان ہو رہی تھی۔ مگر نہیں جانتی تھی۔ کنگ ویام

exponovels

نے خود جادو سے اسے ہوش و خرد سے بیگانہ کیا تھا۔ اس کا بازوؤں میں بھرے اب بھی وہ اسے آزاد نہیں کرنا چاہتا تھا۔

مگر وہ جانتا تھا جب ماہ ویرا کی آنکھ کھلے گی تو وہ اپنے ماں باپ کے گھر میں ہو گی۔ اور یہ سوچ کنگ ویام کی جان نکالنے کو کافی تھی۔

اینچینٹرس کرسٹل باؤل میں ایک خوبصورت نظارا دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ اوشن کنگ اور ڈریگن پرنسز فیری ٹوپیا میں سراب کی انگوٹھی ڈھونڈنے کے لئے داخل ہوئے تھے۔

اینچینٹرس نے نرمی سے اپنی میجک سٹک گھمائی تو اس میں سے روشنی سی نکلی۔ اور روشنی کی چھوٹی چھوٹی تتلیاں بن گئیں۔

جی اینچینٹرس،، حکم فرمائیں،،، ان چھوٹی چھوٹی پریوں میں سے آواز آئی جن کے پر تتلیوں جیسے تھے۔

مہمان آئیں ہیں فیری ٹوپیا میں،، فیری گارڈین ایورا کو حکم دو کہ ان کا خیال رکھیں،، ان کی مدد کریں اور انھیں راستہ دکھائیں،،

اینچینٹرس نے کہا وہ سر جھکا کر فوراً وہاں سے نکلے۔

exponovels

فیری ٹوپیا میں خوش آمدید اوشن کنگ اور ڈریگن کوئین ،،، وہ پھر ہلکی مسکان لیے کرسٹل باؤل کی جانب متوجہ ہوئیں۔ تبھی دروازے پر ہلکی دستک ہوئی۔

ایپچینٹرس ،، کنگ ویام کی آواز پر ایپچینٹرس نے اپنی میجک سٹک گھما کر کرسٹل باؤل میں سے وہ ہیولے غائب کر دیئے۔

جی کنگ ویام آئیے آئیے ، اندر آئیے ،،، اس نے نرمی سے کہا۔

ویام اندر داخل ہوا۔ بے قراری انگ انگ سے چھلک رہی تھی۔

میں نے راج اور روشہ کے میرے پورے خاندان کے قاتل ہونے کے باوجود ان کی پرنسز کو آزاد کر دیا ایپچینٹرس ،، ویام نے لال انگارا آنکھیں لیے ایپچینٹرس کو بتایا۔ بے بسی کی انتہا تھی۔ وہ جب سے زندگی میں آئی تھی ایک پل کا بھی سکون نہیں آیا تھا۔ اور اب جب چلی گئی تھی تب بھی وہ اپنے انتقام کو لے کر ایک ان دیکھی آگ میں جھلس چلا تھا۔

فکر مت کریں کنگ ویام ،، جو بھی ہو گا بہتر ہو گا ، اور اس نیکی کا بدلا آپ کو ضرور ملے گا ،، میں جلد ہی دوبارہ جشن کا اہتمام کرتی ہوں آپ اپنے لئے کوئین جلد از جلد چن لیں ،،

ایپچینٹرس کی بات پر کنگ ویام کی نگاہوں کے سامنے ابھی کچھ دیر پہلے کا منظر اپنی پوری جزوئیات سمیت اس کی آنکھوں کے پردے پر لہرایا۔ وہ مزید بے چین ہوا اور وہاں سے نکل کر اڑا۔

exponovels

اپنے محل میں وہ اپنی خواب گاہ میں آیا تھا۔ یہ ایک بہت ہی بڑا گلاب کا پھول تھا جس میں وہ آکر لیٹا۔ اور اپنا ماتھا سہلانے لگا۔

بچپن سے انتقام کے علاوہ کچھ سوچا نہیں تھا۔ جب لینے کا وقت آیا تو جس کے زریعے سے انتقام لینا چاہا اسے تکلیف دے ہی نہیں پایا۔ اب جب اسے بھی آزاد کر دیا سوچا سکون مل جائے گا اور بے چین ہو گیا۔

کرے تو کیا کرے؟

کنگ ویام نے بے چینی سے کروٹ بدلی۔

آبدار اور مایا وش اس خوبصورت راہ گزر سے گزرتے جا رہے تھے۔ جہاں زمین پر پھولوں کی چادر سی بچھی ہوئی تھی۔ بڑے بڑے آسمان کو چھوتے درختوں سے بڑے بڑے پھول ہوا میں جھول رہے تھے۔ جن میں یقیناً زندگی سانس لے رہی تھی۔ مطلب وہ یہاں کی مخلوق کے گھر تھے۔

مایا وش آبدار کا ہاتھ تھامے آگے بڑھ رہا تھا۔۔

مایا وش کا ڈر کہیں جا سویا تھا۔ اب وہ حیرت سے وہ غیر ماروائی انتہائی حسین مناظر دیکھ رہی تھی۔

exponovels

بہت طویل سفر تھا۔ انھیں میجک وڈو پار کر کے پنک فوریسٹ کے اختتام پر ونڈر ماؤنٹین پر جانا تھا جہاں سے انھیں سراب کی انگھوٹھی کا سراغ مل سکتا تھا۔۔

چلتے چلتے شام کے سائے بہت گھرے ہو چکے تھے۔ آبدار نے اس کا ہاتھ مستقل تھاما ہوا تھا۔

جب مایا وش دہری ہوئی۔

افففففففف آبدار،،،،میں تھک گئی اب اور نہیں چل سکتی۔ وہ ایک آسمان سے باتیں کرتی بیل کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی۔ آبدار نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

بازوؤں میں اٹھا لوں،،؟ آبدار نے اس کے پاس بیٹھ کر کہا تھا۔

آپ نہیں تھکے؟ الٹا سوال۔

یہ سوال تب پوچھئیے گا کوئین جب آپ کو پیار کروں گا،،تب جواب کافی دلچسپ ہو گا،،وہ سرگوشی نما آواز میں بولا تو مایا وش گڑبڑا گئی اور بیل کے تنے سے ٹیک لگا لی۔

تبھی مایا وش کو ایک عجیب سی آواز آئی۔ گھبرا کر آنکھیں کھول کر دیکھا تو رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ سامنے سے آسمان کو چھوتا پانی لہراتا بل کھاتا تیزی سے ان کی جانب آ رہا تھا۔

آب وہ دیکھیں،،آب ہم ڈوب جائیں گے،،مر جائیں گے کچھ کریں،،وہ ہینک ہوئی آبدار کا گریبان جھنجھوڑ کر بولی۔

کچھ نہیں ہوگا مایا وش کچھ نہیں ہے یہ،، سراب ہے بس،، آنکھوں کا دھوکہ،، ہمیں ڈرانے کو،، ہمیں یہاں سے واپس بھیجنے کو،، اور اگر بلفرض یہ پانی ہے بھی تو ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا،، ہم پانی میں سانس لے سکتے ہیں،، آبدار کے اطمینان میں رتی بھر فرق نہیں پڑا تھا۔ تبھی پانی کی شورش زدہ لہریں ان تک پہنچیں تھیں۔ مایا وش نے گھبرا کر آنکھیں بند کر کے آب کے سینے میں منہ دیا۔

کچھ لمحوں بعد جب کچھ نہیں ہوا تو مایا وش نے پہلے ایک آنکھ کھولی۔ آبدار اس کی یہ حرکت دیکھ کر ہنسا۔ آبدار کے ہنسنے پر اس نے پٹ سے دوسری آنکھ بھی کھول لی۔ اور آبدار کو ہنستے دیکھ اسے گھورا۔

یہ کیا تھا،،؟ مایا وش نے برا سا منہ بنایا۔

سراب،،، اور یہ بزدل کوئین،، آبدار نے بول کر دانتوں تلے لب دبایا۔ اور نرمی سے اس کی ناک کو چھوا۔

اووووکس نے کہا میں بزدل ہوں،، ہرگز نہیں،، مایا وش آئبرو اچکا کر اٹھلائی۔۔

میں نے کہا آپ کے کنگ نے کہ آپ بزدل اور ڈرپوک ہیں،، آبدار نے بھی سچ بول ہی دیا۔

نہیں ہوں،، مایا وش نے دلیری سے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔

exponovels

رائیلی؟

یس،،، میں خود کو سٹرونگ اور بریو ثابت کرنے کے لئے کچھ بھی کر سکتی ہوں،، وہ پھر اترائی۔

بتائیں مجھے میں کیا کروں،،؟

ہمممممم،،، آبدار نے سوچنے کی بھرپور ایکٹنگ کی،،

مجھے ادھر کس کریں،، وہ اپنے لبوں پر انگلی رکھتا بولا تھا۔ مایا وش جو تن کر بیٹھی تھی بری طرح گڑبڑائی۔ بریو کوئین کی بولتی بند۔ آبدار اس کی پتلی ہوئی حالت دیکھ کر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ میجک مڈو میں ہنسی کی ایک جلترنگ سی بجی تھی۔ شام کے گہرے سائے پھیلے تھے۔ بیل فلاورز میں سے ہلکی ہلکی روشنی چھن کر کے باہر آنے لگی۔

آبدار یہ کیا بات ہوئی،، آپ نے جان بوجھ کر وہ بات کی جو میں نہیں کر سکتی،، بہت برے ہیں آپ،، بہت برے،، وہ جھلاتی،، تلملاتی اس کے سینے پر مکے برسا رہی تھی۔ اور وہ غور سے اسے ہنستے دیکھے گیا۔ پنک اور پیرٹ کمبنیشن فراک میں کھلے بال شاہی لباس اس کے منہ زور جزبات میں ایک طوفان سا برپا کر کے ان میں ایک چوفان برپا کر رہی تھی۔

اب بزدل ہیں تو ہیں اس میں برامنانے والے کونسی بات ہے کوئین،، وہ اس کی کلائیاں جکڑ کر کمر اسے باندھتا اسے اپنے سینے سے لگا کر بولا تھا۔ مایاوش کی زبان کو بریک لگی تھی۔

تبھی پتوں اور پھولوں میں سرسراہٹ سی پیدا ہوئی۔

وہ چونکے آبدار چوکنا ہوا تھا۔ مایاوش حسبِ معمول خوفزدہ۔

تبھی ان کے سامنے اندھیرے میں سے ایک چھڑی سی لہرائی تھی۔ جبکہ چھڑی والا وجود اندھیرے میں ہی ہوامیں لہرا رہا تھا۔

کون ہو تم لوگ،، جلدی بتاؤ،، نہیں تو بہت بری سزا دوں گی،، آنے والی نسوانی آواز میں بہت غصیلے لہجے میں بولی تھی۔

ہم مسافر ہیں،، اور کسی کو بھی کوئی بھی نقصان نہیں پہنچائیں گے،، آبدار نے نرمی سے کہا۔

نہیں تم لوگ یہاں کہ نہیں ہو،، اور مجھے تم لوگوں کے ٹیٹو کی پاورز کی آواز سنائی دی،، تم لوگ ان پاورز سے یہاں کے لوگوں کو بہت نقصان پہنچا سکتے ہو تو بتاؤ کون ہو،، وہ پھر دھاڑی تھیں۔ اور اب اندھیرے سے ان کے سامنے آئیں۔ بلاشبہ وہ ایک بہت خوبصورت پری تھی۔

اس سے پہلے آبدار کوئی جواب دیتا وہاں کچھ تتلیاں اڑ کر آئیں تھیں۔ اور اس پری کے ہاتھ میں ایک کرول تھمایا۔ اس پری نے وہ کرول کھول کر پڑھا تو اس پہ اسپنچینٹرس کا پیغام

تھا۔ تبھی اس کے ماتھے سے سلوٹیں غائب ہو کر اس کے چہرے پر ایک میٹھی سی مسکان ابھری تھی۔

آپ لوگوں کا سواگت ہے فیری ٹوپیا میں،، میں فیری گارڈین ایورا ہوں،، آئیے میرے ساتھ آئیے آپ لوگ لمبے سفر سے تھک گئے ہوں گے،، آ کر آرام کیجئے،،

اس پری نے اس قدر مہربان لہجے میں بول کر مایا وش کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا۔ کہ وہ جو آبدار کے پیچھے تقریبا چھپی ہوئی تھی۔ سامنے آ کر ان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ تھمایا۔

آئیے میرے ساتھ۔

اس نے اپنی میجک سٹک گھمائی تھی۔ ایک بیل فلاور آ کر ان کے قدموں میں رکا تھا وہ ان پر سوار ہوئے۔ ایورا انھیں لیے اوپر اڑی تھی۔

کافی سارا اڑ کر وہ ایک بہت ہی بڑا مٹکے نما فلاور تھا۔

جب ایورا اس کے سامنے آئی تو دروازہ خود با خود ہی کھل گیا۔ وہ اندر داخل ہوئے۔ اندر ایک الگ ہی جہان آباد تھا۔ اتنی خوبصورتی، اتنی کہیں نہیں مل سکتی تھی۔

آئیے،، بھوک لگی ہوگی،، کھانا کھائیے،، ایورا نے انھیں ایک میز کے ساتھ لگی نرم گداز کرسیوں پر بٹھایا تھا۔ میجک سٹک گھمائی تھی کہ انواع واقسام کے کھانے ان کے سامنے پیش ہو چکے تھے۔ انھوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔

ہمیں آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے،، آبدار نے بات کرنے میں پہل کی تھی۔

ابھی آپ لوگ تھک گئے ہوں گے آرام کیجئے،، صبح بات کریں گے،، آپ کی کوئین تھکی ہوئی لگ رہی ہیں انھیں آرام کی ضرورت ہے،، وہ نرمی سے بولی تھی۔

آبدار نے دھیمے سے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ انھیں لیے ایک خوبصورت سی راہداری میں سے گزر کر ایک بند پھول کے سامنے لائیں تھیں۔ پھول کی پتی کو اشارا کیا وہ سامنے سے ہٹ گئی۔

مایاوش الجھی ہوئی سی اپنی انگلیاں چٹخا رہی تھی اور اپنے لب بری طرح کچل رہی تھی۔

ایورا اور آبدار نے اسے پیچھے مڑ کر ایسی نگاہوں سے دیکھا کہ اسے قدم آگے بڑھانے ہی پڑھیں۔ تب وہ دونوں اندر داخل ہو گئے تھے۔

یہ فیری ٹوپیا ہے کوئین یہاں ہر جنگ محبت سے جیتی جاتی ہے،، ایورا نے مسکرا کر کہا تھا اور واپس چلیں گئیں۔

وہ اندر آئے تو پھول اپنے آپ بند ہو گیا اور ان کے لئے جگہ بہت تنگ پڑ گئی۔ اب بس اندر ان کے لیٹنے کی جگہ تھی۔

آب یہ کیا،، میرا خیال یہ جگہ صرف ایک فرد کے لئے ہے،، مایاوش سخت گھبرائی تھی۔

نو، میری بزدل کوئین،، یہ پھول ایک کنگ اور کوئین کے لئے ہے،، آبدار کہتے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیے پھول کی مخملی سی سطح پر گرا تھا۔

آپ مجھے بزدل بولنا بند کریں،، وہ تلملا کر بولی تھی۔

سو تو آپ ہیں کوئین،، نہیں تو اپنی بیٹ پوری کرتیں،، وہ بچوں کی طرح اس کی گداز گال کھینچ کر صاف اسے چڑانے والے لہجے میں بولا تھا۔

جو مایا وش کو پتنگے لگا گیا تھا۔ تبھی وہ اوپر اٹھی تھی۔ فوراً ایک ہاتھ آب کی آنکھوں اور دوسرا اس کے لبوں پر رکھ کر اپنے ہاتھ کو چوما تھا اور اتنی ہی تیزی سے پیچھے ہٹی تھی۔

اب خبردار، مجھے بزدل کہا،، وہ آبدار کو شہادت کی انگلی سے وارن کر کے بولی تھی۔ آبدار کا دل کیا اس کی بہادری پر عش عش کر اٹھے۔ تبھی اپنا پیٹ پکڑ کر قہقہے لگانے لگا تھا۔

مایا وش اپنی بے وقفی پر سرخ پڑ گئی۔

آبدار ہنسنا بند کریں مجھ پر،، وہ روہانسی ہوئی تھی۔ جب کہ ہنس ہنس کر آبدار کی آنکھیں بھی نم ہو چکیں تھیں۔

واؤ،،، واٹ آ بریوری،، آبدار نے تالی بجا کر اب ایک ڈریگن پرنسز کے غصے کو ہوا دی تھی۔ وہ کب سے اسے زچ کر رہا تھا۔ اور اب مایا وش کی بس ہو چکی تھی۔

تبھی مایاوش دانت کچکچا کر آگے بڑھی اور اسے گریبان سے جکڑا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھے تھے اس کے نچلے ہونٹ کو اپنے دانتوں سے کاٹ کھایا تھا۔ وہ آنکھیں بند کیے وہ پل محسوس کیا اور وہ میٹھا سا درد برداشت کرنے لگا۔ مگر وہ اسے کاٹی کر کے پیچھے ہٹ چکی تھی۔

اب آیا مزا آپ کو میری بریوری چیک کر کے،، وہ خوش ہوتی معنی خیز سی بولی تھی۔ اور اب جیسی نگاہوں سے آبدار نے اسے دیکھا تھا۔ مایاوش کے چہرے نے لہو چھلکایا۔ آبدار کے لب پر ایک ننھی سی خون کی بوند ابھری۔ جسے دیکھ وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرے چھپا گئی۔

بریوری اسے نہیں بولتے،،،،،،، اسے بولتے ہیں ڈئیر کوئین،، وہ اس کے چہرے سے اس کے ہاتھ پیچھے کر کروٹ بدل کر اس پر حاوی ہوا تھا۔ اور اب خود اسے کی سانسوں کو اپنی دسترس میں لیا تھا۔ مایاوش کی جان ہوا ہوئی تھی۔ اب پتا چلا کس سے الجھ بیٹھی تھی۔ وہ جو پل پل اس کے قریب آنے کو دل وجاں سے مچل رہا تھا تڑپ رہا تھا۔

جانے کتنے برسوں سے وہ اس پل اس لمحے کے لئے تڑپا تھا۔ اب جب وہ پل میسر تھے تو وہ انھیں بھرپور انداز میں جینا چاہتا تھا۔ اس کیا معلوم کہ وہ مایاوش کے آس پاس ہونے سے

کس قدر مسرور اور سرشار تھا۔ نہیں تو اب تک تو اس کا اشتعال اس کا غصہ نجانے کتنی زندگیاں نگل چکا ہوتا۔

ہونٹوں پر بڑھتی گستاخیوں کے ساتھ اس کی کمر سہلاتے ہاتھ نے مایا وش کو بے جان سا کر دیا تھا۔ وہ جو مکمل مدہوش اور بے خود سا تھا مایا وش نے کسی طرح اس کو کندھوں سے جھنجھوڑ کر ہوش دلانے کی کوشش کی تھی۔ جس میں اس کے کندھوں پر مایا وش کے ناخنوں سے سکریچ پڑے تھے۔

وہ نرمی سے پیچھے ہٹا۔ اور اس کے لہو رنگ بھیگے لبوں کو دیکھا۔ وہ نڈھال سی لمبے لمبے سانس بھر کر اپنا سانس ہموار کر رہی تھی۔

آبدار اسے مکمل آزادی دے کر سیدھا ہو کر لیٹا تھا۔

سو جائیں کوئین،، نہیں تو میں اپنا پرامس توڑ بیٹھوں گا،، آبدار نے کچھ ایسے لہجے میں کہا تھا کہ مایا وش فوراً دوسری جانب کروٹ بدل گئی۔ مگر پھر بھی وہ اس کے اتنے قریب تھی کہ اس کے پہلو سے ٹکرا رہی تھی۔

ویسے یہ اوشن کنگ غلط تھا،، آپ بزدل نہیں بہت بڑی والی ظالم ہیں،، اس کے لہجے کا شکوہ مایا وش محسوس کرتی بھی انجان بن کر لیٹی رہی کہ فی الوقت اپنے کنگ کی یہ خواہش پوری کرنے کی وہ خود میں ہمت نہیں پاتی تھی۔ تبھی جلدی سے آنکھیں موند لیں۔

کچھ ہی دیر بعد مایا وش جو بہت زیادہ تھکاوٹ کی شکار تھی گہری نیند سو گئی تھی۔ آبدار نے اس نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا اور اسے اپنے سینے پر گرایا تھا۔

بزدل کوئین،، وہ جھنجھلایا سا بڑبڑایا اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔

عائش اپنے شاندار سے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اس کے پیچھے روزیلہ اندر داخل ہوئی تھی۔

تم سچ میں اتنی بے وقوف ہو کہ ایکٹنگ کرتی ہو،، عائش دانت پیس کر بولا تھا۔

جییی؟ روزنا سمجھی سے بولی تو عائش کو مزید پتنگے لگے۔

کچھ نہیں،، اپنی ماں سے بولو کے تم مجھے یہ سارا محل اور اوشیانہ کی سیر کروانا چاہتی ہو،، ہم بہانے سے یہاں سے نکلیں گے اور ممی کا پتہ لگانے کی کوشش کریں گے،، اور اب اگر تمھاری زبان کسی کے سامنے لڑکھڑائی تو گدی سے کھینچ لوں گا سمجھیں،،

عائش دانت پیس کر غرایا تھا۔ روزیلہ کی بیک بون میں سرسراہٹ ہوئی۔

جج،، جی،، خوف کے مارے اسی کے سامنے پھر زبان لڑکھرائی تو وہ طیش کے مارے اس کی جانب بڑھا۔ اور بری طرح اس کے بازو اپنی وحشی گرفت میں لیے۔

ابھی میں نے کیا بولا،،، ہاں،،،

وہ مم،، میں،،، دد،، دیکھیں،،

exponovels

ارے کیا دیکھوں میری جان،، اب تم اپنے کنگ کے ساتھ یوں ظلم کروگی،، کیوں گھبرا رہی ہو میرے قریب آنے سے،، میرے چھونے سے میری جان کچھ نہیں ہوگا،، مجھے قریب آنے دو، اتنے کہ سانسوں کو بھی الگ الگ آنے جانے کی زحمت نا ہو،، وہ بھی ایک ہوجائیں،، وہ بہکے سے لہجے میں بولتا اسے اپنے بازوؤں کے تنگ گھیرے میں لے چکا تھا۔

اور اس کے اس بدلتے پینترے کو دیکھ روزیلہ کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور منہ کھل گیا۔ اس کی یہ ہونق شکل دیکھ کر عائش کا دل کیا اس کو ایک جڑ دے۔

منہ بند کرو روز،، کھڑکی میں کوئی ہے،، یقیناً ہماری جاسوسی کرنے آیا ہے،، وہ اس کے سینے میں بھینچے اس کے بالوں میں منہ دیئے سرگوشی میں بولا تھا جب کہ اس کی یہ جسارتیں روز کی جان نکالنے کو کافی تھیں۔

کنگ،، رت ابھی باقی ہے،، آپ صبر نہیں کرسکتے،، ابھی میں آپ کو اوشیانہ کی سیر کروانا چاہتی ہوں،،

روز نے بڑی ہی مشکل سے اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر نگاہیں جھکا کر کہا تھا۔ عائش نے بغور اس کا معصوم چہرہ دیکھا۔ اور فوراً نگاہ پھیری۔ اب اسے واضح کھڑکی میں کھڑا کوئی دکھ رہا تھا۔

ٹھیک ہے چلو،، اب تمھاری بات مانی جائے گی اور رات کو تمھیں میری ماننی پڑے گی،،

پرامس،،

جی،،،، روزیلہ کا دم اٹکنے لگا تھا اس کے حصار میں وہ دونوں ہاتھ تھامے ک۔رے سے

باہر نکلے۔

.

راج جب مایا وش کو دیکھ کر اسے رستہ دکھا کر ڈریگن لینڈ لوٹا تھا تو وشہ کو بہت بیمار پایا۔ تب وہ بے حد پریشان ہوا تھا۔ شاید وہ سمجھ چکی تھی کہ اب مایا وش کی طرح اس نے ماہاویرا کو بھی کھودیا۔ تبھی اس نے خود کو ہلکان کرتے بیمار کرلیا تھا۔

مگر جب راج نے اسے مایا وش کے بارے میں تمام تر تفصیلات سے آگاہ کر دیا تو وہ کچھ سنبھلی تھی۔ جب اپنی بچی سے ملنے کی امید کا سرا ہاتھ میں آیا تو اس نے اپنے آپ کو اپنی بچی کے لئے سنبھالا۔

راج دربار سے فارغ ہو کر محل کی اندرونی جانب آیا تو سامنے سے وشہ آتی دکھائی دی۔ آج وہ کافی عرصے کے بعد اپنی خواب گاہ سے باہر نللی تھی۔

راج نے آگے بڑھ کر اس کا ماتھا چوما۔

کیسی طبیعت ہے وشہ،، راج نے نرمی سے پوچھا۔

بہتر،، وہ مسکرا کر بولی۔

تبھی ایک دربان اجازت لے کر تیزی سے راج تک آیا تھا۔ ادب سے جھکا اور اس کے ہاتھ میں ایک کرول تھمایا۔

یہ پیغام فیری گارڈینز کی ملکہ اینچینٹرس نے بھیجا ہے آپ کے لئے کنگ،، دربان بولا تو راج نے اس کے ہاتھ سے کرول تھام کر کھول کر پڑھا۔ اور جوں جوں پڑھتا گیا پہلے تو راج کی آنکھوں میں شعلے سے بھڑکے مگر پھر کرول کے اختتام پر وہ پر سکون ہوا تھا۔

اس کرول میں اینچینٹرس نے کنگ ویام کے غصے بدلے اور انتقام کی ساری داستان لکھ بھیجی تھی۔ اور پھر اختتام پر یہ بھی کہ ماہاویرا کو سہی سلامت آزاد کر دیا گیا ہے۔

یہ خبر ملتے ہی راج نے وشہ کو گود میں بھر کر گول گول گھمایا تھا۔۔

ارے ارے یہ کیا،، راج آپ پاگل ہو گئے ہیں،، وشہ نے کہا تو راج نے اسے پکڑ کر مزید گھمایا۔

تم سنو گی کوئین تو تم بھی خوشی سے پاگل ہو جاؤ گی،، ہماری پرنسز ماہاویرا ہمیں مل گئی ہے اور اب جلد مایا وش بھی ہمارے پاس ہو گی،، راج نے اسے بازوؤں کے گھیرے میں لے کر کہا۔

وشہ کا چہرہ گلاب کی طرح کھلا تھا۔

راج پلیز،، خدارا مجھے میری بچی کے پاس لے جائیں،، وہ سر خوشی میں راج کے گلے لگ کے پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔ اب تو راج نے بھی مزید انتظار نہیں کیا تھا وہ وشہ کو لیئے بلیک مرر کی جانب بڑھا۔

ماہاویرا کی آنکھ اپنے کمرے میں کھلی تھی۔ جمی اور سیرا اس کے اوپر جھکے ہوئے تھے۔ وہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی تھی۔ تب وہ جمی اور سیرا کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہاں راج اور وشہ چلے آئے تو ایک مرتبہ پھر وہ راوی چناب بہانے لگی تھی۔

راج نے بڑی مشکل سے اسے بہلایا۔ مگر اب وقت آن پہنچا تھا کہ اسے اس کی حقیقت کا علم ہو جائے۔ اب وہ اسے یہاں اس گھر میں اور انسانی دنیا میں نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ اب وہ اسے اپنے ساتھ ڈریگن لینڈ لے جانا چاہتا تھا۔ تبھی وشہ کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارا کیا۔ وشہ جو اپنی پرنسز کو دیکھ کر ہی جی اٹھی تھی۔ اب وہ بھی یہی چاہتی تھی سو اس نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔

راج جمی اور سیرا کو بہانے سے روم سے باہر لے کر نکلا۔ تب وشہ نے ماہاویرا کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلائے۔

exponovels

انھیں تھامو،،، وشہ نے کہا تو ماہا ویرا نے فوراً ان کے ہاتھ تھام لیے۔ کہ بڑوں سے بحث کرنا تو اسے آتا ہی نہیں تھا۔

اپنی آنکھیں بند کرو ماہا ویرا،، ماہا ویرا نے اپنی آنکھیں بند کیں۔

ان بند آنکھوں کے پیچھے آگاہی کے در وا ہوئے تھے۔ اسے اس کی حقیقت اس کی اصلیت سب باور کروا دی گئی تھی۔ چند پلوں، چند لمحوں میں وہ اپنی اصلیت جان گئی تھی۔ جب ماہا ویرا نے آنکھیں کھولیں تو سب کچھ بدل چکا تھا۔ اسکی دنیا بدل گئی تھی۔ اس کی پہچان سب کچھ۔

مما،،، وہ وشہ کے سینے سے ایک مرتبہ پھر لپٹی تھی۔

راج نے جمی اور سیرا کو تمام حقیقت تو پہلے ہی بتا دی تھی۔ مگر اب وہ اپنی پرنسز کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ بھلا انھیں کیا اعتراض ہو سکتا تھا کہ تھی تو وہ انھیں کی امانت ان کے پاس۔ مگر راج نے انھیں اب کہا تھا کہ وہ جب چاہیں ماہا ویرا سے مل سکتے ہیں۔

وہ تینوں اندر داخل ہوئے تو ماہا ویرا تیزی سے اٹھی تھی اور اپنے پاپا راج کے گلے سے لگی۔

ڈیڈ،، مجھے ادھر ڈر لگتا ہے،، مجھے آپ کے اور وشہ مما کے ساتھ جانا ہے،،

وہ بڑی جلدی سمجھ چکی تھی کہ وہ صرف اپنے راج ڈیڈ کے ساتھ ہی سیو رہے گی۔ جانے کیوں مگر اسے اب بھی لگتا تھا کہ وہ اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ ضرور دوبارہ لوٹ کر آئے گا۔ اس کا خوف ماہ ویرا کی رگ رگ میں خون منجمد کر دیا کرتا تھا۔

راج نے اثبات میں سر ہلایا۔ اور راج اور روشہ اسے لئے وہاں سے رخصت ہوئے۔

وہ تاشہ کے بلکل سامنے کھڑے تھے۔

ماں مجھے انھیں اوشیانہ کی سیر کروانی ہے،، روزیلہ اب کی بار خود کو مضبوط کیے ہوئے تھی کہ کمر پر سرسراتی عائش کی انگلیاں اسے بہت کچھ باور کروا رہی تھیں۔

اتنی جلدی بھی کیا ہے پرنسز،،، پہلے آرام تو کر لو،، کل سیر کروا دینا،،

تاشہ نے بھی اپنا لہجہ ضرورت سے زیادہ میٹھا کیا۔ ایک تو پہلے ہی عائش کا دل کرتا تھا اس کا گلا دبا دے اور اوپر سے اس کی یہ مکاریاں۔

ہمیں آرام کی ضرورت نہیں ماں،، عائش اوشیانہ کی سیر کرنا چاہتے ہیں،، اور میں بھی،، بلکہ یہ سیر کرنے سے ہم بلکل تازہ دم ہو جائیں گے،، روزیلہ نے کہا۔ مگر عائش کی کمر پر رقص کرتی انگلیوں سے اس کے گلے میں گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

exponovels

ٹھیک ہے جاؤ، ، پہرے داروں کو ساتھ لے جاؤ، ، تاشہ نے ہی ہار مانی۔ مگر اگلا آپشن بھی دیا۔

ارے ساسو ماں کیا ظلم ڈھا رہی ہیں ابھی تو شادی ہوئی ہے، ، بلکہ محبت کی شادی تو نئے نویلے جوڑے کو کچھ تنہائی چاہیئے ہوگی، کچھ خاص وقت جو صرف وہ ایک دوسرے کے ساتھ گزار سکیں، ، آپ سمجھ رہی ہیں ناں میری بات، ، عائش کی ایک ایک بات پر روز نے بری طرح اپنے لب کاٹے تھے۔ جبکہ اس کی جانب دیکھ کر عائش بہت محظوظ ہوا تھا۔

ٹھیک ہے، ، ٹھیک ہے جاؤ تم لوگ، ، تاشہ نے اپنی جان چھڑائی۔ وہ محل سے باہر نکلے تو تاشہ اپنے خاص نگران ہیما کو دیکھ کر دھاڑی تھی۔

پیچھا کروان کا، ، مجھے اس ایلا کے بیٹے پر زرا بھروسہ نہیں، ، اس کی آنکھوں میں اپنے لئے عجیب سی نفرت محسوس کی ہے میں نے، ، اگر یہ زرا سا بھی ایلا کی جانب گئے تو ختم کر دینا اس ایلا کے بیٹے کو، ،

تاشہ حک۔ سناتی وہاں سے اپنی خواب گاہ میں گئی تھی۔ جبکہ ہیما عائش اور روزیلہ کا پیچھے کرنے لگی۔

exponovels

آگ کے ایک بہت بڑے الاؤ کے سامنے وہ اپنی تمام طاقتیں صرف کر کے وہ چلہ کاٹ رہی تھی ۔ وہ اتنا کاری وار کرنے والی تھی کہ اس کا کاٹا پانی بھی نہیں مانگنے والا تھا ۔

اور پھر کچھ ہی دیر بعد رومینیا کے اس ہسٹورک قبرستان میں اس کے مکرہ قہقہے گونج اٹھے ۔

وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکی تھی ۔ اپنے دشمنوں کو اس کی جانب سے دی جانے والی یہ پہلی شکست تھی ۔ اور بہت بڑی شکست تھی وہ جانتی تھی اس کے دشمنوں کی اس وار سے کمر ٹوٹ کر رہ جائے گی ۔ ۔ اور اسے بہت بڑا مزا آیا تھا ۔ اپنے شیطان آقا کو خوش کر کے کامیابی سے یہ بلی دے کے ۔

اس بلی کے بعد اچانک اس کی طاقتوں میں کئی گناہ اضافہ کر دیا گیا تھا ۔

تبھی اس کے مکروہ قہقہے وہاں آس پاس گونج رہے تھے ۔

آبدار کے وارننگ دے کر جانے کے بعد جیک نے دیر نہیں لگائی تھی اسے اپنا بنا کر اپنی نگاہوں کے سامنے رکھنے میں ۔ تبھی آج ہی وہ رجسٹرار آفس جا کر سنجنا سے شادی کر کے اسے اپنے گھر ہی لے آیا تھا ۔

یہ بہت خوبصورت کاٹیج نما گھر تھا ۔ وہ ابھی ابھی رجسٹرار آفس سے گھر آئے تھے ۔ جیک سنجنا کے ساتھ رنجنا کو بھی ضد کر کے اپنے ساتھ لے آیا تھا ۔ اس نے اتنی ضد کی کے اس کو

ان کی بات ماننی ہی پڑی۔ انڈیا میں سنجنا اور رنجنا کا کوئی سگا رشتہ تو تھا نہیں تبھی انھوں نے جیک کو ہی اپنا سب کچھ مان لیا تھا۔

کاٹیج کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ وہ لاونج میں داخل ہوئے۔

میں تو بہت زیادہ تھک گئی ہوں بھئی آرام۔ کروں گی،، رنجنا نے کہا تو جیک مسکراتا اسے اس کے روم تک چھوڑ کر آیا۔ خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔

واپس آیا تو وہ کنفیوز سی وہیں کھڑی اپنی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔ جو براؤن ہاف بلاؤز ساڑھی میں بے تحاشا حسین لگ رہی تھی۔ ایسا روپ ایا تھا کہ گندمی سنہرا رنگ بھی سونے کی طرح دمک رہا تھا۔

وہ اس کی پتلی ہوئی حالت دیکھ کر مسکراتا اس کے پاس چلا آیا۔

واٹ ہیپنڈ،، کنفیوز؟ جیک نے پوچھا تو اس نے گائے کی طرح اثبات میں سر ہلایا۔

می ٹو،، جیک نے جان بوجھ کر مسکین شکل بنا کر ایسے بے چارے طریقے سے کہا سنجنا بھی ہنس دی۔

تبھی اس نے آگے بڑھ کر بڑی دیدہ دلیری سے اسے بازوؤں میں بھرا تھا۔ سنجنا نے مسکراتے مگر نگاہیں جھکائے اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کیے۔ وہ اسے لئے روم میں آیا۔ پیچھے مڑ کر ڈور لاک کیا۔

اسے نرمی سے نیچے اتارا۔

توکیا کہتی ہو وائفی،، بخش دیا جائے یا پکڑ لیا جائے،، انگلش میں بولا تھا لہجہ بے تحاشا معنی خیز تھا۔ سجنا کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ چلی تھی۔ تبھی وہ دامن بچا کر ڈریسنگ کی جانب بھاگنے لگی کہ اس کی ساڑھی کا پلو جیک کے ہاتھ میں آیا تھا۔

جیک،،،، وہ کندھے پر ہاتھ رکھتی لرز گئی تھی۔ ابھی تو وہ دو فٹ کے فاصلے پر کھڑا تھا۔ مگر اس کی نگاہیں ہی جسم سے جان کھینچنے کو کافی تھیں۔

یس مائی سول،، وہ پلو کو ہاتھ پر لپیٹتا قریب چلا آیا تھا آکر اس کی پشت سے اس کو کندھوں سے تھاما۔

جیک پپ،،، پلیز،،، نو،، جب پچھلی گردن سے کھلے بال ہٹا کر اس کے نرم دہکتے لبوں کا لمس اپنی پچھلی گردن پر محسوس ہوا تو وہ جی جان سے لرز اٹھی۔ اور زور سے آنکھیں بند کر لیں۔ جیک نے ایک جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب موڑا۔ اور بن بادلوں کے برسات کی طرح اس پر برس ہی پڑا۔ کتنا خوبصورت احساس تھا کہ جسے چاہا وہ اب اس کے پاس اس کی دسترس میں تھی۔

دونوں ایک دوسرے میں گم ہوتے چلے گئے۔

exponovels

صبح سب سے پہلے چڑیوں کی چہچہار کی آوازوں پر مایا وش کی آنکھ کھلی تھی۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ آبدار کے سینے پر سر رکھے سوئی ہوئی تھی۔ آب کا حسین ترین چہرہ دیکھا تو لبوں پر خود بخود دھیمی سی مسکان احاطہ کرنے لگی۔

اور رات کی اس کی تمام کارگزاریاں یاد آئیں تو اس پر ٹوٹ کر پیار بھی آیا۔

صرف اس کی خاطر وہ کیا کچھ کر رہا تھا اور کتنا کچھ برداشت کر رہا تھا۔ کتنا سہہ رہا تھا۔ یہ تو وہی جانتی تھی جس کہ لئے اس کے انگ انگ سے بے قراریاں صاف چھلکتی تھیں۔ وہ اسی کے سینے پر مٹھی پر ٹھوڑی رکھ کر بغور اسی کے تیکھے مغرور نقوش کو دیکھتی رہی جو مایا وش کے علاوہ باقی کسی بھی ہر چیز کے لئے جیتا جاگتا ایک قہر ثابت ہو سکتا تھا۔

مایا وش خود اس سے کس قدر محبت کرتی تھی یہ تو وہ بھی نہیں جانتا تھا۔ نا جان سکتا تھا۔ جانتا بھی کیسے؟ محبت کے اظہار کے لئے یا تو الفاظ کی ضرورت پڑتی ہے یا کسی عمل کی۔ پر مایا وش نے تو دونوں ہی نہیں کیے تھے۔

مگر اب وہ بے اختیار ہی اوپر ہو کر جھکی اور آہستگی سے پہلے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔ پھر آنکھیں بند کر کیں اپنی تمام تر ہمت مجتمع کر کے دائیں گال پر اپنے لب رکھے۔

ابھی وہ بائیں جانب جھک کر اس کی گال پر اپنے لب رکھتی کہ بہت اچانک آبدار نے اپنے چہرے کا رخ موڑ کر اس کا نشانہ تبدیل کر دیا تھا۔ اب مایا وش کے نرم گداز ہونٹوں نے

آبدار کے ہونٹوں کو چھوا تھا۔ اس کو مسکراتی آنکھیں کھول دیکھ اور اپنی کارگزاری پر مایا وش کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔

وہ جلدی سے پیچھے ہٹنے لگی۔ مگر بہت دیر ہو چکی تھی۔ آبدار ایک بازو اس کی کمر کے گرد اور دوسرا اس کے بالوں میں پھنسا چکا تھا۔

کچھ ہی لمحوں میں وہ اسے نڈھال کر چکا تو مایا وش نے اس کے کندھے پر مکے برسائے۔

آبدار نے نرمی سے اس کے لبوں کو آزاد کیا تو وہ اسی کے سینے پر گر کر لمبے لمبے سانس بھرنے لگی۔

میں بات ہی نہیں کروں گی آپ سے،،، ایک مرتبہ پھر اس کے فولادی سینے پر مکے برسائے۔ وہ مسکرایا۔

شروع کس نے کیا کوئین،، آب نے سرشاری سے کہا۔

میں نے تو بہت نرمی سے چھوا تھا،، آپ نے تو جان نکال لی،، اور آپ تو سو رہے تھے ناں،، اس نے آئیبرو اچکا کر کڑے تیوروں سے اسے گھورا۔

میری کل کائنات میری بانہوں میں ہے کوئین میں کیسے سو سکتا ہوں، اس کی حفاظت نہیں کروں گا،، جزبوں سے چور لہجہ تھا۔ مطلب وہ اس کے چکر میں ساری رات نہیں سو پایا تھا۔

مایا وش نے اس کی جزبے لٹاتی نگاہوں سے اپنی نگاہیں چرائیں اور دونوں اٹھ بیٹھے۔

ایورا کی پہرے دار انھیں ایک ٹھنڈے چشمے کے پاس لے کر گئے تھے۔ جہاں وہ فریش ہوئے اور ایورا نے انھیں تبدیل کرنے کو لباس بھی دئیے تھے۔

خاص مہمانوں کے لئے کھانے کا شاندار سا اہتمام کیا گیا تھا۔ انھوں نے کھانا کھایا تب ایورا انھیں لیے بیل سے نیچے آئی۔

سامنے ہی ایک گلابی رنگ پروں والا بہت بڑا یونی کورن کھڑا تھا۔

یہ تمھیں تمھاری منزل کے قریب لے جائے گا،، اوشن کنگ،،، ایورا نے آبدار کو ایسے مخاطب کیا تو وہ دونوں چونکے مگر جلد ہی سنبھل گئے۔

میجک مڈو کے بعد کا تمام راستہ بہت عجیب ہے جنھیں آپ لوگ چل کر پار نہیں کر سکیں گے اسی لئے یہ ہیو آپ کی مدد کرے گا،، ایک بات آپ دونوں ہمیشہ یاد رکھنا جو جیسا دکھتا ہے ویسا ہوتا نہیں،، ڈیپ فوریسٹ پار کرنے سے پہلے آپ کو وہاں کی ایک شرارتی پری کا سامنا کرنا پڑے گا،، وہ مختلف طریقوں سے مسافروں کو پریشان کرتی ہے،، کسی بھی روپ میں سامنے آ سکتی ہے، حتی کے انسانی روپ میں بھی پریشان کرتی ہے، اس کی پہیلی بوجھے بغیر اسے مطمین کرے بغیر آپ لوگ کبھی آگے نہیں بڑھ سکتے،،

ایورا انھیں بہت نرم، میٹھے اور دھیمے لہجے میں ان کے سفر کا تمام احوال سنا رہی تھی۔

exponovels

آبدار اور مایاوش بہت غور سے سنتے رہے۔ ایورا نے مایاوش کا ہاتھ تھاما اور اسے ہیو تک لائی۔

آبدار کو اشارہ کیا وہ ہیو کی پیٹھ پر سوار ہوا۔ ہاتھ بڑا کر مایاوش کو اپنے آگے بٹھایا۔

اپنا خیال رکھئیے گا ڈریگن پرنسز اور یاد رکھئیے گا،، ایورا نے کہنا چاہا۔

جو جیسا دکھتا ہے اکثر ویسا نہیں ہوتا،، مایاوش نے ایورا کو جواب دے کر مطمئن کیا۔ ایورا مسکرا دی۔ تب ہیو اڑا تھا۔

ایورا نے انھیں نگاہوں سے اوجھل ہونے تک دیکھا۔

سنجنا بکھری ہوئی سی اس کے بازوؤں میں تھی جب کسی عجیب سے احساس کے تحت اس کی آنکھ کھلی۔ آنکھیں کھول کر دیکھا تو سامنے دروازے میں رنجنا زخمی حالت میں کھڑی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

سنجنا،، میری ہیلپ کرو پلیز،، میں بہت تکلیف میں ہوں،، یہ دیکھو اس نے میرے ساتھ کیا کیا،، میری ہیلپ کرو،،

وہ زار و قطار روتی بول رہی تھی۔ سنجنا جلدی سے اٹھی۔ پیچھے مڑ کر دیکھا جیک گہری نیند میں ابھی ابھی سویا تھا۔ سنجنا نے سوچا پہلے صورتحال معلوم کر لے کہ آخر ہوا کیا؟

سنجنا بیڈ سے اٹھی۔ اور رنجنا کی جانب لپکی۔ مگر وہ تب تک دروازہ کھول کر وہاں سے جا چکی تھی۔ سنجنا دروازے تک گئی اسے جھٹکے سے کھولنا چاہا تو وہ ہنوز اندر سے ہی لاکڈ تھا۔ اسے اتنی بھی عقل نہیں آئی کہ اگر دروازہ اندر سے ہی لاک ہے تو رنجنا اندر کیسے آئی۔ اور ابھی باہر کیسے گئی۔

مگر وہ تو اندھا دھند باہر بھاگ گئی تھی۔

سنجنا کی دلخراش چیخ سن کر بیک وقت جیک اور ادھر اپنے کمرے میں رنجنا کی آنکھ کھلی تھی۔ وہ دونوں تیزی سے اپنے اپنے بیڈ سے اترے۔ اور باہر کی جانب بھاگے۔ دونوں اپنے اپنے روم سے باہر نکلے تو ایک دوسرے کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

سنجنا تمہارے روم میں ہے،، جیک دھاڑا۔

نن،، نہیں،،، کدھر ہے وہ،، رنجنا گھبرائی۔ مگر لاؤنج کی جانب سے آنے والی سنجنا کی چیخوں سے انھیں ان کے سوال کا جواب مل گیا تھا۔ وہ دونوں لاؤنج کی جانب بھاگے۔ مگر لاؤنج تک پہنچ کر وہ لاونج کے اندر نہیں جا سکتے تھے۔ کیونکہ لاؤنج کا دروازہ ہی نہیں تھا۔ وہ لاؤنج کے ارد گرد ہر طرف بھاگے۔

سنجنا،، جیک چلایا۔

سنجنا کہاں ہو تم،، وہ بیرونی جانب کی کھڑی تک آئے تھے۔

exponovels

اندر جھانکا تو دونوں کے چہرے خوف سے لٹھے کی طرح سفید پڑے تھے۔ اندر ملگجے اندھیرے میں سنجنا لاؤنج کے بیچ و بیچ زمین پر گھٹنوں کے بل جھکی ہوئی بیٹھی تھی۔ اور کوئی غیبی وجود بری طرح اس کی گردن مروڑ رہا تھا۔

اے چھوڑو اسے،، میں زندہ نہیں چھوڑوں گی تمھیں،، چھوڑو میری بہن کو میں نے کہا چھوڑ دو اسے،، رنجنا بے بسی سے چلائی۔ جیک کا بھی یہی حال تھا۔

تبھی رنجنا کی نظر لاونج میں لگے آئینے پر پڑی۔

جیجو،،، مرر میں دیکھو،، رنجنا چلائی۔ جیک نے دیکھا وہاں مرر میں سنجنا کے پیچھے ایک انتہائی بھیانک سیاہ پتلیوں والا خوفناک شکل کا سایہ اس کی گردن دبوچے کھڑا تھا۔ سنجنا تکلیف سے نیم مردہ سی بری طرح چیخ رہی تھی۔

جیجو،، کسی طرح اندر جاؤ،، یہ شیشے توڑو،،

جیک بھاگ کر اندر سے ایک بھاری سلاخ لے کر آیا۔ اور شیشہ توڑنے کی کوشش کرنے لگا جس میں وہ کامیاب بھی ہو گیا۔ جیک اندر کودا۔ اس کے پیچھے رنجنا۔

سایہ ان کی جانب متوجہ ہوا۔ مگر اسے اپنا کام مکمل کرنا تھا۔ تبھی ہاتھ میں خنجر سے وہ سنجنا کا گلا کاٹنے والا تھا۔

جیجو یہ آئینہ توڑ دو جس میں یہ سایہ نظر آ رہا ہے،، رنجنا چلائی۔

جیک نے وہ سلاخ آئینے کی جانب اچھالی اور اتنے ہی وقت میں اس سائے نے سنجنا کی گردن ہر خنجر پھیر دیا۔

آئینہ چکنا چور ہوا تو سنجنا لڑھک کر ایک جانب گر گئی۔ مطلب وہ سایہ جا چکا تھا۔

رنجنا اور جیک سنجنا کی جانب لپکے۔ اسے پکڑ کر سیدھا کیا۔ ایک خون کا فوارہ سا تھا جو اس کی گردن سے بہہ رہا تھا۔ جیک نے اسے سیدھا کیا وہ بے جان سی لڑھک کر اس کے بازوؤں میں گر گئی۔

نو،،، نو،،،، نو،،،، سنجنا آنکھیں کھولو،، بات کرو مجھ سے،،، وہ دیوانہ وار ایک ہاتھ اس کی گردن پر رکھے دوسرے سے اس کی نبض ٹٹول رہا تھا جو کہ تھم چکی تھی۔

رنجنا دم سادھے ساکت آنکھوں سے بہن کا مردہ وجود دیکھے گئی۔ یوں تو وہ بہت سٹرونگ تھی مگر اس منظر نے اس کی روح فنا کی تھی۔ تبھی وہ بھی ہوش کھو کر دھڑام سے زمین بوس ہوئی تھی۔

سنجنا،،،،،،،،،،، وہ بار بار چلا کر اسے دیوانہ وار پکار رہا تھا۔ مگر دیر ہو چکی۔ وہ تو طویل تر رختِ سفر باندھتی اپنے آخری سفر کو نکل چکی تھی۔

روزیلہ عائش کو محل کا ایک ایک کونہ دکھا رہی تھی۔ بے تحاشا خوبصورت محل تھا جو سمندری سچے موتیوں سے مزین کیا گیا تھا۔

یہ شاہی مطب خانہ ہے،، روزیلہ اسے ہاتھ تھامے ایک جانب لے کر گئی جہاں مختلف جل پریاں ایک پرانی بوڑھی سی جل پری کے آس پاس بیٹھیں تھیں اور وہ اپنے علم و تجربہ سے ان کا علاج کر رہی تھی۔

پھر اس کے بعد وہ شاہی دربار میں گئے تھے۔ وہ اس کا ہاتھ تھامے اب اس جگہ کہ بارے میں اسے بتا رہے تھے۔ عائش کافی دیر سے کبھی اس کا حسین ترین چہرہ دیکھتا اور کبھی اپنے ہاتھ کو جو اس نے کافی دیر سے تھاما ہوا تھا۔ اس کے لمس میں ایک عجیب سا سکون تھا۔ وہ جو سالہا سال سے بے چین تھا اپنی حقیقت سے منہ موڑنے رکھتا تھا۔ اسے پاتے ہی کتنی جلدی اپنی حقیقت کو قبول کیا تھا۔ بلکہ اس کے ملتے ہی اپنی حقیقت معلوم ہوتے ہی اس کی رگ و پے میں ایک سکون سا دوڑ گیا تھا۔

دنیا کی کئی حسین لڑکیوں سے پالا پڑا تھا۔ مگر جو سکون اور سرشاری اس کی قربت میں تھی وہ کہیں بھی نہیں مل سکی تھی۔

بہت ظلم کیا تھا عائش نے اس معصوم جان پر بہت تکلیف پہنچائی تھی اسے۔ مگر اب اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ جتنی معصوم دکھتی ہے اس سے کئی گناہ زیادہ معصوم اور ڈرپوک ہے۔

exponovels

اس نے جو بھی کہانی سنائی تھی اس کا ایک ایک لفظ سچا تھا کہ اس کی آنکھوں میں اپنی ہی ماں کے لئے غم وغصہ اور نفرت سی لپکتی تھی۔ اس کے ساتھ بیک وقت چہرے میں ہراساں سے خوف کے تاثرات ہوتے۔

آئیے میں آپ کو اب حرم خاص دکھاتی ہوں۔ وہ اسے لئے دربار کی بائیں جانب مڑی۔ یہ اوشن کنگ کے لیے بنایا گیا خاص حرم ہے جہاں کنگ کی ہی چنی گئی خاص خدمتگار جل پریاں ہوتی ہیں جو کنگ کی خدمت کرتی ہیں اور انہیں سکون پہنچاتی ہیں،، روزیلہ بول کر خود ہی لال سرخ ہوئی تھی۔ تبھی ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

میں آپ کو اس لئے یہاں لے کر آئی کہ یہاں سے محل کا وہ راستہ نکلتا ہے جس سے زندان قریب پڑتا ہے،،، روزیلہ نے کہا تو عائش اس کی سادگی اور معصومیت پر عش عش کر اٹھا۔ ہاں اور یہ بات تاشہ ڈائن کو تو معلوم ہی نہیں ہوگی کہ ادھر سے زندان قریب پڑتا ہے،، وہ یہ تو سوچے گی ہی نہیں کہ پورا محل چھوڑ کر ہم ادھر سے کیوں باہر نکلے،، عائش نے کہا تو روز شرمندہ سی ہوگئی اور سر جھکا لیا۔ عائش نے دانتوں تلے لب دبا کر اپنی ہنسی روکی۔

عائش روزیلہ کو ساتھ لیے اب محل کے سامنے سے باہر نکلا تھا۔ وہ اوشیانہ کے مختلف علاقے گھوم پھر کر دیکھ رہے تھے۔ جب جلد ہی عائشکو احساس ہوگیا کہ کوئی ان کا تعاقب کر

رہاہے۔ سمندری گھاس کے پہاڑوں کی حسین وادی میں اترے تھے۔ اور عائش کو اب وہ تعاقب کرنے والی دکھائی بھی دے گئی تھی۔

عائش ادھر سے دائیں جانب یہ سیاہ کھائی پار کر کے زندا، ، روزیلہ کی بولتی بند ہوئی تھی جب عائش نے بہت اچانک اسے بازوؤں سے تھام کر ایک بہت بڑے پتھر کی نرم گھاس کے درمیان پھولوں پر لٹایا تھا۔ اور خود اس کے بہت قریب دائیں کروٹ لیٹا۔

گھومنے کی باتیں تو ہوتی رہیں گی مائی سول ، ، پہلے کچھ پیار و محبت کی باتیں ہو جائیں ہمممم ؟ دو انگلیوں کی پشت اس کے گداز بازو پر پھیر کر کندھوں تک گستاخی کی تھی۔

روزیلہ اس اچانک افتاد پر بوکھلائی تھی۔

عائش یہ کیا ، ، آپ کو کیا ہو ہو گیا ہے ہمیں تو زندا ، ،

عائش نے اس کی بات مکمل نہیں ہونے دی تھی جب پھر اسے تھام کر گھمایا۔ وہ اوندھی ہوئی تھی۔ اس کی گردن سے لے کر نیچے کمر تک شرٹ ڈوری سے بندی ہوئی تھی۔ عائش نے بہت اچانک وہ ڈوری کھینچی تھی۔ روزیلہ کو لگا اس ظالم شخص نے وہ ڈوری نہیں اس کے جسم سے اس کی جان کھینچی ہے۔

عائش،، وہ دبی دبی آواز میں چلائی۔ مگراب شرٹ کے بغیر کمر پر سفر کرتا ایک نرم وگداز لمس تھا جو روزیلہ کی جان ہلکان کر رہا تھا۔ وہ پوری کمر پر اپنی چھاپ چھوڑتا گردن تک آیا تھا۔

تمھاری ماں کی ایک زلیل چمچی ہمارا پیچھا کر رہی ہے اس لئے چپ چاپ جو ہو رہا ہے فی الحال اسے یونہی ہونے دو روز،،

بہت ہی زیادہ دھیمے لہجے میں سرگوشی کی گئی تھی کہ وہ بمشکل ہی سن پائی۔ اب کی بار عائش کے لہجے میں وہ درشتگی یا نفرت نہیں تھی۔ ہاں مگر ایک لپک تھی۔ مدہوش اور مسرورسا لہجہ تھا۔ روزیلہ کی یہ قربت اس کے دل ودماغ پر بجلی سی بن کر گری تھی۔ کہ وہ مکمل نہیں تو آدھے سے زیادہ اپنا ہوش کھو بیٹھا تھا۔ اس وقت ایک سرورسا تھا جو رگ وپے میں دوڑ رہا تھا۔ روزیلہ کی بے تحاشا قریب اس کی جانب کروٹ لیے وہ پوری طرح اس پر جھکا ہوا تھا۔

)ہیما جوان کا پیچھا کر رہی تھی پتھر کی اوٹ میں چھپی ہوئی تھی۔ وہ انھیں دیکھ نہیں پا رہی تھی مگر سن کر اچھی طرح تسلی کر لینا چاہتی تھی کہ کوئی گڑبڑ نہیں ہے۔ اور اب عائش کی ان حرکتوں پر بری طرح بوکھلا رہی تھی۔ اس کا دل کیا ابھی کہ ابھی یہاں سے بھاگ جائے۔ مگر تاشہ کا حکم تھا اگر پوری طرح تسلی نا کرتی تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھتی(

عائش نے اب اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ بھی رکھا ہوا تھا۔

یو نو واٹ پرنسز،، میں تمھیں محل سے دور یہاں اس لئے لیے چلا آیا،، کہ ہمیں یہ کچھ حسین خوبصورت پل ایک دوسرے کے ساتھ گزارنے کا موقع مل سکے،، سب سے دور،، تنہائی،،، اور بس میں اور میری روزجان،،

اب اس کے ہاتھ نے روز کا پہلو سہلایا تو روز کے سچ میں اوسان خطا ہوئے تھے۔ وہ تو کب کی اس کی جسارتوں کی تاب نالاتی آنکھیں زور سے میچے لیٹی تھی۔ عائش نے جب اس کے کان کی لو کو لبوں سے کاٹا تو روزیلہ کے مزید ہوش اڑے۔

عا،،، عائش،،، پپ،،، پلیززززز،،، وہ دبی آواز میں ملتجی سی بولی۔ کہ شاید وہ اس کی جان چھوڑ دے۔ مگر اس کا اس پر الٹا ہی اثر ہوا تھا شاید تبھی عائش نے اس کے گرد مزید گھیرا تنگ کیا تھا۔ عائش کا ہاتھ اس کے پہلو سے ہوتا ہوا اس کے پیٹ کو سہلانے لگا تھا۔ اور لب پچھلی گردن پر گستاخیاں کرنے میں مصروف تھے۔

جب برداشت کی حد ختم ہوئی تو روزیلہ جھٹکے سے اس کی جانب مڑی تھی۔

کندھوں سے تھام کر اسے خود سے دور کرنے کی بھرپور سعی کی۔

عائش،، پپ،، پیچھے ہٹیں،، کک کوئی آجائے گا ادھر،، وہ اتھل پتھل ہوتی سانسوں کے بیچ بولی تھی۔ عائش نے بغور اس کا ہونق چہرہ دیکھا۔ وہ کیوں اس کے چھونے سے یوں مچل

رہی تھی۔ کیوں اس کے دل کہ دھڑکنیں یوں بری طرح منتشر ہو رہی تھین کہ وہ سہی طرح سانس بھی نہیں لے پا رہی تھی۔

کیا پرنسز،، کچھ نہیں کر رہا سوائے دو محبت کرنے والی جانوں کو ایک کرنے کے،،

وہ اب اس کی گال پر اپنے لب رکھتا بولا تھا۔

لل،،، لیکن،،، اس سے آگے عائش نے اس کے ہونٹوں سے اس کے الفاظ چھین لیے تھے۔ مکمل اس پر حاوی ہوا اس کی سانسوں پر دسترس اختیار کی۔

)اور ادھر ہیما جو ڈھیٹ بنی پورا سینما سن رہی تھی اب تو دم دبا کر بھاگی تھی جیسے، وہ ایسے وہاں سے غائب ہوئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ غائب ہوتے ہیں (

ہیما کا چلے جانا بھی وہ محسوس کر چکا تھا مگر جانے کیا تھا اس لمس میں اس چھوّن میں کہ وہ خود کو روک نہیں پا رہا تھا۔ دل کر رہا تھا خود کو تا عمر یونہی سیراب کرتا رہے۔

روز اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتی مسلسل مچلتی اسے خود سے الگ کرنے کی کوشش میں نیم جان سی ہو چکی تھی۔ تبھی وہ نرمی سے پیچھے ہٹا۔ اور گھاس پر لیٹ کر خود بھی گہرے گہرے سانس لیتا خود کو اس مدہوشی اور بے خودی سے نکالنے کی کوشش کرنے لگا۔

عائش نے ایک نظر اسے دیکھا اس کی اپنی ہی کارگزاریاں تھیں۔ کہ وہ یوں اس کے پاس

exponovels

بکھرے سے لباس میں لیٹی اپنی بند ہوتے ہوتے بچی ہوئی سانسیں بحال کرنے کی کوشش کررہی تھی۔

عائش نے بے اختیار نگاہیں چرائیں۔ اب جو گستاخی خود کی تھی اس کا مداوا بھی تو خود ہی کرنا تھا۔ تبھی ایک مرتبہ پھر اسے گھمایا تھا۔ وہ اس افتاد پر پھر بری طرح بوکھلائی اوراب کی بار تو شدید مزاحمت بھی کی۔

ریلیکس،، روز،، مزاحمت بند کرو،، کچھ نہیں کررہا،، عائش نے قدرے غصے میں کہا تو وہ دم سادھ گئی۔ عائش نے وہ ڈوریاں باندھیں۔ کمر پر رینگتے اب اس کے ہاتھ تھے جو اپنا لمس چھوڑتے اس کی جان نڈھال کررہے تھے۔ تبھی وہ اپنے نازک لب بری طرح کاٹ رہی تھی۔

عائش اپنا کام مکمل کرکے اس سے دور ہوا اوراٹھ کر بیٹھ گیا۔

محل واپس چلو روز،، اسے ابھی ہم پر شک ہے،، تبھی تعاقب کروارہی ہے،، میں نہیں چاہتا ما کو کوئی نقصان پہنچے،، ہمیں سوچ سمجھ کر اپنا ہر قدم اٹھانا ہوگا،،

وہ نارمل لہجے میں اس سے مخاطب ہوا تھا تاکہ وہ بھی نارمل ہوجائے۔ مگراب یہ ممکن کہاں تھا۔ وہ بلکل خاموشی سے اٹھ کر بیٹھی تھی۔

exponovels

وہ دونوں محل کی جانب واپس گئے۔ مگراب کی بار روز کی چلتی زبان تالو سے چپک چکی تھی۔

بڑی شان سے دلہن کی طرح سجی ایک ارتی اٹھی تھی۔

کلیجہ تو اس وقت منہ کو آیا جب جیک نے اپنی محبت کی ارتی کو اپنے کاندھوں پر اٹھایا۔ کیسے ارمانوں کو خون بہا تھا۔ کیسے محبت ہاتھ سے سوکھی ریت کی طرح پھسل گئی تھی۔ خوشی کے پل اتنے مختصر کیوں تھے۔ کیوں نصیب میں پہاڑ جتنا غم لکھ دیا گیا تھا۔ اس غم کے بوجھ تلے دب کر بس وہ ایک مر نہیں رہا تھا باقی سانس تو سینے میں الجھ ہی رہی تھی۔

وہ تڑپ تڑپ کر رو یا تھا۔ رنجنا کو ہوش ہی نہیں تھا۔ وہ اٹھتی چیختی چلاتی دھاڑیں مار مار کر روتی اور پھر ہوش کھو بیٹھتی۔ جیک کی مما اور سسٹرز نے بڑی مشکل سے سنبھال رکھا تھا اس کو۔

ہندو مذہب کے مطابق سنجنا کی آخری رسومات ادا کی گئیں۔ اب آنکھوں کے سامنے اگر تھا تو راکھ کا ڈھیر،، جس میں سے جیک نہیں کرلاتے دل اور سسکتی آہوں کے درمیان کچھ راکھ کا حصہ (استیاں) ایک کلش میں ڈال کر اس کا منہ ایک سرخ کپڑے سے باندھ دیا تھا۔ وہ گبرو جوان جھکے کندھوں سے غم سے نڈھال وہ کلش لیے اجڑ کر برباد ہوا واپس چلا آیا تھا۔

آج پانچ دن ہو چلے تھے۔ وہ سیاہ تاریک کمرے میں ماتم کا سیاہ لباس ساڑھی زیب تن کیے کمرے میں بند گھٹنوں میں منہ دئیے بیٹھی سسک رہی تھی۔ گھٹنوں میں ایک جیتی جاگتی مسکراتی تصویر رکھی ہوئی تھی۔

اس نے تو اسے ماں کی کوکھ تک میں اکیلا نا چھوڑا تھا۔ وہ جو اس کی ہم زاد، ہم راز، ہمدرد اس کے ساتھ ہی ٹپک پڑی تھی۔ بچپن سے لے کر اب تک ایک دوسرے کی جان جی۔ ایک ساتھ ہنسی ایک ساتھ روئیں۔ جب پیدا ہو کر زندہ ایک ساتھ رہیں تھی تو سنجنا اکیلی مر کیسے سکتی تھی؟

نہیں،، نہیں،،،، کوئی غلطی ہوئی تھی یمراج سے،، اسے ہم دونوں کو اکھٹا لے کر جانا چاہیئے تھا،،

رنجنا اپنے ہوش میں نہیں تھی شاید تبھی اول فول بکتی جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔ پاگلوں کی طرح کمرے میں ادھر ادھر کوئی چیز تلاش کی۔

جیک جو اتنے دنوں کے بعد رنجنا کی صورتحال معلوم ہونے پر کہ اس نے پانچ دنوں سے کچھ کھایا نہیں ہے انتہائی دکھ و صدمے سے اس کے لئے کھانا لے کر روم میں داخل ہوا تھا۔

اسے اس طرح دیکھ حیران ہوا۔ مگر جب اس نے بھاگ کر فروٹ باسکٹ سے چھری اٹھا کر اپنی گردن پر رکھی تو سہی معنوں میں جیک کے ہوش اڑے تھے۔۔

رنجووو،،،،،جیک دھاڑا اور سنجنا کی طرح اسے مخاطب کیا۔ ٹرے ٹیبل پر تقریباً پھینک کر وہ اس کی جانب لپکا تھا۔ پشت تک پہنچ کر اس کا چاقو تھاما ہاتھ پچھلی جانب مروڑا تھا۔

پاگل ہوگئی ہو رنجو،،،،چھوڑے اسے،،،

نہیں نہیں مجھے مرجانے دیجئے،، نہیں رہ سکتی میں اس کے بغیر،،،مجھے اس کے پاس جانا ہے،،،اس کا منہ توڑنا ہے،،،،اس کی ہمت کیسے ہوئی مجھے اکیلا چھوڑ کر جانے کی،، وہ پینک ہوتی بری طرح چیخ چلا کر رو رہی تھی۔ بچوں کی طرح سر ادھر ادھر پیٹخ رہی تھی۔

جیک نے شدید طیش میں اس کا رخ اپنی جانب گھما کر ایک زناٹے دار تھپڑ رسید کیا تھا اسے ہوش دلانے کو۔ وہ جو پہلے ہی غم سے نڈھال بھوک سے نیم جان سی تھی۔ لڑھک کر اوندھے منہ نیچے گری تھی۔ اور پھر بے تحاشا روئی۔

جیک کنپٹیاں سہلاتا وہیں صوفے پر بیٹھا تھا۔ اپنا غصہ کنٹرول کرکے خود بھی نیچے بیٹھ کر اسے اٹھا کر بٹھایا تھا۔ وہ اس کے کندھے سے لگ کر دھاڑیں مار مار کر روئی تھی۔ جیک نے یہ غبار ڈھل جانے دیا۔

جب وہ رو رو کر پھر نیم جان ہوئی تو جیک نے اسے پانی پلایا۔ اب جیک نے اسے کھانے کے نوالے کھالئے تو اس نے چپ چاپ وہ کھانا کھالیا۔ کہ رنجنا کا نقصان ہوا تھا مگر سامنے بیٹھے شخص جتنا تو نہیں۔

جس کے مقدر کی سیاہی نے بس ایک دن کے وصل کے بعد ہجر کی تاریک ترین طویل راتیں اس کے مقدر میں لکھ دی تھیں۔

آج کافی دن ہو چکے تھے ماہاویرا کو ڈریگن لینڈ آئے۔ اس کی جان سکون میں تھی۔ سارا دن محل میں بے دھڑک گھومتی پھرتی۔ وشہ بھی بے حد خوش تھی۔

ماہاویرا محل کے شاہی آداب سے نابلد تھی۔ اسے وہ سب سکھائے جا رہے تھے۔ اسے ابھی شاہی لباس کیری کرنے میں بھی پرابلم آرہی تھی۔ مگر وہ آہستہ آہستہ سب سیکھ رہی تھی۔

ڈریگن لینڈ کس قدر خوبصورت تھا مگر ماہاویرا کی ابھی محل سے باہر نکلنے کی ہمت ہی نہیں ہوئی تھی۔ مگر یہ ضرور سوچا تھا کہ جدراج ڈیڈ سے بول کر وہ باہر گھوم پھر کر آئے گی۔ ابھی وہ محل میں اپنے کمرے کی بالکونی میں بیٹھی تھی۔ جب اسے مخصوص چڑیا کی چہچہار نما سیٹی سنائی دی۔

کوکو،،، بیربل،،، وہ خوش سے بیحال ہوئی اور ادھر ادھر دیکھا۔ اس پرندے کے جو دو نام رکھے تھے جوش میں دونوں ہی پکارے۔

آواز دوبارہ آئی۔ وہ دوبارہ بالکونی میں ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ وہ اسے آسمان میں اڑتا دکھائی دیا تھا۔ اس نے ہاتھ ہلایا۔ وہ آکر بالکونی کی دیوار پر بیٹھا۔

اور سفید شاہی لباس میں اسے غور سے دیکھنے لگا۔ ماہاویرا بھاگ کر اس کے قریب گئی مگر وہ اڑ گیا۔ وہ جا کر نیچے محل سے باہر شاہی باغ کے ایک درخت پر بیٹھ گیا۔

ماہاویرا نے اسے غصے سے گھورا۔ شاید وہ چاہتا تھا ماہاویرا محل سے باہر اس باغ میں آئے۔

نو میں تو نہیں آرہی ادھر تم ہی آجاؤ ادھر،،

ماہاویرا نے ہاتھ سے اسے اپنے پاس بلایا۔ وہ ایک مرتبہ پھر اڑ کر بالکونی میں آکر دیوار پر بیٹھا۔

ماہاویرا اس کے قریب گئی۔

ہییے،،، ناراض تو مجھے ہونا چاہیئے اس دن تم نے مجھے ہرٹ کیا تھا،، اور اب اٹیٹیوڈ دکھا رہے ہو،، وہ چھوٹی سی ناک چڑھا کر بولی۔ اور اسے ہاتھوں میں بھرا۔ حسبِ عادت اس نے جھک کر اس کے سر پر اپنے لب رکھے تھے۔

تبھی وہاں راج آیا تھا۔ اور یہ منظر دیکھ راج کے تلوؤں پر لگی اور سر پر بجھی تھی۔

ویرا،،،،،،، وہ دھاڑا۔ ماہاویرا اپنی جگہ سے دو قدم پیچھے اچھلی۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو ناراض ہوئی۔ بیربل اس کے ہاتھ میں سے اڑ کر دیوار پر جا بیٹھا اور راج کو بڑی دیدہ دلیری سے گھورنے لگا۔

کیا ڈیڈ،، ڈرا دیا آپ نے اپنی پرنسز کو،، ہوا کیا آخر،، راج بھاگ کر اس کے قریب آیا تو ماہا ویرا نے راج کے گلے میں بازو ڈالے اور لاڈ سے جھول گئی۔ بیربل خون رنگی آنکھوں سے یہ منظر دیکھنے لگا۔

یہ دیکھیں یہ میرا فرینڈ ہے بیربل،،

ماہاویرا نے پیچھے مڑ کر اس پرندے کی جانب اشارہ کیا۔

رائٹ،، پرنسز،، تمھاری مما نے تمھارے لئے ڈریگن لینڈ کی خاص بیریز منگوائی ہیں،، جاؤ وہ تمھیں بلا رہی ہیں،، ان کی بات سنو جا کر،،

راج نے اس پرندے کو نظر انداز کرتے ماہاویرا کا ماتھا چومتے کہا تھا۔

اوکے ڈیڈ،، وہ بھی راج کا گال چومتی کمرے سے باہر بھاگ گئی۔

اب دو کنگ ایک دوسرے کو شعلہ بار نگاہوں سے گھور رہے تھے۔ کنگ ویام اپنی اصل شکل میں واپس آیا تھا۔

اس سے جتنا دور رہو گے تمھارے لئے اتنا بہتر ہے کنگ ویام، تمھارے خاندان کی افسوسناک اموات میں تو میرا کوئی ہاتھ نہیں ہے،، ہاں مگراب تم مجھے پرنسز کے آس پاس یا ڈریگن لینڈ میں دکھے تو تمھیں زندہ جلا کر راکھ کا ڈھیر ضرور بنا دوں گا،،،

راج دانت پیس کر ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔

جب کہ وہ جو پہلے ہی جل بھن کر راکھ ہو رہا تھا میری طاقت سے دھاڑا تھا۔

وہ بیوی ہے میری،، اس کے ہاتھ میں وہ رنگ نہیں دیکھی تم نے راج،،

وہ دھواں دھواں چہرہ لیے بولا تھا۔ آج خود ہی بڑے دھڑلے سے بڑے حق سے اس تعلق کو قبول کیا تھا۔ اور اسی کے باپ کے سامنے اس بات کا رعب بھی جما رہا تھا۔

جانتا ہوں اچھی طرح،، اس رنگ کو بھی،، اور اس حقیقت کو بھی،، کچھ نہیں ہے وہ رنگ،، وہ صرف تمھارے فیری ٹوپیا کہ زہر کا توڑ ہے،، اس کے علاوہ میری نظر میں اس رنگ کی کوئی اوقات کوئی حیثیت نہیں،، سمجھے،،،

تو ٹھیک ہے بلاؤ اسے ابھی یہاں،، میں وہ رنگ اس کے ہاتھ سے اتار کر ابھی اس سے ہر تعلق ختم کروں گا، ہر رشتہ توڑوں گا، وہ رنگ میں شاہی خاندان کی وراثت اس کی کوئین اور اپنی بیوی کو پہنانے والا ہوں،، بلاؤ اسے،،

exponovels

ویام دانت پیس کرڈھٹائی سے بولا تھا جانتا جو تھا اگر راج یہ جانتا ہے کہ یہ تعلق اس رنگ سے ہے کیوں اور کیسے ہے تو یہ بھی تو جانتا ہو گا کہ وہ رنگ ابھی تک اس کے ہاتھ میں کیوں ہے۔

کنگ راج لاجواب ہوا تھا۔

کنگ ویام دفاع ہو جاؤ یہاں سے،، تمھارے لئے یہی بہتر ہے کہ بھول جاؤ اس رنگ اور اس رنگ کی پہننے والی کو،، سمجھے،،

کبھی نہیں،، جب تک وہ رنگ اس کے ہاتھ میں ہے تب تک وہ کنگ ویام کی ملکیت ہے،، میری بیوی،، بچے تو نہیں ہو راج تم،، جانتے ہی ہو فیری ٹوپیا کی اس رنگ کی طاقت کو،،، جو دلوں اور روحوں کو ایک دوسرے سے جوڑ دیتی ہے، وہ کنگ ویام کی ملکیت اور بیوی ہو کر میری تابع اور اسیر ہے،، میں ایک مرتبہ اسے پکاروں تو وہ اپنی جان پر کھیل کر بھی مجھ تک پہنچے گی،، اور خود کو اپنے جسم و جاں کو میرے سپرد کر دے گی،،، جانتے ہو ناں تم،،

ویام،،،، شٹ اپ یو باسٹرڈ،،،،،،،،،،،

اس کی اس بیہودہ بات پر راج دھاڑا تھا۔ اس کے جسم و جاں سے شعلے سے لپکنے لگے تھے۔ مطلب وہ ڈریگن میں بدلنے والا تھا۔

ٹھنڈ رکھو راج،، میرا ابھی اسے اپنے پاس بلانے کا ویسے کوئی ارادہ نہیں،، مگر وہ بیوی تو میری ہی ہے ناں،، اب کیا کروں کھینچ تو پڑتی ہے ناں،، ہممممممم،،،،،،،

وہ صاف اسے چڑا رہا تھا غصہ دلا رہا تھا۔ یا تکلیف دینا چاہتا تھا۔ یا خود کو سکون دینا چاہتا تھا۔

مگر سکون تو بس ادھر ہی تھا۔ ابھی کچھ دیر پہلے اس کے ہاتھوں میں جب اس نے اپنے گداز لب اس کے سر پر رکھے تھے۔ مگر یہ راج بیچ میں ٹپک پڑا تھا۔ جو اسے کسی صورت برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

راج نے قریب آ کر دہکتے ہاتھ سے اس کا گلا دبوچا تھا۔ تبھی وہاں ایپخینٹرس کا ہیولہ ظاہر ہوا تھا۔

کنگ راج چھوڑ دیں انھیں،، پلیززززز،،، ایپخینٹرس کا ملتجی لہجہ تھا۔ راج نے ایک جھٹکے سے اسے پرے پھینکا تھا۔ وہ بری طرح کھانسنے لگا۔ گردن کی ساری چمڑی جھلس چکی تھی۔

آئندہ یہ ڈریگن لینڈ میں نظر نہیں آئے ایپخینٹرس،، نہیں تو میں آپ کی بھی نہیں سنوں گا،، راج کہتا اندر کمرے میں جا کر اندر کی کھڑکی بند کر چکا تھا۔ جانتا تھا اس کی شکل اور آنکھوں میں ایک بغاوت اور لپک سی دیکھ اس کا غصہ مزید بڑھتا ہی جائے گا۔

کنگ ویام لوٹ آئیں،، ایپخینٹرس نے اسے پکارا۔

نہیں مجھے وہ واپس چاہیے،، ہر حال میں ہر قیمت پر،، وہ گلے پر ہاتھ رکھتا دانت پیس کر بولا تھا۔ نیم جان سا ایچینٹرس کے سامنے قبول کر بیٹھا تھا کہ اسے وہ چاہیے ہے۔

ایچینٹرس نے ہی اپنی میجک سٹک گھمائی تھی۔ اور ویام وہاں سے غائب ہو گیا۔

آدھی رات کا وقت تھا۔ تاریک رات کی پراسراریت اپنے سینے میں کئی راز دفن کیے آہستہ آہستہ قطرہ قطرہ موم کی طرح پگھل رہی تھی۔ ایسے میں سنگاپور کے سمندر کے لہریں عجیب سے انداز میں شورش پیدا کر رہی تھیں۔ آدھی رات کے سناٹے میں ایک کار کی آواز نے ان سمندر کی لہروں کے شور کے ساتھ مل کر عجیب تال میل پیدا کیا تھا۔

جیک نے ہوا میں جھولتی کار بمشکل اپنے کاٹیج کے سامنے پارک کی تھی۔ آج اس نے اتنی پی تھی کہ مکمل اپنے ہوش کھو کر اس کی یاد کو دل و دماغ کے کونے کھدروں سے نکال باہر پھینکنا چاہتا تھا۔ مگر اس کی ظالم یاد تھی۔ جو اسے ہوش بھی نہیں کھونے دے رہی تھی۔ وہ اس مدہوشی میں بھی اس کی رگ و پے میں سرایت کیے ہوئے تھی۔

کئی پل نشے میں دھت ڈرائیونگ سیٹ کی ٹیک سے سر ٹکا کر آنکھوں سے آبشار کی طرح بہتے آنسو اس نے اپنے اندر اتارنے کی کوشش کی تھی۔

جھٹکے سے کار کا ڈوران لاک کرتا ڈگمگاتے قدموں سے باہر نکلا تھا۔ دھاڑ سے ڈور لاک کرتا اس نے ہاتھ میں تھامی بوتل ایک مرتبہ پھر لبوں سے لگائی تھی۔ آسمان کی جانب منہ اٹھاتے بوتل سے وہ مشروب پیتے سامنے پڑا گملا دیکھ نہیں پایا تھا بری طرح لڑکھڑایا تھا۔

رنجووو، کو پیاس کا احساس ہوا تھا تو وہ سلیولیس نائٹی کے اوپر بلیک نائٹ گاؤن پہنے روم سے باہر کچن کی جانب آئی تھی۔ کچن میں وہ پانی پی رہی تھی جب اسے جیک کی گاڑی کی آواز سنائی دی تھی۔ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر کہ وہ رات کے تین بجے کہاں سے اور کیا کر کے آرہاہے اس نے بیرونی کھڑکی سے باہر جھانکا تو حیرت و صدمے سے آنکھیں پھیل گئیں تھیں۔

ملگجا سا حلیہ تھا۔ سلوٹ زدہ شرٹ اور میلی سی پینٹ ،، جیسے وہ گرتا پڑتا گھر پہنچا تھا۔

بکھرے بال،، لال انگارا مخمور روئی آنکھیں،، کئی دن کی بڑھی شیو،، وہ تو مکمل برباد ہو چکا تھا جیسے۔ ابھی تو وصل کی بہار کا چہرہ ہی دیکھا تھا۔ کہ منہ زور ہجر کا طوفان سب کچھ اجاڑ کر تباہ برباد کر کے ہجر کی خزاں اس کے مقدر میں لکھ دی گئی تھی۔

شیشہ ہو یا دل ہو آخر ٹوٹ جاتا

لب تک آتے آتے ہاتھوں سے جام چھوٹ جاتا ہے

exponovels

رنجو نے دیکھا وہ شراب پیتے گملے سے ٹکرانے والا تھا نا صرف گملے سے ٹکراتا بلکہ نوکیلی ریلنگ پر گر کر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔ وہ تیزی سے بھاگ کر باہر نکلی تھی۔ اس سے پہلے وہ لڑکھڑا کر ریلنگ پر گرتا رنجنا نے اسے سنبھالا تھا۔

جیک،،، ہوش کرو،، یہ کیا حال بنا رکھا ہے اپنا،، وہ چلائی اور اس کا ایک بازو اٹھا کر اپنی پچھلی گردن کے گرد لپیٹا اپنے ایک ہاتھ سے اسے سہارا دیا اور بمشکل اس چھ فٹ گبرو جوان کو لے کر اندر بڑھی۔

سنجنا،،،،، سنجوووو،،،،،،،،،

وہ اس کا چہرہ بغور دیکھ رہا تھا۔ اور جس کا ڈر تھا وہی ہوا۔ وہ اسے نشے میں شاید سنجنا سمجھ رہا تھا۔ رنجنا کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے۔

وہ بمشکل اسے لاؤنج میں لائی تھی اسے صوفے پر بٹھایا۔ تو وہ گرنے کے انداز میں صوفے کی پشت پر گرا تھا۔

رنجنا یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔ تبھی تیزی سے مڑی تھی۔ جب اتنی ہی تیزی سے جیک نے اس کی کلائی دبوچی تھی۔

جیک لیو می،،، وہ غرائی۔ جب جیک اتنی ہی تیزی سے اٹھا تھا۔ اور اس کی کلائی یونہی تھامے اسے اپنے کمرے میں لا کر ڈور لاک کیا اور اسے صوفے پر پھینکنے کے انداز میں بٹھایا۔

سنجنا نے غم و غصے سے اسے گھورا۔

جیک،،،،،، وہ دھاڑی تھی مگر۔

ششششششششش،،،،، وہ زرا سا جھک کر اس کے لبوں پر انگلی رکھ گیا تھا۔ اس کے قدموں میں زمین پر بیٹھ کر اس کی گود میں سر رکھا تھا۔

ا ششششششش،،،،،، چپ کرو،،،،، جانتا ہوں تم،،،،، میری سنجنا نہیں ہو،،،،،،،،،،،، چڑھی ہے،،،،،، مگر اتنی بھی نہیں کہ،،،،،،،،،،، اس کی یاد ،،،،،،،،،، دل سے بھلا دے،،،،،،، مگر میں مر،،،،،، جاؤں گا،،،،،،،، رنجو،،،،،، پلیز،،،،،،، ہیلپ می،،،،،،، میں تمھیں دیکھ،،،،، لیتا ہوں،،،،،، شش،،،، شاید،،،،،، سکون،،،،،،، آ جائے،،،،،،، تت،،، تمھیں کوئی پرابلم،،،، تو نہیں،،،،،

وہ اسکے گھٹنے میں پہ ہاتھ رکھ کر سر اٹھا کر اب اسے دیکھ رہا تھا۔ رنجو کا دل کیا دھاڑیں مار مار کر روئے۔

For more visit (exponovels.com)

مگراس کی یہ خواہش جیک نے ضرور پوری کردی تھی وہ پھراس کی گود میں سر رکھ کر بچوں کی طرح رویا تھا۔ رنجو نے اپنے لرزتے کپکپاتے ہاتھ اسکے کندھوں پر رکھے۔
کیا بے بسی تھی۔ کیا غم تھا جس سے جیک کا دل پھٹ رہا تھا اور یہ غم وہ بھی تو محسوس کر رہی تھی تبھی وہ بھی بری طرح رو دی تھی۔
وہ رو رو کراس کی گود میں ہی سر رکھ کر سو گیا تھا۔
رنجو نے بے بسی سے اسے دیکھا اب وہ اٹھ بھی نہیں سکتی تھی اٹھتی تو اس کی نیند ٹوٹ جاتی تبھی وہ صوفے سے سر ٹکایا اور آنکھیں موندلیں۔۔

ہیو نے انھیں ڈیپ فوریسٹ اتارا تھا۔
ایورا نے کہا تھا اس سے آگے کا راستہ ہمیں پیدل طے کرنا ہوگا،، آبدار نے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا۔
پنک یونی کارن ہیو ایک چھوٹے سے گلابی پھول میں بدل کر وہی ایک درخت سے الٹا لٹک چکا تھا۔ مطلب واپسی پر وہ انھیں یہیں ملنے والا تھا۔

وہ پیدل سفر پر روانہ ہوئے۔ ڈیپ فوریسٹ آسمان کو چھوتے درختوں سے بنا تھا اور زمین پر بھی بیلیں بکھری پڑی تھیں۔ مٹکے مٹکے جتنے پھل ان درختوں اور بیلوں پر لگے ہوئے تھے۔ وہ دونوں ہاتھ تھامے اسے دیکھتے پار کرنے لگے۔

مگر پھر جنگل کے بیچوں بیچ انھیں ایک عجیب و غریب قسم کا نظارا دیکھنے کو ملا۔ درخت کے ایک تنے میں بڑا سا ہول تھا۔ ایک کرسی ایک ٹیبل جس پر لیپ ٹاپ پڑا تھا۔ تنے میں ہول کا پورا کا پورا منظر کسی دنیاوی انسانی آفس کا منظر پیش کر رہا تھا۔ کرسی پر ایک انتہائی خوبصورت لڑکی شاندار سا لیڈی پینٹ کوٹ پہنے چائے کا کپ ہاتھ میں تھامے آہستہ آہستہ چائے کی چسکیاں لیتی لیپ ٹاپ پر جھکی ہوئی تھی۔

جو جیسا دکھتا ہے ویسا ہوتا نہیں،،،، آبدار اور مایاوش آہستگی سے بیک زبان ہو کر بولے تھے اور اسے نظرانداز کرتے آگے بڑھ گئے اور وہ لڑکی یوں ظاہر کر رہی تھی جیسے کچھ دیکھا ہی نہیں۔

آب اور مایاوش بہت زیادہ چلے۔

مگر آب کو محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کب سے جہاں سے چلتے تھے وہیں پر آ کر ٹھہر جاتے تھے۔

exponovels

اب تو مایا وش بھی نوٹ کر رہی تھی کہ وہ جہاں کا بھی رخ کرتے تھے۔ لوٹ پھیر کر ادھر اس ہی آ کر رکتے تھے جہاں آفس میں بیٹھی لڑکی کی چائے ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

مطلب وہ ڈیپ فوریسٹ کی وہ شرارتی پری تھی جس سے جان چھڑانے کے بعد ہی وہ آگے بڑھ سکتے تھے جو کب سے شرارت میں انھیں الجھا رہی تھی۔ مگر خود سے کچھ نہیں بولی۔

مایا وش نے آب کو اس کی جانب آنکھوں ہی آنکھوں میں اس کی جانب اشارہ کیا۔

وہ دونوں ہاتھ تھامے اس کی ٹیبل تک پہنچے تھے۔

"ہمیں بھی چائے پلا دیں،، مایا وش نے اسے مخاطب کیا تھا۔

ہمممم،،، پہلے میرا ایک سوال،، جس کا جواب مجھے آج تک کسی نے نہیں دیا،، جو بھی مسافر یہاں تک آیا افسوس غلط جواب کی وجہ سے اسے واپس ہی جانا پڑا،، وہ چئیر سے ٹیک لگاتے انھیں اب طائرانہ نگاہوں سے جانچ رہی تھی۔ جانتی جو تھی اس کا سوال کافی بچکانہ قسم کا ہے مگر یہ بھی جانتی تھی کہ جواب دینے والا ہمیشہ دائیں بائیں کی تکرار میں الجھا رہتا تھا۔

پوچھیں،، مایا وش نے عجلت میں کہا مگر وہ مسکرا دی۔

ایک سوال صحیح جواب دینے کا ایک چانس،، اوراس کا جواب صرف تم سوگی ڈریگن پرنسز یہ اوشن کنگ نہیں،، اس نے پھر کہا۔

اوکے منظور پوچھیں؟ مایاوش کو جلدی تھی اور وہ ان کا وقت ضائع کر رہی تھی۔

Whereisthesideofhandleofacup?

اس نے فضا میں چائے کا کپ لہرایا تھا اور کبھی دائیں ہاتھ میں کپ لے کر اس میں سے چسکیاں لے رہی تھی کبھی بائیں۔

آبدار اور مایاوش نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

مطلب نولیفٹ نورائٹ،، اگر ہم رائٹ کا بولیں گے تو یہ بولے گی کہ ہم کپ لیفٹ ہینڈ میں بھی تو پکڑ ہی سکتے ہیں،، مایاوش نے آب کے چہرے کے قریب سرگوشی کی۔

جسے سن وہ گہرا مسکرائی تھی۔ آبدار اس تمام کاروائی میں خاموش ہی تھا۔

اوکم آن ڈریگن پرنسز،، اتنا کیا سوچ رہی ہو،، تم سے کم از کم اتنی توقع نہیں تھی کہ تم اتنی دیر میں جواب دو گی جلدی بولو،،،

وہ مایاوش کو الجھا رہی تھی تاکہ وہ جلد بازی میں غلط جواب دے دے۔ مگر سامنے بھی ڈریگن پرنسز تھی۔ جس کے اطمینان میں رتی بھر بھی فرق نہیں پڑا تھا۔

مگر دماغ میں تانے بانے بن رہی تھی۔ نو لیفٹ نو رائٹ،، تو آخر کونسی سائیڈ ہے کپ کے ہینڈل کی۔ وہ بغور اس کے ہاتھ میں اس بڑے سے کپ کو دیکھتی سوچ رہی تھی۔ پھر کسی نتیجے پر پہنچ کر مایا وش آگے بڑھی۔ اور اس کے ساتھ سے وہ کپ لے لیا۔

جو توقع کے عین مطابق بلکل خالی تھا۔ مایا وش نے کپ کے اندر انگلی گھمائی۔

Inside,,,,

دل میں کہا۔ اور اس لڑکی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دیا۔

میرا جواب ہے،،، "outside" بہت سٹوپڈ سوال تھا ویسے آپ کا،، کوئی بھی جواب دے سکتا ہے جس کا،، مایا وش نے کہتے کپ ٹیبل پر رکھا۔

ایک جھما کا سا ہوا تھا۔ وہاں سے ہر چیز غائب ہوئی تھی۔

مایا وش نے آبدار کا ہاتھ تھاما۔ یقینا وہ اب راستہ نہیں بھٹکیں گے۔ ڈیپ فوریسٹ کے بعد پنک فوریسٹ کے آثار نظر آئے تھے۔ آج دو ہفتے ہو چلے تھے انھیں سفر کرتے مگر وہ پہلی چیز نہیں تلاش کر پائے تھے۔ تبھی ان کے قدموں میں اب تیزی تھی۔ پنک فوریسٹ کا اپنا ہی ایک الگ نظارا تھا۔ وہ کہنے کو پنک فوریسٹ تھا۔

مگرانسانی کھیتوں کی طرح حدِ نگاہ زمین سے کچھ اوپر پنک پھولوں کی ایک چادر سی بچھی ہوئی تھی۔ اور اس حدِ نگاہ میدان کو پار کر کے وہ ونڈر ماؤنٹین نظر آ رہا تھا۔ جہاں انھیں ان کی منزل مل سکتی تھی۔

آب ہم پہنچ گئے،، دیکھیں ہم پہنچ گئے،، مایا وش کی آنکھیں نم تھیں اور چہرہ کھلا ہوا تھا۔ تبھی اس کا گریبان جھنجھوڑا تھا۔

چلیں آب،، اس ماؤنٹین تک پہنچتے ہیں،، مایا وش نے اس ک بازو پکڑ کر اسے آگے کھینچا۔

مجھے کچھ گڑبڑ محسوس ہو رہی ہے میری جان،،، کیونکہ جو جیسا دکھتا ہے ویسا ہوتا نہیں،، آبدار نے سنجیدگی سے اس خاموش پنک میدان کو دیکھا۔

کچھ گڑبڑ نہیں ہے آب،، دیکھیں یہ میدان کس قدر خوبصورت ہے.بس ہمیں اس پار کرنا ہے،، مایا وش نے کہا اور ایک قدم آگے ان پھولوں کے بیچ رکھا۔

تبھی خاموش میدان میں ایک دل دہلا دینے والی چیخ و پکار گونجی تھی۔ میدان میں ایک بھونچال اور زلزلہ سے پیدا ہو گیا تھا۔ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں انسانی انگوٹھے جتنی پریاں اس میدان کے پھولوں میں سے نکل کر شور اور چیخ و پکار مچانے لگی۔ مایا وش نے گھبرا کر اپنا قدم واپس لیا تھا۔ اور آب کے سینے میں دبکی۔

ایک جس کے سر پر کراؤن سا تھا (شاید وہ ان کی سردار تھی) ان کے سامنے بہت غصے اور اشتعال سے سامنے آئی تھی۔

اے ے ے ے ے ے،،، دیکھ کر،، یہاں ہمارے گھر ہیں،، اور تم ایسے نہیں گھس سکتی یہاں،، ہاں مگر فیری ٹوپیا کی ہر چیز میں محبت کی موسیقی ہے اور پھول محوِ رقص ہیں،،

وہ غصے سے بول کر پھر پھولوں کے اندر گھس گئی تھی۔ بلکہ وہ سب ہی ان پھولوں میں گم ہو گئیں تھیں۔ اور فضا میں ایک مرتبہ پھر خاموشی چھا گئی۔

اب یہ کیا ہے آب،،؟ مایاوش نے جھنجھلا کر کہا تھا۔ آبدار پر سوچ سا ان پھولوں کو دیکھنے لگا۔

مایاوش نے ایک مرتبہ پھر اپنا پاؤں پھولوں میں رکھا تو وہی عمل پھر دہرایا گیا۔

اے ے ے ے ے ے،،، دیکھ کر،، یہاں ہمارے گھر ہیں،، اور تم ایسے نہیں گھس سکتی یہاں،، ہاں مگر فیری ٹوپیا کی ہر چیز میں محبت کی موسیقی ہے اور پھول محوِ رقص ہیں،،،

وہ ایک مرتبہ پھر بول کر وہاں سے غائب ہوئیں تھیں۔

اب یہ کیا نئی مصیبت ہے آب،،، مایاوش جھنجھلائی تھی۔

ہم اس پنک گراؤنڈ میں ایسے نہیں گھس سکتے کوئین،، آبدار نے مایاوش کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود سے لگایا تھا۔

تو پھر کیسے ،، اس نے چھوٹی سی ناک چڑھا کر پوچھا تھا۔

میری جان نے سنا نہیں ابھی تو مرتبہ وہ بول کر گئی کہ ایسے نہیں گھس سکتے مگر فیری ٹوپیا کی ہر چیز میں محبت کی موسیقی مطلب میوزک ہے اور ہر فلاور محوِ رقص مطلب ڈانس کر رہا ہے ،،

تو ،، ؟ مایا وش نا سمجھی سے پوچھ بیٹھی۔

تو یہ کہ ہمیں رومینٹک ڈانس کرنا ہے کوئین ،،

واٹ ،،،،،،،،،،،،،،،،،،،

آبدار نے معنی خیزی سے کہتے اپنی کوئین کی ہونق شکل دیکھ کر دانتوں تلے لب دبایا۔

اسپیچینٹرس کے جادوئی لیپ سے اس کا گلا بلکل ٹھیک ہو چکا تھا۔ اور اب وہ محل میں اپنی خواب گاہ کی کھڑکی سے باہر کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتا جانے کن سوچوں میں گم تھا۔

تبھی اسپیچینٹرس اندر داخل ہوئیں تھیں۔ وہ بے چین سا ہوا ابھی تو اسپیچینٹرس نے کچھ نہیں پوچھا تھا اس سے مگر اب جب پوچھنے والی تھیں تو جو اس کے دل و جاں سے جواب آتا تھا وہ ویام اپنے لبوں سے ادا کرنے سے قاصر تھا۔

اب کیا بولتا کہ اس بنا پنکھوں والی پری اور دشمن کی پرنسز کی طلب رگوں میں خون بن کر دوڑتی نہیں ابال اٹھاتی ہے۔ وبال بن چکی ہے۔ جاں کا عذاب تبھی فیری ٹوپیا کے کسی کونے میں سجون نہیں آتا تھا۔

ویام نے ان کی جانب دیکھ کر پھر باہر دیکھا۔ ایچینٹر س آگے بڑھی اور اپنے سوالوں کا جواب طلب کرنے کو اسے پکارا۔

کنگ ویام،،،

ایچینٹر س میں آپ کے کسی سوال کا جواب فی الحال نہیں دینا چاہتا،، اس نے سنجیدگی سے دو ٹوک الفاظ میں کہا تھا۔

میں جشن کی تیاری کروانا چاہتی تھی،، اگر مسئلہ اس رنگ کا ہے تو وہ آپ واپس لے آئیں اس پرنسز سے،، ایچینٹر س نے سکون سے کہا تھا جبکہ ویام کو حیرت ہوئی تھی۔

اور آپ نے ہی تو کہا تھا کہ وہ رنگ اس کے ہاتھ سے نکلی تو وہ مر جائے گی،، ویام نے بے چینی سے پوچھا۔

تو مر جانے دیجئے کنگ ویام ویسے بھی قاتل دشمن کی بیٹی ہی تو ہے،، ویسے بھی کیا پتہ اس کی موت ایسے ہی ہونا طے پائی ہو،،

ایچینٹر س نے لاپرواہی سے کہا۔

exponovels

ایپچینٹرس جائیے آپ یہاں سے،، وہ درشتگی سے بولا تھا اور پہلی بار پہلی بار اس کا لہجہ ایپچینٹرس کے لیئے اتنا گستاخانہ تھا۔

مگر ایپچینٹرس دوسری جانب رخ کر کے گہرا مسکرائیں تھیں۔ مگر وہاں سے گئی نہیں تو وہ خود انتہائی اشتعال میں اپنے پر پھڑپھڑاتا وہاں سے اڑا تھا۔

کدھر جا رہیں ہیں کنگ ویام،، ایپچینٹرس اس کے پیچھے کھڑکی تک آئی تھی۔

ڈریگن لینڈ،، بڑے سکون سے بتایا تھا۔

کیوں،،؟ ایپچینٹرس پوچھ بیٹھی حالانکہ جواب جانتی تھی۔

اب جبکہ رنگ اس کے ہاتھ میں ہے اور نکل بھی نہیں سکتی تو فیری ٹوپیا کی کوئین تو اسے ہی بننا پڑے گا ناں،، پھر چاہے وہ چاہے یا نا چاہے،، ویام ہوا میں پنکھ پھیلا کر انھیں حرکت دیتا ایک جگہ کھڑا دانت پیس کر بولا تھا۔

کنگ راج کے غصے کو ہوا مت دیں کنگ ویام،، ایپچینٹرس نے اسے باز رکھنا چاہا۔

بھاڑ میں جائے کنگ راج اور اس کا غصہ، مجھے میری کوئین چاہیے ہر قیمت پر ایپچینٹرس،، کنگ ویام،، دونوں ڈریگن پرنسز کا نصیب ان کی قسمت پہلے سے ہی اوشن کے شہزادوں سے جڑی ہیں،، وہ اوشن پرنسز کی ہے،، اور میں کرسٹل باؤل میں دیکھ چکی ہوں وہ جلد ملنے والے ہیں ایک دوسرے سے،، مطلب جلد ان کی شادی ہونے والی ہے،،

ایپنچینٹرس ،، شادی پر شادی نہیں ہوا کرتی ،، وہ یہ سب سن کر غصے سے پاگل ہو چکا تھا۔ دماغ کی رگیں پھول چکیں تھیں۔ اور آنکھوں سے شعلے لپکنے لگے تھے۔

کنگ ویام یہ قسمت ہے اس کی ،، آپ قسمت سے نہیں لڑ سکتے ،، اوشن پرنس کے اسے شادی کا لاکٹ پہناتے ہی فیری ٹوپیا رنگ اپنی حثیت اور پاورز کھو دے گی ،، پھر وہ بس اس زہر کا توڑ ہوگی اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ،،

ایپنچینٹرس نے سنجیدگی سے کہا تھا مگر کنگ ویام کا دل کیا پوری فیری ٹوپیا کو آگ لگا دے۔

اور آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے ایپنچینٹرس کہ میں ایسا ہونے دوں گا ،، اس کے اور اس کی قسمت کے بیچ کنگ ویام کھڑا ہے ،، اگر یہ اسے پانے کی جنگ ، لڑائی اور ضد ہے تو ایسا ہی سہی ،، میں تو فیری ٹوپیا کی کوئین کی پرچھائیں پر کسی کا سایہ نا پڑنے دوں ،، یہ لوگ کن خوش فہمیوں میں جی رہے ہیں ،،

وہ چیخ رہا تھا چلا رہا تھا۔ جانے کیا ہوا تھا ایسا کہ وہ یوں جیتا جاگتا آگ کا گولہ بن چکا تھا۔ نا اپنے لہجے پر قابو تھا نا غم و غصے پر کنٹرول۔ تبھی وہ پیچھے مڑ کر اور کچھ بھی سنے بغیر ڈریگن لینڈ کی جانب اڑا تھا۔

ایپنچینٹرس بہت زیادہ پریشان ہوئیں تھیں۔

جانے کیا قہر نازل ہونے والا تھا۔

جانے کیا قیامت آنے والی تھی۔

صبح جیک کی آنکھ کھلی تھی۔ مندی مندی آنکھوں سے خود کو فرش پر بیٹھے دیکھا تھا۔ جب کچھ دیر تک مکمل حواس لوٹے تو سر اٹھا کر دیکھا۔ حیرت سے آنکھیں پھیل چکیں تھیں۔
وہ بلیک نائیٹ ڈریس میں صوفے کی پشت پر ایک جانب لڑھکی ہوئی گہری نیند میں تھی۔
جیک نے کنپٹیاں سہلائیں۔ اور رات کی تمام کاروائیاں یاد آتی چلیں گئیں۔
اففففففففففففففف،،، شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبا۔ دل بیٹھنے لگا۔
رنجووووو،، جیک نے اس کا کندھا ہلایا۔ جلد ہی وہ گہری نیند سے جاگی۔ پھر جیک کے کمرے میں اپنی موجودگی پر جھٹکا کھا کر سیدھی ہوئی تھی۔ جیک نے اپنا سر پکڑا۔
آئم رئیلی سوری رنجووو،، آئم ڑئیلی رئیلی سوری میں تمھیں بتا نہیں سکتا میں کتنا شرمندہ ہوں،، آئی سوئیر،، میں نشے میں تھا اور
اٹس اوکے،، رنجو نے کہا تو اس کی چلتی زبان کو بریک لگی۔ وہ جانتی تھی وہ کتنی تکلیف میں تھا۔ اور سب سے بڑی بات اس محبت کے مارے شخص نے تو اتنے نشے میں دھت ہونے کے باوجود اپنے ڈگمگاتے قدم رات بہکنے سے پوری طرح روک لیے تھے۔

وہ فوراجیک کے کمرے سے نکلی تھی۔ سامنے ہی جیک کی ماں بہنوں نے اسے حیرت سے اس حلیے میں جیک کے کمرے سے نکلتے دیکھا۔ رنجنا کا خواہ مخواہ ہی دل کیا ڈوب مرے۔ تبھی اپنے روم میں بند ہو کر لاک لگایا تھا۔

رنجووو،، وہ اپنے کمرے سے نکلا۔ سامنے اپنی ماں بہنوں کو دیکھا جواب اسے حیرت اور معنی خیزی سے دیکھ رہیں تھیں کہ ان کے نزدیک یہ بہت معمولی سی تو بات تھی۔

واٹ،،، کچھ نہیں ہوا ہے یہاں،، وہ خواہ مخواہ انگلش میں پھنکارا۔

اس نے رنجنا کے دروازے پر دستک دی تھی۔ مگر اس نے دروازہ نہیں کھولا تھا۔

جب کھولا تو وہ فریش سی بیڈ پر اپنے لگیج میں سامان پیک کر رہی تھی۔ شاید نہا کر نکلی تھی۔ اور اب بلو رنگ ساڑھی میں اپنا سامان الماری سے نکال رہی تھی۔ جیک چہرے پر خطرناک قسم کی سنجیدگی طاری کیے اندر اس کے سر پر پہنچا تھا۔

کہاں جا رہی ہو،،؟

انڈیا،،، ایک لفظی جواب تھا جیک کو حیرت ہوئی۔

ان رشتے داروں کے پاس جو تم دونوں بہنوں کی پراپرٹی ہڑپنے کے چکروں میں تم دونوں پر مرڈر اٹیک تک کروا چکے ہیں اور تمہارے چچا کا وہ جواری بیٹا تم دونوں پہ ریپ اٹیمپ بھی کر چکا ہے،،

جیک کا لہجہ بہت کڑوا تھا۔ مگر رنجنا برداشت کر گئی۔

جی،،، اب بھی ایک لفظی جوا تھا۔

کیوں،، جیک نے پوچھنا ضروری سمجھا۔

آپ کو اس تکلیف سے نکالنے کے لئے میرا یہاں سے جانا بہت ضروری ہے،، جب تک میں یہاں رہوں گی یہ شکل دیکھ آپ کبھی اسے بھول نہیں پائیں گے،، میرا چہرہ آپ کو اس کی یاد دلاتا رہے گا،، تبھی آپ کو اس تکلیف سے نکالنا چاہتی ہوں،، وہ سکون سے بولی۔ سامان پیک کر چکی۔ اور بیگ گھسیٹتی باہر آئی۔

مگر جیک اس تک آیا تھا۔ اس کے ہاتھ سے لگیج چھینا۔

چلو تمھیں ائیر پورٹ چھوڑ کر آؤں،،، جیک نے جتنے غصے میں اسے دانت پیس کر کہا تھا۔

رنجنا کو جھرجھری سی آئی۔

کنگ ویام ڈریگن لینڈ میں محل سے تھوڑا دور اترا تھا۔ اور اب اس کا رخ محل کی جانب تھا۔ مگر اسے ٹھٹھک کر رکنا پڑا۔ محل کے آس پاس گول دائرے کی شکل میں وہ ہلکا اورنج سا حصار تھا۔

exponovels

کنگ ویام غصے سے پاگل ہوا تھا۔ یہ یقینا اس کنگ راج کا کام تھا جس نے یہ حصار قائم کیا ہوگا۔ تاکہ کنگ ویام ماہاویرا سے دور رہے۔ اب اگر وہ ایک قدم بھی اس حصار کے اندر رکھتا تو نا تو وہ خود سلامت رہتا نا اس کے پر۔

کنگ ویام نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے۔ اور گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔ مگر جیسے ہی نظر اپنے ہاتھ میں پہنی انگوٹھی پر گئی تو ایک دھیمی سی مسکان نے اس کے لبوں کو چھوا۔ تمام غم و غصہ کہیں جا سویا۔

کوئی بات نہیں کنگ راج،، میں محل میں نہیں آ سکتا تو کیا ہوا؟ میری کوئین تو مجھ تک پہنچ سکتی ہے ناں،، اور وہ آئے گی،، ضرور آئے گی،، میرے لئے اپنی جان اپنا وجود ہتھیلی پر سجائے سر کے بل چل کر آئے گی،،

وہ دل میں خود سے باتیں کرتا اس چھوٹی سی وادی میں اترا تھا۔

وہاں گھاس پر لیٹ کر اس نے اپنی رنگ کو دیکھا تھا۔

"اسے میرے پاس ہونا چاہیئے،، وہ میری کوئین ہے،، میرا دل اس کی قربت کے لئے دھڑک رہا ہے،، اسے میرے پاس لے آؤ اس دنیا کی سب سے طاقتور رنگ،،،

ویام نے رنگ والا ہاتھ اپنے دل کے مقام پر ٹیٹو پر رکھ کر آنکھیں موند کر ایک جزب کے عالم میں کہا تھا۔

ایک جھماکے کے ساتھ رنگ سے کافی ساری روشنیاں نکل کر باہر آئیں تھیں۔ ویام گہرا مسکرا کر وہیں نیم دراز ہو گیا۔

ماہ ویرا محل کے دربار میں وشہ کے پاس بیٹھی تھی۔ وشہ دریگن لینڈ کی خواتین کے مسئلے مسائل سن رہی تھی۔ کئی خدمتگاران کے آگے پیچھے پھر رہیں تھیں۔

ماہ ویرا،،،،،،،،،،،،،،، ماہ ویرا ایک چھوٹے سے بچے کی جانب متوجہ تھی۔ جب اسے اپنے کانوں میں بھاری سی سرگوشی نما پکار سنائی دی۔

یس ڈیڈ،،،،، وہ با آواز بلند بولی تو سب نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

کیا ہوا پرنسز،،، وشہ نے نرمی سے پوچھا۔

مما مجھے راج ڈیڈ نے آواز دی،،، ماہ ویرا نے ادھر ادھر دیکھا۔

نہیں تو،،، راج تو کسی ضروری کام سے ونڈر نگ ووڈ میں گئے ہیں،، وشہ نے اسے نرمی سے بتایا۔ اور اپنے کام کی جانب متوجہ ہو گئی۔

ماہ ویرا بھی سر جھٹک کر پھر اس بچے کی جانب متوجہ ہو گئی۔

ماہ ویرا مائی کوئین،،،،،،،،،،، میرے پاس آئیں،،،،،

وہ جان لیوا بھاری سرگوشی پھر اسے اپنے اندر سے سنائی دی۔

مما،،کیا آپ نے مجھے آواز دی،،،ماہاویرا نے وشہ کو پھر مخاطب کیا۔

نہیں پرنسز،،،میں نے تو نہیں پکارا،،،وشہ اسے ماہاویرا کی شرارت سمجھ کر مسکرائی۔

مما مجھے کوئی پکار رہا ہے،،اب اسے عجیب سی بے کلی نے آن گھیرا تھا۔

اور وہ پکارنے والا میری پرنسز کا بیڈ روم ہے،،جاؤ پرنسز جا کر آرام کرو میرا بچہ،،وشہ نے اسے پیار سے پچکارا۔ تو وہ بسورتی سی شکلیں بنا کر اپنی خواب گاہ میں چلی آئی۔ وہ اس وقت براؤن کلر کے شاہی لباس میں تھی۔ سلیولیس بازو کندھوں پر ڈوریاں بندھی ہوئیں تھیں۔ بال کمر کے نیچے تک کھلے تھے جب کے ایک چھوٹا سا نفیس سا کراؤن سر پر سجا تھا۔

افففففففففففف،،،میرے کان بج رہے ہیں،،وہ جھنجھلائی۔ اور آ کر اوندھے منہ بیڈ پر گری۔

کوئین،،،میری بانہوں میں آئیں،،میری یہ بانہیں تڑپ رہی ہیں آپ کو بانہوں میں بھرنے کے لئے،،،کیا آپ کا جسم نہیں ٹوٹتا اس کنگ کی قربت کے لئے،،،

ماہاویرا کے بہت سختی سے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھنے کے باوجود اسے یہ آوازیں سنائیں دیں۔ اس نے تڑپ کر شیٹ مٹھیوں میں جکڑی۔ گلاب بدن میں جیسے کانٹے سے اگ رہے تھے۔ وہ جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔ اور بری طرح اپنے بازو سہلائے۔

اوراب تواسے یوں لگا جیسے پورے جسم میں کوئی سویاں سی چبھو رہا تھا۔

کوئین،،، میرے پاس آئیں،،

شٹ اپ،،، جسٹ شٹ اپ،،،، وہ مچلی۔ اور اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے۔ مگر محل سے باہر آئیں کوئین،، مجھ تک پہنچے،،،، نہیں تو سکون نہیں آئے گا،،، سکون تو یہاں ہے اس کنگ کے پاس،،

یہ آوازیں اب ماہاویرا کے جسم سے اس کی جان نکال رہی تھیں۔ وہ جو بے تحاشا ڈرپوک تھی۔ بزدل تھی ابھی تک ایک بھی قدم محل سے باہر نہیں نکالا تھا۔ اب اپنے کمرے سے نکل کر راہداریوں سے ہوتی ہوئی محل سے باہر نکلی تھی۔ ابھی شام کا وقت تھا۔ وہ تمام خدمتگاروں سے نظر بچا کر باہر تک پہنچی۔

جب وہ نیچے محل کے بڑے بیرونی گیٹ تک پہنچی تو دربان اسے دیکھ کر حیران ہوئے تھے۔

پرنسز کدھر جانا ہے آپ کو،،،؟ ایک دربان مودبانہ اس کے سامنے سر جھکا کر بولا۔

انھیں بولیں کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں کوئین،، شاہی وید نے مشورہ دیا بس رائیل گارڈن تک جانا چاہتی ہیں،، اس آواز نے اسے گائیڈ کیا۔

میری طبیعت ٹھیک نہیں ،، شاہی وید نے کہا بس یہ گارڈن تک جانا چاہتی ہوں ،، ماہاویرا نے سکون سے کہا۔ مگر جو بے چینی تھی ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہو چکے تھے۔

مگر پرنسز آپ اکیلی کیوں جا رہی ہیں باہر ،، اپنی خدمت گاروں کو اپنے ساتھ لے کر جائیے ،،،

کنگ راج کے مطابق پرنسز اکیلی باہر کہیں نہیں جاتی تھی۔ مگر اب پرنسز کو یوں اکیلے باہر جاتے دیکھ انھیں بھی عجیب لگا تھا۔

کوئین ،،، انھیں بولیں کہ یہ آپ کا حکم ہے ،، ہٹ جاؤ راستے سے اور جانے دو مجھے ،، اب کی بار اس آواز میں درشتگی تھی۔

میں نے کہا یہ میرا حکم ہے ،، ہٹ جاؤ سامنے سے ،، جانے دو مجھے ،، یہ گارڈن تک ہی تو جانا ہے ،، تو اتنا وبال کیوں مچا رہیں آپ لوگ ،،

وہ غصے سے چلائی تھی۔ دربان بھی گھبرا گئے اور سر تسلیم خم کرتے ایک جانب ہٹ گئے۔

اب ماہاویرا کے قدموں میں تیزی تھی۔ وہ رائیل گارڈن تک آئی۔

آگے بڑھیں کوئین،،،،،،،،،،وہ چلتی گئی مگر رائیل گارڈن کو پار کرتے ہی ایک بڑی دیوار سامنے تھی۔

ماہاویرا جھنجھلا کر آگے بڑھی اور بے بسی سے اس دیوار پر مکے برسائے۔ دیوار کے ساتھ لگے پودے سے پھول بھی بری طرح نوچ کر پھینک دئیے۔ اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے۔ ایک مرتبہ پھر تن بدن میں چیونٹیاں سی رینگتی محسوس ہوئی تو بری طرح اپنے بازو سہلائے۔

کوئین،،،گھبرائیں تومت،،آج آپ میری بانہوں میں ضرور پہنچیں گی،،اس آواز نے اسے تسلی دی۔ تبھی فضا میں ڈھیر سارے پرندوں کی پھڑپھڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔

وہ پرندے زمین پر اترے اور عجیب طریقے سے آپس میں یون جڑ گئے کہ وہ ایک قالین کا منظر پیش کرنے لگے۔ ماہاویرا جلدی سے ان پر سوار ہو کر بیٹھ گئی۔ پھر آہستہ آہستہ وہ اوپر اڑے۔ اور ماہاویرا کو دیوار سے پار زمین پر اتار کر وہاں سے غائب ہو گئے۔

ماہاویرا نے ادھر ادھر دیکھا۔

کوئین ان جگنوؤں کو فولو کریں،،،پھر آواز آئی۔ اب اندھیرا سا پھیلنے لگا تھا۔ تبھی جھاڑیوں میں سے بیشمار چھوٹے چھوٹے دمکتے جگمگاتے جگنو باہر نکلے تھے۔ اور ایک جانب اڑنے لگے۔ وہ ان کی پیچھے دیوانہ وار چلتی رہی۔

وہ رستہ شاہی باغ سے آگے ایک بہت حسین و خوبصورت وادی کی جانب جاتا تھا۔ شام کے بعد کا وقت تھا۔ ملگجا اندھیرا چہار سو پھیلا تھا۔ لہذا ہیروں کی طرح جگمگاتے ننھے ننھے چھوٹے چھوٹے جگنو پھولوں کی جھاڑیوں سے نکل کر اب ماہ ویرا کے آس پاس گھوم رہے تھے۔ پہلے تو وہ بے تحاشا خوفزدہ ہوئی۔ مگر اپنی ہی جان اپنے بس میں کب تھی۔ وہ تو بس چلتی جا رہی تھی۔

کوئین،، اپنے کنگ کے پاس آئیں،،، جو جانے کتنی صدیوں سے آپ کے انتظار میں بیٹھے ہیں،،، ماہ ویرا کو جیسے اپنے دماغ کے اندر پھر آواز سنائی دی۔ براؤن شاہی لباس کے بازو پر بندھی ڈوری کے نیچے اس کا ٹیٹو پھر جگمگایا۔

اس کے ہاتھ میں موجود رنگ پھر جگمگانے لگی۔ ایک جھرجھری سی تھی جو تن بدن میں دوڑ گئی تھی۔ اس کا جسم بری طرح ٹوٹنے لگا۔ ایک ان دیکھی طاقت نے اسے پھر اپنی جانب کھینچا۔

ماہ ویرا نے ادھر ادھر دیکھا۔

چلتی جائیں کوئین،، جلدی پہنچیں مجھ تک،،۔ میں مر جاؤں گا آپ کی اس جدائی سے،، آواز دلسوز درد میں ڈوبی جزبوں سے بھرپور تھی۔ جو اسے اپنے اندر سے ہی آ رہی تھی۔ وہ ایک ٹرانس کی کیفیت میں چلتی گئی۔

exponovels

وادی میں اتری تو خوبصورت نیلے پھولوں سے سجے پہاڑ سے نیلے رنگ کے پانی کا چشمہ بہہ رہا تھا۔ چشمے کے آس پاس درختوں کا جھنڈ تھا۔ اور ان درختوں کے بیچوں بیچ ایک بے انتہا خوبصورت سر سبز چھوٹا سا میدان تھا۔ جس پر نرم گداز گھاس تھی۔ گھاس پر شبنم کے قطرے سچے موتیوں کی طرح جگمگا رہے تھے۔ درختوں کے جھنڈ میں ٹمٹماتے جگنو اڑ رہے تھے۔

وہ زرا سا آگے بڑھی اور ٹھٹک کر رک بھی گئی وہ جو کوئی بھی تھا اس نرم گھاس پر دونوں ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھے آسمان کی جانب رخ کیے چت لیٹا ہوا تھا۔ ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی ہوئی تھی۔

رک کیوں گئیں کوئین،، آج آپ کے یہ قدم جو اس کنگ تک آتے ہیں رکنے نہیں چاہیں،، آگے بڑھیں،، قریب آئیں،، بہت قریب،،، آج آپ کو میرے قریب آنا ہے بہت قریب،،، میری روح میں سمانا ہے،،

اس شخص کی مدھر سی سحر طاری کرتی جسم میں پھریری سی دوڑاتی سرگوشیاں اس ماحول میں عجیب سی جلترنگ پیدا کر رہی تھیں۔ ماہ ویرا بغیر ڈرے آگے بڑھی۔ اس کے پاس جا کر رکی۔ ویام نے سر کے نیچے سے ہاتھ نکال کر اس کی جانب بڑھایا۔ جو اس نے تھام بھی لیا۔

ویام نے نرمی سے ہاتھ کھینچ کر پہلے اسے اپنے پاس بٹھایا پھر کمر میں ہاتھ ڈالا کر اسے اپنے پہلو میں لٹا لیا۔ اب ماہاویرا کا سر اس کے بازو پر تھا وہ اس کے پہلو سے لگی آسمان کی جانب دیکھنے لگی۔ ان دونوں کے ٹیٹو اور ہاتھوں میں پہنی رنگز جگمگا رہی تھیں۔

آ،،،، آپ،،،، کون،، ہیں،،؟ ماہاویرا کو اب اس کے پہلو میں لیٹے احساس ہوا تھا کہ پوچھ تو لے کہ وہ کس کے پاس یوں ماہی بے آب کی طرح تڑپتی چلی آئی تھی۔ وہ شرٹ لیس تھا۔ اور اس کے جسم سے اٹھتی مہک مسحور کن تھی۔ حواسوں پر چھاتی۔ پاگل کرتی ہوئی۔

میں آپ کا کنگ ہوں کنگ ویام،، اور آپ میری کوئین ہیں ماہاویرا،، جانتی ہیں ناں آپ،، اس کی سرگوشی جان لیوا تھی۔

مطلب میں آپ کی وائف ہوں،، ماہاویرا کا جسم بری طرح ٹوٹ رہا تھا۔ تبھی وہ اس کے مزید پہلو میں گھسی اور کروٹ بدل کر اس کے دل کے مقام پر اپنا چہرہ رکھ لیا۔ مقابل گھرا مسکرایا تھا۔ مگر ابھی اس کی مزید تڑپ دیکھنے کا خواہشمند بھی تھا۔

ہاں،، آپ میری وائف ہیں،، میرے وجود کا ایک حصہ،، میری محبت،، فیری ٹوپیا کی کوئین،، اس کنگ کے دل کی اکلوتی ملکہ،، ویام ایک جزب کے عالم میں آنکھیں موندے بولے گیا۔

exponovels

چونکا تو تب جب اپنے سینے پر ایک روئی جیسا نرم ،،، پھولوں جیسا ملائم چھوٹا سا بوجھ محسوس ہوا۔ اس نے نرمی سے آنکھیں کھولیں تو وہ اس کے دونوں کندھوں پر ہاتھ جمائے اس کے سینے پر لیٹی بغور اسے دیکھنے میں مصروف تھی۔ اس کے بالوں کی گھنی سنہری آبشار ویام کے دائیں کندھے پر پھیلی ہوئی تھی۔ جن سے آتی معطر سی بھینی بھینی خوشبو ویام کے حواسوں پر طاری ہو چکی تھی۔

آپ جانتی ہیں ناں کہ آپ صرف اور صرف اس کنگ کی ہیں ،، اس کنگ کی ملکیت ہیں ،، ویام نے بھی کہتے اس کی آنکھوں میں غور سے دیکھا۔ اس نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر نگاہ بھٹکی اور حسین و معصوم پورے چہرے کا طواف کرتی نیم والبوں تک جا ٹھہری۔

ماہاویرا کے سامنے ایک پری زاد کنگ تھا۔ جوان دنیاؤں میں ایک حسین ترین مرد تھا۔ یا وہ اسے ہی بے تحاشا خوبصورت لگ رہا تھا۔ اپنی پوری زندگی میں اس نے کوئی اتنا خوبصورت و حسین نہیں دیکھا ہوگا۔ اس کی سبز بڑی بڑی آنکھیں ماہاویرا کے لبوں پر ٹھہری ہوئیں تھیں۔ جانے کیوں مگر وہ چاہتی تھی جو وہ سوچ رہا ہے کر گزرے۔۔

اچانک ماہاویرا نے جھک کر اس کی بڑی بڑی آنکھوں پر اپنے نرم گلاب کی پنکھڑیوں جیسے لب رکھے تھے۔ ویام نے آنکھیں موند لیں۔

اب اس کی برداشت کی بھی حد پار ہو چکی تھی۔ تبھی ویام نے اس کی نازک کمر پر اپنے ہاتھ رکھے تھے۔ اور وہ ہاتھ رینگتے اس کے کندھوں تک آئے۔ ویام نے اس کے کندھوں پر ہلکا سا دباؤ بڑھا کر اسے اپنے اوپر جھکایا اور اس کے دل کے مقام پر بنے اس جگمگاتے ٹیٹو پر اپنے لب رکھے۔

اور اس کی اس گستاخی پر ماہا ویرا نے بہت زور سے اپنی آنکھیں بند کر کے لمبے لمبے سانس کھینچے تھے۔ ویام نے اس کی بند آنکھیں اور لرزتی پلکیں غور سے دیکھیں اور مسکرایا۔

ابھی سے ہی سانس تھمنے لگا کوئین،، ابھی تو اس کنگ نے سانس تھمنے جیسا کچھ کیا ہی نہیں،، اس کی یہ سرگوشیاں ہی تو ماہا ویرا کے جسم سے اس کی جان کھینچ رہیں تھیں۔

ویام نے نرمی سے کروٹ بدلی تھی۔ اب منظر مکمل بدل گیا تھا۔ وہ مکمل اس پر کسی کالی گھٹا کی طرح چھایا ہوا تھا۔ اس کے پروں نے مکمل طور پر ان دونوں کو ڈھانپ لیا تھا۔ وہ اس کے چہرے کے بہت قریب اب ماہا ویرا کے ایک ایک معصوم نقوش کو اپنے دل میں نقش کر رہا تھا۔

کوئین،، معلوم ہوا کہ طلب کسے کہتے ہیں،،؟ اس کی پچھلی گردن پر ہاتھ لپیٹ کر انگوٹھے سے اس کا نچلا لب رب کیا۔ ماہا ویرا نے جو پہلے دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھے ہوئے تھے۔ اب بری طرح مچل کر دونوں ہاتھ اس کی گردن کے گرد حمائل کیے تھے۔

exponovels

ویام کی گرم پر حدت سانسوں سے ماہاویرا کو پورا چہرہ جھلس رہا تھا۔ اور پورا جسم ہلکے سے کپکپا رہا تھا۔ ماہاویرا نے ہاتھوں کے دباؤ سے اس کا چہرا مزید اپنے اوپر جھکایا۔ اور آنکھیں بند کر لیں۔

مگر ویام گہرا مسکرایا۔ اپنی کوئین کا اس کے لئے تڑپنا مچلنا اسے سکون دے رہا تھا۔ وہ مکمل اس کی دسترس میں تھی۔ مگر اب تو یہ خواہش تھی کہ پہلی پیش قدمی اس کی کوئین ہی کرے۔

جب ویام نے کوئی پیش قدمی نہیں کی بلکہ بہت ہلکے سے اس کے لبوں پر پھونک ماری تو ماہاویرا نے نرمی سے آنکھیں کھولیں۔

وہ ایک شرم ایک جھجھک جو آڑے آ رہی تھی۔ ویام کے اس عمل نے اسے پوری طرح بے بس کیا تھا۔ تبھی ماہاویرا نے زرا سا سر اٹھا کر تنی رگوں والی چٹانی گردن پر اپنے لب رکھے تھے۔

اور اب تو کنگ ویام نے بھی خود کو روکنے کی زرا سی بھی کوشش ہرگز نہیں کی تھی۔ اس کے بالوں میں ہاتھ پھنسا کر وہ ان نیم والبوں کو بہت شدت سے اپنے ہونٹوں کی گرفت میں لے گیا تھا۔

exponovels

ماہاویرا نے سختی سے آنکھیں بند کیں تھیں۔ مگر وہ اس کا گردن میں اپنی نرم و ملائم بانہوں کا ہار ڈالے اس کا پورا پورا ساتھ دے رہی تھی۔

اس کی سانسوں کی خوشبو کو اپنے سینے میں اتارتے وہ اپنی پوری شدتیں اس کے وجود پر بکھیر رہا تھا۔ کمر سہلاتا ہاتھ بازو تک آیا تھا اور ایک جھٹکے سے بازو کی ڈوری کھلی۔ ماہاویرا کا سانس بند ہو چکا تھا اور نازک لب پر کٹ آچکا تھا۔ تبھی اس کا چہرا اس کی شدتین برداشت کرتے سرخ ہو چکا تھا۔

ویام نے نرمی سے اس کے لبوں کو آزادی بخشی تو وہ بری طرح کھانسنے لگی۔ مگر ویام کا اب اسے اپنی دسترس سے آزاد کرنے کا کوئی پروگرام نہیں تھی۔ تبھی بھیگے لب اس کے کندھے پر رکھے تو ماہاویرا کو لگا وہ بے جان ہو جائے گی۔

اس سے پہلے کنگ ویام اور گہرائیوں میں اترتا فضا میں ایک خونخوار غصیلے ڈریگن کی دھاڑ سنائی دی تھی۔ وہ دھاڑ دل دہلا دینے والی تھی اور وہ خونخوار درندے نما ڈریگن مسلسل فضا میں چلاتا اڑ رہا تھا جیسے کسی کو خبردار کرنا چاہتا ہو۔

ویام بری طرح چونکا تھا۔ جلدی سے اٹھ بیٹھا۔ ایک نظر بے حال ہوئی بکھرے سے حلیے والی اپنی کوئین کو دیکھا۔ جو گھاس پر پڑی لمبے لمبے سانس بھرتی اپنا سینا سہلا رہی تھی۔ تاکہ سانس درست ہو جائے۔ اس نے بازو سے کھینچ کر ماہاویرا کو اٹھا کر بٹھایا وہ بے حال سی پھر

اس کے سینے سے لگی۔ مگر ویام نے میجک سٹک گھمائی تھی۔ ماہاویرا کا لباس درست ہو گیا۔

کچھ ہی دیر میں آس پاس فضا میں ایک بھونچال سا برپا ہوا تھا اور ایک دہشتناک ڈریگن دھاڑ سے زمین پر اترا۔

راج ونڈرنگ ووڈ سے کوئی ضروری کام نمٹا کر واپس آیا تھا۔ ماہاویرا کے لیئے وہ گرین بیریز لایا تھا۔ جلدی سے دربار میں داخل ہوا تو وشہ اپنی خدمتگاروں کے ساتھ تھی۔

کوئین،، پرنسز کدھر ہیں،، راج نے پوچھا۔

وہ تو اپنی خواب گاہ میں ہے،، کچھ تھکی ہوئی لگ رہی تھی تو سونے چلی گئی،، وشہ نے جواب دیا۔

راج سر ہلاتا اس کی خواب گاہ تک آیا۔ مگر اس کو اس کے کمرے میں نا پا کر راج کے صحیح معنوں میں طوطے اڑے تھے۔

کچھ ہی دیر میں اس نے پورا محل چھان مارا تھا۔ مگر وہ کہیں نا ملی تھی تو دربانوں کی شامت آئی تھی۔

exponovels

تب ایک دربان سے پتہ چلا کے وہ رائیل گارڈن کی جانب گئی تھی۔ راج اور پہرے داروں نے اسے ہر جانب ڈھونڈا تھا۔ یہ بات وشہ سے چھپائی گئی تھی۔

جب ماہاویرا کہیں نہیں ملی توراج کا غم وغصہ اور اشتعال اپنی آخری حدوں تک پہنچا تھا۔ وہ ڈریگن بن کر اڑا تھا۔ تب بلوویلی میں اونچائی سے ہی اسے جگنو ایک جگہ اکھٹے ہونے کی وجہ سے روشنی کا جمگھٹا سا دکھائی دیا۔ ان جگنوؤں کا ایک جگہ اکھٹا ہونے کا مطلب تھا کہ کوئی غیر ماورائی جوڑا ایک دوسرے کے قریب تھا۔۔

تبھی وہ اشتعال و طیش میں بری طرح پاگل ہوتا زمین پر ٹھیک ویام کے سامنے اترا تھا۔ ماہا ویرا اس کے سینے میں منہ دئیے ہوئے دبکی ہوئی تھر تھر کانپ رہی تھی۔

وہ پنک فوریسٹ کے سرے پہ کھڑے تھے۔ آبدار نے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا۔ مایا وش نے مسکرا کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔ آبدار نے اسے اپنی جانب کھینچا۔ وہ اس کے حصار میں سمٹ گئی۔

نو میوزک،،،، مایاوش نے مسکرا کر سرگوشی کی۔ مگر آبدار گہرا مسکرایا۔

ایک ہی جھٹکے سے اسے اپنے بازو پر گرایا۔ اور ساتھ ہی ارد گرد فضا میں ایک خوبصورت میوزک کی مدھر آواز گونجی۔

مایاوش نے حیران ہوکر ادھر ادھر دیکھا۔ مگر کچھ بھی تو نہیں تھا۔

آبدار نے پھر اسے جھٹکے سے سیدھا کیا اور گول گول گھما دیا۔ فضا میں تتلیاں اڑنے لگیں اور ان کے پروں سے عجیب مدھر سی آواز آنے لگی۔

اب آبدار نے اسے گول گھماتے کبھی باؤپر گراتے اس پنک گراؤنڈ میں قدم رکھے تھے۔

اب حیرت انگیز طور پر جہاں وہ قدم رکھتے ان کے قدموں کے نیچے وہ پنک پھول مسلے جانے کی بجائے انھیں پھولوں میں سے نکل کر پتے ان کے قدموں کو خود پر اٹھا لیتے تھے۔

گراونڈ میں موجود پنک بیل فلاور بھی ہوا کے دوش پر جھومنے لگے تھے جیسے۔

وہ اس کے قریب آرہا تھا۔ جیسے اس کی روح میں سما رہا تھا۔ وہ دو جسم ایک جان تھے۔ جو ایک دوسرے کی آنکھوں میں مسکرا کر دیکھتے اپنا ہر سٹیپ لے رہے تھے۔ تتلیاں ان کے آس پاس حدِ نظر بکھری ہوئیں تھیں۔ کبھی اس کے بازوؤں کے نیچے سے اسے تھام کر اوپر اٹھاتا کبھی گول گھما کر کپل ڈانس کرتے اب وہ گراؤنڈ پار کر رہے تھے۔

شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔ آسمان نے اب جیسے سرخ اور اورنج امتزاج کی چادر خود پر اوڑھ رکھی تھی۔

دیکھتے ہی دیکھتے بہت جلد وہ ونڈر ماونٹین کے قریب پہنچ گئے تھے۔ پنک گراؤنڈ ختم ہو چکا تھا وہ اپنی پہلی منزل کے بہت قریب تھے۔

For more visit (exponovels.com)

آبدار ہم پہنچ گئے،، وہ خوشی سے اچھلتی اس کے سینے میں سمائی تھی۔ آبدار نے مسکرا کر اسے مزید اپنے سینے میں بھینچا۔ سامنے بے تحاشا خوبصورت ونڈر مائنٹین اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ ان کے سامنے تھا۔

پھولوں سے اٹا بڑا سیدھا اور خوبصورت راستہ تھا جو اوپر کی جانب جا رہا تھا۔ مایا وش اس کا ہاتھ تھامے آگے بڑھی۔ وہ پہاڑ کے درمیانی حصے میں پہنچ چکے تھے۔ باقی پہاڑ کی نسبت یہاں درمیان میں ایک چھوٹا سا میدان سا تھا۔ پہاڑ سے یہان کا منظر بہت ہی حسین ترین تھا۔ پہاڑ کے اوپر سے حد نظر بڑے بڑے درخت نیچے کو جھکے ہوئے تھے اور ان پر لگے مختلف پھل ہوا گھنٹیوں کی طرح جھول رہے تھے۔

اس وقت وہ لوگ جہاں کھڑے تھے وہ ایک میدان تھا۔ اس کے بیچوں بیچ ایک چھوٹا لکڑی کا سٹینڈ بنا ہوا تھا۔ اور اس پر ایک بے حد خوبصورت چمکدار جگمگاتی ایک رنگ سر زد ہوئی تھی۔

آبدار وہ دیکھیں وہ رنگ،، یہی تو چاہیے ہمیں،، ونڈر ماؤنٹین پر سراب کی انگوٹھی،، میں اس کو لے کر آتی ہوں،،، مایا وش بول کر اس رنگ کی جانب بڑھی جب آبدار نے اس کی کلائی تھامی۔

کیا ہوا آب،،؟ اس نے پیچھے مڑ کر آبدار کو دیکھا جو کچھ الجھا ہوا تھا۔

exponovels

یہ ،، سب اتنا آسان نہیں ہو سکتا کوئین ،، یہ رنگ ہمیں اتنی آسانی سے تو نہیں مل سکتی ،، کچھ تو ہے جو ہم سے چھوٹ رہا ہے ،، آبدار نے گہرے لہجے میں کہا۔

جو جیسا دکھتا ہے ویسا نہیں ہوتا ،، یہ سراب ہے ہماری آنکھوں کو دھوکہ یہ رنگ یہاں نہیں ہے ،، مایاوش نے قدرے سرد لہجے میں کہتے اس رنگ کی جانب دیکھا۔ تم ہماری منزل نہیں ہو، ایسا ہی ہے ناں ،، اس کے کہنے کی دیر تھی جب وہ رنگ اور وہ لکڑی کا سٹینڈ راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہو گیا۔

آبدار نے مایاوش کو اپنے سینے میں بھینچا وہ یقیناً اس سراب کو ہاتھ لگاتی تو وہ بھی راکھ کا ڈھیر بن جاتی ،،

اب کیا ہو گا آب ،، مایاوش کی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔ اس کے سینے میں سے منہ نکال کر چہرہ اوپر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ جس کے ماتھے پر مایاوش کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر بے شمار بل آئے تھے۔

کچھ نہیں ہو گا ،، ہم منزل کے بہت قریب ہیں بزدل کوئین گھبراتے نہیں ہیں ،، وہ اس کی چھوٹی سی ناک چومتا بولا تھا۔ وہ پھر اسے بزدل بول رہا تھا۔ مایاوش نے جھنجھلا کر اس کے سینے میں منہ چھپایا۔ وہ مسکرایا اور اس کی پیٹھ سہلا کر اسے تسلی دی۔

جیک تیزی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ ماتھے کی رگیں پھولیں ہوئیں تھیں اور چہرہ حدِ برداشت سے لہو چھلکا رہا تھا۔

رنجو کھڑکی کی جانب رخ کیے روئے جا رہی تھی۔ انڈیا جانے کی ارینجمنٹس تو وہ کئی دنوں سے کر چکی تھی۔ مگر فیصلے پر تصدیق کی مہر رات لگی تھی۔

جیک وقتاً فوقتاً ایک نگاہ اس کا ہلکے سے لرزتا وجود دیکھ رہا تھا۔

ائیرپورٹ کے باہر گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی۔ تو رنجو کو ہوش آیا۔ وہ جلدی سے سیدھی ہوئی۔ خاموشی سے گاڑی سے اتری۔ مل

میں چلی جاؤں گی،، ہینڈ بیگ کندھے پر پہنتی وہ جیک کی شکایتی نظروں سے نگاہیں چرا گئی تھی۔

مگر جیک تیزی سے گاڑی سے باہر آیق تھا۔ وہ اس کے پیچھے چلتا ائیرپورٹ کے اندر آیا تھا۔ جانے کیوں جیسے جیسے وہ قدم اندر کی جانب لے رہی تھی ان دونوں کا ہی دل ڈوب رہا تھا۔

اناؤنسمنٹ ہو رہی تھی۔ وہ لگیج گھسیٹتی اندر کی جانب بڑھی جب جیک اس کے پیچھے ہی لپکا۔

رنجووو،، ول یو میری می،، اس کی اس بے ساختہ بات پر رنجنا کے قدم وہیں جم گئے تھے۔

For more visit (exponovels.com)

کیوں؟ صرف اس لیے کہ میری شکل آپ کی سنجنا سے ملتی ہے،، وہ کاٹ دار لہجے بولی تھی۔

شاید ہاں،، میں تمھاری شکل میں اپنی سنجنا کو ڈھونڈ لیا کروں گا، تم میرے وجود کی خوشبو میں اسے ڈھونڈ لیا کرنا،،

اس نے اس بات سے انکار نہیں کیا تھا اور سیدھے سبھاؤ قبول کیا تھا کہ ایسا ہی ہے۔

اور اگر آج سنجنا زندہ ہوتی تو کیا تمھیں اس جہنم میں جانے دیتی جہاں تم منہ اٹھا کر چل پڑی ہو رنجو،، مرنے کے بعد کم از کم اس کی روح کو تکلیف مت پہنچاو،، شادی کر لو مجھ سے،، بس یہ رشتہ دنیا کی نگاہوں میں معتبر ہونے دو،، اسے اکسیپٹ کرنے کے لئے جتنا چاہے ہم وقت لے سکتے ہیں،، میں خود کو سنجنا کی جگہ رکھ کر تمھیں سہارا دینا چاہتا ہوں،،

جیک نے جو اس کے دل میں تھی ہر بات بتا دی تھی۔

رنجنا نے بری طرح اپنے لب کاٹے تھے۔ اپنا لگیج گھسیٹا اور واپس آ کر جھٹکے سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔ جیک سنجیدگی سے واپس آ کر گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی کا رخ سیدھا کورٹ کی جانب کیا

ویام کے سامنے ایک خونخوار ڈریگن تھا جو آگ اگلنے کو بلکل تیار تھا۔ ماہاویرا ہنوز اس کے سینے سے چپکی آنکھیں بند کیے کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی۔

راج بہت بری طرح دھاڑ رہا تھا۔ ابھی اس نے آگ اگل کر سب کچھ خاکستر کرنے کے ارادے سے منہ کھولا ہی تھا۔ کہ سینکڑوں کی تعداد میں پہاڑ پر چھپی بیٹھی پریاں اور پری زاد ویام اور راج کے درمیان آکر راج کے سامنے اپنے گھٹنوں پر جھکے تھے۔

کنگ راج آپ کو ہمارے کنگ ویام تک پہنچنے کے لئے پہلے ہمیں موت کے گھاٹ اتارنا ہوگا،، ہم اپنے کنگ کی جگہ آپ کو اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہیں،، آپ ہماری جان لے لیں،، مگر ہمارے کنگ کو بخش دیں،،

ان سینکڑوں لوگوں نے ایک زبان ہو کر کہا تھا۔ جنھیں ایچینٹرس نے ہی حفظ ماتقدم کے طور پر انھیں کنگ ویام کے پیچھے بھیجا تھا یہی حکم دے کر کہ اگر کنگ راج ویام کو نقصان پہنچانے کہ کوشش کرے تو وہ لوگ بیچ میں آکر یہ بولیں۔ اور وہ اتنا بھی جانتی تھی کہ راج کبھی کسی بے گناہ کی جان نہیں لے سکے گا۔ یہ لوگ تو پھر ہزاروں کی تعداد میں اس کے سامنے سر جھکائے بیٹھے تھے۔

راج بری طرح اپنا سر پٹختا انسانی شکل میں واپس آیا تھا۔

For more visit (exponovels.com)

پرنسز دور ہٹو اس سے اور میرے پاس آؤ،، راج کی دھاڑ پوری وادی میں گونجی تھی۔ ویام کی گرفت بے ساختہ اپنی کوئین کی کمر پر سخت ہوئی تھی۔ وہ جواب تک ویام کی اس جان لیوا پکار کے زیر اثر تھی بری طرح روتے مزید اس کے سینے میں گھسی اور زور زور سے نفی میں سر ہلایا۔

اگر تم لوگ نہیں چاہتے کہ میں تمھارے اس پاگل کنگ کو راکھ کا ڈھیر بنا تو میری پرنسز کو میرے پاس لاؤ،،

راج اب بھی بری طرح چلا رہا تھا۔ یہ سوچ کر ہی وہ طیش میں آگ کا گولہ بنا ہوا تھا کہ کنگ ویام اب بھی محض اس کی نازک سی حساس دل پرنسز کو محض بدلے اور انتقام کی تو بھینٹ چڑھانا چاہتا ہے۔

ویام کھڑا بری طرح اپنے لب کاٹ رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپنی کوئین کو اپنے ساتھ لے جانے والا تھا مگر اب کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

جب کسی میں اتنی جرات نا ہوئی کے ویام کے دسترس سے اسے نکالے تو راج ہی شدید اشتعال میں آگے بڑھا۔ اور ماہ ویرا کا بازو کھینچ کر اسے ویام کی پناہوں سے پیچھے کھینچا۔

ویام،،،،،،کنگ ویام،،، نہیں میں کہیں نہیں جاؤں گی،،،،،،چھوڑ دیں مجھے ڈیڈ،، مجھے اپنے کنگ کے ساتھ جانا ہے،، جانے دیں مجھے،، نہیں،،، کنگ ویام روکیں مجھے،،،

وہ چیخ رہی تھی چلا رہی تھی۔ اپنا ہاتھ ویام کی جانب بڑھا رہی تھی۔ مگر راج اسے ساتھ گھسیٹتا لیے چلا گیا۔ اپنی جگہ واپس آ کر راج نے ماہاویرا پر پھونک ماری۔

وہ ایک دلخراش چیخ مار کر زمین پر گری۔ ویام اس کی جانب لپکا تھا مگر بیچ میں اس کے لوگ آ گئے اور اسے وہیں روک دیا۔۔ وہ اگر راج سے نہیں الجھ رہا تھا یا کچھ بھی نہیں بول پایا تھا وہ صرف اور صرف اپنے لوگوں کے لئے۔

مگر سینے میں جو ادھورے ملن کی تشنگی اور اس کے پھر سے دور جانے کے خیال نے اندر صفِ ماتم بچھا دی تھی اس کا درد تکلیف اور غم ناقابلِ برداشت تھا۔ وہ اسے دور جاتے دیکھ رہا تھا جسے اب چاہتا تھا ایک پل کے لئے بھی وہ اس کی دسترس سے دور نا ہو۔ جو خود اس کی پناہوں سے دور ہوتی ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی تھی۔

دیکھتے ہی دیکھتے ماہاویرا ایک چھوٹی سی ڈریگن میں بدلی تھی۔۔ راج بھی ایک دھاڑ کے ساتھ ڈریگن میں بدلا۔ راج نے اپنی ننھی سی ڈریگن پرنسز کی گردن کو اپنے منہ میں بھرا اور اسے اٹھائے وہاں سے محل کی جانب اڑا تھا۔

ویام نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے تھے۔ مگر اپنے لوگوں کے لئے فی الحال اسے سنبھلنا تھا۔ تبھی وہ سب کو واپسی کا حکم دیتا خود بھی واپسی کے لئے اڑا۔

exponovels

آبدار اور مایا وش مسلسل چلتے رہے تھے۔ رات کے سیاہی گہری ہو گئی تھی۔ وہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے۔ مایا وش کو خوف محسوس ہوا تھا۔ کیونکہ پہاڑ کے اس پار نیچے زمین تو تھی ہی نہیں۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے پہاڑ بس خلا میں جھول رہا ہے۔ پہاڑ کے نیچے انھیں سیارے ستارے گردش کرتے نظر آئے۔ پہاڑ کی اترائی کے بلکل درمیان میں ایک چھوٹی سی جھونپڑی تھی۔

انھوں نے دو چار قدم ابھی نیچے اتارے تھے کہ ایپنجینٹرس کی وہی چھوٹی پریاں ایک کرول لیے وہاں حاضر ہوئیں تھیں۔

آبدار نے کرول تھام لیا یقیناً ایپنجینٹرِس یا ایورا کا کوئی پیغام ہو گا۔ آبدار نے کرول کھول کر دیکھا تو اس میں واقعی ایک پیغام لکھا تھا۔

اوشن کنگ اور پیاری ڈریگن کوئین یہ جو سامنے جھونپڑی نظر آرہی آپ لوگوں کی منزل کا پہلا انعام اسی جھونپڑی میں ہی ہے،، مگر اس میں ایک الٹے سر والی وچ رہتی ہے جو بے حد شیطان ہے،،،، وہ اپنی گردن چاروں طرف گھما لیتی ہے،،، یہ سراب کے جال اسی کے بچھائے ہوئے ہیں،، اب مشکل یہ ہے کہ آپ کو اسی کی انگھوٹی اسی کے دیکھے بغیر چرانی ہوگی،، یہ کیسے کرنا ہے یہ آپ لوگ سوچ لیں۔ وہ رنگ چرا کر فوراً پہاڑ کے اِس پار پنک گراونڈ کے پاس آجانا کیونکہ وہ چڑیل اس طرف نہیں آسکتی۔ نیک تمنائیں۔

ایپنچینٹرس،،

یہ پڑھ کر آبدار اور مایا وش پریشان ہوئے تھے۔ کرول غائب ہوگیا۔

اب کیا ہوگا آب،، وہ گھبرائی۔

اگر کسی طرح ہم اس وچ کا دھیان بٹا سکیں،، خاص کر وہ اوپر کی جانب دیکھتی ہو تو میں زیر زمین تیر کر اس کی جھونپڑی میں نکل کر وہ انگوٹھی چرا سکتا ہوں،،

آبدار نے کہا تو مایا وش کے دماغ میں جھماکا سا ہوا۔ اس نے سوچا تھا کبھی وہ ڈریگن نہیں بنے گی۔ مگر اب وقت آن پہنچا تھا کہ وہ یہ کر گزرے جو کبھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

ٹھیک ہے آپ یہ کریں آب،، اس وچ کا دھیان میں بھٹکاؤں گی،، مایا وش نے جی کڑا کر کے کہا۔

آبدار نے اس کی جانب تعجب سے دیکھا۔

وہ کیسے کوئین،،

آپ جائیں میں کرتی ہوں،، وہ اس کے سامنے تو بلکل بھی ڈریگن نہیں بنا چاہتی تھی۔ جانے کیوں۔ تبھی اسے جانے کو بولا۔

نو،، اگر اس نے آپ کو کوئی نقصان پہنچایا تو،؟ آبدار کو اس کو لے کر الگ ہی خدشے تھے۔

اگر ہمیں اپنی پہلی جیت کو پانا ہے تو یہ خطرہ تو اٹھانا ہی پڑت گا ناں آب،، ہمارے پاس وقت بہت کم ہے، جانتے ہیں ناں آپ،، وہ رنگ لے کر آپ پہاڑ کے اس پار نکلنا اور اپنے بازو پر ہلکے سے چٹکی کاٹنا جو سائن ہو گا کہ اپ کامیابی سے اس پار پہنچ گئے میں آپ کے پیچھے ہی آجاؤں گی،، وعدہ رہا،، مایا وش نے کہا۔

آبدار نے سر ہلایا۔۔ بہت بے اختیار کسی خدشے کے تحت اس کی گردن میں ہاتھ ڈالا کر اسے اپنی جانب کھینچا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر میٹھی سی گستاخی کر کے وہ پیچھے ہٹا۔ اور زرا سا نیچے جھک کر پہاڑ پر اپنا ہاتھ لہرایا۔ ہاتھ میں سے نکلنے والی ریز زمین پر پڑی تو وہاں موجود پتھر بھی پانی کی طرح لہرانے لگے۔

آبدار نے سر نیچے جھکا کر زمین کے اندر چھلانگ لگائی تھی۔ وہ جھونپڑی کی جانب تیرا۔ مایا وش نے نے لرزتی پلکوں سے آنکھیں بند کیں۔ زعا دماغ کا کھیل تھا۔

میں ڈریگن پرنسز ڈریگن بننا چاہتی ہوں،، دماغ نے کہا۔ وجود لرزنے نما جھٹکوں کی ضد میں آیا۔

کچھ ہی دیر میں وہ ڈریگن بن کر اوپر اڑی تھی۔ جھونپڑی کے دروازے میں بیٹھی وہ ڈراؤنی شکل کی وچ چونکی تھی۔ کچھ غیر معمولی محسوس ہوا تھا۔ اوپر سر اٹھایا تو ایک ڈریگن ہوا میں اڑ رہا تھا۔ وہ مکار وچ سمجھنے کی کوشش کرنے لگی آخر یہ ہے کیا چیز۔

وہ اوپر دیکھے گئی۔ اور اس ڈریگن کے سینے پر چمکتے ٹیٹو کو دیکھ جلد سمجھ بھی گئی کہ یہ کون ہے۔ آبدار چھونپڑی کے اندر سے زمین سے نمودار ہوا تھا۔ چپکے سے اسے دیکھا جو آسمان کی جانب دیکھ رہی تھی۔

اس نے دیکھا اس جھونپڑی کے بیچ و بیچ ایک چھوٹا سا میز پڑا ہے جس پر ایک بہت چمکدار رنگ پڑی تھی۔ وہ بہت دھیرے اور چپکے سے آگے بڑھا۔

اے ڈریگن پرنسز جاؤ یہاں سے نہیں تو دردناک موت دوں گی،، وہ آسمان کی جانب رخ کیے چلائی تھی۔

مایاوش نے جان بوجھ کر اسے اکسانے کو اس کی جانب رخ کر کے آگ اگلی۔ وہ وچ غصے سے بولا گئی اور جو کبھی بھی اس جھونپڑی کو چھوڑ کر کہیں نہیں ملی تھی۔ اب اپنی جھاڑو اٹھا کر اس پر سوار ہوئی اور ہوا میں اڑی۔

میرے ہاتھوں مرو گی ڈریگن پرنسز،،، وہ مکروہ قہقہے لگاتی مایاوش کے پیچھے پیچھے تیزی سے اڑنے لگی۔ اور اپنے ہاتھ میں پکڑی چھڑی گھما کر مایاوش پر وار کرنے لگی۔ مایاوش تیزی سے ادھر ادھر ہو کر اپنا بچاؤ کرنے لگی۔

آبدار نے وہ رنگ اٹھائی تھی۔ اور زیرِ زمین تیر کر جھونپڑی سے باہر آیا تھا۔ فضا میں اڑتی اپنی ڈریگن کوئین کو ایک نظر دیکھ گہرا مسکرایا تھا۔ اپنے بازو پر ہلکے سے چٹکی کاٹی۔ پھر وہ

exponovels

نیچے سے تیر کر پہاڑ کے اس طرف پنک گراونڈ کے پاس نکل آیا۔ مگر کچھ ہی دیر میں اسے اپنی کمر پر تیزاب گرنے جتنا درد محسوس ہوا تو شدید درد سے کراہ اٹھا۔

مایا وش کو سائن مل چکا تھا۔ تبھی وہ پہاڑ کے اس طرف اڑی تھی۔ مگر بے دھیانی میں تھوڑی بے احتیاطی کر بیٹھی۔ وہ بھول گئی تھی وہ چڑیل اس طرف نہیں آ سکتی مگر اس کا کیا گیا وار تو اس طرف آ سکتا ہے۔ وہ پہاڑ کے اس جانب آتے اپنی رفتار آہستہ کر بیٹھی تھی جب اس چڑیل کا وار اسے اپنی کمر پر جھیلنا پڑا۔

وہ فضا میں بری طرح ہچکولے کھاتی پہاڑ کے اس طرف جھٹکے سے پھولوں پر گری تھی۔ درد سے تڑپتے انسانی شکل میں واپس آئی۔ اس کی دلخراش چیخوں سے پنک گراؤنڈ بھی لرز گیا تھا۔

آبدار نے غم و غصے سے اسے زمین پر گرتے دیکھا تھا۔ ایک معمولی سی وچ نے اوشن کنگ ایک اگریسو مونسٹر کے غصے اور قہر کو ہوا دی تھی۔ جو چیز انھیں چاہیے تھی وہ تو مل ہی چکی تھی۔ اب آبدار تیزی سے زمین کی طرف اشارہ کیا پہاڑ کے اس پار جھونپڑی میں ایک دیو ہیکل وہیل وش نمودار ہوئی تھی اور اس وچ کو ثابت نگل کر پھر سے پہاڑ کے اندر غائب ہو گئی۔

سارا سراب غائب ہوگیا تھا۔ منظر بدل چکا تھا۔ وہ جو حسین وادی کا حصہ اس مکار چڑیل کے قبضے میں تھا اب آزاد ہو کر بہت ہی خوبصورت منظر پیش کر رہا تھا۔

آبدار تڑپ کر اس کے پاس آیا تھا۔ مایا وش کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھا جو بری طرح تڑپ رہی تھی۔

آب،،، میری کمر،،،، جل رہی ہے،،،،،، کچھ کریں،،، مایا وش نے آب کی شرٹ مٹھیوں میں بری طرح جکڑی بے تحاشا روتے اسے کہا تھا۔ آبدار نے ادھر ادھر دیکھا۔ مایا وش کا سر زمین پر رکھا۔ اٹھا اور ایک بہت بڑے سے پھول کی پتی کھینچ کر نکالی۔ اسے لے کر مایا وش کے پاس بیٹھا مایا وش کو اٹھا کر اس کی کمر اپنے سینے سے لگائی۔ وہ پتی کسی چادر کی طرح اپنے اور مایا وش کے گرد گردنوں تک لپیٹی۔

اب آبدار نے تیزی سے اپنی شرٹ اتاری اور مایا وش کی کمر سے بھی تیزی سے ڈوریاں کھول کر اس کی برہنہ کمر اپنے سینے میں بھینچی تھی۔

وہ جانتا تھا وہ ایک دوسرے کے زخموں کا مرحم ہیں ہر درد کی دوا ہر تکلیف کا چین سکون۔ ایک دوسرے کے لئے ان ہیلر ہیں ایک دوسرے کے لئے راحت کا سامان ہیں۔

اور ہوا بھی یہی مایا وش کے بری طرح درد سے لرزتے کانپتے وجود کو زرا سی راحت ہوئی تو وہ لمبے لمبے سانس بھرتی آبدار کے کندھے سے سر ٹکا کر آنکھیں موند گئی۔

فیری ٹوپیا کے اس آخر کونے میں رات نے ایک عجیب ہی سماں باندھ رکھا تھا۔ گھری تاریک رات کی خاموشی میں بیل فلاورز ہوا کے دوش پر لہراتے جھوم رہے تھے۔

دو محبت کرنے والے دلوں کے ٹیٹو جگمگائے تو پنک گراونڈ سے ٹمٹماتے جگنو نکل کر ان کے آس پاس رقص کرنے لگے۔

مایا وش زیادہ دیر سکون سے بیٹھ نہیں سکی کے آب کا ایک بازوا پنے کندھوں پر اور ایک ویسٹ پر لپٹتا محسوس ہوا تو وہ کسمسائی۔ یوں بھی وہ جس صورت حال میں اس کی بانہوں میں سمٹی ہوئی تھی مایا وش کے اب چودہ طبق روشن ہونا اور آبدار کا مدہوش ہونا بنتا تھا۔

آب،،،،، پلیز،،،،، نہیں،،،،، لرزتے لبوں سے بمشکل ادا ہوا۔ آبدار نے ایگریسولی اسے اپنے بازو پر گرایا تھا۔

اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو،، اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے وہ اب بھی غصے میں تھا۔

تو،، مایا وش کو جانے کیا سوجھا اس کی جانب دیکھ کر پوچھ بیٹھی۔

تو میں آپ کی جان لے لیتا،، اس کے بالوں میں ہاتھ پھنسا کر ایک جھٹکے سے اپنے چہرے کے قریب کیا تھا۔ اس کی سانسوں کی حدت سے مایا وش کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

مجھے پتہ ہے آپ نہیں لے سکتے میری جان،، وہ اترا کر بولی تھی۔

گمان ہے آپ کا کوئین،،جس دن آپ کے وجود کو اپنے وجود کا حصہ بناؤں گا،،اس دن شاید آپ کی جان جائے میرے ہاتھوں،،اس کے سر سراتے لہجے میں اتنی شدت اتنا جنون تھا کچھ اس کے کے ہاتھ نے مایا وش کا پہلو سہلایا تھا کہ مایا وش کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے اور پہلو تو یوں دہک اٹھا تھا جیسے جل جائے گا۔

آبدار نے اپنے ہونٹ اس کے گداز ہونٹوں پر رکھے تھے۔آج اس کے لمس میں پہلے سے کئی گناہ زیادہ شدت اور جنون تھا۔مایا وش مچلی تھی۔مگر اس کی چٹانی گرفت میں ہل بھی نہیں پائی۔وہ ان نرم لبوں پر اپنی شدت اپنے جنون کی داستان لکھ دینا چاہتا تھا۔ایک طویل بوسہ اس کے لبوں پر ثبت کر کے وہ نرمی سے پیچھے ہٹا اور اس کا سرخ چہرہ اور محبت کی بارش میں بھیگے لب دیکھے۔

مایا وش نے گھبرا اس کی گردن میں بازو حمائل کر کے اس کے ہی سینے میں پناہ ڈھونڈنے چاہی تھی۔

آئی نیڈ یو مایا وش،،وہ اپنی ہی کیفیت و بے بسی سے جھنجھلا رہا تھا۔تبھی آج جزبوں سے چور لہجے میں اسے پکارا تھا کہ شاید اس کی ظالم بے حس کوئین کو اس پر رحم آجائے۔مگر اس نے ظلم کی انتہا کرتے اس کے سینے میں منہ دئیے ہی نفی میں سر ہلایا تھا۔آبدار نے بے بسی کی انتہا سے اپنے لب کچلے۔

وہ جو آج کس وقت سے بھاگ دوڑ کر رہے تھے مایاوش بہت جلد اس کی بانہوں میں گہری نیند سو گئی تھی۔ آبدار نے لیٹ کر اسے اپنے سینے پر گرایا۔ کمر کے پیچھے ہاتھ لیجا کر اس کا لباس درست کیا اور ایک ٹھنڈی آہ بھرتے آنکھیں موندلیں۔

راج نے ڈریگن ماہاویرا کو لاکر محل کے شاہی گارڈن میں اتارا تھا۔ وہ اب بھی بری طرح مچلتی آگ اگل رہی تھی۔ اور بری طرح چیخ چلا رہی تھی۔ راج انسانی شکل میں واپس آیا۔ اور وہاں گڑھے ایک بہت بڑے کیل سے چین اٹھا کر ماہاویرا کے پیر پر باندھی دی۔ وہ پھڑپھڑا کر اڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔

جب وشہ اندر سے بھاگی باہر آئی۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ راج،، کھولیں پرنسز کو،،، وشہ اپنی بچی کو ایسے مچلتے دیکھ تڑپی۔

ابھی اس پر اس کنگ ویام کی پکار اور اس رنگ کی پاور کا اثر ہے وشہ،، جب وہ اتر جائے گا تو کھول دوں گا،،

راج نے سنجیدگی سے کہا۔

وشہ اسے دیکھے گئی۔ مگر وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اندر لے آیا۔ راج سنجیدہ تھا مگر آنکھیں لال انگارا ہو چکیں تھیں۔ تبھی وہ وشہ کو لئے ایک مخصوص آئینے کے پاس گیا تھا۔

گرینڈ فادر،،، راج نے پکارا۔ مرر میں ایک ہیولہ نمودار ہوا۔

گرینڈ فادر مجھے ایلا اور ازلان کا پتہ چاہیے، مجھے جلد از جلد اس کے بیٹے تک پہنچنا ہے اور ماہا ویرا کو اس کے حوالے کرنا ہے،، راج نے سنجیدگی سے کہا۔

ازلان ادھر ہی ہے جہاں آخری بار تم ایلا سے ملے تھے،، اس کا بیٹا بھی وہیں ملے گا تمھیں کنگ راج،،، گرینڈ فادر اتنا بول کر مسکرائے تھے۔ راج الجھا۔

آپ مسکرا کیوں رہے ہیں گرینڈ فادر، راج نے پوچھ ہی لیا۔

کچھ نہیں راج پر نسز کا خیال رکھو بس،، وہ بول کر مرر میں سے غائب ہو گئے۔

چلو وشہ زمین پر جانے کی تیاری کرو،، ہمیں اسی بیچ پر جانا ہے جہاں ہماری ایلا سے ملاقات ہوئی تھی۔

ایک بات پوچھوں آپ سے راج،،، وشہ نے پرسوچ اور پریشان سے راج کو مخاطب کیا۔

ہممممم،،، راج ابھی بھی ازلان کے بیٹے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

اگر اس کنگ ویام کی جگہ آپ ہوتے تو،،، وشہ نے کہا تو راج نے چونک کر وشہ کی جانب دیکھا۔ راج کے ماتھے پر ڈھیر سارے بل آئے۔

کوئین آپ کو لگتا ہے کہ وہ پرنسز سے محبت کرتا ہے ایسا کچھ نہیں وہ صرف ہماری پرنسز کو اپنے بدلے اور انتقام کی بھینٹ چڑھا دینا چاہتا ہے،، اور اس کا موازنہ آپ مجھ سے کر رہی ہیں،، سٹرینج،، راج کو شاید دکھ ہوا تھا۔ تبھی اپنی کنپٹیاں سہلائیں۔

ہوسکتا ہے راج وہ سچا ہو،، وشہ کا دل نہیں مان رہا تھا کہ ایک پری زاد محض انتقام کے لئے اس حد تک جائے کہ اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر ایک ڈریگن کنگ سے الجھ بیٹھے۔

اگر ایسا ہے بھی تو یہ ممکن نہیں،، ماہا ویرا کی قسمت ایلا کے بیٹے سے جڑی ہے کیا آپ بھول گئیں کوئین،، راج کے لہجے میں آج پہلی مرتبہ کچھ سختی سی تھی۔ وشہ اپنے لب کاٹ کر رہ گئی۔

آپ جائیں خواب گاہ میں میں ویرا کو لے کر آتا ہوں،، ہم زمین پر جا رہے ہیں،،،

راج نے وشہ کو بول کر باہر کی جانب کا رخ کیا۔

صبح مایا وش کی آنکھ کھلی تو آبدار جاگ رہا تھا۔ اور اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

آییییہہہہہہہہ،،، مایا وش چلا کر اٹھی تو آبدار بری طرح چونکا۔

کیا ہوا کوئین،، آپ ٹھیک تو ہیں ناں،، آپ کو کہیں چوٹ تو نہیں لگی،، کہیں درد ہے کیا،،، آب نے اسے پکڑ کر گھمایا اور چہرہ اور اس کا وجود ٹٹولا۔

مگر مایا وش نے اس کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا۔

آب،، ہم کامیاب ہو گئے،، ہم جیت گئے،، ہم نے سراب کی رنگ پالی،، اور رات کو تو ہم نے یہ سلیبریٹ بھی نہیں کیا،،، ییے ے ے ے،،،،،

وہ خوشی سے اچھل رہی تھی۔ تالیاں بجا رہی تھی۔ آبدار نے اسے دیکھ کر افسوس سے سر ہلایا جس نے ابھی چلا کر اس کی جان نکالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

آبدار نے غصے سے اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اس کے ہونٹ اپنے ہونٹوں کے بے حد قریب کیے تھے کہ اس کی سانسوں کی حدت مایا وش کو اپنے حلق میں اترتی محسوس ہوئی۔ مایا وش نے شدت سے اس کے کندھے تھامے تھے جو جانے انجانے اس کے غصب کو آواز دے دیتی تھی۔

سلیبریٹ کرنے کے تو پھر اور بھی کئی طریقے ہیں کوئین،، کہتی ہیں تو آزما کر ٹرائی کر کے دیکھتے ہیں،،

آبدار نے بول کر اس کے لبوں پر میٹھی سے گستاخی کی تھی۔

آب پلیز ززززز،،،، وہ روہانسی ہوئی۔ اور آب کی غصیلی لپکتی نگاہوں میں دیکھ کر ان کے معنی و مطالب سمجھ کر نگاہیں جھکا لیں۔

یو نو واٹ کوئین ،، مجھے اس قطرہ قطرہ تل تل کر کے اذیت سے دوچار کرنے سے بہتر ہے کہ آپ ایک ہی مرتبہ اپنے اس غلام کی جان لے لیں ،، نہیں تو اب میری برداشت کی ہر حد پار ہو چکی ہے اور صبر کا پیمانہ پوری طرح لبریز ہو چکا ہے ،،، اور اگر وہ چھلک گیا تو بڑی تباہی لائے گا ،، جانتی ہیں ناں آپ ،،

آب اسے اپنے کشادہ سینے میں بری طرح بھینچے اپنا حالِ دل سنا رہا تھا۔ جس سے وہ نگاہیں چرا رہی تھی۔ ہر مرتبہ بچ نکلتی تھی۔ اس کے منہ زور جزبوں کے طوفان کے آگے اپنی قسم کا بند باندھ رکھا تھا۔

آب ،،، آپ مجھے ڈرا رہے ہیں ،، اور ہرٹ بھی کر رہے ہیں ،، وہ زبردستی اپنی لہجے میں یاسیت طاری کرتی بولی۔ مطلب اپنے کنگ کی کمزورنس کو دبایا۔

آب نے نرمی سے اسے چھوڑا۔ مگر مایا وش اب شدت سے اس کے گلے لگی تھی۔

آبدار نے پھر اسے غصے سے گھورا اور اپنے لب بری طرح کچلے۔

اب یہ کیا ہے کوئین ،، وہ جھنجھلایا۔

آپ کا انعام ہے ،، ہمیں رنگ مل گئی ناں اس لئے ،، وہ اس کے کندھے پر گال ٹکائے اپنی فنگر سے اس کے شولڈر پر رنگ بنانے لگی۔ آبدار کو گدگدی سی ہوئی۔

دور ہٹیں مجھ سے کوئین ،،، وہ جھنجھلایا۔

exponovels

یہ تو میرا ڈائیلاگ تھا،، مایاوش کو جانے کیا سوجھی اس کے کندھے پر دانتوں سے کاٹ کھایا۔

آوچ،،،،، مایاوش کو اپنے ہی کندھے پر درد محسوس ہوا تو ان کے اس کنیکشن کے ڈس ایڈوانٹیج پر وہ بری طرح جھنجھلائی۔

اتنے وقت میں آبدار کے لبوں کو اب گہری مسکان نے چھوا تھا۔

کوئین اتنی ہی گستاخیاں کریں جتنی خود میں برداشت کرنے کی ہمت ہو،،،

آبدار کے سرسراتے لہجے نے مایاوش کے چہرے پر لہو چھلکایا تھا۔

وہ جلدی سے اس سے الگ ہوئی۔ آب پھر مسکرایا۔

اتنے میں ہیوان تک اڑ کر آیا تھا۔ جو یقیناً ایورا نے بھیجا تھا۔

چونکہ یہ وادی سراب کے اثر سے آزاد ہو چکی تھی تبھی ہیوان تک پہنچ چکا تھا۔

وہ ہیو پر سوار ہوئے اور وہ دوبارہ ونڈرنگ ووڈ کی جانب اڑا۔

ماہاویرا انسانی شکل میں واپس آ چکی تھی۔ مگر اب بھی بہت بری طرح مچل رہی تھی۔ جب راج اس تک پہنچا۔ راج نے اسے زنجیر سے آزاد کیا اور زبردستی اس کے روم تک لایا۔

راج ڈیڈ مجھے اپنے کنگ ویام کے پاس جانا ہے،، ان کے ساتھ جانا ہے،، چھوڑ دیں مجھے جانے دیں ناں، مجھے جانا ہے،، وہ مجھے پکار رہے ہوں گے،، ڈیڈ،،،،،،،،،،،،

شٹ اپ پرنسز،،،،، راج دھاڑا تھا۔ ماہاویرا وہیں سہم کر خاموش ہوئی تھی۔ وہ خاموش ہوئی تو جیسے ہوش میں بھی آئی۔

ڈیڈ،، وہ راج کے سینے سے لگی اور بلک بلک کر رو دی۔

مائی لٹل پرنسز،، راج نے بہت محبت سے اس کی پیٹھ تھپتھپائیں۔

بٹ ڈیڈ،، مم،،،، مجھے معلوم ہے،،، وہ،،،، مم،، میرے کنگ ہیں، مجھے ان کے پاس جانا ہے،،،

راج کے ماتھے پر پھر بیشمار بل آئے۔ ہاتھ کی دو انگلیوں سے اپنا ماتھا سہلایا۔

ماہاویرا کو اپنے سینے سے نکالا اور اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھاما۔

سنو میری بچی،، اچھا میری بات غور سے سنو اور میری بات کا جواب دو تم جانتی ہو آج جو تمھیں ملا وہ کون ہے،، ؟ راج نے پوچھا۔ ماہاویرا نے نفی میں سر ہلایا۔

وہ تمھارا کڈنیپر ہے،، راج نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بتایا۔ ماہاویرا نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اپنے ڈیڈ کو دیکھا۔

exponovels

یس مائی ڈاٹر،، مائی لٹل پرنسز، وہ وہی بہروپیا ہے، وہی کڈنیپر،، جس نے اپنے مقصد کے حصول کے لئے تمھیں کڈنیپ کیا،، تمھیں اتنا ڈرایا،، اتنا ٹارچر کیا کہ اب ڈر تمھارے دل و دماغ میں بیٹھ چکا ہے،، مجھے تکلیف دینے کو تمھیں زہر تک دے دیا،، جانتی ہوناں جب تمھارے گلے میں وہ درد ہوا تھا اور تم بے ہوش ہوگئیں تھیں،،

راج اسے حقیقت بتا رہا تھا اور وہ بے یقینی سے پوری آنکھیں کھولے سن رہی تھی۔ ہاں اس کے ہونٹوں اور مونچھوں سے لگا ہی تھا کہ اس نے اسے پہلے بھی کہیں دیکھا ہے۔

وہ اب بھی صرف اپنے مقصد کے حصول کے لئے، مجھے تکلیف پہنچانے کے لئے، ڈریگن لینڈ کو ڈسٹروئے کرنے لئے یہ سب کر رہا ہے،، اور جانتی ہو میری بچی اس نے تم پر جادو کیا،، اور یہ سب اس رنگ کی وجہ سے ہے جو تمھارے ہاتھ میں، مگر مصیبت یہ ہے کہ یہ اتر نہیں سکتی،، وہ کوئی کنگ ونگ نہیں ہے تمھارا،، تمھاری شادی اوشن پرنس سے ہونے والی ہے،، ہم اسی مقصد سے زمین پر جانے والے ہیں،، تم تیار ہوناں پرنسز،، سمجھ گئی نان میری بات،،

راج نے اسے سمجھایا اور اپنی پیاری سی بیٹی کا ماتھا چوما۔

ڈیڈ،، آئم سوری،، ڈیڈ،، مجھے ڈر لگ رہا ہے،، وہ پھر سے مجھ پر جادو کرے گا، مجھے اپنے پاس بلا لے گا،، میں بے بس ہوجاؤں گی،، میں نہیں جانا چاہتی اس مونسٹر کے پاس،،

وہ بلک بلک کر روئی اور اس شخص کے بارے میں سوچ کر ہی رونگٹے کھڑے ہو گئے جس سے وہ راتوں کو خوابوں میں بھی ڈر جایا کرتی تھی۔

اب ایسا کچھ نہیں ہو گا پرنسز،، وہ پہلی مرتبہ اتیچینٹرس اور دوسری مرتبہ اپنے لوگوں کی وجہ سے بچ نکلا،، اب یہ تھرڈ اور لاسٹ بار ہو گا اگر سامنے آیا تو مرے گا میرے ہاتھوں سے،، اب اگر اس نے میری پرنسز کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو میں اسے ایسی موت دوں گا کہ موت بھی پناہ مانگے گی مجھ سے،،

راج کا سرسراتا لہجہ تھا۔

تم تیار ہو جاؤ فریش ہو جاؤ،، ہم جا رہے ہیں یہاں سے،، تمھاری شادی ہو گی اوشن پرنس سے جلد از جلد،، پھر وہ بہروپیا چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پائے گا،، سمجھ رہی ہو ناں میری بات،،

راج نے ایک مرتبہ پھر یاددہانی کروائی۔

راج روم سے باہر نکلا۔

ماہاویرا بھاگتی ہوئی شاہی پنگھٹ پر گئی تھی۔ کپڑوں سمیت ہی تالاب میں گھس گئی۔ اور رو رو کر اپنا آپ رگڑ رگڑ کر ہلکان ہو گئی۔

ایسے کیسے ممکن تھا اپنے سب سے برے سب سے بھیانک نائٹ مئیر کے پاس وہ خود چل کر چلی گئی اور اسے اپنا آپ بھی سونپ دیا۔

وہ رو رو کر ہلکان ہو گئی تھی۔ مگر جلد ہی سنبھل کر لباس تبدیل کیا اور اپنے ڈیڈ اور مما کے پاس چلی گئی۔

وہ تینوں مرر کے پاس پہنچے تھے۔ مرر میں داخل ہوئے تو سیدھا ملائشیا کے لینکیان آئی لینڈ پر نکلے تھے۔

عائش اور روز کافی دنوں سے تاشہ کے چمچوں کو چکما دینے کی کوشش کر رہے تھے اور ایلا کی بھی تلاش جاری تھی۔ مگر تاشہ بہت مکار تھی اس نے عائش اور روز کا تعاقب جاری رکھوایا۔ تبھی عائش اور روز دوبارہ ازلان سے بھی نہیں مل پائے تھے۔ جو بیچ پر روزان کا انتظار کرتے تھے کہ وہ شاید ایلا کی نوید ان تک لے کر آئیں۔ مگر ہر روز ان کا انتظار بے سود چلا جاتا۔

عائش نے پھر اپنی ہر مشکوک سرگرمی ترک کر دی۔ اب ان کا تعاقب بھی کیا جاتا تو بے سود۔ پھر تاشہ نے مطمین ہو کر ان پر سے نظریں ہٹا لیں۔

مگر ایسا صرف عائش کو لگا۔

exponovels

اب بھی گہری تاریک رات کے سائے اوشیانہ پر پر پھیلائے ہوئے تھے جب عائش نے روز کو جگایا۔ جو اس وقت کا انتظار کرتے کرتے بیچاری اونگھنے لگی تھی۔

روز اٹھو،، چلو وقت ہو گیا،، عائش نے اس کا کندھا ہلایا۔

روز ہڑبڑا کر اٹھی،، عائش نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما اور دونوں رازداری سے باہر نکلے۔

عائش اس کی جانب بغور دیکھے گیا۔ ان دنوں جب وہ پل پل اس کے ساتھ رہا اسے مختلف طریقوں سے زچ کرنا پریشان کرنا اس کا محبوب مشغلہ رہا تھا۔ مگر وہ اتنی معصوم تھی کہ سمجھ ہی نا پاتی وہ اسے پریشان کر رہا ہے۔

اب تو اس کی عادت ہو گئی تھی۔ وہ اپنی اپنی سی لگنے لگی تھی۔ وہ اس پر رعب جماتا تھا۔

اب شاید ہی اس کے بغیر گزارا ممکن تھا۔

کافی طویل خفیہ راہداریوں سے گزر کر وہ محل سے باہر نکلے تھے۔ آج اوشیانہ میں موسم کافی خراب تھا۔ طوفانی لہریں اٹھ رہی تھیں۔ جو کسی بہت بڑے طوفان کی آمد کا پیش خیمہ تھی۔

وہ سبز مولڈ کی وادی سے گزر کر اس میدان تک پہنچے جہاں بڑے میدان میں وہ باکس جیلی فشز اپنی الیکٹیریکل ٹینٹیکلز بچھائے زندان کا پہرہ دے رہی تھیں۔

exponovels

عائش اور روزیلہ محتاط انداز میں آگے بڑھے۔ وہ ایک ایک کر کے سٹیپ بائی سٹیپ وہ ٹینٹکلز پار کر رہے تھے۔ کہ تبھی روزیلہ کا پاؤں ایک ٹینٹکلز سے ما ہو گیا۔ شاک کا ایک جھٹکا سا تھا جو روزیلہ کے تن بدن میں دوڑ گیا تھا۔

عائش نے جھٹکے سے اسے کھینچ کر اپنے سینے میں بھینچا۔ روزیلہ نے بہت سختی سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا۔ اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔ مگر زرا سی آواز کی ارتعاش سے وہ باکس جیلی فش بولا جاتیں اور ان دونوں کا شاک سے قیمہ بن جاتا۔

عائش نے بہت زور سے اسے سینے میں دبوچ رکھا تھا۔ روزیلہ نے اپنا سرخ چہرہ اس کے سینہ سے نکالا اور اثبات میں سر ہلا کر اوکے کا اشارہ دیا مگر سچ تو یہ تھا اسے ایسا لگ رہا تھا وہ بے جان ہو چکی ہے۔ عائش نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔ اور وہ پھر آگے بڑھے۔

بہت مشکل سے جیلی فشز کا وہ میدان پار کر کے وہ زندان کے منہ تک پہنچے تھے۔

ایلا ماسی،، روزیلہ کی آواز سن کر ایلا تڑپ کر اندر اندھیرے سے روشنی کی جانب آئی۔

روز،، مگر روز کے پیچھے ایک مضبوط و توانا جل پری زاد کے سینے پر وہ شاہی ٹیٹو دیکھ کر ایلا کی آنکھوں سے روانی سے آنسو بہے تھے۔

عائش،،، میرے بیٹے،، ایلا آگے بڑھی۔ مگر زندان کی جادوئی سلاخیں ماں بیٹے کے بیچ حائل ہو گئیں۔ مگر عائش کے پاس بھی شاہی خاندان کی تمام پاورز موجود تھیں۔ تبھی اس

نے ہاتھ سے اشارہ کیا تھا۔ ہاتھ سے نکلنے والی ریز سے زندان کی سلاخیں غائب ہو گئیں۔ اور ایلا باہر آکر اپنے بیٹے کے سینے سے لگی۔

مما،، عائش نے بے چین ہو کر پکارا۔

میرے بیٹے،، ایلا نے تیزی سے بیٹے کا منہ چوما تھا۔ اور قریب کھڑی روز کو بھی سینے میں بھینچا۔

اب منظر کچھ یوں تھا کہ ایل کے دائیں طرف عائش اور بائیں طرف روز اس کے سینے سے لگی تھی دونوں نے ایلا کی کمر کے گرد بازو لپیٹ رکھے تھے۔ مگر عائش نے روز کے ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنے ہاتھ کی انگلیوں میں پھنسا کر ہلکا سا دبایا تھا۔ یہ شاید اس کے شکریہ کہنے کا انداز تھا۔

چلیں مما،، بابا انتظار کر رہے ہیں آپ کا،، جب تک اس تاشہ کا کام تمام نہیں ہو جاتا آپ کو بابا کے پاس زمین پر رہنا ہے،، بلکہ ہم سب کو،، اور یہ کام آب جلد ہی پورا کرے گا،،

عائش نے کہتے ایلا کے گلے میں وہ جادوئی موتیوں والا لاکٹ پہنایا۔ روز کے پاس تو تھا ہی وہ۔ وہ زنداں سے نکل کر اب پھر جیلی فشز کے گراؤنڈ سے بچتے بچتے باہر نکلے تھے۔

exponovels

ابھی وہ سہی طرح سے باہر نہیں نکلے تھے کہ تاشہ کی چیخ وپکار اس پوری مولڈوادی میں گونجی تھی۔

اے غداروں تمھیں کیا لگا، تم اپنی سازشوں میں کامیاب ہو جاؤ گے،، تاشہ اس زندان میں ہی تم تینوں کو دفنا دے گی،، مگر اوشیانہ کا تخت نہیں چھوڑے گی،،

باکس جیلی فشز میں بھگدڑ مچ چکی تھی اور وہ تیزی سے ادھر ادھر تیرنے لگی۔ طوفانی لہروں کا ایک طوفان سا اٹھا تھا اور ان تینوں پر حملہ ہوا۔

وہ تینوں تیزی سے سمندر کی اوپری سطح کی جانب تیرے تھے۔ جب تاشہ غصے سے پاگل مکروہ قہقہے لگاتی ان کے پیچھے آئی۔

وہ اپنے ترشول سے ان پر وار کرنے لگی تھی۔ جو وہ تیزی سے ادھر ادھر تیر کر اس وار سے بچ نکلنے کی کوشش کرتے رہے۔

مما آپ جائیں ہم اسے روکتے ہیں،، عائش نے ایلا سے کہتے تاشہ پر پلٹ وار کیا تھا۔ جس سے وہ بچ نکلی۔

لیکن عائش،، ایلا نا کہنا چاہا۔ وہ کمزور ہونے کی وجہ سے تاشہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

آپ کو بابا کی قسم جائیں،، عائش نے کہتے پھر تاشہ پر وار کیا۔

ایلا اوپر کی جانب تیری اور جلدی سمندر کے ساحل تک پہنچ گئی۔

exponovels

وہ دیکھو تمھاری بے وقوف ماں، پھر تم تک پہنچنے کی کوشش کر رہی ہے،، تاشہ مکروہ قہقہہ لگاتے چلائی۔

نیچے عائش تاشہ کا مقابلہ کر رہا تھا۔ مگر اس کی بات پر عائش کی زرا سی توجہ اس پر سے ہٹی تھی۔ تاشہ نے عائش پر ایک بھرپور وار کیا تھا۔ روز جو کہ ماں کی مکاری سمجھ گئی تھی تیزی سے عائش کے سامنے آئی تھی۔

ایک آگ کا گولہ سا تھا جو روزیلہ کے پیٹ کو چاک کرتا اسے زخمی کر گیا تھا۔

روز،،، عائش دھاڑا اور بے جان ہوتی روز کو اپنے بازو میں بھرا۔ وہ جان لیوا حملہ جو اپنی ہی بیٹی پر کر بیٹھی تھی تاشہ پتھرائی سی نگاہوں سے روزیلہ کا خون پانی میں شامل ہوتے دیکھ رہی تھی۔

تبھی عائش نے بھی ایک بھرپور وار اس پر کیا تھا کہ وہ بے ہوش ہو کر نیچے گری۔

روز،،، میری جان،،، عائش اسے لئے مولڈ ماؤنٹین کی ٹاپ پر اترا تھا اس کا سر اپنی گود میں رکھ کر دیوانہ وار اس کا چہرہ تھپتھپایا۔

عائش،، جائیں،،، یہاں،،،،،، سے،، وہ لڑکھڑاتی زبان کے ساتھ بولی۔

تم بے وقوف تو ہو ہی لگتا ہے پاگل بھی ہو چکی ہو،، تمھیں ایسا کیوں لگتا ہے روز کہ میں تمھیں یہاں چھوڑ کر جانے والا ہوں،، عائش دھاڑا تھا۔

وہ میری،،،،،،ماں ہے،،،،مجھے،،،،،،بچالے گی،،،،،،،میں اسے،،،،،رو کنے کی،،،،،،،ک،،،،،،کوشش،،،،کرتی ہوں،،،آپ جائیں،،روزیلہ اکھڑتے سانسوں کے درمیان بولی۔عائش نے کچھ کہنا چاہا جب روز نے اس کے نیم وا لبوں پر بمشکل اپنا ہاتھ رکھا۔

آپ کو ماسی،،،،،،کی قسم،،،،،،،،،،،،جائیں یہاں سے،،،روزیلہ نے بات ہی ختم کی۔بے حد درد سہتے اس کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑی۔عائش نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

زندگی میں پہلی بار ایسا موقع ایسا پل آیا تھا کہ اپنی قیمتی متاع حیات کو کھو کر اپنی سانسیں اسے گھٹتی بند ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔

روز کی سانس اکھڑ رہی تھی۔ہاں،،،اسی دن کی طرح جب وہ خود اسے مرنے کے لئے بے آب وسا گر تڑپتا چھوڑ کر گیا تھا۔

ہاں یہ کہانی وہیں سے تو شروع ہوئی تھی۔جب اس نے اپنی سانسیں زندگی بنا کر اسے کے سینے میں اتاریں تھیں۔عائش کو اسی لمحے اسی پل تو یہ شدت سے محسوس ہوا تھا کہ وہ زندگی میں اس کے لئے کیا مقام پا گئی ہے۔وہ لمس کا جادو اور اس کی قربت کی نرم گرم حدت۔ وہ کیسے بھول سکتا تھا۔

اب بھی بہت بے چین ہو کر اس کے کپکپاتے لبوں پر نرمی سے اپنے ہونٹ رکھ کر اس کے سینے میں اپنا سانس اتارا تھا۔

روز سانس لوڈیم اٹ،، اس کی تھمتی سانسوں کو دیکھ وہ بری طرح تڑپا تھا۔

جج،، جائیں،،، آنکھیں بند کرنے سے پہلے اس نے عائش کو کہا تھا کیونکہ تاشہ شاید ہوش میں آ چکی تھی اور اس کے پہرے دار بھی اسی جانب آ رہے تھے۔ تاشہ بری طرح چیخ چلا رہی تھی۔

عائش نے لال انگارا آنکھوں سے اس کا سر نرمی سے چوٹی پر رکھا۔ جو کہ ایک جانب ڈھلک گیا۔ عائش اسے دیکھتے اوپر کی جانب تیرا۔

تاشہ روز تک پہنچ چکی تھی۔ عائش وہاں سے جا چکا تھا۔ اپنی پہلی شکست اور ایلا کے ہاتھوں سے نکل جانے پر بیٹی کے مردہ وجود کو دیکھ وہ پھر غصے سے چیخی چلائی۔ اور دھاڑیں مار مار کر روئی۔

اتنے برسوں کے بعد وہ دونوں بلکل آمنے سامنے ایک دوسرے کو بے یقینی سے دیکھ رہے تھے۔ ایلا نے ازلان کی جانب قدم بڑھائے وہ اتنے ہی قدم پیچھے ہٹا۔ ایلا حیران

ہوئی۔ مگر ازلان کی آنکھوں میں دکھ، بے بسی، غم و غصے کے تاثرات دیکھ ایلا نے بے بسی سے اپنے لب کاٹے۔

تب وہ ازلان کی ناراضگی کی پرواہ کیئے بغیر بھاگ کر اس کے کشادہ سینے سے لگی تھی۔ اس کی کمر پر دونوں ہاتھ باندھ کر اس کے سینے میں منہ دیا

ازلان غصے سے جھنجھلایا۔

ایلا دور رہو مجھ سے،، ہاؤ ڈئیر یو تمھاری ہمت کیسے ہوئی تھی مجھ سے اتنا بڑا اور اتنا بھیانک جھوٹ بولتے کہ تم نہیں رہو گی،، اتنے سال مجھ سے دور رہی مجھے پل پل اذیت سے دوچار کیا،، اتنے سال میں یہ سوچ کر پل پل تڑپتا رہا کہ میری محبت میری جینے کی وجہ تو مر گئی تو میں کیوں زندہ ہوں،، ایلا تم نے ایسا کیوں کیا میرے اور میرے بچوں کے ساتھ بتاؤ،،،

ازلان نے غصے سے اسے خود سے دور دھکیلنے کی کوشش کی مگر وہ ہنوز اس کے سینے میں منہ دیئیے روتی رہی۔ تب ازلان نے خود سے قابو کھوتے اس کے گرد اپنی مضبوط بانہوں کا حصار قائم کیا تھا۔

تبھی وہاں راج وشہ مسکراتے ظاہر ہوئے تھے۔

اتنے برسوں بعد یہ منظر دیکھ بہت خوشی ہوئی،، راج نے کہا اور ازلان کے سینے سے لگا۔ وشہ نے ایلا کو گلے لگایا۔ وہ سب ہٹ کے اندر چلے گئے۔ تبھی ساحل کے پانی سے نکل کر عائش سرخ آنکھیں لیے باہر نکلا۔ اور ہٹ کی جانب آیا۔

ہمیں بھی آپ لوگوں کو دیکھ بہت خوشی ہوئی،، ایلا نے مسکرا کر کہا۔ تب اس کی نظر ان کے پیچھے چھپی ڈری سہمی ایک بے تحاشا خوبصورت پرنسز پر پڑی۔

کنگ راج یہ آپ کی بڑی بیٹی ہے،، ایلا اور ازلان نے ماہاویرا کا ماتھا چومتے پوچھا۔

نہیں یہ ہماری چھوٹی پرنسز ہے،، راج نے مسکرا کر کہا۔ تب ازلان نے انھیں اور ایلا کو آبدار اور مایا وش کے بارے میں ساری تفصیلات بتائیں۔ جنھیں سن وشہ مایا وش کو یاد کر کے رونے لگی۔ راج کی آنکھیں بھی نم تھیں۔ مگر ہونٹوں پر مسکان کہ اس کی پرنسز اور اس کا کنگ اس کی سب باتیں سمجھ کر اپنے سفر پر روانہ ہو چکے ہیں۔ اور اب جلد ہی کامیاب ہو کر بھی لوٹنے والے تھے۔

ایلا نے ماہاویرا کو اپنے پاس بٹھایا۔ وہ روز کے گلے میں وہ نیکلس بھی تو دیکھ چکی تھی جو اسے اس عائش کی بیوی ثابت کر رہا تھا۔ مگر وہ خاموش تھی اور عائش کا انتظار تھا۔ تبھی عائش ہٹ میں داخل ہوا تھا۔

ماہاویرا نے اسے ایک نظر دیکھ کر نگاہ جھکا لیں۔

For more visit (exponovels.com)

عائش بھی اسے دیکھ نگاہیں جھکا لی تھیں۔ مگر وہ آ کر ازلان کے سینے سے لگا تھا۔

کیا ہوا عائش،، میرے پرنس،، ہوا کیا،، روز کدھر ہے،، بتاؤ مجھے،، ازلان اور ایلا پریشان ہوئے۔

ڈیڈ اس تاشہ نے مجھ پر وار کیا اور روز بیچ میں آ گئی،، ڈیڈ وہ نہیں رہی،، مار ڈالا اس ظالم چڑیل نے اپنی بیٹی کو،، عائش نے لال انگارہ آنکھوں سمیت ان کا بتایا۔ یہ سن کر ایلا رونے لگی۔ مگر اب ازلان نے اسے تسلی دی۔

عائش کی بھی حالت بہت بکھری ہوئی تھی۔ وہ سب سنگا پور رائیل پیلس کی جانب روانہ ہوئے۔ عائش بلکل بھی تیار نہیں تھا واپس چلنے کو مگر ازلان نے بمشکل اسے راضی کر ہی لیا۔

وہ لوگ ایورا کے پاس سراب کی رنگ لیے کامیاب واپس لوٹے تھے۔ ایورا نے اس خوشی میں شاندار دعوت کا اہتمام کیا تھا۔ اور اب وہ دونوں دعوت سے فارغ ہو کر نیلے پھول پر بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ ایورا وہاں چلی آئی۔

اسپیچنٹرس کا پیغام آیا ہے اوشن کنگ کے لئے،، ایورا نے کہا تو مایا وش اور آب پوری طرح ایورا کی جانب متوجہ ہوئے۔

آپ لوگوں کے پاس وقت بہت کم ہے چنانچہ آپ کو جلد ہی میّر آف لو لینے ڈریگن لینڈ جانا ہوگا اوشن کنگ،،

یہ سن کر مایا وش کے چہرے کے رنگ اڑے تھے۔

ایورا کیا مطلب آپ کا کہ انھیں جانا ہوگا میں بھی ان کے ساتھ جاؤں گی یہ اکیلے کہیں نہیں جائیں گے،،، ان کے ہر ایک قدم پر میں ان کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں،،، مایا وش نے بے اختیار ہو کر کہا تھا۔ آبدار اس کی بے چینی پر گہرا مسکرایا اور ایورا فکر مند ہوئی۔

ڈریگن پرنسز بھول گئیں آپ کہ آپ ابھی قید میں ہیں ڈریگن لینڈ نہیں جا سکتی ہیں،، وہاں صرف اوشن کنگ جا سکتے ہیں اور یہ انھیں کا امتحان ہے کہ ان کو آپ کے لئے محبت کا ماپ لانا ہوگا،،

ایورا نے اس کی رونی شکل دیکھ کر اسے سمجھانا چاہا۔

اوشن کنگ،، آپ کے لئے ایچنیٹرس نے خاص پیغام بھیجا ہے آپ وہ کرول میری الماری سے نکال لائیں میں ڈریگن پرنسز سے بات کرتی ہوں تب تک،،

آبدار سر اثبات میں ہلاتا ایورا کے روم تک گیا۔

وہ ایورا کے روم میں آیا۔ اور جلدی سے ان کی الماری کھول کر وہ کرول نکالا اور کھول کر پڑھا۔

ڈریگن لینڈ کے ڈیپ فوریسٹ کے بیچ و بیچ بنے ایک سیاہ درخت سے ایک اکلوتی بچی ہوئی سیاہ رنگ کی بیری اپنی کوئین کے لیئے لے کر آئیں،، محبت کا ماپ خود ہی مل جائے گا،،، کافی مبہم سا پیغام تھا۔ مگر آبدار کو اب وہ بیری لانی تھی۔ ہر صورت پر ہر قسم پر۔

ادھر ایورا مایا وش کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

پرنسز ایک سوال پوچھوں گی اس کا سہی اور بلکل سچ جواب چاہیئے،، اپنے ہی کنگ سے اس دوری کی وجہ،، ہر بار اپنے کنگ کی پیش قدمی قبول نا کرنے کی وجہ جاننی ہے ایکچینٹر س کو،،

ایورا نے پوچھا تو مایا وش کا سر جھک گیا تھا۔ آنکھوں میں آئی نمی پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی۔

وجہ بس یہ ہے کہ میں ابھی اس چڑیل بلیک وچ اور شیطان سامر کی قید میں ہوں ایورا،، ہم اگر وہ سوارڈ بنانے میں ناکام ہو گئے،، اور اگر میں اس سامر کی قید میں چلی گئی تو،،؟ ابھی میں اپنے کنگ سے دور ہوں تو شاید وہ تب میری جدائی کا صدمہ برداشت کر لیں،، اور اگر میں اس شیطان کی دسترس میں چلی گئی تو اس کے پاس رہنے سے بہتر مرنا پسند کروں گی،، ابھی یہ ملن مکمل نہیں ہوا ہے تو تب میرے مرنے پر آپ کو کچھ نہیں ہوگا،، وہ زندہ تو رہیں گے،، اگر یہ ملن مکمل ہو گیا تو میں تو اس شیطان کی قید میں مر بھی نہیں پاؤں گی ایورا،،،

مایاوش پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔ اور اس کی یہ باتیں پیچھے کھڑے آب نے من و عن سنیں تھیں۔ اس کے ماتھے پر ان گنت بل آئے تھے۔

ایورا نے افسوس سے سر ہلایا۔ اور ان کے کامیاب ہونے کی دعا دی۔ اور وہاں سے چلی گئی۔ مایاوش دیکھ چکی تھی کہ آب نے سب کچھ سن لیا تھا۔ وہ دم بخود سی بیٹھی رہی پھر آبدار ناراض ہو کر اس سے دور ہوتا چلا گیا۔

سلطان رائل پیلس کو دلہن کی طرح سجایا جا رہا تھا۔ شادی کی تیاریاں زور و شور سے ہونے لگی تھیں۔

ازلان، ایلا روز کی قربانی کبھی فراموش نہیں کر سکتے تھے۔ مگر اب راج اور روشہ کی خواہش پر جلد از جلد یہ شادی کر دینا چاہتے تھے۔

عائش جب سے آیا تھا اپنے کمرے میں بند تھا۔ وہ تو باہر نکلا ہی نہیں۔ اسے بھی اب پتہ تھا کہ راج لوگ کیوں اور کس مقصد سے یہاں آئے ہیں۔ مگر ابھی وہ خاموش تھا۔ بہت خاموش اور یہ خاموشی کسی بڑے طوفان کے آنے سے پہلے کی خاموشی تھی۔ پھر ازلان اسے زبردستی اپنے ساتھ راج کے کمرے میں لے گیا۔

exponovels

راج اور وشہ کو شاہی مہمان خانے میں ٹھہرایا گیا تھا۔ اب وہ سب بیٹھے شادی کے بارے میں ہی باتیں کر رہے تھے۔

جب اچانک راج کو کچھ غیر معمولی سا احساس ہوا۔ وہ سب کے درمیان سے اٹھا۔ وشہ نے سوالیہ نگاہوں سے راج کی جانب دیکھا۔

وشہ مجھے لگتا ہے مجھے گرینڈ فادر نے آواز دی،، وہ اٹھ کر وہاں موجود ایک آئینے کے سامنے کھڑا ہوا۔

جی گرینڈ فادر،،، راج نے ان کا ہیولہ دیکھ پوچھا۔

راج فوراً ڈریگن لینڈ پہنچو،، اور جا کر ڈیپ فوریسٹ کے سیاہ درخت سے ماہاویرا کے لئے وہ اکلوتی بچی ہوئی بیری لے کر آؤ،، گرینڈ فادر کی بارعب آواز آئینے میں سے گونجی جو سب کو سنائی دی۔

لیکن کیوں گرینڈ فادر،، راج نے اچنبھے سے پوچھا۔

کیونکہ وہ پرنسز کی خوشی کے لئے بہت ضروری ہے اس لئے،، اور میں کہہ رہا ہوں اس لئے،، گرینڈ فادر نے کہا اور وہاں سے غائب ہو گئے۔

راج نے پیچھے مڑ کر ان کو دیکھا۔ وشہ کے پاس آ کر اس کے بازو تھامے۔

مجھے جانا ہوگا ابھی،، وشہ میری بات غور سے سنو،، میں جلد از جلد آنے کی کوشش کروں گا۔ مگر یہ شادی رکنی نہیں چاہیے،، میں وقت پر پہنچوں نا پہنچوں شادی کی رسمیں جاری رکھنا اور پرنسز کا خیال رکھنا،،

وہ عائش کی جانب مڑا۔ بیٹا اپنی پرنسز کو تمھارے حوالے کر کے جا رہا ہوں،، اس کا خیال رکھنا بہت زیادہ،،

راج نے عائش کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر عجلت میں کہا تھا مگر اس کا دھواں دھواں چہرہ دیکھ ہی نہیں پایا۔ وہ سب سے ملکر مرر کی جانب بڑھا تھا اور اس میں غائب ہو گیا۔

مایاوش وہیں گھٹنوں میں منہ دیئے بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ جب ایورا اس کے پاس آئی۔

"پرنسز اوشن کنگ ڈریگن لینڈ جا رہے ہیں،، ایورا نے بتایا تو مایاوش نے جھٹکے سے اپنے سر اٹھا کر بے یقینی سے ایورا کو دیکھا۔

پھر بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔ اور باہر کی جانب بھاگی۔

آبدار،،، مایا وش نے چلا کر اسے پکارا جو ناراض ہو کر اسے ملے بتائے بغیر ہی ڈریگن لینڈ چلا تھا۔ اسے بیل کی اونچائی سے نیچے اترنا تھا۔ اس نے بلکل انتظار نہیں کیا اور ڈریگن میں بدلی اڑ کر نیچے اتری تھی۔

یہ منظر دور دور تک سارے علاقے میں دیکھا گیا تھا۔ اور فیری ٹوپیا میں ایک ڈریگن کو دیکھ کر پھر سے خوف وہراس پھیل چکا تھا۔ کئی پریاں محل کی جانب اڑیں تھیں کنگ ویام کو اس ڈریگن کی اطلاع دینے کے لئے۔

مایا وش نیچے اتر کر اپنی شکل میں واپس آئی۔ سامنے ہی وہ اس کی جانب سے پیٹھ کیے کھڑا تھا۔ اس کے سامنے ایک بڑا بلیک کلر کا ہول تھا جس میں اس نے داخل ہونا تھا۔

مایا وش بھاگ کر اس کے پاس گئی تھی۔ اس کے ہول میں قدم رکھنے سے پہلے مایا وش پیچھے سے آ کر اس سے زور سے لپٹی۔

آبدار،،، آئم سوری،،،، سوسوری پلیززززز،،،، پریوں ناراض ہو کر مت جائیں ناں،، مجھ سے یوں ناراض مت ہوں،، پلیززززز،،، مایا وش کے آنسو اس کی کمر پر گرے تھے۔

وہ جو کسی سے بھی الجھنا نہیں چاہتا تھا حالانکہ اپنی کوئین سے بھی نہیں،، اب اپنی آنکھیں زور سے میچیں تھیں۔ جبڑے بھینچے ہوئے تھے۔ مٹھیاں پوری شدت سے بند کر رکھیں تھیں۔

exponovels

جب اپنی شرٹ بھیگتی محسوس ہوئی تو آبدار نے مایاوش کو بالوں سے پکڑ کر اپنے سامنے گھمایا تھا۔ اب اس کا چہرہ اپنے چہرے کے بہت قریب کر کے اپنی لال انگارا آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھیں۔

ایوراسے آپ نے جو کہا،، وہ آپ کی سوچنے کی بھی ہمت کیسے ہوئی کوئین،، اتنا کمزور سمجھ رکھا ہے کیا اس اوشن کنگ کو،، جو وہ آپ کو یونہی خود سے دور کسی شیطان کی دسترس میں جانے بھی دے گا،، اتنی فضول سوچ کے تحت آپ نے خود سے دور رکھا مجھے،، ہاؤ ڈئیر یو،، ؟ اس نے ایک ہاتھ سے مایاوش کا جبڑا دبوچا تھا۔

آبدار کا غم و غصہ کسی صورت بھی کم نہیں ہو پا رہا تھا۔ نا اپنے اشتعال پر قابو تھا۔ تبھی اچانک طوفانی ہوائیں چلنے لگیں تھیں۔ پانی کی تیز بوچھاڑوں نے ان دونوں کو بھگو ڈالا تھا۔ مایاوش جانتی تھی کہ اسے اپنے کنگ کا غصہ کیسے دور کرنا ہے۔ مایاوش نے کسی بھی چیز، کی پرواہ کیے بغیر ایک قدم آگے بڑھ کر اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کیے تھے۔ اس کے دونوں پیروں پر پاؤں رکھ کر خود کو اوپر اٹھایا اور آبدار کے ہونٹوں پر اپنے نازک لب رکھے۔

exponovels

آبدار کو جو اپنی کوئین سے یہ ہرگز بھی توقع نہیں تھی۔ حیرت سے اس کی بند آنکھوں کو دیکھا اور اپنے ہونٹوں پر بہت نرم و گداز گستاخیاں ہوتیں محسوس ہوئیں تو آبدار کا تمام غم و غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔

آبدار نے اس کی کمر میں بازو حمائل کر کے اسے سہارا دیئے خود میں بھینچا۔ اور اب آنکھیں بند کر کے اس کی سانس کے ساتھ تال میل بنانے لگا۔

یہ شروع تو مایاوش نے کیا تھا۔ مگر اب آبدار کی شدت سے وہ نڈھال سی ہو چکی تھی۔ مگر پھر بھی اس نے اب خود کو اپنے لگن سے دور کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

آبدار نے خود ہی اس کے لرزتے کانپتے وجود پر رحم کھاتے اسے آزادی بخشی اور بہت نرمی سے اس کے چہرے سے وہ قیمتی موتی چنے۔

اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکا کر آنکھیں بند کیں۔ مایاوش کی تو اس کی ناقابلِ برداشت گستاخیوں پر پہلے ہی آنکھیں بند تھیں۔

یہ کیا تھا کوئین،،، آبدار نے سکون سے کہتے اسے چھیڑا۔

آئم سوری آب،، آئندہ میں کبھی بھی اس طرح کا کوئی بھی خیال اپنے زہن میں نہیں لاؤں گی،، وہ روتی گئی۔

نا کریں کوئین،، میں جا نہیں پاؤں گا،، آبدار نے بے بسی سے لب کچلتے کہا۔

exponovels

آب اکیلے مت جائیں ناں ،، کیا کوئی ایسا طریقہ نہیں کہ میں بھی آپ کے ساتھ جا پاؤں ،،،

اب ایک پل بھی میں آپ سے دور نہیں رہنا چاہتی آب ،،

مایا وش پھر رو پڑی تھی ۔ آب نے پھر لبوں سے وہ آنسو چنے ۔

مجھ پر بھروسہ رکھیں کوئین ،، کچھ نہیں ہوگا ،، آپ ایورا کے پاس ، رہیں گی ،، میں جلد لوٹنے کی کوشش کروں گا ،، وعدہ رہا ،، بھروسہ ہے ناں اپنے کنگ پر ،،،

آب نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا ۔

اس نے بھیگی پلکوں سمیت اثبات میں سر ہلایا ۔ آبدار نے اس کی بھیگی پلکوں پر اپنے لب رکھے ۔

جب لوٹوں گا تو مکمل طور پر میری ہونے کے لئے خود کو تیار رکھنا کوئین ،، کہ اب یہ کنگ اپنی کوئین سے ایک پل کی بھی دوری برداشت نہیں کرے گا ،،

یہ کہتے آب کی گرفت اس کی کمر پر بہت شدت بھری تھی ۔ مایا وش نے اپنی آنکھیں زور سے بند کیں ۔

آبدار نے پھر پل بھر کے لئے اس کے لبوں پر اپنے ہونٹ رکھے ۔ اور پیچھے ہوا ۔

اپنا خیال رکھنا کوئین ،، میرے لئے ،، سرسراتے جملے تھے جو وہ اس کے کان میں بول کر اسے ایک سائیڈ کر کے ہول میں داخل ہوا تھا ۔

exponovels

آبدار،،، مایاوش چلائی۔ مگرہول فوراسے پہلے غائب ہوچکا تھا۔ مایاوش پھر بلک بلک کر روودی۔

مگرابھی کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ اس پرایک جال گرایا گیا تھا۔ مایاوش مچلی۔

کون ہے؟ سامنے آؤ،،، چھوڑو مجھے،،، مایاوش اس جال میں پھڑپھڑا کر رہ گئی۔ مگروہ کچھ پریاں تھیں جو مایاوش کو جال سمیت اٹھا کر محل کی جانب اڑیں۔

جس دن سے وہ شادی کر کے آئے تھے۔ جیک اپنی جاب کے سلسلے میں شہر سے باہر ہی تھا۔ رنجو سکون میں ہی رہی۔۔ ویسے بھی وہ اب تک اپنے اپنے رومز میں ہی رہ رہے تھے۔ اب جبکہ رشتہ بدلا تھا تو ظاہر سی بات تھی ایک دوسرے کے حوالے سے احساسات بھی بدل چکے تھے۔

ایگزیم شروع ہونے کے ساتھ آدھی رات تک پڑھائی کے چکرمیں دماغ سن ہوچکا تھا اور اب پیٹ میں چوہے بھی کود رہے تھے۔ شام تو کچھ ڈھنگ سے کھایا بھی نہیں تھا۔ وہ اپنے نائٹ ڈریس کے اوپر شال اوڑھتی باہر کچن کی جانب آئی تھی۔

کچن سے پہلے ہی کھٹر پٹر کی آواز پروہ چونکی تھی۔ کچن میں آکر دیکھا تو جیک اپنے لئے کچھ بنا رہا تھا۔ آہٹ پراس نے بھی پیچھے مڑ کر دیکھا۔

ہائے،،،جیک نے اسے وش کیا۔ اپنے حلیے کے پیشِ نظر وہ واپس جانے لگی۔

کچھ چاہیے تھا کیا؟ واپس آؤ رنجو،،جیک نے اسے پکارا تو مجبوراً اسے واپس آنا پڑا۔

میں نوڈلز بنا رہا ہوں تم بھی کھا لینا،،

وہ سوسیجز بھی فرائی کر رہا تھا۔ رنجو نے اس کی جانب دیکھا۔

فکر مت کرو تمھارے نوڈلز میں نہیں بس اپنے نوڈلز میں ڈالوں گا یہ،،وہ مسکرایا۔

رنجو حیران ہوئی وہ اس کی آنکھوں کے ہی معنی و مطلب سمجھ رہا تھا۔

اس نے مہارت سے نوڈلز سرو کیے اور اس کے سامنے چئیر پر بیٹھ گیا۔ دونوں چپ چاپ اپنے اپنے نوڈلز کے ساتھ انصاف کرنے لگے۔

ایگزیم کی تیاری کیسی چل رہی ہے،،جیک نے ہی بات شروع کی۔

کافی اچھی ہے،،وہ نوڈلز کے باؤل پر جھکی ہوئی تھی۔ جلد ہی پیٹ بھر گیا وہ نیپکن سے اپنا چہرہ صاف کر رہی تھی۔ جب کانوں میں ایک آواز سنائی دی۔

رنجنااااااااا،،،،

کسی نے اسے پکارا تھا۔ رنجو نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا۔

ہاں،،،رنجو نے جیک سے پوچھا۔

کیا،،جیک نے جوابی سوال کیا۔

exponovels

تم نے مجھے ابھی ابھی پکارا جیک،،، رنجنا نے کہا تھا مگر جیک کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا تھا۔ وہ ایک جست میں اس تک پہنچا تھا۔

اگر آواز آ بھی رہی ہے رنجو تو اپنے کان بند کر لو،،، اس نے دانت پیس کر اسے دیوانہ وار جھنجھوڑ ڈالا تھا۔

مگر ہوا کیا جیک، مجھے پکارا بھی اور اب بول رہے ہو کان بھی بند کر لو؟

کچھ نہیں ہوا تم چلو میرے ساتھ،، وہ اسے بازو سے تھام کر اس کے روم میں لے کر گیا تھا۔ وہ سلسلہ جو سنجنا کی زندگی نگل گیا تھا اب وہ وہی سب کچھ کم ازکم رنجو کے ساتھ تو ہرگز نہیں ہونے دے گا۔

اس نے اس کے روم میں گھس کر لاک لگایا تو رنجو شاکڈ رہ گئی۔

جیک یہ کیا بدتمیزی ہے روم کیوں لاک،،،،،

شٹ اپ رنجو،،، اب وائف ہو میری تو تمھیں میرے اور اپنے ایک روم شئیر کرنے سے کیا پرابلم ہے،، وہ غرایا۔

جیک ابھی کہ ابھی اپنے روم میں جاؤ،،، وہ بھی جھنجھنا کر بولی تھی۔

جیک نے تیزی سے اس کے بازو دبوچے تھے۔ ریشمی شال ڈھلک کر زمین بوس ہو گئی۔

جیک نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے سختی سے دیوار سے لگایا تھا۔ وہ بوکھلا ہی تو گئی۔

اور اگر میں تمھاری یہ ساری جھجھک کچھ گھنٹوں میں دور کر دوں تو پھر تو تمھیں میرے روم شئیر کرنے سے کوئی پرابلم نہیں ہو گی ناں،،

وہ اس کے کندھے سے جھٹکے سے سٹیپ نیچے کھسکاتا بولا تھا۔

رنجو گھگھیا گئی۔ مم،،، مجھے اب بھی کک،،، کوئی پرابلم نہیں تت،،، تم روم شئیر کر سکتے ہو،، پر دور ہٹو مجھ سے،،،

وہ سختی سے آنکھیں بند کیے ہوئے اس کی گرفت میں پھڑپھڑا کر رہ گئی۔

جیک نے اسے نرمی سے چھوڑا۔ رنجو سیکنڈز میں بیڈ پر لیٹ کر کمفرٹر میں گم ہوئی تھی۔ جیک نے اچھی طرح کھڑکیاں دروازے لاک کر کے چیک کیے اور بیڈ پر آ کر نیم دراز ہو گیا۔

آنکھوں سے وحشت سی ٹپک رہی تھی۔ ایک نظر کمفرٹر پر ڈالی۔ اتنی ٹینشن میں بھی اس گھڑی کو دیکھ اس کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔

اب تو قسم کھالی تھی کہ کم از کم رنجو پر آنچ بھی نہیں آنے دے گا۔

مایا وش اس جال میں بری طرح پھڑپھڑا رہی تھی۔ ان پریوں نے مایا وش کو جال سمیت لا کر محل کے دربار میں پھینکا۔

exponovels

سامنے ہی تخت پر کنگ ویام ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا اب اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کے چہرے کو اس کے بالوں نے کور کر رکھا تھا۔

مایا وش اٹھی کر بیٹھی تھی اور سر جھٹک کر بال پیچھے کیے تھے۔ اور جال میں سے سامنے تخت کی جانب دیکھا تھا۔

کنگ ویام جال میں اس لڑکی کو دیکھ تخت پر سے بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہوا تھا۔ اسے لگا کے سامنے اس کے جینے کی وجہ ہے۔ اس لڑکی میں کسی کی اتنی شباہت تھی کہ وہ تو پگلا ہی گیا تھا۔

اسے چھوڑو اسے،، ویام دھاڑا تھا۔ اور تیزی سے تخت سے نیچے اتر کر مایا وش تک پہنچا۔ جھپٹ کر اس پر سے وہ جادوئی جال اتارا جس کی وجہ سے وہ ڈریگن میں نہیں بدل سکتی تھی۔ ویام نے اسے بازوؤں سے تھام کر اٹھایا تھا۔

ماہاویرا،، کنگ ویام کے لبوں سے ادا ہوا تو مایا وش یہ نام سن کر چونکی تھی۔

میں ماہاویرا نہیں ہوں،، چھوڑو مجھے،، مایا وش نے غصے سے اس کے ہاتھ جھٹکے۔ مگر کنگ ویام نے بے قابو ہوتے اس کے کندھے سے ہلکے سے شرٹ نیچے کھسائی تھی۔

یہ کیا،، کمینے انسان،، دور ہٹو مجھ سے،، مایا وش غرائی۔ مگر سامنے والا اس کا آدھا ڈریگن اور آدھا مرمیڈ ٹیٹو دیکھ حیران ہوا تھا۔

یہ کیا بد سلوکی ہے کنگ ویام یہ ماہاویرا نہیں ان کی بڑی بہن ہیں،،

تبھی وہاں اسپنیٹرس داخل ہوئیں تھیں۔ سب تقریباً تعظیماً جھکے تھے۔ اسپنیٹرس کے کہنے پر کنگ ویام شرمسار ہوا تھا۔ مگر تبھی وہاں اس کا ایک خاص غلام جو کہ اس نے کچھ خاص مقصد سے کہیں بھیج رکھا تھا وہ ہانپتا حاضر ہوا تھا۔

کنگ ویام اپنے غلام تک آیا۔ وہ اس کے سامنے جھکا۔

کیا خبر لائے ہو روپی،،،، کنگ ویام نے پوچھا.

بہت بری خبر ہے کنگ ویام،،وہ،،،،،، وی آج رات کوئین کی اس اوشن پرنس سے شادی کی تمام رسمیں ادا کر دیں جائیں گی،،

یہ سنتے ہی کنگ ویام کی آنکھوں نے لہو چھلکایا تھا۔

جبکہ مایا وش کے پاس کھڑی اسپنیٹرس بھی یہ سرگوشی اپنے کرسٹل باؤل کی وجہ سے سن چکی تھی۔

ویام جھٹکے سے پیچھے مڑا جہان مایا وش اب بھی کھڑی ادھر ادھر دیکھتی حیرت میں ڈوبی تھی۔ مگر اب اس کے پاس اسپنیٹرس کھڑی تھی۔

اسپنیٹرس،،، خاص مہمان کا خاص خیال رکھا جائے،،مجھے کچھ ضروری کام سے جانا پڑے گا ابھی،،،،

یہ کہتے وہ جھٹکے سے محل سے اڑا تھا ایچینٹرس کا چہرہ خوف سے سفید پڑا۔ اب جانے انسانی دنیا میں کہا قہر برپا ہونے جا رہا تھا۔

ماہاویرا شاور لے کر باہر نکلی تو وشہ باہر ہی بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ ہاتھوں میں بے تحاشا خوبصورت لونگ ٹیل ٹی پنک ویڈنگ ڈریس تھا۔۔

پورے رائل پیلس کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ اور اب بس دلہا دلہن کی تیاری باقی تھی۔

ماہاویرا جلدی سے تیار ہو جاؤ،، وقت نہیں ہے،، ابھی بہت سی تیاری باقی ہے،،

مایا وش نے عجلت میں کہا اور ماہاویرا کو ڈریس پہننے میں اس کی مدد کی۔

مما ڈیڈ کدھر ہیں،، ماہاویرا نے اداسی سے پوچھا۔

"وہ ضروری کام سے گئیے ہیں اور تمھارے ڈیڈ ہی بول کر گئے ہیں پرنسز کہ میں وقت پر پہنچوں یا نہیں پہنچوں یہ شادی نہیں رکنی چاہیے،، اسی لئے تیار ہو جاؤ بس جلدی سے اور کچھ بھی برا مت سوچو پرنسز،، وشہ نے اس کا منہ چوما۔

تبھی وشہ کو ایلا کا پیغام آیا کہ وہ اسے بلا رہی ہے وہ ماہاویرا کو جلدی تیار ہونے کا بول کر باہر نکل گئی۔

exponovels

ماہاویرا بے چینی سے اپنی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔ جس سے شادی ہونے والی تھی اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی اور جس سے شادی ہو چکی تھی اس کے بارے میں جاننا نہیں چاہتی تھی۔ کاش وہ اس کی زندگی میں آیا ہی نا ہوتا۔ یا اس کا وہ پیار سے پکارنا حقیقت نا ہوتا یا وہ اس کا کڈنیپر نا ہوتا۔ اس کا خوف اس کا ڈر ماہاویرا کی رگوں میں بہتا تھا۔ مگر ایک قسم کی اسے اس شادی سے الجھن بھی ہو رہی تھی۔ بلکہ اب یہ ویڈنگ ڈریس پہن کر شدت سے احساس ہوا کہ وہ یہ شادی کرنا ہی نہیں چاہتی تھی۔

"کوئین آپ دل سے، جسم سے،، اس روح سے صرف اور صرف اس کنگ کی ہیں،، اپنے کنگ اپنے شوہر کے غصے کو ہوا مت دیجیئے،، میرے پاس آئیں،،،

ایک غصے سے بھڑکتی آواز ماہاویرا کو سنائی دی۔ وہ بے تحاشا چونکی اور اپنے کانوں پر اپنے پورے زور سے ہاتھ رکھ لیے۔

ڈیڈ،، وئیر آر یو،،

ماہاویرا نے ان آوازوں سے ڈر کر زور سے چلا کر راج کو پکارا۔ ایک مرتبہ پھر رنگ میں سے ایک روشنی کا جھماکا سا نکلا۔ وہ روشنی ماہاویرا کے جسم سے ٹکرائی تو وہ ایک مرتبہ پھر مرنے والی ہو چکی تھی۔

exponovels

اس نے اپنے بازو سہلائے۔ اور بیڈ پر بیٹھ گئی اپنے بال مٹھیوں میں زور سے جکڑے۔
سینے میں سانس الجھنے لگا۔ ماہ ویرا کو اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا تو جھٹکے سے اٹھ کر بالکونی کا بیرونی
دروازہ کھول کر بالکونی میں چلی آئی۔ اور گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔
عائش اپنے بیڈ پر اوندھا لیٹا تھا۔ اس نے اب تک یہ مانا ہی نہیں تھا کہ وہ مر چکی
ہے۔ اسے بھولنا ناممکن تھا۔ وہ کب لہو بن کر اس کی رگوں میں دوڑنے لگی اسے تو پتہ ہی نا
چلا تھا۔ مگر ازلان اور ایلا کی وجہ سے خاموش تھا۔ وہ بھی ایک اوشن پر نس تھا اور جانے
اسے کیوں لگتا تھا کہ یہ شادی نہیں ہوگی۔
مگر اب جب کے کچھ دیر بعد ہی وہ اس اجنبی لڑکی کو نیکلس پہنانے والا تھا۔ اب شدت سے
اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا کہ اس شادی سے پہلے ہی منع کیوں نا کر دیا۔
مجھے اس ماہ ویرا سے بات کرنی چاہیے،، عائش نے دماغ میں سوچا اور جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔
اب وہ اپنے روم سے نکل کر ماہ ویرا کے روم تک آیا تھا۔ ناک کر کے اندر داخل ہوا روم
خالی تھا۔ مگر ٹیرس کا دروازہ کھلا تھا۔ وہ گلا کھنکار کر ٹیرس پر چلا آیا۔
سامنے ہی وہ دلہن کے لباس میں طویل ترین ٹیرس کے بیچ کھڑی گہرے گہرے سانس
بھر رہی تھی۔

exponovels

رات دس بجے کا وقت تھا۔ زمین پر موسم کا قہر ٹوٹ رہا تھا۔ موسم کے تیور بہت خطرناک تھے۔ آسمان پر سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ تیز ہواؤں کے تھپیڑے تھے جو جسم پر پڑ رہے تھے اور آسمانی بجلی قہر بن بن کر زمین پر اتر رہی تھی۔

آہٹ پر بہت زیادہ ڈر کر ماہا ویرا جھٹکے سے پیچھے مڑی تھی۔

"ماہا ویرا مجھے آپ سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے" عائش نے غلاف توقع نرمی سے کہا۔ وہ جب یہاں آیا تو بہت غصے میں تھا۔ مگر اب اپنے سامنے ایک چھوٹی سی معصوم گڑیا کو دیکھ کر اس کا سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ چکا تھا۔ اس سب میں بھلا اس کا کیا قصور تھا۔ تبھی عائش نے نرمی اختیار کی تھی۔

"جی کہیے میں سن رہی ہوں" ماہا ویرا نے گھبرا کر کہا تو عائش مزید دو چار قدم آگے بڑھا اور اس کے پاس دو قدم کے فاصلے پر کھڑا ہوا۔

ابھی وہ کچھ بولتا کہ ماہا ویرا نے ایک سسکی سی بھر کر اپنی آنکھ پر ہاتھ رکھا۔

"کیا ہوا" از ایوری تھنگ اوکے؟ عائش نے وہ دو قدم کا فاصلہ بھی سمیٹ لیا۔

"میری آنکھ میں کچھ چلا گیا ہے،،" ماہا ویرا نے آنکھ مسلی۔

کم آن،، ہاتھ ہٹھاؤ میں دیکھتا ہوں،، عائش نے اس کا ہاتھ نرمی سے ہٹایا۔ اور اپنے ہاتھوں کے انگھوٹوں کی مدد سے اس کی آنکھ کھول کر دیکھی۔

For more visit (exponovels.com)

تنکا تھا جو عائش نے اپنی پاکٹ سے رومال نکال کر اس سے نکلال دیا تھا۔ اور اب وہ اس کی آنکھ کو راحت پہنچانے کے لئے اس میں پھونک مار رہا تھا۔

یہ وہی لمحہ تھا جب ویام زمین پر اس ٹیرس پر ٹھیک ماہا ویرا کے پیچھے اس سے پانچ قدم کے فاصلے پر اترا تھا۔ اور سامنے اسے لگا کہ عائش ماہا ویرا کو چھو رہا ہے۔ ویام غصے سے پاگل ہو چکا تھا۔

پروں کی مخصوص پھڑپھڑاہٹ سن کر ماہا ویرا کا چہرہ خوف سے لٹھے کی طرح سفید پڑ چکا تھا۔ وہ عائش کے کشادہ سینے سے لگی۔ عائش بھی حیران ہوا۔ مگر اس کے پیچھے کھڑے ایک پنکھوں والے شخص کو دیکھ کر اس کے ماتھے پر بل آئے تھے۔

دور ہٹو میری بیوی سے،،، کنگ ویام دھاڑا تھا۔ اور اس کی اس دھاڑ کے ساتھ ہی آسمانی بجلی کے کوندے جیسے ٹیرس پر لپکنے لگے تھے۔

نہیں ہٹا تو کیا کرو گے،، عائش نے اطمینان سے کہا۔ اب گھر آئی ہوئی اپنی مہمان کی حفاظت بھی تو کرنی تھی۔ ویسے بھی سب نے اور راج انکل نے یہ زمہ داری اسے ہی تو سونپ رکھی تھی۔

ویام غصے سے پاگل ہوتا ان دونوں کی جانب لپکا تھا۔ عائش نے ماہا ویرا کو اپنے پیچھے چھپا لیا۔

exponovels

ہٹ جاؤ سامنے سے،، بجلی لپک لپک کران کے آس پاس گر رہی تھی۔ ویام کی آنکھوں میں بھی شعلے سے لپک رہے تھے۔

جائیے یہاں سے،،، مم،،، میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گی،، ماہاویرا بھی ہمت کر کے چلائی تھی اور عائش کی شرٹ مٹھیوں میں دبوچی۔ وہ اپنا سر پیٹ رہی تھی مگر مصیبت تو یہ تھی کہ ابھی وہ چھوٹی تھی تو اسے خود سے ڈریگن بھی نہیں بننا آتا تھا۔

ویام نے آسمانی بجلی اپنی میجک سٹک پر کھینچ کر عائش کی جانب اچھالی تھی۔ اور یہ حملہ بہت اچانک ہوا تھا۔ ماہاویرا کی دلخراش چیخ گونجی تھی۔ عائش جھٹکے سے اچھل کر دور گرا تھا۔

Shhhhhiiiiittttttttt

عائش نے غصے سے زمین پر ہاتھ مارا تھا۔ اور بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔

ماہاویرا جو اس سے خوفزدہ ہو کر اندر کی جانب لپکی تھی۔ اس کی کلائی ویام کی وحشت زدہ گرفت میں پھنسی تھی۔

مایاوش بری طرح چلائی تھی۔

اتنی دیر میں عائش ویام کے گریبان تک آ پہنچا تھا۔ عائش کی کمر سے نکلنے والے ٹینٹیکلز ویام کے گرد لپٹے اور اسے آسمانی بجلی کے نیچے اچھالا تھا۔ اب ویام کو ایک زوردار جھٹکا لگا تھا۔

exponovels

ان دونوں کے بازوؤں سے خون بہنے لگا تھا۔ اور ماہاویرا اس دہشت ناک منظر سے خوف سے نیلی پڑ چکی تھی۔

سٹاپ اٹ،، رک جاؤ آپ لوگ،، وہ چلا رہی تھی۔ مگر اس کی سن کون رہا تھا۔ عائش ویام کی جانب لپکا۔ مگر ویام کی سٹک سے نکلنے والی بجلی عائش کو دور پٹخ چکی تھی۔ عائش اب کچھ زیادہ ہی زخمی ہو چکا تھا۔ ماہاویرا بھاگ کر اس کے قریب آ کر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھی تھی۔

عائش،،، ماہاویرا نے اسے شرٹ سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔ یہ خون خرابہ اس کی وجہ سے ہو رہا تھا تبھی وہ پھوٹ پھوٹ کو رو رہی تھی۔

ویام تیزی سے ماہاویرا تک آیا تھا۔ اسے بازو سے کھینچ کر کچھ پلوں میں ہی بالکونی سے نیچے پھینکا تھا۔ ماہاویرا کے منہ سے ایک دلخراش چیخ برآمد ہوئی تھی۔

نیچے سب نے یہ منظر دیکھا۔ ماہاویرا کو کنگ ویام کی کچھ پہرے دار پریوں نے ایک جال میں کیچ کیا تھا۔ اور لے کر ایک جانب اڑ گئیں۔۔ کچھ غیر معمولی تو لگ ہی رہا تھا۔ اب سب اوپر کی جانب بھاگے تھے۔

وشہ کی جان لبوں پر آئی تھی۔ کہ ماہاویرا دیکھتے ہی دیکھتے اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکی تھی۔

اوپر ویام نے عائش کے سینے پر اپنا پاؤں رکھ کر اس، زور سے کچلا کے عائش بری طرح کھانسنے لگا تھا۔

تمھیں میری کوئین کو چھونے کی گستاخی نہیں کرنی چاہیے تھی،،،

عائش تیزی سے اٹھا تھا اور ویام کا گلا دبوچا۔ ویام اس کی پتھریلی گرفت میں بری طرح پھڑپھڑایا۔

وہ تمھاری کوئین کب سے ہو گئی،، شادی تو میں بھی نہیں کرنا چاہتا اس سے،، کیونکہ میں بھی کسی اور سے محبت کرتا ہوں اور یہی بتانے آیا تھا اسے،، اگر تو تم اس معصوم کو اپنی سو کالڈ انتقام کی بھینٹ چڑھانا چاہتے ہو تو آئی سوئیر یہاں سے زندہ واپس نہیں جا پاؤ گے آج،،،،،

عائش نے دانت پیس کر اس کے گلے پر گرفت بڑھائی۔ جانے کیوں ویام کو یہ سن کر سکون آیا کہ وہ ماہا ویرا سے شادی نہیں کرنا چاہتا ہے۔

نو بکواس ہے یہ سب جھوٹ ہے،، اگر انتقام لینے کا موقع ملا تو اس راج کو موت کی نیند سلاؤں گا،، مگر اپنی کوئین کو اب مزید زرا سی بھی آنچ نہیں آنے دوں گا،، سمجھے،،،،

محبت ہے وہ کنگ ویام کی،، زندگی،، کنگ ویام کے جینے کی وجہ،، یہ بات میں نے اس

exponovels

راج کو کئی مرتبہ سمجھانے کی کوشش کی،، مگر وہ پاگل ڈریگن کچھ سمجھنے کو تیار نہیں،، اب بول دینا اسے کہ اس کی بیٹی اپنے اصل جگہ پہنچ گئی ہے،، فیری ٹوپیا کی کوئین بن کر،،،

ویام نے اس کا ہاتھ دور جھٹکا تھا۔

میں یہ کیسے مان لوں،،، کہ یہ انتقام نہیں،، تم سچ میں اسے محبت کرتے ہو،،، عائش نے اسے گھورا۔

دونوں زخموں سے چور لہولہان ہو چکے تھے۔ اور اب بری طرح ہانپ رہے تھے۔

اچھا،، بلاؤں اسے واپس،،؟ ایک مرتبہ اور چھو کے دکھاؤ اسے،، تمہارا بازو ہی دھڑ سے الگ نا کیا تو بات کرنا،،، ویام ابھی کچھ دیر پہلے کہ مناظر سوچ کر پھر دھاڑا تھا۔

عائش نے زخموں سے چور دیوار سے ٹیک لگائی۔ اس پری زاد کی آنکھوں میں جنونیت،، وحشت،، اور ماہاویرا کے لئے جو پاگل پن تھا۔ اس نے عائش کو متاثر کیا تھا۔ عائش نے اپنی پاکٹ سے سگرٹ نکال کر لبوں میں دبا کر سلگائی۔

اب کھڑے منہ کیا دیکھ رہے ہو، اس کا خیال رکھنا،، ناؤگیٹ لاسٹ فرام ہیئر،، یا انتظار کر رہے ہو کہ کوئین وشہ یہاں آئیں اور تمہارا قیمہ بنا دیں پاگل بے وقوف کنگ،،،

عائش نے اس پر خفیف سا طنز کیا۔ ویام نے اسے غور سے دیکھا۔

exponovels

"کچھ دنوں کے بعد ان وائیٹ کروں گا آ کر دیکھ لینا بیشک ،، کہ میں نے تمھاری بہن کا اچھے سے خیال رکھا ہے کہ نہیں ،، زرا سی بھی شکایت ہوئی تو جو سزا دو گے منظور ہو گی ،، ویام نے ناک چڑھا کر طنزیہ لہجے میں کہتے حساب بے باک کیا۔ عائش ویرا کو اس کی بہن کہنے پر کھل کر مسکرایا تھا۔

ویام لڑکھڑاتے اسی جانب اڑ گیا جدھر وہ پریاں ماہا ویرا کو لے کر اڑیں تھیں۔

زخموں کی وجہ سے اسے اڑنے میں تکلیف ہو رہی تھی۔

عائش نے ایک سرد سی آہ بھری۔ اب اسے سب کو فیس کرنا تھا۔ حیرت کی بات تھی جو محنت کا جنون اسے اس کنگ کی نگاہوں میں دکھتا تھا آخر کنگ راج کو کیوں نا دکھا یا وہ دیکھ کر انجان بن رہا تھا۔ جو بھی تھا یہ معاملہ یوں نمٹ جائے گا سوچا نا تھا۔ سب اوپر آئے تھے۔ اور عائش کو لہولہان دیکھ کر حق دق رہ گئے۔

راج ڈریگن لینڈ پہنچا تو اسے اطلاع مل چکی تھی کہ ایک اجنبی کو ڈارک فوریسٹ جاتے دیکھا گیا ہے۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ اجنبی بھی شاید اسی بیری کی تلاش میں ڈارک فوریسٹ کی جانب نکلا ہے۔ اور پھر یہ بھی پریشانی تھی کہ وہ اجنبی جانے کون تھا جو ڈریگن لینڈ گھس آیا تھا۔ تبھی راج فوراً سے پہلے ڈریگن بنا ڈارک فوریسٹ کی جانب اڑا تھا۔

آب ڈریگن لینڈ پہنچ چکا تھا۔ اس نے پہلے ڈریگن لینڈ کا میجک وڈو پار کیا تھا اور اب اسے دور سے سیاہ رنگ کے پہاڑوں سے کے بیچ وادی میں وہ ڈارک فوریسٹ نظر آ گیا۔

وہ ایک سیاہ جنگل تھا۔ جس میں معمول کے اندھیرے سے زیادہ تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اسی لیئے ہی تو اسے ڈارک فوریسٹ کہتے تھے۔

آبدار کئی گھنٹوں سے چل رہا تھا۔ مگر نا تھکا نا اپنے حوصلے پست ہونے دیئے۔ اور اب اس جنگل کے بیچوں بیچ طویل سادے سیاہ میدان میں وہ ایک بہت ہی بڑا آسمان کو چھوتا بڑا برگد کا درخت تھا۔ جس پر لٹکی وہ سرخ کلر کی بیری دور سے ہی نظر آ رہی تھی۔

آب نے اپنے قدم آگے بڑھائے اور آدھا میدان پار کرلیا۔ ابھی وہ مزید قدم آگے بڑھاتا کہ اسے ایک ڈریگن کی زوردار دھاڑ سنائی دی تھی۔ آب کے قدم ٹھٹھک کر رکے۔

تبھی ایک زوردار دھماکے کے ساتھ ایک دیوہیکل ڈریگن زمین پر اترا تھا اور آبدار اور اس درخت کے بیچ حائل ہو گیا۔ ڈریگن بہت غصیلہ تھا۔ مگر آب کا اطمینان بھی قابلِ دید تھا۔ آبدار کو ٹس سے مس نا ہوتے دیکھ وہ ڈریگن اس کی جانب رخ کر کے زور سے دھاڑا۔ مگر آب پھر بھی وہیں جما کھڑا رہا۔ تب وہ ڈریگن اپنا سر پٹختا انسانی روپ میں اسے کے سامنے ظہور پذیر ہوا تھا۔

جو کوئی بھی ہو،، اگر اپنی سلامتی چاہتے ہو تو یہاں سے چلے جاؤ لڑکے،،، یہاں ڈریگن لینڈ میں گھس پیٹھ کرنے والے کو زندہ جلا کر راکھ کر دیا جاتا ہے،،

راج اس اجنبی کو ڈریگن لینڈ میں اتنے اطمینان سے کھڑے دیکھ دھاڑا تھا۔

مجھے میری کوئین کے لئے وہ بیری چاہیے ہر قیمت پر،،،

بھول جاؤ لڑکے،، کیونکہ مجھے وہ میری بیٹی کے لئے چاہیے،، راج نے غصے سے کہا تھا۔

اور پھر لمحوں میں ڈریگن بن کر اڑا اور آگ اگل کر درخت کے چاروں اطراف آگ بھڑکا دی۔

پھر اتر کر اس کے سامنے انسانی شکل میں آیا۔

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا،، وہ میری کوئین کی زندگی کے لئے بہت ضروری ہے،، آبدار نے اب بھی سکون سے کہا تھا۔

تو چلو لے کے دکھاؤ،، راج نے کہتے بھڑکتی آگ کو دیکھ کر اس پر خفیف سا طنز کیا۔

چلیں دیکھتے ہیں کہ آج ایک شوہر اپنی بیوی کے لئے اسے لے کر جاتا ہے کہ ایک باپ اپنی بیٹی کے لئے،، کس کی محبت زیادہ ہے،، کس کی بہت کا پلڑا بھاری ہے،، کس کی محبت کی پیمائش سرخرو ہوتی ہے،،،

یہ کہتے آب نے ہاتھ کا اشارہ ہی کیا تھا کہ ایک حد نگاہ پانی کی لہر اٹھی اور اس ساری بھڑکتی آگ کو بجھا گئی۔

exponovels

محبت کا ماپ نہیں ہوا کرتا لڑکے ،، مگر اب آزمانے آہی گئے ہو تو آزمالو ،،، غصے سے کہتے راج ڈریگن بنا تھا اور آب کی جانب رخ کر کے بے تحاشا آگ اگلی ۔ یہ حملہ بہت اچانک تھا ۔

آب سنبھل نہیں پایا تھا اور اس کے جسم کا کچھ حصہ بری طرح آگ کی لپیٹ میں آکر جھلسا تھا ۔ آبدار کی دلدوز، چیخ ڈارک فوریسٹ میں گونجی تھی ۔

ادھر مایا وش جو کہ محل کے باغ میں چشمے کے پاس اداس سی بیٹھی تھی ۔ وہ ایک ڈریگن پرنسز تھی سیکنڈوں میں ڈریگن بن کر آگ اگل کر وہاں کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتی تھی ۔ مگر وہ ایک نرم دل شہزادی تھی جو کسی کی جان نہیں لینا چاہتی تھی ۔

مایا وش کو کچھ ہی دیر میں یوں لگا جیسے آج وہ مر ہی جائے گی ۔ اس کی دلخراش چیخیں فیری ٹوپیا کے سارے محل میں گونج اٹھیں تھیں ۔ جسم یوں جھلس رہا تھا جیسے مسلسل اسے آگ کے الاؤ میں جھونک دیا گیا تھا ۔

اس کی پہرے دار پریوں نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور اس کی جانب بوکھلا کر لپکیں ۔

نیلم ،،،،اینچینٹرس کو بلاؤ ابھی ،،،ایک پہرے دار پری نے دوسری کی جانب دیکھ کر کہا۔

میں جل رہی ہوں ،،، میرا جسم جھلس رہا ہے ،،، مایا وش کی دردناک چیخیں تھیں جن سے وہ پریاں بری طرح گھبرا رہی تھیں۔ بھلا ایسے کیسے ہو سکتا تھا کہ ایک ڈریگن پرنسز کو آگ جھلساتی۔ مگر وہ نہیں جانتی تھیں کہ مایا وش کا اوشن کنگ تھا جو جلا تھا تو اس کی آنچ مایا وش تک کیوں نہیں پہنچتی۔

تبھی وہاں اینچینٹرس چلی آئیں تھیں۔

پرنسز کو چشمے میں پھینک دو،،، اینچینٹرس چلائیں تھیں۔ پہرے دار پریوں نے تڑپتی مایا وش کو اٹھا کر چشمے میں پھینکا تھا۔

کچھ پل لگے تھے۔ مگر اسے سکون آیا تھا۔ اب وہ پانی کے اندر رنگ برنگے پتھروں کی سطح پر آنکھیں موندے لیٹی سکون محسوس کر رہی تھی۔

آبدار زمین پر نڈھال ہو کر گرا تھا۔ راج اس کے بلکل سامنے کھڑا تھا۔ راج طنزیہ مسکرایا۔ مگر اس کی مسکراہٹ چند پلوں میں دور ہوئی تھی جب یوں ہوا کہ پانی کی ایک بہت بڑی لہر آب پر گری اور اسے سکون آگیا۔

راج ڈریگن بن کر بیری لینے کے لئے اڑا۔ اور آگ اگل کر پھر درخت کے چاروں اطراف آگ بھڑکا دی تاکہ آب اس بیری تک نا پہنچ پائے۔

مگر آب آگ کی پرواہ کیے بغیر پانی کی لہروں کو ساتھ لیے آگے بڑھتا رہا۔ بھڑکتی آگ میں وہ جھلسا بھی

مگر یہاں پرواہ کسے تھی۔

راج بیری کے قریب تر تھا۔ مگر پانی کی ایک بہت بڑی لہر نے اسے دور پٹخا تھا۔

آب پانی پہ کھڑا تھا۔ پانی اوپر کی جانب اٹھا۔ اور آب کو بیری تک پہنچا دیا۔

ادھر راج دوبارا اٹھ کر بیری تک پہنچا تھا۔ دونوں نے ایک ہی وقت میں بیری کو ہاتھ میں تھام لیا تھا۔ اب منظر کچھ یوں تھا کہ راج اور آب دونوں کے ہاتھ میں بیری کا آدھا حصہ تھا۔

چھوڑ دو اسے،، یہ میری کوئین کی زندگی کے لیے بہت ضروری ہے،، اگر یہ نا ملی تو وہ مجھ سے دور ہو جائے گی،،

آبدار غصے سے دھاڑا تھا۔ راج نے اس نوجوان کو دیکھا جو اپنی کوئین کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا رہا تھا۔ بری طرح جھلسنے کے باوجود اپنے قدم پیچھے نہیں ہٹائے۔

exponovels

گرینڈ فادر نے یہ بیری ماہاویرا کے لئے لانے کو بولا تھا مگر یہ ہر گز نہیں کہا تھا کہ یہ بیری ماہا ویرا کی زندگی کے لئے بہت ضروری ہے یا اس کے بغیر ماہاویرا مر جائے گی۔ جبکہ اس سے زیادہ اس بیری کی ضرورت اس نوجوان کو تھی۔

راج نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا تھا۔ اور وہ دونوں زمین پر آئے۔

مجھے تمھاری بہادری اور اپنی کوئین کے لئے تمھاری محبت یہ چیز بہت پسند آئی لڑکے یہ تم اپنی کوئین کے لئے لے جا سکتے ہو،،،

راج نے نرمی سے کہا۔ آب کی تنی رگیں ڈھیلی پڑیں تھیں۔ اور اب وہ کنفیوز ہو چکا تھا۔

مگر یہ آپ کو اپنی بیٹی کے لئے چاہیے تھی،، آب نے جھجھکتے کہا۔

مگر وہ میری بیٹی کی زندگی کے لئے ضروری نہیں، تمھاری کوئین کی زندگی کے لئے ضروری ہے،، میں یوں سمجھ لوں گا کہ یہ میں نے اپنی بیٹی کی زندگی کی لئے ہی تحفہ بھجوایا ہے،،

راج کچھ دیر کے لئے خاموش ہوا۔ پھر کچھ توقف کے بعد بولا۔

اگر یہ میری بیٹی کی زندگی کے لئے ضروری ہوتی تو اسے اس کے باپ سے دنیا کی کوئی طاقت چھین نہیں سکتی تھی،،، باپ کا رشتہ اپنی بچی سے خون کا رشتہ ہوتا ہے جو کوئی مٹا نہیں سکتا،، کوئی بدل نہیں سکتا،، باپ کی محبت کا ماپ نہیں ہوتا،، مگر آج مجھے لگا اگر

تمھاری جگہ میں ہوتا تو اپنی کوئین کے لئے میری محبت کی بھی کوئی پیمائش نہیں ہو سکتی تھی،، اور یہ تم نے ابھی کچھ دیر پہلے اپنی کوئین کے لئے اپنی جان پر کھیل کر ثابت کر دیا ،، ویل ڈن بوائے،،

راج بول کر مسکرایا۔

آب نے سکون کی سانس لی۔ اور بیری کی جانب دیکھا۔ وہ ایک ہارٹ شیپ کی عجیب و غریب سی بیری تھی۔

کیا وہ دل کی شکل تھی۔ دل جو کہ سائن ہے محبت کا۔ تو کیا یہ ہی بیری محبت کا ماپ تھی۔

کیا وہ اپنی کوئین سے محبت کی پیمائش کے پیمانے میں کھرا اتر چکا تھا۔

آبدا گے گہرا مسکرایا تھا۔

ویسے تمھاری کوئین کی زندگی کو کونسا خطرہ لاحق ہے نوجوان،،

معاف کیجئے گا ابھی میرے پاس وقت نہیں،، اس سب سے فارغ ہو کر اپنی کوئین کے ساتھ میں سب سے پہلے یہیں آنے والا ہوں، ہاں ابھی یہ جان لیں کے مجھے اپنی کوئین کے لئے سوارڈ آف لائیٹ بنانی ہے،،

چلتا ہوں،،،

یہ بول کر آب جلدی سے وہاں سے نکلا تھا۔ راج کو حیران و ششدر چھوڑ کر۔

exponovels

رومینیا کے اس ہسٹوریکل پیلس میں آج غیر معمولی دہشت اور وحشتناک سا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ کالے سیاہ بادلوں نے آسمان کو ڈھانپا ہوا تھا۔۔۔۔ **

گہری رات کا وقت تھا۔ **

اس ہسٹوریکل پیلس کے اوپر آدھی رات کے وقت بھی سیاہ گدھ اڑ رہے تھے۔ جیسے بہت سارا مردار ہاتھ لگنے والا ہو۔ جیسے کوئی انہونی ہونے والی ہو۔

اور چھت کے آس پاس کوے عجیب طرح سے کائیں کائیں کرنے میں مصروف تھے۔

تمام قبرستان میں کوے اڑ رہے تھے۔ **

اس ہسٹوریکل پیلس کے اندر ہر جانب خون کے چھینٹے اور گوشت کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے۔ اسی کے بیسمنٹ میں ایک بڑا سا آگ کا الاؤ بھڑک رہا تھا۔ اور اس آگ کے پاس وہ بھدی ترین شکل والی چڑیل بیٹھی منہ میں کوئی ناپاک جنتر منتر پڑھ رہی تھی۔ ****

مکروہ اور ڈراؤنی ترین شکل والے شیطان کے چیلے اس کے آس پاس مکرہ قہقہے لگاتے چکر کاٹ رہے تھے۔ وہ سب ایک آنکھ والے اور سرخ پتلیوں والے شیطان تھے جو وہاں پڑی کافی ساری لاشوں کو اپنی خوراک بنا چکے تھے۔ اور اس جگہ کی در و دیوار پر خون یوں بکھرا ہوا تھا جیسے وہاں اونٹ کے اونٹ ذبح کیے گئے تھے۔ **

اچانک بہت زوردار دھماکے ہونے شروع ہوئے تھے۔ ماحول پر دہشت سی طاری ہو گئی۔ وہ سب چیلے خباثت بھرے قہقہے لگانے لگے۔ زمین زلزلوں کی ضد میں آئی اور اس چڑیل کے سامنے اس الاؤ میں سے زمین پھٹنے لگی۔ سرکنے لگی۔ زمین سے سیاہ بدبودار گندے خون کے فوارے سے ابلنے لگے۔ **

وہ زمین آہستہ آہستہ پھٹنے لگی اور اس میں سے ایک کافن نمودار ہونے لگا۔ بلیک وچ جو اپنے بھیانک ڈھانچے نما چہرے سے وہ منتر پڑھ رہے تھی اس کے ان منترون میں شدت پیدا ہونے لگی۔ وہ کافن سارا اوپر چلا آیا۔ اس کافن سے موذی جانور اور کیڑے مکوڑے چپکے ہوئے تھے۔ **

تبھی دھاڑ کی آواز سے اس کافن کا ڈھکن سرکا تھا۔ اندر ایک ہڈیوں نما مردہ جو کیڑوں مکوڑوں سے لدا ہوا تھا اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں۔ اس شیطان نما بھیانک شکل والے مردہ کی آنکھوں سفید اور پتلیاں مردوں کی طرح ساکت تھیں۔ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا تھا۔ **

تمام شیطان کے چیلے اپنے آقا کے اٹھ جانے کے خوف و دہشت سے زمین پر گر گئے تھے۔

exponovels

بلیک وچ نے ایک نظر اس سامر شیچان پر ڈالی ۔ خود کی اتنی ڈراؤنی اور بھدی شکل ہونے کے باجود سامنے طیٹھا وہ نیم مردہ اس قدر ڈراؤنا ، کیڑوں سے لدا اور مکروہ تھا کہ ایک مرتبہ تو وہ خود بھی خوف کھا گئی تھی ۔ **

سامر کی ساکت پتلیوں نے بلیک وچ کو غصے سے گھورا ۔

آقا ، ، ، وہ خود بھی سر زمین پر ٹکائے اس کے گندے کیڑے پڑے پیروں میں گر گئی تھی ۔ **

وہ مردہ کفن پھاڑ کر کافن دے باہر نکل آیا تھا ۔ یعنی ایک شیطان جاگ چکا تھا جانے کیا کیا تباہی لانے ۔ کس کس کو موت دینے ۔ کس کس کو موت کے گھاٹ اتارنے ۔ ۔ **

ماہاویرا بیڈ پر نیم دراز تھی ۔ اسے پہرہ دار پریوں نے جان بوجھ کر بیہوش کر دیا تھا ۔

آہستہ آہستہ ماہاویرا کو ہوش آیا تھا ۔ پہلے تو کافی دیر لیٹی وہ غائب دماغی کے عالم میں چھت کو گھورتی رہی ۔ مگر جب سب یاد آتا رہا وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی ۔ **

ملگجے سے اندھیرے میں بھی وہ پہچان چکی تھی کہ وہ اسی گھر میں تھی ۔ اسی کمرے میں جہاں اسے اس بے حس پری زاد نے قید کر کے رکھا تھا ۔ اور ایک مرتبہ پھر وہ اسی عقوبت خانے میں آ پہنچی تھی ۔ **

exponovels

ماہاویرا نے سہم کر ادھر ادھر دیکھا۔ جسم پر ابھی بھی وہی ویڈنگ ڈریس تھا جو آج اس نے پہنا تھا۔ وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے رونے کا شغل فرمانے لگی تھی۔ جب

مائی کوئین،،، پلیز،، ڈونٹ کرائی،،، آپ بلکل سیو ہیں،، اپنے کنگ کے پاس ہیں،،،، آپ کو گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں،، اب آپ کو زرا سی بھی کوئی تکلیف نہیں ہو گی یہاں،،،، اور

شٹ اپ،،،، آئی سیڈ جسٹ شٹ اپ،،،،

ماہاویرا کانوں پر ہاتھ رکھ کر چلائی تھی۔ کیونکہ بھاری لہجے کی وہ گھمبیر سفاک اور ظلم سرگوشیاں اسے پھر سنائی دینے لگیں تھیں۔ **

ابھی اس کمرے میں آکر گھبرا رہی ہیں آپ،، ابھی تو آپ کو میری پناہوں میں آنا ہے،،، اپنے کنگ کی بانہوں میں،،، وہ جو گھری رات کی تاریکی میں جگنوؤں کی چمک، پھوٹتے چشمے کی تازگی بھری جھنکار، پھولوں پتوں کو گواہ بنا کر ہمارے ملن نے ادھوری داستان چھوڑی تھی اسے بھی تو مکمل کرنا ہے ناں میری جان،،،

یہ سرگوشیاں نہیں تھیں۔ کوئی ظالم سفاک قاتل ہاتھ تھے جو ماہاویرا کے جسم سے اس کی جان کی تار کھینچ رہے تھے۔ وہ ایک مرتبہ پھر ٹوٹ کر بیڈ پر گری اور بکھری۔ اور بہت ہی زیادہ سختی سے اپنے کان بند کرنے کی کوشش کی۔ **

ایسے تو مت تڑپیں کوئین،،، نا اس کنگ کو تڑپائیں،، کم ٹو می،،، پلیززز،،،، آپ کی یہ دوری اس کنگ کی بھی جان کسی عذاب ناک درد میں جھونک دیتی ہے،،

ماہ ویرا جھٹکے سے بیڈ سے اٹھی تھی۔ جانے کہاں سے آئی تھی اس میں اتنی ہمت کے وہ بے تحاشا روتی دھاڑ سے دروازہ کھول کر باہر نکلی تھی۔

وہ جانتی تھی اسے کس طرح جانا ہے۔ **

طویل کوریڈور پار کرکے وہ ایک مخصوص کمرے کے سامنے تھی۔ چھپاک سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ وہ جو کھڑکی پر کھڑا باہر دیکھ رہا تھا اس کی آہٹ پا کر مسکرا کر پیچھا پلٹا۔ آج پہلی مرتبہ وہ اس کے سامنے ہڈی کے بغیر تھا۔ **

ماہ ویرا آگے بڑھی تھی۔ اور درد سے ٹوٹے جسم کی پرواہ کیے بغیر ایک زناٹے دار تھپڑ تھا جو اس نے کنگ ویام کے چہرے پر رسید کیا تھا۔ **

مجھے پانے کے لئے آپ پھر سے وہی اوچھا ہتھکنڈا آزمانا چاہتے ہیں،، جادو کر رہے ہیں آپ مجھ پر،، تو کان کھول کر سن لیں،، ایک ڈریگن پرنسز کو ہرانا اور اس پر اپنا جادو چلانا اتنا آسان نہیں،،، سمجھے آپ،،،

exponovels

دگرگوں حالت،،، آنسوؤں سے ترچہرہ،، سرخ آنکھیں اورچھوٹی سی ناک،، ویڈنگ نیٹ کا وہ پنک ڈریس،، جس میں اس کا گلابی جسم دمک رہا تھا۔ وہ ہمت کرتی اس کا گریبان جھنجھوڑ گئی تھی۔

پہلے تو کنگ ویام اس کی اتنی جرات پر ششدر رہ گیا۔ پھر جانے کیا سوچ کر اور گھری نظر سے اسے دیکھ وہ گہرا مسکرایا تھا۔ ****

ویام نے اس کی کمر میں اپنا ہاتھ ڈال کر اپنی جانب کھینچا تھا۔ وہ کٹی ڈال کی طرح اس کے سینے سے آلگی۔ ویام نے اس کے بالوں کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارا۔ **

رونگ،،،، یہ ہار جیت کا جادو نہیں کوئین،، میری محبت کا جادو ہے،، جو سر چڑھ کر بولتا ہے،، تبھی تو آپ بھی اس کنگ کی قربت کے لئے مچلتی خود ہی یہاں میرے پاس چلیں آئیں،، ایسا ہی ہے ناں،،،

ویام نے اپنے ہونٹوں سے اپنی باہنوں میں موجود اس بنا پنکھوں والی چھوٹی سی پری کے چہرے کا ایک ایک نقش چھوا تھا۔ **

ماہاویرا نے سختی سے آنکھیں بند کر رکھیں تھیں۔

میں آپ سے نفرت کرتی ہوں،،، آپ نے میرے پیرنٹس کو تکلیف پہنچانے کو وہ سب کیا،، مجھے کڈنیپ کیا،، ڈرایا دھمکایا،، مجھے زہر دیا،،، اور اس کا توڑ کرنے کو زبردستی بنا

اپنی مرضی کے مجھ سے شادی کی،، اب بھی صرف آپ وہی کرنا چاہتے ہیں،، بس میرے ڈیڈ کو تکلیف دینا چاہتے ہیں،، یہ سب ڈھونگ ہے آپ کا،، دور ہٹیں مجھ سے،، ماہاویرا نے اپنی پوری طاقت لگا کر اسے خود سے دور دھتکار دیا تھا۔ ویام نے خون آشام نگاہوں سے اسے دیکھا۔ جو سب کچھ بھول کر بس صرف ادے پانا چاہتا تھا مگر وہ جانے انجانے اسے سب یاد کروا چکی تھی۔ اور ایک فیری ٹوپیا کنگ کے غصے و غضب کو ہوا دے چکی تھی۔ **

ویام ایک ہی جست میں اس تک پہنچا تھا۔ اسے اپنے کندھے پر گرایا اور لا کر بیڈ پر پٹخا۔ ماہا ویرا کی آنکھوں کے سامنے دنیا گھوم گئی تھی۔ اس نے اتنی ہی تیزی سے اٹھنا چاہا۔ مگر اپنے ہی لباس کی نیٹ میں الجھ کر رہ گئی۔ کنگ ویام نے بڑی آسانی سے اس پر دسترس حاصل کی تھی۔ وہ پورا کا پورا اس پر حاوی ہوا تھا۔ ****

ماہاویرا بہت بری طرح مچلی مگر خود کو اس کی وحشی گرفت سے آزاد نا کروا سکی۔ آخر وہ پھر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ وہ جو اس کی سانسوں جتنا قریب تھا۔ بغور ماہاویرا کو دیکھے گیا۔ پھر کنگ ویام نے نرمی سے اسے آزاد کر دیا تھا۔ ****

ماہاویرا اٹھ کر بیٹھی اور اٹھ کر پیچھے سرکتی چلی گئی۔ ****

میرا پہلے یہی مقصد تھا،، جیسے کہ آپ نے بولا، پھر میں آپ کو یہاں لایا،،، اور میرا ہر مقصد بدل گیا،، میں بدل گیا،، اگر مجھے آپ کو تکلیف پہنچانا مقصود ہوتا،، یا آپ کے پیرنٹس کو تو سب سے پہلے میں آپ کو جان سے مار ڈالتا،، مگر مجھ سے وہ نا ہو سکا،، پھر میں آپ کی معصومیت روند دینا چاہتا تھا،، مگر میں وہ بھی نہیں کر سکا،، کیوں،،،؟ اس سوال کا جواب شاید آپ کے پاس ہو کوئین،،

ویام نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑ رکھے تھے۔ اسے ابھی معلوم ہوا کہ اب وہ ساری حقیقت جانتی ہے۔ تو اس کا بھروسہ کیسے جیتے۔ کیسے اس اپنا یقین دلائے۔ کیسے اس کی محبت جیتے۔ کیسے اسے جیتے۔ کیسے ایک خوشحال شاہی خاندان کا آغاز کرے۔ ویام کچھ بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا ابھی۔ ****

ماہ ویرا دم سادھے بیڈ پر بیٹھی تھی۔ ابھی ابھی جو اس نے کہا تھا کیا وہ سچ تھا۔ یقین کرنا مشکل تھا۔ مگر دل ہمک ہمک کر طول رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے تبھی تو اسے سہی سلامت آزاد کر دیا تھا۔ ****

کنگ ویام بیڈ سے کھڑا ہوا۔ اور ماہ ویرا کی جانب آیا وہ بدک کر ایک دم پیچھے ہٹی۔

میرے ساتھ،، میں آپ کو آپ کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی دینا چاہتا ہوں،، کیا آپ مکھ پر بھروسہ کریں گی،،، کنگ ویام نے سنجیدگی سے کہا تھا۔ مگر ماہاویر ادم سادھے بیٹھی ٹس سے مس نا ہوئی۔ ****

کوئین میں نے کہا میرے ساتھ آئیے،،، اب کی بار کنگ ویام نے آگے بڑھ کر اسے بازو سے کھینچ کر بیڈ سے نیچے اتارا تھا۔ ****

کنگ ویام نے ایک جھٹکے سے اپنے پر پھیلائے تھے۔ ان پروں کی پھڑپھڑاہٹ میں ایک خاص پیغام تھا۔ وہ سب پریاں اور پری زادا پنے کنگ کی ہمراہی میں فیری ٹوپیا کی جانب اڑے تھے۔ ****

مایاوش اس وقت اپنی خواب گاہ میں تھی اور بہت ہی زیادہ کمزوری محسوس کر رہی تھی۔
حالانکہ ایپنچینٹرس نے اور خدمتگار پریوں نے کوئی کسر نا چھوڑی تھی اس کی دیکھ بھال میں۔ ****

ایپنچیںٹرس اس کی خواب گاہ میں تشریف لائی تو سب پریوں نے جھک کر اس کی تعظیم کی۔
مایاوش نقاہت زدہ سی اٹھ کر بیٹھی۔ ****

مبارک ہوڈریگن پرنسز،،،اوشن کنگ کامیاب لوٹیں ہیں،،ایپچینٹرس نے مایاوش کو اس کی زندگی کی سب سے اچھی خبر سنائی۔ ****

وہ تو جب سے جلی تھی رورو کر ادھ موئی ہو چلی تھی یہ سوچ کر کے آبدار تکلیف میں تھا۔ تبھی محل میں غیر معمولی سی ہلچل پیدا ہوئی تھی۔ محل میں پریوں نے شادمانی کے گیت گائے تھے۔ وہ مسکراتا سمندر کا بے تاج بادشاہ اپنی ملکہ کے لئے محبت کا ماپ لے کر کامیاب واپس لوٹا تھا۔ ****

وہ ایورا کے پاس آیا تھا۔ مگر ایورا سے پتہ چلا کہ مایاوش ان کے کنگ کی اور فیری گارڈین کی ملکہ ایپچینٹرس کی خاص مہمان ہے۔ تو اس نے پہلے اپنی آمد کی اطلاع بھیجی اور پھر وہ ایورا کے ہمراہ یہاں چلا آیا۔ ****

مایاوش پھرتی سے بستر سے نیچے اتری تھی۔ آبدار کو دیکھ کر اس کی جانب لپکی۔ مگر بھول گئی کہ وہ ابھی کمزور ہے۔ تبھی لڑکھڑائی تھی جب دو مہربان بانہوں نے اس نرمی سے تھاما تھا۔ ****

آب،،،،وہ اس کے سینے سے لگی۔ آبدار کئی لمحے آنکھیں موندے وہ پل محسوس کرتا رہا جب وہ اس کے بے حد قریب تھی۔ آخر ایپچینٹرس نے اسے گلا کھنکھار کر ہوش دلانا پڑا۔
****

For more visit (exponovels.com)

وہ ایپچینٹرس کے سامنے تعظیما جھکا۔

مبارک ہواوشن پرنس،، ایپچینٹرس نے مسکرا کر کہا تو آبدار نے سر تسلیم خم کر کے وہ مبارک قبول کی۔ مگر ہنوز مایاوش کو اپنے حصار میں لے رکھا تھا۔ ****

تبھی وہاں کنگ ویام اور محافظ پریوں اور فیری ٹوپیا کی کوئین کی آمد کی پکار پڑنے لگی۔ فیری ٹوپیا کے لوگ جوق درجوق یہ نظارا دیکھنے کو ہزاروں کی تعداد میں محل کی جانب اڑ آئے تھے۔ ****

مایاوش محل میں کنفیوز سی داخل ہوئی۔ اس نے کہا تھا کہ وہ اس کو اس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی دینے والا تھا۔ وہ بھروسہ کر کے یہاں تک چلی آئی تھی۔ اور اب ہونقوں کی طرح ان خوبصورت نازک لوگوں کو دیکھ رہی تھی جو اس کے آگے پیچھے بچھے جا رہے تھے مگر وہ خوفزدہ ہو کر ویام میں گھسی جا رہی تھی۔ ****

)یہاں محفل میں موجود ایک وجود اپنی برسوں کی ریاضت، مکاری، دھوکے بازی، اور عیاری کو یوں رائیگاں جاتا دیکھ جلن، حسد اور غم و غصے سے پاگل ہوا تھا **** (

وہ لوگ اندر آئے۔ ماہاویرا نے ایک عجیب منظر دیکھا تھا۔ اس کی ایک کاربن کاپی ٹھیک اس کے سامنے کھڑی تھی۔ مگر قدرے مختلف حلیے میں۔ ****

exponovels

مایاوش جو کنگ ویام کی آمد کو دیکھ رہی تھی اچانک نظر سامنے پڑی تو پلٹنا بھول گئی۔ وہ چند سال پیچھے چلی گئی تھی۔ اپنا ہی عکس سامنے دیکھ کر وہ حیران ہوئی۔ ****

مایاوش آب کے پہلو سے نکلی اور چند قدم آگے بڑھی۔ ماہ ویرا نے ویام کا پہلو چھوڑا اور حیرت زدہ سی چند قدم آگے بڑھی۔ ****

باقی سب دم سادھ کر یہ منظر دیکھنے لگے۔ ****

مایاوش جلدی سے قدم اٹھاتی اپنے عکس تک پہنچی تھی۔ ماہ ویرا حیرت سے اسے دیکھے گئی۔ راج ڈیڈ نے سب بتا تو دیا تھا۔ مایاوش کے بارے میں۔ اس کی بہن۔ اس کی پیاری کھوئی بہن۔ ادھر مایاوش نے حیرت سے اس کے گال چھوئے تھے۔ ڈیڈ نے دکھایا تو تھا سب۔ اس کی وہ چھوٹی سی گڑیا بلکل اس کے سامنے تھی۔ ****

پھر وہ اچانک ایک دوسرے میں سمائیں تھیں۔

آپی،،،،،،

گڑیا،،،، مایاوش روئے گئی۔ اور اس کا منہ چومے گئی۔ کتنا پیارا احساس تھا۔ برسوں کے بعد اپنے اصل سے اپنے خاندان سے یوں ملنا۔ ****

وہاں موجود ہر نرم دل وجود کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔ سب نے زوردار کلیپنگ کی تھی۔ ****

exponovels

اسپنجینٹرس جو نم آنکھیں لیئے مسکرا کرانھیں دیکھ رہیں تھیں بہت اچانک یک دم ان کے لبوں کی مسکراہٹ غائب ہوکر چہرہ فکرو پریشانی سے لٹھے کی طرح سفید پڑچکا تھا۔ ****

)جبکہ وہاں موجوداسی وجود کے چہرے پرایک خباثت بھری مسکراہٹ رینگ گئی تھی۔ (

اسپنجینٹرس نے چپکے سے آبدار کواشارہ کیا۔ آبدار جلدی سے اسپنجینٹرس کے پاس آیا۔

****

اوشن کنگ،،، وہ شیطان جن وہ سامر جادوگر وقت سے پہلے جاگ چکا ہے،،،،، آپ پرنسز کولے کر یہاں سے جائیے وہاں جہاں سے اس سب کی شروعات ہوئی،،، اوراب سب سے پہلے اپنے اوشن کے تخت کا کراؤن حاصل کریں،، آپ سمجھ رہے ہیں ناں میں کیا کہنا چاہتی ہوں،،،

اسپنجینٹرس کے چہرے پرہوائیاں اڑیں ہوئیں تھیں۔ آب نے اثبات میں سر ہلایا۔

****

اسپنجینٹرس نے کنگ ویام کی جانب اشارہ کیا۔ اس نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔ ****

آب اورویام آگے بڑھے تھے۔ ویام نے ماہاویرا کوکندھوں سے تھام کرپیچھے ہٹایا۔ آب نے مایاوش کو تھاما۔

وہ دونوں ہی تڑپ گئیں تھیں۔ آب مایاوش کواپنی جانب کھینچنے لگا۔ ****

آب مجھے گڑیا کے پاس رہنا ہے ابھی،،، مایا وش نے ویرا کی جانب ہاتھ بڑھایا۔
چھوڑیں مجھے،،، آپی،،،،، ویرا مایا وش کی جانب ہمک ہمک کر آنا چاہتی تھی۔ مگر افسوس جدائی کا وقت پھر سے سر پر آن پہنچا تھا۔ ****
آب مایا وش کو لیے اسپنچینٹرس کے پیچھے پیچھے آیا۔ اسپنچینٹرس انھیں لیے ایک خاص کمرے میں آئی۔ اسپنچینٹرس نے اپنی میجک سٹک سے ایک آئینے کی جانب اشارہ کیا۔ تو اس میں بلیک کلر کا ہول ہو گیا۔ آب ایک الوداعی نگاہ اسپنچینٹرس کی جانب دیکھ کر مایا وش کو تقریباً کھینچتا اس ہول کی جانب گیا۔ ****
آب گڑیا،،،، مایا وش رو دی۔ مگر آب اسے کندھوں سے تھامے اس بلیک ہول میں گھس گیا۔ ****

راج بہت خوش تھا۔ اس کی ملاقات اوشن کنگ سے ہو چکی تھی۔ وہ وشہ کے پاس واپس لوٹا تھا۔
مگر رائیل پیلس میں ایک عجیب سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ وہ اندر داخل ہوا تو سب متفکر سے لاؤنج میں موجود تھے۔ ****

exponovels

راج پرجوش سا اندر داخل ہوا۔ اور ایلا ازلان اور مایا وش کو تمام احوال بیان کیا۔ کہ وہ بیری لانا محض ایک امتحان تھا۔ جو اس نے اپنے ہی داماد سے لیا تھا۔ ****

وشہ زادی ہو گئی،، پرنسز کدھر ہے،، راج نے آخر وہ سوال پوچھ ڈالا جو کہ وشہ کو کھائے جا رہا تھا۔

راج،،، وشہ اس کے بازو سے لگ کر رو دی۔ وہ پری زاد ہھر آیا اور ماہاویرا کو لے گیا،،، وشہ نے نم آنکھیں لیے کہا۔ ****

کیا،،،؟ میں اس سر پھرے کنگ کو جلا کر بھسم کر دوں گا،، اس کی اتنی جرات،، پہلے تو ہم نے کچھ نہیں کیا،، مگر اب میں فیری ٹوپیا کی اینٹ سے اینٹ ضرور بجا دوں گا کوئین،،،

راج دھاڑا تھا۔

وشہ نے اس کا بازو دبوچا۔ رک جائیں راج،،، یہ پیغام اینجینٹرس نے بھیجا،،،

وشہ نے ایک کرول راج کی جانب بڑھایا۔ راج نے وہ کرول تھام کر جلدی سے اس کھولا۔ ****

کنگ راج،، چھوٹی پرنسز آج سے میری زمہ داری ہوئی،، اسے ہلکی سی بھی کھروچ آئی تو میں زمہ داری اٹھاؤں گی،، مگر اتنا جان لیں کہ وہ یہاں کی کوئین بن کر ہمارے کنگ اور

لوگوں کی پلکوں پر بیٹھنے والی ہیں ، ، اور دلوں پر راج کرنے والی ہیں ، ، ، بس آپ ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچیئے گا ، ، کہ محبت تقدیریں بدل دیا کرتی ہیں ، ، ، ،

پیغام تھا یا ایک اشارہ ، کہ ماہاویرا کی تقدیر بدل چکی ہے ۔ اب اس کا نصیب ایک پری زاد کنگ سے جڑ چکا ہے ۔ ایک عظم ۔ ایک خواہش ۔ ****

جانے کی ہونے والا تھا ۔ کیا نہیں ۔

اس پیغام کی وجہ سے کنگ راج کچھ پر سکون ہوا تھا ۔ اور اسے سکون میں دیکھ کر ازلان اور ایلا نے بھی سکون کا سانس لیا ۔ ****

مگر عائش کی جانب سے وہ پریشان تھے ۔ وہ زخمی تھا ۔ مگر جسمانی زخموں سے زیادہ اسے اس کے دل کے زخموں نے تڑپا رکھا تھا ۔ جس کا علاج صرف آبدار کی واپسی پر ممکن تھا ۔

جیک اور رنجنا گہری نیند میں تھے ۔ جب رنجو کی کسی عجیب سے احساس کے تحت آنکھ کھلی ۔

وہ کنفیوز سی تھی ۔ تبھی اپنے اور جیک کے درمیان تکیے لگا کر سوئی تھی ۔ وہ اس کی کئیر کرنے لگا تھا ۔

رنجو کی ادھ کھلی آنکھیں پوریں کھلیں تھیں جب کھڑکی کے پاس اس نے سنجنا کو کھڑے دیکھا۔

رنجو تڑپ کر اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھی تھی۔ ملگجے سے اندھیرے میں وہ ہیولہ مسکراتی سنجنا کا ہی تھا۔ اس کی آنکھیں دھوکہ نہیں کھا سکتی تھی۔ کھڑکی کھلی تھی اور وہ اسے کھڑکی سے باہر آنے کا خفیف سا اشارہ کر رہی تھی۔

رنجو نے اٹھ کر ونڈو کی جانب جانا چاہا جب اپنے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اپنی ساڑھی کا پلو کندھے سے ڈھلکنے سے بچایا۔ کیونکہ وہ پلو جیک مزے سے اپنے نیچے جان بوجھ کر دبائے گہری نیند میں تھا۔ مگر اب پلو کے کھینچے جانے کی وجہ سے فوراََ اس ہی آنکھ بھی کھل چکی تھی۔

اسے بیڈ سے نیچے اترے دیکھ وہ بھی اٹھ بیٹھا۔

واٹ ہیپنڈ،، وہ مندی مندی آنکھوں سے اسے دیکھتے بولا۔

ججِ،،، جیک،، وہ سنجنا ہے وہاں،، چھوڑو یہ مجھے جانا ہے وہ بلا رہی ہے،، رنجو نے ایک ٹرانس کے عالم میں کہا اور جیک کی گرفت سے اپنا پلو کھینچا۔۔۔

جیک کے ماتھے پر ڈھیر سارے بل آئے تھے۔ اس طرف بغور دیکھا جدھر وہ اشارا کر رہی تھی۔ کچھ بھی تع نہیں تھا۔ کھڑکی بند تھی اور کوئی نہیں تھا وہاں۔

کوئی نہیں ہے وہاں،، رنجو چپ چاپ بیڈ پر لیٹ کر سو جاؤ،، جیک نے غرا کر کہا تھا۔

جانے اس کے ساتھ ہونے والے ان واقعات سے اس کا خون کیوں کھولتا تھا۔

جب اچانک رنجو نے اس کھینچ کر اپنا پلو چھڑایا۔ وہ بے وقوفی کر رہی تھی مگر حواس میں ہی کب تھی۔ وہ بھاگ کر کھڑکی کے پاس گئی تھی۔ اور بنا سوچے سمجھے کھڑکی کھول دی۔ اب کھڑکی پر کھڑے اس سیاہ ڈراؤنے ہیولے سے خباثت بھرا قہقہہ سنائی دیا تھا۔

جیک اس کے پیچھے لپکا۔ رنجو پر وار کیا گیا تھا۔ وہ ہیولہ اس کی گردن کاٹ دینا چاہتا تھا۔ مگر تبھی وہاں ایک روشنی کا جھما کا سا ہوا۔ اس روشنی کے جھماکے سے ایک ہاتھ نے نکل کر رنجو کو پیچھے جیک کے اوپر دھکا دیا تھا۔ اور وہ وار جو اس کی گردن پر ہونے والا تھا۔ اب بازو پر کٹ آ چکا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے سیاہ ہیولے کو جیسے آگ دکھائی گئی تھی اور وہ چیختا چلاتا جل کر خاکستر ہو گیا۔ سفید روشنی سے ایک ہالہ سا بنا تھا۔ پل بھر کو رنجو اور جیک کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ آنکھوں میں نمی اور ہونٹوں پر میٹھی مسکان لیے سنجنا تھی۔۔

وہ روشنی بھی غائب ہو گئی۔ جیک سارا معاملہ سمجھ چکا تھا۔

آییہہہہہہ،،،،،،، رنجو کے منہ سے سسکی سنائی دی وہ اپنا ایک ہاتھ دوسرے بازو پر رکھے ہوئے تھی۔ جیک چونکا۔ جلدی سے اسے اپنے سینے سے اٹھا کر خود بھی اٹھا۔ اور اسکے مچلنے کے باوجود اسے اپنے بازوؤں میں بھرا۔

وہ جانتا تھا وہ یہی کہیں موجود ہے۔ اور اب نہیں چاہتی تھی کہ رنجو پر آنچ بھی آئے۔ اس کا رنجو کو جیک کی جانب دھکا دینا اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ رنجو کو جیک کے سپرد کر گئی تھی۔ اس کی حفاظت میں دے کر گئی تھی۔ اس کے حوالے کر کے تاکہ وہ اس کی حفاظت کرے۔ اپنے پاس اسے سینت سینت کر کسی قیمتی متاع کی طرح رکھے۔ وہ تو خوابوں میں بھی کئی مرتبہ اسے یہی بول چکی تھی۔

جیک نے اسے لا کر بیڈ پر لٹایا تھا۔ کچن میں سے فرسٹ ایڈ باکس لے کر آیا۔ اب وہ سپرٹ میں کاٹن ڈبو کر رنجو کا زخم صاف کرنا چاہتا تھا۔ جب رنجو نے سسکی سی بھر کر جیک سے اپنا بازو چھڑوایا۔

جیک کی تیوری چڑھی۔ کیا پرابلم ہے تمھارے ساتھ،،، وہ غرایا۔ رنجو جو کب سے خود پر ضبط کر رہی تھی۔ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ وہ خود کو بہت مضبوط ظاہر کرتی تھی۔ مگر ایک یہ شخص تھا جس کے سامنے ہمیشہ وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتی چلی آئی تھی۔ اس کے رونے کی پرواہ کیے بغیر جیک نے اس کے بازو پر بینڈیج کر دی۔

exponovels

اٹھ کر فرسٹ ایڈ باکس کچن میں رکھ کر آیا۔ دروازے کھڑکیاں اچھے سے بند کیں اور بیڈ کے قریب چلا آیا۔ جہاں وہ ہنوز گھٹنوں میں منہ دئیے رونے کا شغل فرما رہی تھی۔ جیک بیڈ پر نیم دراز ہوا۔ اور اچانک ہی اسے کھینچ کر اپنے کشادہ سینے پر گرایا۔ وہ بوکھلائی تھی اور حیرت وصدمے سے گنگ اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

مگر ادھر ان آنکھوں میں جزبوں کا طوفان سا امڈتا دیکھ رنجو کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔ زبان گنگ سی ہو کر تالو سے چپک گئی۔

جیک،،، رنجو پوری کی پوری لرز اٹھی۔ مگر جیک نے اپنی گرفت مضبوط ترین کی تھی۔ اپنے اور اس کے بیچ آزار بنتا وہ پلو پیچھے سر کایا۔ اور اس کی بیوٹی بون پر اپنے لب رکھے۔

رنجو مچلی۔ مگر وہ آج اس پر اپنا حق جتاتا چلا گیا۔

آبدار کب سے اپنے لب کاٹتا اسے روتا دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے لئے زمین پر اپنے کمرے میں آچکا تھا۔ مگر ابھی مایاوش کو سنبھلنے کا موقع دینا چاہتا تھا۔ مگر اس کا رونا کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔ ایک تو ماہاویرا سے مختصر ملاقات کا دکھ اوپر سے یہاں پہنچ کر یہ سن کر صدمہ لگا کے اس کے مما بابا یہیں تھے مگر وہ واپس ڈریگن لینڈ جا چکے تھے۔

مایاوش سنبھال نہیں پا رہی تھی خود کو۔

آخر سب باری باری رائل پیلس میں ان سے ملنے آنے لگے۔ ازلان بے تحاشا خوش تھا۔ ایلا کمرے میں داخل ہوئی تو کافی دیر آبدار کے سینے سے لگ کر روتی رہی۔ وہ رائیل پیلس میں سب کو مل لیے تھے۔ ایلا اور ازلان آبدار سے باتیں کرتے رہے جب آبدار نے ازلان سے کہا۔

ڈیڈ ہمیں لنکیا نا آئی لینڈ جانا ہے اپنے ہٹ میں ابھی،، انتظام کروا دیں،، میں عائش سے مل کر آتا ہوں،،

اس نے مختصر سے الفاظ میں کہا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔

آبدار کو عائش سے ملنے کی تمنا تھی۔ کہ دل ہمک ہمک کر بتا رہا تھا کہ وہ ٹھیک نہیں ہے بہت دکھی ہے۔ تبھی وہ ایلا اور ازلان کو مایا وش کے پاس چھوڑ کر عائش کے روم میں چلا آیا۔

ازلان اور ایلا نے اسے مختصراً بتا دیا تھا کہ روز کے ساتھ کیا ہوا۔

پھر آب نے بہت جلد اپنی طاقت کو استعمال کرتے روز کے بارے میں سب معلوم بھی کر لیا تھا۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو دل دھک سے رہ گیا۔ بہت بری حالت بنا رکھی تھی اس نے اپنی اور اپنے کمرے کی۔ وہ بیڈ پر آنکھوں پر بازو رکھے نیم دراز تھا۔

آہٹ پر چونک کر دروازے کی جانب دیکھا۔ آبدار کو دیکھ کر وہ تڑپ کر آب کی جانب لپکا اور اس کھ سینے سے لگ گیا۔۔

عائش آب کے گلے سے لگا ہوا تھا اور اس کی آنکھوں کی نمی آبدار کی شرٹ بھگو رہی تھی۔ ایسے کیسے ممکن تھا کہ وہ جو ایک دوسرے کے وجود کا حصہ تھے ایک وقت میں ایک ہی کو کھ میں رہے تھے تو آبدار کو اس کی تکلیف محسوس نا ہوتی۔

آب مجھے وہ چاہیے، ،مجھے روز چاہیے آب، ، زندگی میں پہلی مرتبہ وہ کسی چیز کے لئے رو رہا تھا۔ آبدار نے زبردستی اسے خود سے الگ کیا۔

وہ زندہ ہے، ، مگر تاشہ نے اسے اپنے قبضے میں کر رکھا ہے، اس پر جادو کر رکھا ہے وہ جب تک پانی میں ہے بیہوش ہے، پانی سے نکل کر ہی ہوش میں آسکتی ہے، ، تم فارم ہاؤس پہنچو، ، میں اسے وہاں لے کر آتا ہوں، ،

آب نے اطمینان سے اس کا چہرہ تھام کر کہا تھا۔

عائش نے ایک نظر اسے دیکھا اور فوراََ وہاں سے نکل گیا۔

آب نے پانی میں چھلانگ لگائی تھی۔

For more visit (exponovels.com)

وہ اوشیانہ آیا تھا۔ بغیر کسی ڈر اور خوف کے۔ اوشیانہ میں ہر طرف ہلچل مچ چکی تھی۔ جب تاشہ کو علم ہوا کہ اوشن کنگ نے اوشیانہ کا پتا لگا لیا اور وہ اسی جانب آ رہا ہے تو اوشیانہ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور جا کر سیپ نگر میں چھپ گئی تھی۔

آب محل آیا تھا۔ روزوہیں تھیں۔ اپنے کمرے میں مگر بے ہوش تھی۔ پہرے داروں نے اسے تمام تفصیلات سے آگاہ کر دیا تھا۔ تبھی وہ اسے لئے زمین کی جانب بڑھا تھا۔

عائش فارم ہاؤس آیا تھا۔ اتنے دنوں میں آج کھل کر سانس لی تھی اس نے۔ نہیں تو رگوں میں وحشت ہی وحشت بھری پڑی تھی۔ اس کو کھو دینے کا احساس سوہان روح تھا جس نے پل پل اسے اذیت سے دوچار کیا تھا۔۔

مگر اب جب سے آب نے اس کے سہی سلامت ہونے کی خبر دی تھی سب سے بڑھ کر وہ اس کی دسترس میں آنے والی تھی تو اس کی رگ و پے میں سکون دوڑ گیا تھا۔ اس کو کھونے کے بعد احساس ہوا وہ اس کے بغیر کچھ نہیں۔ نا جی سکتا ہے۔ نا مر سکتا ہے وہ ہے تو عائش کا وجود ہے۔ اس قدر وہ اس کے روم روم میں بس چکی تھی۔

عائش فارم ہاؤس کے پول کے پاس رکھی آرام دہ چئیر پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے اطمینان سے بیٹھا تھا۔ جب گیٹ سے اسے پانی کی لہریں اندر آتی دکھائی دیں۔

اس کا دل زور سے دھڑ کا تھا۔ وہ پانی کی لہریں آب میں بدلیں۔ اور اس کی گود میں عائش کے جینے کی وجہ تھی۔ جو ابھی انسانی شکل میں واپس نہیں آئی تھی اور ہوش میں بھی نہیں تھی۔

آب اسے لئے عائش کے پاس پہنچا۔

عائش اس کے منہ میں وہ موتی ڈالو،، آب نے کہا۔

عائش نے اس کے منہ میں وہ موتی رکھا۔ جلد ہی اس کی مچھلی نما پونچھ غائب ہو کر انسانی ٹانگوں میں بدلی تھی۔ آب نے اسے عائش کی گود میں تھمایا۔

میری بہن کا خیال رکھنا،، ورنہ ممی نہیں چھوڑیں گی تمھیں،، آب کہتا ایک آنکھ ونک کرتا جا چکا تھا۔

وہ کسمسا رہی تھی۔ ہوش میں آرہی تھی۔ عائش اطمینان سے اسے لئے اندر اپنے روم میں آیا تھا۔ روز مکمل ہوش میں آچکی تھی۔ اور خود کو جن بازوؤں میں پایا ایک خواب سا ہی محسوس ہوا۔

تبھی روز نے ہاتھ آگے بڑھا کر عائش کا چہرہ چھوا تھا۔ مگر عائش نے اسے جب بیڈ پر پٹخا تو وہ ہڑبڑا گئی۔ اور جب اسے اپنی شرٹ اتارتے دیکھا تب توروز کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔

exponovels

آب روز کو عائش کو سونپ کر واپس لوٹا۔ ازلان نے ان کے جانے کے تمام انتظامات مکمل کروا دیئے تھے۔

وہ روم میں داخل ہوا تو اس کی کوئین اب بھی منہ بسورے بیڈ پر کسلمندی سے لیٹی ہوں تھی۔ آب مسکرایا۔

آب نے آ کر اسے اپنے روبرو کھڑا کیا۔ ابھی وہ اسے سامر کا بتا کر ہراساں ہر گز نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مگر اگلے سفر پر نکلنا بھی بے حد ضروری تھا۔

آر یو ریڈی کوئین فار نیکسٹ رائڈ،، آب نے اس کے گرد حمائل کر کے پوچھا۔ وہ اس کے پر اسرار سے انداز پر چونکی۔ مگر اثبات میں سر ہلا دیا۔

دین لیٹس گو،،،، آب نے کہتے اسے ساتھ لیا۔ اور باہر نکلا۔ باہر شام کے گہرے سائے چار سو پھیل چکے تھے۔ سب نے انھیں گلے لگا کر پھر سے رخصت کیا۔ آب اسے بیچ پر لایا اور اپنی پرائیویٹ بوٹ پر سوار ہوا۔

آب ہم کدھر جا رہے ہیں،،، مایا وش نے معصومیت سے پوچھا۔

اووو،،، ہم اوشیانہ جا رہے ہیں،، اوشن کے تخت کے کراؤن کا بلو کرسٹل لینے،، ہے ناں آب،،،

وہ آب کی طرف دیکھ کر بولی۔ مگر آب نے ناہاں کی نا ناں بس اس کے بالوں پر بوسہ دے کر سامنے دیکھنے لگا۔

رات کے سائے گہرے ہو گئے تھے۔ جب وہ ملائیشیا لینکیانہ بیچ پر اترے۔

"آب ہمیں اوشن کے تخت کے کراؤن کا بلو کرسٹل چاہیے ہمیں اوشن میں اس کو تلاش کرنا چاہیے،، آپ مجھے لے کریہان کیوں آئے،،،

مایاوش اس بے انتہا خوبصورت (لینکیان، ملائیشیا) بیچ کو دیکھ اور سامنے بنے اس قدرت کے شہکار لکڑی کے بنے ہٹ کو دیکھ کر حیران ہوئی۔ جو رات کے اندھیرے میں بھی موتی جڑے ہونے کی وجہ سے اندھیرے میں جگنوؤں کی مانند جگمگا رہا تھا۔

وہ ہٹ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی کے استقبال کے اعزاز میں اسے پھولوں سے لاد دیا گیا ہو اور سمندر سے نکل کر وہ جس راہ گزر سے گزر رہے تھے وہ پھولوں سے سجائی گئی تھی۔ اس راہ گزر کو سمندر کی ست رنگی سیپیوں سے بھی سجایا گیا تھا۔

آب اس کا ہاتھ تھام کر آگے بڑھا۔ اور ایک نظر اس کی تحیر سے پھیلی خوبصورت آنکھیں دیکھیں۔

جانتیں ہیں کوئین یہ کونسی جگہ ہے،، یہ وہ جگہ ہیں جہاں میرے بابا اور مما نے ایک ساتھ اپنی زندگی کی نئی شروعات کی،، یہی وہ جگہ ہے جہاں آپ کا کنگ اس دنیا میں آیا اور اب،،،

آب نے بولتے بولتے دانتوں تلے لب دبایا۔

اوراب،، اب کیا؟ آب،، دیکھیں آپ سمجھنے کی کوشش کریں،، ہمارے پاس وقت نہیں ہے،، ہمیں اوشیانہ جانا چاہیے اس تخت کے کراؤن کا بلو کرسٹل،،،،

ششششش،،،،،، چپ بلکل چپ،،،،، آبدار نے اس کے لبوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کروایا تھا۔ اسے ہٹ کے باہر رکھے بینچ پر بٹھایا اس کے سامنے بیٹھ کر اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے تھے۔ اس کی جانب غور سے دیکھا۔

یو نو واٹ کوئین،، وہ کراؤن ہمیں کہیں بھی ڈھونڈنے کی کوئی ضرورت نہیں،، وہ میرا ہے،، آئی مین مجھے ملے گا،،

اورائیلی آب،، کب،،؟ اور کیسے،،؟ مایاوش کھسک کر اس کے مزید قریب ہوئی۔

وہ کراؤن ہماری دنیاؤں میں ایک کنگ کو کیسے ملتا ہے کیا یہ آپ نہیں جانتی ہیں کوئین،،

آبدار نے الٹا اس سے پوچھا مگر وہ نفی میں سر ہلاگئی آبدار نے ایک سرد سی آہ بھری۔

"وہ کراؤن اوشن کنگ کو تب ملے گا جب اوشیانہ کے کنگ کا اس کی کوئین کے ساتھ ادھورارہ جانے والا ملن پورا ہوگا،، مطلب یہ کہ آج رات آپ کو پوری طرح جان و روح سے میرا ہونا ہوگا،،

مایاوش کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے۔ آبدار نے مایاوش کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تھا۔ مایاوش کے گلے میں گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔ ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہوئے تو آبدار اس کے پاس سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔

سوچنے کے لئے اور فیصلہ لینے کے لئے آپ کے پاس کافی وقت ہے کوئین،، جب خود کو دل و جان سے راضی پائیں تو ہٹ کے اندر میرے پاس چلی آنا،،

آبدار نے زیادہ کچھ نہیں کہا تھا اسے اور اٹھ کر اندر چلا گیا۔

مایاوش نے زور سے اپنی آنکھیں بند کیں۔ اور ہاتھوں کی ہتھیلیاں ایک دوسرے کے ساتھ مسلیں۔

آخر تکلیف کیا ہے مایاوش تمھیں،، تم انھیں کی تو ہو۔ دل نے اس پر اور اس کی جھجھک پر سو بار لعنت بھیجی۔

آخر وہ کچھ سوچ کر اٹھی۔ اور ہمت کر کے قدم ہٹ کی جانب بڑھائے۔ وہ یہ دیکھ کر حیران ہو رہی تھی جیسے جیسے وہ قدم آگے بڑھا رہی تھی۔ اس کے جسم پر موجود لباس تبدیل ہوا تھا۔

اب وہ ایک بہت ہی خوبصورت موتی جڑے ست رنگی نیلے لباس میں تھی جس پر چھوٹے چھوٹے سمندری موتی جڑے ہوئے تھے۔

وہ جانتی تھی یہ سارا اہتمام آج اس خاص رات کے لیے ہے۔ مایاوش کا دل جیسے اس کے کانوں میں بج رہا تھا۔ مگر وہ پھر بھی ہمت کر کے ہٹ میں داخل ہو گئی۔

دلہن کی طرح سجائے گئے ہٹ کے بیچ و بیچ وہ نیلے رنگ کی مسہری تھی۔ جس پر آب آنکھوں پر بازو رکھے نیم دراز تھا۔

وہ بہت چپکے سے آگے بڑھی اور نرمی سے مسہری پر بیٹھ کر دھڑکتے دل کے ساتھ اس کے پہلو میں اس کی مخالفت سمت کروٹ لیے لیٹ گئی۔

ماہاویرا اپنی خواب گاہ میں ایک گلابی پھول کے اوپر گہری نیند میں تھی۔ جب وہ دبے قدموں اس خواب گاہ میں آیا۔ ایپچینٹرس نے ماہاویرا سمجھا بجھا کر اس روم میں خود لا کر سلایا تھا۔ کافی دیر اس کے پاس بیٹھی رہیں۔ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی رہیں۔

گہری مسکراہٹ کنگ ویام کے لبوں کا احاطہ کیے ہوئے تھی۔ وہ خواب گاہ میں داخل ہوا تو مبہوت رہ گیا۔ اس کا لباس تبدیل کروایا گیا تھا اور اب وہ فیری ٹوپیا کے کوئین کے شاہی گلابی نگینے جڑے سفید لباس میں تھی جو پاؤں کا چھو رہا تھا۔ کنگ ویام نے اسے جگتا محسوس کیا تو فوراََ اس پرندے میں بدل گیا۔

ماہاویرا کسمسائی تھی۔ شاید یہ اس کی نگاہوں کی تپش کا اعجاز تھا۔ کہ وہ سکون سے سو نہیں پا رہی تھی۔ تبھی پٹ سے آنکھیں کھلیں۔ وہ کچھ دیر لیٹی یونہی اس خواب گاہ کے خواب ناک سے ماحول کو دیکھتی رہی۔ اور اسی کے بارے میں سوچتی رہی جس کے بارے سوچنا نہیں چاہتی تھی۔

اس نے اتنے برسوں کے بعد اپنے وعدہ کے مطابق اسے اس کی بہن سے ملوایا تھا۔ ماہا ویرا ایک جان لیوا انگڑائی لے کر اٹھ بیٹھی۔

کھڑکی کے باہر سے بیلیں اور پھول اندر آتے محسوس ہو رہے تھے۔ جن ہر رنگ برنگی تتلیاں اڑ رہیں تھیں۔

ماہاویرا خواب گاہ کی کھڑکی کے حصے سھ باہر آئی تو سامنے ایک دلفریب نظارہ تھا۔ بہت بڑے بڑے سفید پھول کھلے ہوئے تھے۔ حد نگاہ پہاڑوں سے چشمِ پھوٹ کر بہہ رہے تھے۔ چھوٹے چھوٹے رنگ برنگے پرندے اور تتلیاں ہر سو اڑ رہے تھے۔

exponovels

انھیں پرندوں میں اسے ایک مخصوص آواز سنائی دی۔

بیربل،،، ماہاویرا محل کی بالکونی پر آگے بڑھی۔ ایک بڑا سے سفید پھول کی پتیاں بالکونی پر پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ پتی پر چڑھ کر پھول کے اوپر جا پہنچی۔

وہیں اس کا بیربل بیٹھا تھا۔ ماہاویرا کچھ زیادہ ہی بدھو تھی شاید تبھی کبھی اندازہ ہی نہیں لگایا کہ یہ پرندہ پہلے ڈریگن لینڈ پھر فیری ٹوپیا میں ہر جگہ اس کے پیچھے کیوں کیسے اور کیا کرنے آجاتا تھا۔

ہیے بیربل،،، ہاؤ آر یو،، ماہاویرا نے اسے ہاتھوں میں بھرا۔ اور حسبِ عادت جھک کر اس کے سر پر اپنے گداز لب رکھے۔ پرندے نے سکون سے آنکھیں موندیں۔

مگر اب کی بار ماہاویرا اس پرندے سے آتی خوشبو سے بے تحاشا چونکی تھی۔ اس نے ہوائیاں اڑے چہرے کے ساتھ اس پرندے کو دیکھا اور ہاتھ جھٹک کر اسے دور اڑا دیا۔

ابھی اسی وقت اس بات پر غور کیا کہ یہ پرندہ اس کے پیچھے ہر جگہ کیوں موجود ہوتا ہے اور اسے اس سوال کا جواب بھی مل گیا۔

وہ پرندے سے اپنی اصل شکل میں مسکراتے واپس آیا تھا۔

ماہاویرا اپنی خواب گاہ کی جانب بھاگی۔ جب پتی سے اترتے ماہاویرا کا پاؤں پھسلا تھا۔ وہ دھڑام سے چیخ مار کر گرتی جب دو مضبوط بانہوں نے اسے تھام لیا۔ اور وہ ان بازوؤں میں ہوامیں ہی جھول گئی۔

ماہاویرا نے اپنی سختی سے بند کی آنکھیں کھولیں۔ تو وہ دوبارہ مسکراتے اسے بانہوں سے نرمی سے نیچے اتار رہا تھا۔ ماہاویرا پھر اندر کی جانب تیزی سے بڑھی۔

کوئین،،، ماہاویرا کو اپنے اندر سے آواز آئی۔ وہ ٹھٹھک کر رکی۔ جھٹکے سے پیچھے مڑی۔

خبردار مجھے پکارا آپ نے،، وہ انگلی دکھا کر غرائی۔

کوئین کم ٹومی،،، ماہاویرا کے سامنے وہ خاموش کھڑا تھا۔ مگر ماہاویرا کو پھر اسی کی آواز سنائی دی۔ جو اس کے دل و دماغ میں گونجی تھی۔

ویام قدم قدم چلتا اس کے قریب آیا۔ ماہاویرا نے آئبرو اچکائی۔ مطلب پوچھنے کے لئے کہ یہ ہو کیا رہا ہے؟

یہ میرے دل نے پکارا تھا آپ کو کوئین،، کنگ ویام کا سرسراتا لہجہ تھا۔ ماہاویرا کو جھرجھری سی محسوس ہوئی۔

ماہاویرا نے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی اس کے لب پھر آپس میں پیوست تھے جب ماہاویرا کو پھر اپنے دل سے اس کے دل کی آواز آئی۔

یہ میری آواز تھی کوئین،، میں جو آپ کے قرب کے لئے کسی ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا ہوں،،،،

جھوٹ ہے یہ سب بکواس ہے،، آپ محض ایک جادوگر ہیں،، بس جادو کرنا آتا ہے،، مجھے وہ برڈ بن کر بے وقوف بناتے رہے آپ،، ہاؤ ڈئیر یو،، ؟

ماہاویرا اپنے بے وقوف بنا دئیے جانے پر غصے میں تھی۔ تبھی مڑ کر اندر جانے لگی۔

جب ایک ہی جھٹکے میں کنگ ویام نے اسے اپنی جانب کھینچ کر اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔

وہ بھی اس لئے بنتا تھا کوئین کے مجھے بس آپ کے قریب رہنا تھا،، آپ کے پاس،، بہت قریب،، اتنا قریب،،،

کنگ ویام نے بھاری لہجے میں کہتے اپنے انگوٹھے سے اس کے لب رب کیے تھے۔ اور جتایا کہ وہ اس پرندے کو خود چوما کرتی تھی۔

اگر وہ اسے جادوگر بول رہی تھی تو کچھ غلط بھی تو نہیں تھا۔ کہ ہر مرتبہ اس کی دسترس میں آ کر ماہاویرا دم سادھے خود کو ساکت کر جاتی تھی۔

لیو،، مم،، می،،، کمر پر بڑھتی گرفت سے گھبرا کر وہ لرزاٹھی تھی۔

ویام نے اس کے چہرے کا ایک ایک نقش چوما تھا۔ کندھے سے بال پیچھے ہٹائے۔ اور کندھے پہ اپنے سلگتے لب رکھے۔ ماہ ویرا کسمسائی۔

چھوڑیں مجھے،، وہ اپنی ہی کیفیت سے جھنجھلائی۔ دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اور چاہتا تھا کہ اس کا یہ حصار اس کے گرد قائم رہے۔ اس کے ٹوٹتے بکھرتے وجود کو وہ سمیٹ لے۔ وہ جو اس کے گداز لبوں کو نگاہوں میں فوکس کیے کچھ سوچ رہا ہے کر گزرے۔

کنگ ویام نے ماہ ویرا کے مچلنے کی پرواہ کیے بغیر اس کی سانسوں کو اپنی پاگل دسترس میں لیا تھا۔

وہ اس کی گردن کے گرد ہاتھ لپیٹے اس کی کمر کے گرد حصار مزید تنگ کرتا گیا۔

ماہ ویرا نے سختی سے آنکھیں بند کر رکھیں تھیں۔ اس نے دونوں مٹھیوں سے اس کے کندھے بھینچ رکھے تھے۔ اوف خوچ کو اس شدت بھری گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کی۔ مگر وہ اس جامِ محبت سے سیراب نہیں ہو پا رہا تھا شاید۔ تبھی لمحے طوالت اختیار کرنے لگے۔

ماہ ویرا ہلکان ہو چکی تھی۔ تبھی اپنی پوری طاقت لگا کر اس سے جھٹکے سے الگ ہوئی۔ اپنے لبوں پر ہاتھ رکھے اندر بھاگ کر کھڑکی بند کر لی۔

For more visit (exponovels.com)

ویام پھر مسکرایا۔ وہ جانتا تھا وہ اس سے اس کی محبت سے بھاگ رہی ہے۔ وہ جانتا تھا وہ اس کا دل جیت کر اسے عنقریب پا لے گا۔

وہ سفید پتلیوں والا مردہ خبیث جن کئی لاشوں سے خون پی کر اب غصے سے ادھر ادھر چکرا رہا تھا۔

مجھے کوئین چاہیے،،، وہ دھاڑا اور سرد نگاہوں سے بلیک وچ کی جانب دیکھا۔ جو ایک کونے میں کھڑی اس شیطان کے ڈر سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔

کہاں گئی وہ،،،،،، وہ دھاڑا تھا۔ اور اس کی دھاڑ سے در و دیوار حل چکے تھے۔

وہ کوئی پراسرار طاقتوں کا مالک تھا میرے

آقا،، وہ اسے اپنے ساتھ لے گیا،،،

یہ سن کر سامر کے کھوپڑی نما منہ سے شعلے سے نکلے تھے۔ اس نے بلیک وچ کو ایک ہی جھٹکے میں آگ لگائی تھی۔

بلیک وچ کی مکروہ چیخیں اس قبرستان میں ہسٹوریکل پیلس میں گونج گئیں تھیں۔ جب اس کی ہڈیاں بھی جلنے لگیں اور موت قریب آن پہنچی تو سامر نے ہاتھ کا اشارا کیا۔ وہ آگ بجھ گئی۔

exponovels

یہ سزا تھی،، اس کو قید نا رکھ پانے کی،، اب دفع ہو جاؤ میرے سارے غلام اور اسے ڈھونڈ کر میرے پاس لاؤ،، اسے بے بس کرنے کا انتظام تو میں کر ہی لوں گا،، ایسا عمل کروں گا کہ وہ یا تو مرے گی یا میرے پاس آئے گی،،،،،،،، ہاہاہاہاہاہا،،،،،

اس مردہ شیطان کے مکرہ قہقہے اس پیلس میں گونج اٹھے۔

بہت خواب ناک سا ماحول تھا۔ سمندر کی لہروں کا شور۔ سمندر کی ٹھنڈی شور مچاتی چھیڑ خانی کرتی ہوا۔ خوبصورتی سے سجا ہوا ہٹ۔ ملگجے اندھیرے میں ہٹ کے اندر چمکتے سمندری موتی۔ اور اس کے پہلو میں موجود اس کی سر تا پا پور پور اس کے لیے سجی اس کی کوئین۔ جو شاید تخلیق کے مرحلے سے گزرتے وقت ہی اس کے نام لکھ دی گئی تھی۔

آب نے آنکھوں سے ہاتھ ہٹایا۔ مایا وش کی پشت کی جانب دیکھا۔ اور اس کی جانب کروٹ لی۔ آبدار نے اپنا بازو اس کی کمر کے گرد لپیٹا تھا۔ اس کی ٹانگوں پر اپنی ٹانگ رکھی۔ آبدار اس کی پتلی ہوئی قابلِ رحم حالت پر گھرا مسکرایا۔ شیٹ مٹھی میں دبوچے وہ سختی سے آنکھیں بند کر کے لیٹی گھرے گھرے سانس بھر کر خود کو اپنے پاگل کنگ کو جھیلنے کے لئے تیار کر رہی تھی۔

CowardQueen,,,,,,

آبدار نے اس کے کان میں بھاری گھمبیر سرگوشی کرتے اس کے کان کو اپنے لبوں سے کاٹا۔

آب،،،،مایاوش نے سسکی سی بھر کے اسے پکارا۔

یس مائی لارڈ،،،،آبدار گہرا مسکرایا۔

آپ مم،،،،میری جان لینے پر تلے ہیں اور بب،،،بزدل بھی مجھے ہی بول رہے ہیں،،،

مایاوش کو صدمہ ہی تو لگا۔

کوئین،،مجھے بھی یہی لگتا ہے آج کے شاید میری شدتیں آپ کی جان لے لیں،،پہلو سہلاتے اس کی پچھلی گردن اور کمر پر اپنی شدتیں بکھیرتے وہ گویا ہوا تو مایاوش کی جان لبوں پر آگئی۔ یوں بھی وہ جیسے جیسے نزدیکیاں بڑھا رہا تھا۔ ان کے درمیان حائل تمام پردے سرکتے جا رہے تھے۔

مایاوش اب جھٹکے سے مڑ کر اس کے سینے میں گھسی تھی۔

آب،،آپ ڈرا رہے ہیں مجھے،،وہ روہانسی ہوئی۔

نہیں تو،،الرٹ کر رہا تھا،،ویسے آپ جیسی نازک جان بزدل کوئین کا ڈرنا بھی بنتا ہے کہ مقابل ایک اوشن کنگ ایگریسو مونسٹر ہے،،،

آبدار نے بول کر دانتوں تلے لب دبایا۔ جبکہ اس کی بات پر مایاوش نے اس کے سینے پر اپنے ناخن کبھوڑالے تھے۔ وہ گہرا مسکرایا۔

آبدار نے مایاوش کے بال نرمی سے مٹھی میں بھرے تھے۔ اس کا سر اپنے سینے سے نکال کر گردن پر جا بجا بیوٹی بون پر، اپنے ہونٹوں سے محبت کی ایک نئی داستان لکھنے لگا۔

اس کی بے باکیوں اور جسارتوں پر کبھی مایاوش کا سانس سینے میں اٹک رہا تھا۔ کبھی وہ گہرے گہرے سانس بھرتی خود کو کچھ ہو جانے سے بچانا چاہتی تھی۔

وہ بلکل بے اختیار اور ہوش سے بیگانہ ہو کر اب محبت کی گہرائیوں میں اتر رہا تھا۔ جب مایاوش کو لگا کہ وہ اگلا سانس تک نہیں لے پائے گی۔ تبھی اسے تڑپ کر پکارا تھا۔

آب،،،، وہ گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔

یس یو میجسٹی،،،، آب نے اس کے سرخ ٹماٹر بے حال چہرے پر پھونک ماری۔

آب مجھے ڈر لگ رہا ہے،،،، وہ روہانسی ہوئی۔ اور پھر اس کے سینے میں چھپی۔

کیوں،،، آب نے نرمی سے پوچھا اور اس کی کمر سہلائی۔

اب تو مایاوش اس کے سینے میں منہ دیئے رو ہی پڑی۔ آب نے نرمی سے اس کے گرد حصار مضبوط کیا۔ اور نرمی سے اسے سہلاتے پر سکون کرنے لگا۔

exponovels

جب کافی دیر تک آب نے دوبارہ کوئی پیش قدمی نا کی تو مایاوش نے سکون سے آنکھیں موندلیں۔ مگر جب وہ مکمل طور پر پر سکون ہو گئی تو آب پھر سے پوری طرح اس پر قابض ہوتا اس کی سانسوں کو اپنے سانسوں میں الجھائے اس کی نازک سی جان نکالنے میں کوئی کسر نا چھوڑی تھی۔

مایاوش کی روح فنا ہوئی۔ مگر نیم جان سی خود کو اس کے سپرد کر دیا جو جانے کب سے اس وصل کی شب کے لئے پل پل دن گن گن کر گزارتا آیا تھا کہ جانتی جو تھی آج چاہے اس کی شدتیں اس کی جان نڈھال کر دیں مگر گریز کرگز ممکن نہیں۔

گھری رات کی تاریکی میں پورے چاند کی چاندنی چھن کر کے ہٹ کے اندر آتی ان کے اس ملن کی گواہ بنی تھی۔

جبکہ ہٹ میں فسوں خیز خاموشی تھی۔

سمندر کے پانی میں جیسے ہیرے بچھا دئیے گئے تھے۔ پانی سے تیز روشنی نکل کر باہر تک بکھر رہی تھی۔ آگ وساگر کی سپر پاورز کا ملاپ ممکن ہو پایا تھا۔ تو سمندروں میں طغیانی کیوں نا آتی۔

ماحول میں ایک عجیب سا سرور چھایا تھا۔

عائش روز کی جانب اپنے قدم بڑھا رہا تھا۔ جو اس کے تیور دیکھ کر بری طرح گھبرائی تھی۔ وہ ابھی بھی مکمل صحت یاب نہیں ہوئی تھی۔ ماں کے اس دن کے وار سے ابھی تک نیم جان سی تھی۔

جلدی سے اٹھ کر بیٹھی اور خود میں سمٹی۔

کک کیا بات ہے عائش،،، آپ ناراض ہیں کیا مم،، مجھ سے،،،، اب مم میں نے کیا کیا،،،،،،؟

وہ روہانسی ہوئی۔

مگر عائش اس کے سر پر آن پہنچا تھا۔ اسے ایک ٹانگ سے کھینچ کر بیڈ پر لٹا کر اس پر حاوی ہوا۔

روز نے اس کے سینے پر بازو رکھ کر اسے دور ہٹانے کی کوشش کی۔ مگر اس نے اس کی کلائیاں جکڑ کر بیڈ سے لگا دیں۔

ایک مرتبہ عائش پھر وہ لمحہ یاد کر کے وحشت زدہ سا ہوا تھا یہ تو اس کی محبت کا پختہ یقین تھا کہ اسے کچھ نہیں ہوا ہوگا۔ مگر روز نے اس کا وار خود پر جھیل کر بلکل اچھا نہیں کیا تھا۔

صرف ایک سوال،، اور اس سوال کا ایک جواب چاہیے روز مجھے تم سے،، میرے سامنے کیوں آ گئیں تھیں تم،،؟

اپنی وحشت زدہ لال انگارا آنکھیں اس کی ہرنی جیسی سہمی آنکھوں میں گاڑھے اس کی گردن کے گرد ہاتھ لپٹائے وہ اس کا چہرہ اپنے چہرے کے قریب تر کیے پوچھ رہا تھا۔

روز نے اپنا حلق تر کیا۔

مگر نگاہیں جھکا لیں۔ اب وہ کیا کہتی۔ وہ اظہارِ محبت بھی چاہتا تھا تو ایسے وحشی پن سے۔ ایسے عجیب انداز سے۔

تمہیں پتا ہے روز،، اس پل کے بعد سے مجھے ایک پل بھی سکون نہیں آیا،، نا میں سو پایا،، پل پل تڑپتے سسکتے گزارا یہ سوچ کر کے میں نے تمھیں کھو دیا،،

وہ دانت پیس کر بولا تھا۔ اب تو روز کے ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے جگمگانے لگے تھے۔

مگر بہت ہمت کر کے پلکوں کی گریں جھالریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔

کیوں،،، ہمت کرتے لرزتے لبوں سے پوچھ ہی لیا۔

ھ بتانے لگا ہوں،،، عائش نے اس کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھے تھے۔ اور اس کے عمل میں اس قدر شدت تھی۔ کہ روز نے شیٹ مٹھیوں میں جکڑی۔ وہ اس کے سینے میں اس کی سانس الجھا چکا تھا۔ روز نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے دور ہٹانا چاہا۔ مگر

ایک نازک ترین جل پری ایک اوشن پرنس کی چٹانی گرفت سے اس کی مرضی کے بغیر نہیں نکل سکتی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ خود ہی آہستگی سے پیچھے ہٹ کر اس کی گردن میں منہ دے گیا۔ روز گھرے گھرے سانس بھرنے لگی۔

عا،،،،،، عائش،،،،، اتھل پتھل ہوتی سانسوں کے بیچ آنکھیں زور سے بند کر کے اس کی بے باکیاں سہتے اسے پکارا۔

آئی لویو،،، ڈیم اٹ،،،،،،، مدہوشی بھرے لہجے میں کان میں سرگوشی کرتے اس کی کون کی لو کو اپنے ہونٹوں میں دبایا۔ روز کا دل جیسے کانوں میں دھڑک اٹھا تھا۔

آ،،، آپ،، تت،، تو مجھ سے نفرت کرتے تھے،،، روز نے اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کرتے شکوہ کیا تھا۔

اب محبت بھی تو اس سے دوگنی شدت سے کرتا ہوں،، عائش نے کہتے اس کے نچلے ہونٹ پر ہلکے سے دانت گاڑھے تھے۔

روز نے سسکی سی بھری۔

عائش نے اس کے کندھے سے شرٹ نیچے کھسکائی۔

عائش،،،،، روز نے تڑپ کر اس کا ہاتھ تھاما۔

آج ان منہ زور جزبوں کے طوفان کو روک نہیں پاؤگی روز،،،

بول کر اس کہ بیوٹی بون پر اپنے لب رکھے۔ عائش نے مزید پیش قدمی کی۔ اور اس کی بڑھتی بے باکیون سے روز کے سینے میں اس کی سانس الجھ گئی۔

عائش نے دیکھا۔ وہ سانس نہیں لے رہی ہے۔ دم سادھ گئی ہے۔ عائش کے کندھوں کو اتنی زور سے مٹھیوں میں تھاما ہوا تھا کہ اس کے ناخن عائش کو اپنے کندھوں میں گڑھتے محسوس ہوئے۔ وہ اتنی دیر کے بعد اب گہرا مسکرایا تھا۔

سانس لو روز بے بی،،، نہیں تو تمھارا سانس انہیل کرنا میرا محبوب مشغلہ ہے،، عائش نے پھر اس کے ہونٹوں کے پاس سرگوشی کی۔ عائش کی سلگتی سانسوں سے اس کے چہرے کو جھلسا رہیں تھیں۔

روز نے نفی میں سر ہلایا۔ جیسے کہنا چاہتی ہو کہ وہ سانس نہیں لے پا رہی ہے۔ تبھی عائش نے ایک پھر اس کی سینے میں اپنی سانسیں اتاریں تھیں۔

روز کا رنگ پیلا پڑنے لگا۔ تو عائش اس سے الگ ہو کر بیڈ پر چت لیٹا تھا۔

جانے دو روز بے بی،،، مجھ سے دور جانے کی،، میرا اوار خود پر سہنے کی اتنی سزا ہی کافی ہے تمھارے لئے،، جانتا ہوں بیمار ہو،،، جھیل نہیں پاؤگی اس اوشن پر نس کو،،،

عائش نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر اسے اپنے سینے پر گرایا تھا۔

exponovels

روز نے عائش کے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔ من پسند شخص سے چاہے جانے کا احساس دنیا کا خوبصورت ترین احساس ہوتا ہے۔

عائش اس کی پناہوں میں کچھ دیر آرام کرنے کے بعد اسے لئے رائیل پیلس چلا آیا تھا جہاں ایلا اسے زندہ سلامت دیکھ بہت زیادہ خوش ہوئی تھی۔

ازلان نے عائش کی جانب دیکھ آئبرو اچکائی۔

تو عائش نے انھیں سب بتایا کہ کیسے آبدارا اسے تاشہ کے چنگل سے بچا کر لایا اور عائش کے سپرد کر گیا۔

ایلا اور ازلان بے تحاشا خوش ہوئے تھے۔ عائش نے انھیں بتا دیا تھا کہ وہ روز کے ساتھ ہی رشتہ قائم و دائم رکھ کر اسی کے ساتھ رہنا چاہتا ہے۔

وہ دو دن سے اس سے چھپتی پھر رہی تھی۔ جیک اچھی طرح نوٹ کر رہا تھا۔ اس دن کے بعد سے جب سے جیک نے اسے اپنایا تھا۔ وہ اس کنی کترا رہی تھی۔

اور جیک اچھی طرح سمجھ بھی رہا تھا۔ وہ اس سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ جان بوجھ کر اسے اگنور کر رہی تھی۔

جیک اسے چھیڑ کر پچھتا رہا تھا۔

اب بھی دوپہر کے وقت وہ روم میں داخل ہوا تو شاور لے کر فیروزی ساڑھی میں باہر آئی تھی۔ اسے روم میں آتا دیکھ بوکھلا کر واش روم میں واپس بھاگ جانا چاہتی تھی جب جیک نے اسے جالیا۔

اس کے اور واش روم کے بیچ جیک نے ہاتھ رکھ کر اس کا راستہ مسدود کر دیا تھا۔

پیچھے ہٹو،،،وہ غصے سے بولی تھی۔ مگر جیک نے اس غصے بھری گرفت میں لیا تھا۔ اس کا جبڑا اپنے ہاتھ میں دبوچا۔

ڈونٹ یو ڈئیر رنجو،،، تم ایسے کیوں پریٹینڈ کر رہی ہو جیسے میں نے زبردستی کی تمھارے ساتھ،،

وہ دانت پیس کر بولا تھا۔

شاید ایسا ہی کچھ،، محبت تو تم مجھ سے کرتے نہیں تھے،، تو نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا جیک بتاؤ مجھے،،،،

وہ اندر ہی اندر گھٹ رہی تھی۔ سسک رہی تھی۔ منفی سوچیں اسے اندر سے کھائے جا رہیں تھیں۔

جیک اس کی بات پر مسکرایا تھا۔

exponovels

کس نے کہا کہ میں تم سے محبت نہیں کرتا، ،مجھے ہر اس چیز سے ہر اس وجود سے اول روز سے محبت تھی جس سے سنجنا کو محبت تھی، ، اور ان میں تم ٹاپ آف دی لسٹ تھیں رنجو بے بی، ، ، محبت کی تو اپنایا نا کرتا تو دیکھتا بھی نہیں تمھاری طرف، ، آئی بات سمجھ میں، ، ، گھمبیر لہجے میں کہتے جیک نے اس کے دائیں جانب سے بھیگے بال گردن سے ہٹا کر دل کے مقام پر اپنے لب رکھے تو رنجو اپنی جگہ سے پوری کی پوری ہل گئی۔

پیچھے ہٹو بے شرم انسان، ، ،

وہ اس کے اظہار سے پوری کی پوری سرخ ہوئی تھی۔ کچھ سکون آیا تو اپنی موجودہ سچویشن سے گھبرا کر اسے پیچھے دھکیلا۔ اور واش روم جانے لگی۔

جب جیک نے اسے اپنی محبت بھری گرفت میں سمیٹ لیا۔

وہ اپنے بیڈ پر پرسکون سی سو رہی تھی جب اپنے سینے پر پہاڑ جتنا بوجھ سا محسوس ہوا۔ کسمسا کر آنکھ کھلی تو چہرے کے بہت قریب وہ ڈھیٹوں کی طرح مسکرا رہا تھا۔

ہائے ڈئیر وائفی، ، ، گڈ مارننگ، ، ،

عائش پلیز آرام کرنے دیں، ، ، اس نے برا سا منہ بنایا اور کروٹ بدلنے کی کوشش کی۔ جو اس نے اس کے اوپر مزید جھک کر نا کام بنا دی۔

exponovels

مارننگ ہوچکی ہے،، روز،، اٹھ جاؤ نہیں تو میں بھی تمھارے ساتھ لیٹ جاؤں گا، اور اگر ایسا ہوا تو تھوڑا نقصان ہو جائے گا تمھارا،،،

وہ دانت نکال کر بولا تھا۔

روز کہ نیند بھک سے اڑی۔ جھنجھلا کر اسے ایک سائیڈ دھکیل کر اٹھ بیٹھی۔ وہ قہقہ لگا کر ہنس پڑا۔

روز ڈریسنگ تک گئی۔ اور اپنا ڈریس نکال کر واش روم جانے داخل ہوئی۔ جب بجلی کی سی تیزی سے عائش اٹھ کر واش روم داخل ہوا اور ڈور لاک کر لیا۔

روز نے آئیبرو اچکائی۔

لیٹس ہیو آفن روز بے بی،،، چلو آج اکھٹے نہائیں میری جل پری،،، یہ بول کر عائش نے اسے اٹھا کر باتھ ٹب میں پھینکا تھا۔

عائش،،،، یہ،،،،

واٹ مجھے بلایا؟ لو میں دوڑا چلا آیا میری جل پری،،، وہ بھی کپڑوں سمیت باتھ ٹب میں گھسا تھا۔

روز کا دل کیا ماتھا پیٹ لے۔ کس خبطی پاگل سے واسطہ پڑا تھا۔

exponovels

عائش تمیز کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس واش روم اور میرے کمرے سے باہر تشریف لے جائیں،،

وہ جھنجھلا کر بولی اور پانی میں کو ہاتھوں کے تھپیڑوں سے پیٹ کر سارا غصہ پانی پر نکالا۔
مطلب واش روم اور روم سے باہر جاؤں مگر اس بات ٹب میں تمھیں بھرپور کمپنی دوں رائٹ،،،

عائش نے اسے کھینچ کر اپنے سینے پر گرایا۔
عائش،،، وہ چلائی۔
آج اس کی حرکتیں روز کی جان نکالے دے رہی تھیں۔ مگر وہ مسلسل اسے زچ کر رہا تھا۔
بس اس اوشن پرنس کی جان،،، عائش نے اسے ٹائٹلی ہگ کیا۔ اور پھر گستاخیاں شروع کر دیں۔ گردن سے گیلے بال ہٹا کر وہاں اپنے لب رکھے۔ اور یہ سفر جاری کر دیا۔
عائش،،، پلیز،،،،،، کوئی آ جائے گا،، اس نے عائش کے سینے پر مکے برسائے۔
آ جانے دو،،، عائش لاپروائی سے بولا تھا۔ مگر اس کی یہ لاپروائی سیکنڈز میں اڑنچھو ہوئی تھی۔

روز،،، روزیلہ بیٹا،،،،،، ایلا کی آواز پر روز کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ عائش بھی خفت زدہ سا ہوا تھا۔ دونوں کی سچویشن ہی کچھ اس طرح کی تھی۔

exponovels

یس مم،،مما،،،،روز گھگھیا گئی۔

بیٹا کہاں ہو آپ،،جلدی باہر آؤ،،،سب کب سے بریک فاسٹ پرانتظار کررہے ہیں،
اوراس نکمے کو تمھیں بلانے بھیجا تھا جانے کہاں نکل گیا،،ابھی آؤ باہر،،

یس مما،،وہ جلدی سے اس کے سینے پر زور سے مکا مار کر باتھ ٹب سے باہر نکلنے لگی جب
عائش نے ضد میں ایک مرتبہ پھر اسے اپنے اوپر گرایا تھا۔

چھپاک کی آواز پر ایلا چونکی۔کیا بات ہے روز،،،تم ٹھیک تو ہے،،میں مدد کروں،،ایلا
گھبرائی۔

نن،،نہیں مما،،میں بس آئی،،روز نے غصے میں اس کے سینے پر پوری طاقت سے اپنے
دانت گاڑھے تھے کہ وہ بلبلا کر رہ گیا۔روز کو موقع ملا وہ باتھ ٹب سے باہر فورا نکلی۔مگر
گیلے اور پھسلن زدہ فرش پر بے احتیاطی کر بیٹھی۔

اس دھکم پیل میں عائش کو تو کچھ نا ہوا روز کا پاؤں بری طرح باتھ ٹب سے ٹکرایا تھا۔ٹخنے
کی ہڈی پہ بری طرح چوٹ لگی۔

ایہہہہہہہہہہہہہہہہہہ،،،،،،تکلیف سے دوہری ہوتے منہ سے چیخ نکلی۔ادھر عائش
بوکھلا کر باہر آیا اور روز کو اپنے بازوؤں میں بھر لیا۔۔

اور ادھر ایلا کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

روز نے تو چہرے پہ ہاتھ رکھ کر زور سے آنکھیں بند کر لیں۔ عائش بھی خجل سا سرخ

چہرہ لیے کھڑا نگاہیں جھکا گیا۔

اور ایلا جو پہلے ہونق سی ہوئی۔ پھر ان کی شکلیں دیکھ قہقہے لگا کر ہنس پڑی۔

بلکل گدھا ہے میرا بیٹا،،، وہ خفت کے مارے فوراً وہاں سے نکلی تھیں۔

عائش مسکرایا۔ اوف لا کر نرمی سے اسے صوفے پر بٹھایا۔ گھٹنوں کے بل جھکا اور اس کا

پاؤں اٹھا کر اپنے گھٹنے پر رکھا۔

آنکھیں کھول لو روز،، مما چلیں گئیں ہیں،، عائش نے اطمینان سے کہا۔

عائش میں خون پی جاؤں گی آپ،،،؟ وہ جھلا کر بولی تھی۔

مجھے لگ ہی رہا تھا،،کہ میری نازک مرمیڈ خونی شارک بن چکی ہے،، ابھی ایک سیمپل

اپنے سینے پر دیکھ چکا ہوں،،

عائش نے اسے مزید چھیڑا۔ اور چوٹ سہلانے لگا۔

آیہہہہہہہ،،، اسے درد ہوا۔

ویسے اگر خون پینا ہے تو آج رات کو فرصت سے پی لینا،، تم میرا خون پینا میں تمہیں کھاؤں

گا واؤ،،،،

عائش نے چٹخارا بھرا۔ وہ اس کا دھیان بٹانا چاہتا تھا۔۔

وہ اب بری طرح جھنجلا رہی تھی۔ مگر پھر بھی درد سے مچل رہی تھی۔

اووووووو،،، گوڈ میری وائف کا ٹخنہ تو ٹوٹ ہی چکا ہے،، بس اب عقل سلامت رہے،، عائش نے آسمان کی جانب دیکھ کر دہائی دی۔

روز نہ نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ مگر جب اپنی پاورز استعمال کرتے اسے اس بات کا مطلب سمجھ آیا تو وہ چیخ اٹھی۔

عائش یومین،،، میری عقل گٹوں میں ہے،،، اس نے عائش کا گریبان جھنجھوڑ ڈالا۔ عائش مسکرایا۔ اور ایک ہے جھٹکے میں اس کا پاؤں سیدھا کر دیا۔

روز چیخ مار کر عائش سے لپٹ گئی۔ مگر اب پاؤں کا درد کم ہوا تھا۔ روز کی آنکھوں سے آنسو نکلے۔ اور اتنے وقت میں پہلی مرتبہ عائش سنجیدہ ہوا تھا۔

روز،،، ڈونٹ یوڈئیر،،، پلیززززز،،،، عائش نے وہ قیمتی موتی اپنے لبوں سے چنے۔ پھر بہت بے اختیار ہو کر اس کج سانسوں کو اپ ج سانسوں مجھے الجھایا تھا۔۔

روز نہ احتجاج کیا۔ دروازہ کھلا تھا اور پھف کوئی آ جاتا۔ مگر وہ تو مدہوش سا خود کو سیراب کرنے میں مصروف تھا۔

پھر خود ہی شرافت سے پیچھے ہٹا۔

چینج کر کے جلدی سے باہر آجاؤ روز،،، وہ اس کے ہوش ربا روپ و رنگ سے نگاہیں چراتا باہر نکل گیا تھا۔

روز آہستگی سے مسکراتی ڈریسنگ کی جانب بڑھی۔۔

ماہاویرا اپنی خواب گاہ میں اکتائی ہوئی سی بیٹھی تھی جب کچھ محافظ پریاں اسے کے پاس آئیں۔

آج آپ کو دربار میں کنگ کے ساتھ رعایا کو اپنا دیدار کروانا ہے پرنسز،،، اپنے لوگوں سے ملاقات کرنی ہے،، وہ آپ کو دیکھنا چاہتے ہیں آپ سے ملنا چاہتے ہیں،،، کنگ نے آپ کو بلاوا بھیجا ہے،،

ایک خادمہ نے جھک کر بتایا۔

لیکن مجھے کہیں نہیں جانا،،، بتا دو اپنے کنگ کو،، کہ وہ میرے ساتھ کوئی زور زبردستی نہیں کر سکتا،،، میں کہیں نہیں جا رہی،،

وہ اکتاہٹ بھرے لہجے میں بول کر اپنی مسہری پر اوندھے منہ گری تھی۔ مطلب اب اسے کوئی بات نہیں کرنی تھی۔

خادمائیں جا چکیں اور کنگ ویام کو اس کا جواب دے دیا۔

exponovels

ویام اس کی خواب گاہ تک آیا تھا۔ دستک دے کر اندر داخل ہوگیا۔ وہ مخملیں مسہری پر اوندھے منہ لیٹی تھی۔ چہرہ بازوؤں میں چھپا رکھا تھا۔

کوئین،،، ویام نے پکارا۔

جب بول دیا میں نے کہ مجھے کہیں نہیں جانا تو اب آپ کیا زبردستی کریں گے میرے ساتھ،،

وہ تلملائی۔

نہیں،، آپ کی مرضی،، عوام کے سامنے نہیں جانا مت جائیں،، اور بائی داوے زبردستی اسے نہیں کہتے،،، ویام نے بیڈ کے کنارے ٹکتے کہا۔

تو کسے کہتے ہیں،، وہ جھنجھلائی۔ مگر اپنے ہی سوال پر اپنے دانتوں تلے اپنی پھسلتی زبان دبوچ لی۔ وہ سر تا پا سرخ پڑ گئی تھی۔

اسے کہتے ہیں جو وہ وکی شیر گل اور اس کے ساتھی کالج میں کرنا چاہتے تھے آپ کے ساتھ،، وہ تنی رگوں سے بولا تھا۔ وہ وقت وہ پل یاد کر کے کنگ ویام کو لگا وہ جھلس جائے گا۔

مگر ماہا ویرا اپنی جگہ دم سادھ گئی تھی۔ تو کیا اس وقت بھی اس نے ویرا کو ان درندوں کے چنگل سے بچایا تھا۔

وہ جھٹکے سے اٹھی۔ وہ آپ تھے،،، وہ پوچھ بیٹھی۔

جی،، ایک لفظی جواب آیا۔

ماہاویرا مزید بے چین ہوئی۔ پلیز آپ جانے دیجیۓ مجھے اپنے مما بابا کے پاس،، وہ تھکے ہارے لہجے میں بولی تھی۔

چھوڑئیے سب،، آئیے میرے ساتھ،،، کنگ ویام نے اٹھ کر اس کا بازو کھینچا تھا۔ وہ اس کی جرأت پر حیران ہوئی۔ اس کی حیران نگاہوں میں کنگ ویام نے دیکھا۔

دربار میں نہیں،، ایک جگہ گھمانے لے جا رہا ہوں،، آپ اکتا رہیں ہیں ناں اس لئے،،، وہ سکون سے بولا۔ اور اسے لئے باہر نکلا۔ اتنے سے وقت میں وہ اس کے اندر تک جھانک چکا تھا۔

پھر ماہاویرا چپ چاپ اس کے ساتھ آتی چلی گئی۔ وہ اسے باہر لایا اور ایک پھول پر کھڑے ہونے کا اشارہ کیا۔ وہ کھڑی ہوئی۔ وہ اس کا ہاتھ تھامے اڑا تھا۔ ویام کے جادو سے وہ پھول بھی اسے ساتھ لیے اڑا۔

وہ ایک حدِ نگاہ میدان تھا۔ بہت اوپر دور سے تو ماہاویرا کو لگا جیسے وہ میدان ہی پرپل کلر کا ہے مگر نیچے اتر کر پتہ چلا کے اس میدان کا ہر درخت گھاس پودا، پھول پھل پرپل کلر کا ہے۔ وہ قدرت کے اس شہکار پر مبہوت ہی رہ گئی۔

یہ کتنا میجکل ہے،،، وہ اس نظارے میں کھوئی بے اختیار بولی۔ کنگ ویام مسکرایا تھا۔ اور اس لیئے اس میدان کی ایک طویل ترین راہ گزر پر اترا۔

اس راہ گزر پر بھی پرپل کلر کا گھاس تھا۔ اور سڑک کے دونوں اطراف کے درخت سروں کے بہت اوپر جا کر جیسے آپس میں گلے ملے ہوئے تھے۔

کنگ ویام نے ماہاویرا کا ہاتھ تھام رکھا تھا پھر وہ اسے لیئے اس راہ گزر سے گزرنے لگا۔ وہ جیسے جیسے گھاس پر قدم رکھ رہے تھے۔ درختوں پودوں پر پل جھاڑیوں میں سے پرپل ہی تتلیاں اڑ کر ان کے آس پاس اڑ رہی تھی۔

ماہاویرا انھیں چھونے کی کوشش کرنے لگی۔ تھوڑی آگے آنے پر اب بہت ساری پرپل کوئل برڈز چہچانے لگی تھیں۔

یہ بہت خوبصورت ہے،،، وہ خوش ہوئی تھی۔

آئیے میرے ساتھ،، طویل ترین اور سیدھی راہ گزر سے گزرتے اچانک ویام نے اسے تھام کر اس میدان کے ایک جانب لے گیا۔ وہ بڑے بڑے درخت تھے۔ اور ان درختوں کے بیچ ایک سب سے بڑا درخت جس کی ہر پل سڑا بیری جیسی پرپل بیریز زمین تک لٹکیں ہوئیں تھیں۔

exponovels

ویام اسی درخت کے قریب آیا تھا۔ بیری شاخ سے توڑنے کی بجائے ایک شاخ ہاتھ میں تھام کر ڈائریکٹ منہ سے بیری منہ میں ڈال کر چبا لی۔

اسے ایسے کھانا ہے کوئین،،،، ویام نے اسے سمجھایا۔ مایاوش نے اسے کاپی کرتے بلکل ویسے ہی بیری کھائی۔ بیری منہ میں گھلتے ہی پہلے اسے چاکلیٹ، پھر ماش میلو اور پھر کاٹن کینڈی کا ذائقہ منہ میں باری باری گھلتا محسوس ہوا۔

اور اگر انھیں توڑ کر کھایا جائے تو،،، ماہاویرا نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

ٹرائی کر لیں توڑ کر کوئین،،، ویام نے اطمینان سے کہا۔

ماہاویرا نے بیری توڑ کر ہاتھ میں تھام لی۔ ویام نے فوراً خود کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیا۔

ماہاویرا حیران ہوئی۔ مگر اگلے ہی پل ایک چھوٹا سا دھماکا ہوا تھا۔

بیری نے اپنے آپ کو کسی چھوٹے سے بم کی طرح پھوڑ لیا۔ ماہاویرا ہلکی سی چیخ مار کر اپنی جگہ سے اچھلی۔۔ پرپل بیری نے اپنے پرپل بیل بوٹے ماہاویرا کے چہرے اور کپڑوں پر بنا کر انھیں گندا کر دیا تھا۔

ویام نے اپنے پر پیچھے ہٹائے۔ اور اس کی شکل دیکھ کر دانتوں تلے لب دبا کر اپنی ہنسی کنٹرول کی۔

exponovels

یہ کیا بدتمیزی تھی،،آپ پہلے بھی تو بتا سکتے تھے ناں مجھے کہ ایسا ہوتا ہے،،وہ دانت پیس کر بولی اور اپنا چہرا اپنے بازوؤں سے صاف کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

یہ بیریز بہت شرارتی ہیں،،ان کو ان کی جگہ سے الگ کرو تو یہ اپنے آپ کو غصے سے پھوڑ لیتی ہیں،،میں نے تو طریقہ بتایا تھا لھانکاے اب آپ نے ہی پوچھا کہ ایسے کیوں،،تو میں نے کہا ٹرائی کر لیں،،ویام نے اسے چھیڑا

ماہ ویرا نے ایک بیری توڑ کر ویام کے اوپر اچھالی تھی۔اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتا بیری اپنے آپ کو ویام کے منہ پر پھوڑ چکی تھی۔اب ویام کی شکل دیکھ کر ویرا قہقہے لگا کر ہنسی تھی۔

ویام نے دو تین بیریز توڑ کر ویرا پر اچھالیں۔تو وہ بوکھل کر بھاگنے لگی۔مگر بے سود پرپل کلر کے نقش و نگار اس کے لباس پر اور چہرے پر بن چکے تھے۔

یو،،،،،،ماہ ویرا نے پوری ایک شاخ نوچی تھی۔ویام نے اپنے پر اپنے آگے کر لیے۔ مگر ماہ ویرا نے وہ بیریز اس کے سر پر پھینکیں تھیں۔پروں کے اندر چھوٹے چھوٹے دھماکے ہوئے تھے۔اب جو ویام کی شکل باہر نکلی۔

ماہ ویرا ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوئی تھی۔

کوئین میں چھوڑوں گا نہیں آپ کو،، وہ دانت پیستا ایک ڈالی سے مٹھی بھر بھر یز توڑتا اس کی جانب لپکا۔

ماہاویرا بوکھلا کر بھاگی۔ مگر بے سود۔ وہ اس کے پاس پہنچ کر اس کے گریبان میں وہ بیریز پھینک چکا تھا۔

آیہہہہہہہ،،،،،،چھوٹے چھوٹے دھماکے ہوئے اور ماہاویرا کے لباس سے پرپل سا مادہ باہر نکلا۔ صدمے سے اس کا منہ پورا کا پورا کھل گیا۔

اب وہ میدان، میدان جنگ بن چکا تھا۔ دونوں طرف سے گولہ باری کی جا رہی تھی۔ دونوں بھاگتے چھپتے چھپاتے ایک دوسرے کے اوپر وہ پرپل بیچنے پھینک رہے تھے۔ دونوں کے قہقہے اس گراونڈ میں دور دور گونج رہے تھے۔

کچھ دیر بعد ہی وہ تھک کر ایک پھول پر گرے۔ دونوں کی حالت ایسی تھی جیسے چھوٹے بچے مٹی کیچڑ میں لت پت ہو جاتے ہیں۔

وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر بری طرح ہنسنے لگے۔۔ خاص کر ماہاویرا جو ہنسے چلی جا رہی تھی۔

ویام نے اسے گھورا۔

زیادہ مت ہنسیں کوئین،، آپ کا اس بھی زیادہ فنی شکل بنی ہوئی ہے،، ویام نے چھڑی گھمائی۔ اور ماہاویرا کے بلکل سامنے اس کی آئینہ میں شبیہہ بن گئی۔۔

ہوووووووو،، ششششٹ،، ماہاویرا ایک دم اٹھ کر بیٹھی تھی۔ اپنی پرپل شکل کو صدمے سے تھاما۔

اب کیا ہوگا،،، دونوں گال رب کیں۔۔

ویام اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور بہت اچانک اسے بازوؤں میں بھرا۔

ی،، یہ کیا کر رہے ہیں آپ،،، چھوڑیں مجھے،،، ماہاویرا مچلی۔

مگر وہ اسے لیے اڑا تھا۔ وہ پرپل میدان پار کر کے ایک بہت بڑا پہاڑ تھا سامنے جس کے دامن میں ایک جھرنا بہہ رہا تھا۔

ویام اسے لیئے اس آبشار کے نیچے پانی میں کھڑا ہوا تھا۔ ٹھنڈا ٹھار پانی تھا۔ ماہاویرا کپکپا اٹھی۔ اور ویام کے کندھوں پر بے اختیار ہاتھ رکھے۔ وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

لمحہ بہ لمحہ ان پر سے رنگ اترتا چلا جا رہا تھا۔ ویام نے اسے دیکھا جس کے چہرے اور گردن پر پانی کی بوندیں اٹھکیلیاں کرتی ویام کو غصہ دلا رہیں تھیں۔ وہ اس بات سے ہی برامان رہا تھا کہ وہ بوندیں بھی کیوں اس کی کوئین کو چھو رہی تھیں۔۔

بہت اچانک ویام نے اسے اپنے قریب کھینچا تھا۔ اس کی گردن پر ٹھہرنے والی بوندوں کو اپنے ہونٹوں سے چننے لگا۔

ماہاویرا جی جان سے لرز گئی تھی۔ بری طرح کسمسائی۔ مگر اس کی گرفت جان لیوا تھی۔ ویام اب اس کے چہرے سے وہ بوندیں چن کر اپنی پیاسی روح سیراب کر رہا تھا۔ اور ماہاویرا اپنا سانس تک لینا بھول گئی تھی۔ دونوں پر مسلسل پانی گر گر کر انھیں بھگو رہا تھا۔

چھوڑیں مجھے،،،،، اتھل پتھل ہوتی سانسوں کے بیچ وہ اتنا ہی بول پائی تھی۔ مگر یہ ماحول ،وقت، موسم، تنہائی سب نے مل کر جو ویام کے دل پر ستم ڈھایا تھا اس سے وہ مکمل طور پر بے بس اور بے اختیار ہو چکا تھا۔

تبھی اس کے ہاتھوں نے کندھوں سے کمر تک کا سفر طے کرتے اسے خود میں بھینچا تھا۔

چھوڑیں مجھے،،،،، ماہاویرا نے ایک مرتبہ پھر بھرپور احتجاج کیا۔ اور بری طرح تڑپی۔ مگر ویام نے اپنی پیش قدمی جاری رکھتے اب اس کے ہونٹوں کو اپنی قید میں لیا تھا۔ ماہاویرا کے سانسوں کی خوشبو نے ویام کو بے خود اور مدہوش سا بنایا تھا۔

خود پر اختیار ہی کب تھا دل تھا کے بے قابو ہوا چاہتا تھا۔ ویام نے اس کے کندھے سے بھیگی شرٹ نیچے کھسکائی تھی۔ اور ماہاویرا کی ادھر ہی بس ہو چکی تھی۔ اپنی پوری طاقت لگا کر وہ اس کی پناہوں سے نکلی تھی۔

اپنے ہونٹوں پر ہتھیلی کی پشت رکھتی وہ آنسو بہاتی پانی سے باہر نکلی تھی۔

کوئین میری بات سنیں،،، ویام نے آج پہلی مرتبہ غصے سے پاگل ہوتے اسے پکارا تھا۔ وہ ہر بار کیوں کرتی تھی اس کے ساتھ ایسا۔ کیوں خود سے دور کر دیتی تھی اسے۔!؟ آخر قصور کیا تھا اس کا؟!وہ اس کے پیچھے لپکا تھا بلکہ تیزی سے اس کے سامنے آیا۔

آئی ہیٹ یو،،، مر جائیں آپ یا کاش میں ڈریگن بن پاتی تو سب سے پہلے آپ کو جلا کر بھسم کرتی،،، وہ پیچھے مڑ کر چلائی تھی۔ اپنی ہی کیفیات نہیں سمجھ پا رہی تھی۔

آپ کے عشق اور دوری میں تو میں ویسے ہی مر ہی رہا ہوں کوئین،، مگر اب تو یہی خواہش ہے کہ آپ کی یہ خواہش جلد پوری ہو جائے،،، میں نہیں رہوں،، اور نا رہے یہ فیری ٹوپیا،، کچھ بھی نا رہے،،

وہ بھی رندھی آواز میں چلایا تھا۔

ایک ہوا کا جھونکا گزرا تھا۔ جس میں سبز رنگ کی آمیزش سی تھی۔ کنگ ویام نے اس جھونکے میں سانس لیا تھا۔ اور اپنا سینا پکڑ کر ادھر گرتا چلا گیا۔ ماہاویرا نے حیرت سے یہ نظارا دیکھا تھا۔

اس کے اوسان تو تب خطا ہوئے جب وہ بری طرح کھانسنے لگا۔ تڑپنے لگا۔

ماہاویرا گھٹنوں کے بل اس پر جھکی تھی۔ گیلے بال ویام کے اوپر بکھر گئے۔ اس کا سر اٹھا کر ماہاویرا نے اپنی گود میں رکھا۔

کیا ہو رہا ہے آپ کو،، مجھ سے بات کریں،، ویام،،،،، ماہاویرا نے پریشانی سے اسے پکارا تھا۔

میں سانس نہیں لے پا رہا،، اڑ نہیں پا رہا،، مدد بلائیں،،، ویام نے گھٹے گھٹے انداز میں کہا۔
کک کیسے،، کیسے،، کوئی ہے،،، مدد کرو،،، وہ زور سے چلائی تھی۔ مگر جھاڑیوں میں سے کچھ محافظ پریاں اور پری زاد نکل کر سامنے آئیں تو ان کا حال بھی ویام سے الگ نہیں تھا۔
ویام نے اس کے ہاتھ میں اپنی میجک سٹک تھمائی۔ اس کا،،،،،،، حکم دیں،،،،،،، کہ آپ ہم،،،،،،،، سب سمیت،،،،، محل جانا،،،،،،،،، چاہتی ہیں،،،
ویام بول نہیں پا رہا تھا۔
ماہاویرا رونے لگی تھی۔ اس نے ایسا تو کچھ نہیں چاہا تھا۔ کیا وہ بدعا اتنی جلدی لگی تو جو اس نے دل سے دی بھی نہیں تھی۔
اس نے میجک سٹک کو حکم دیتے اسے گھمایا تھا۔

آبدار کی آنکھ کھلی تو تقریباً دوپہر تک کا وقت ہو چکا تھا۔ مسکراتے اپنے سر سے وہ کرواؤن اٹھا کر اپنے ہاتھ میں تھاما۔ جس کے بلو کرسٹل کی روشنی پورے ہٹ میں پھیلی ہوئی تھی۔

exponovels

اس نے ایک نظرا پنے پہلو میں اپنی کوئین کو دیکھا۔ جو ٹوٹی بکھری حالت میں اس کے پہلو سے لگی گہری نیند میں تھی۔

وہ اٹھ کر بیٹھا۔ اور مایا وش کے بالوں میں نرمی سے اپنا ہاتھ پھیرا۔

وش،،،، کوئین،،، اٹھ جائیں،،، اس نے مایا وش کو پکارا۔ مگر وہ کیوٹ کیوٹ سے منہ بناتی پھر سے اس کے پہلو سے لپٹ گئی تھی۔ کمفرٹر سر تک تان لیا۔

آبدار اس کے کان کے پاس جھکا اور گھمبیر آواز میں سرگوشی کی۔ ویسے آپس کی بات ہے کوئین،، آپ ان ڈریس ہیں،،

آبدار کے کہنے کی دیر تھی جب مایا وش کی نیند بھک سے اڑی تھی۔ وہ سلک کے وائٹ کمفرٹر سمیت کھسکتی اس سے دور ہوتی چلی گئی اور کروٹ بدل کر خود کو اچھی طرح کمفرٹر میں لپیٹ لیا۔

آبدار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تھا۔

آ،،،،، آبدار،،،،،،، ہٹ سے بب،،، باہر جائیں،،، وہ گھگھیا گئی۔

کیوں،، ایسا کیا ہو گیا ہے کوئین جو آپ اتنا شرما رہی ہیں،، وہ مزید پھسل کر بیٹھ گیا۔

آب،،، پلیززززززززز،،، آپ کو میری قسم،،،

چلو جی بات ہی ختم۔ وہ آہستگی سے کمفرٹر کے اوپر سے ہی اس کی ناک چوم کر نرمی سے بیڈ سے اٹھا تھا۔ اور باہر نکل آیا۔

مسکراہٹ ہونٹوں سے جدا نہیں ہو رہی تھی۔ آج پانی کا رنگ کچھ مختلف ہی تھا۔ اس نے پانی میں چھلانگ لگائی۔

ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی جب مایاوش کی دلخراش چیخیں ہٹ سے باہر تک گونجیں تھیں۔ آب تیزی سے ہٹ کے اندر آیا۔ جہاں وہ بھیگے وجود کے ساتھ سرخ لباس میں لہولہان فرش پر گری تڑپ رہی تھی۔ آب کے سر پر جیسے آسمان گرا تھا۔

وہ منظر بہت بھیانک تھا جب فیری ٹوپیا کے ڈیپ فوریسٹ کے پار کالی پاتال کے ایک قبرستان کے بیچ و بیچ ایک بڑا سا آگ کا الاؤ دہک رہا تھا۔ اور اس کے سامنے وہ کھوپڑی نما بد شکل اور بد ہیئت پراسرار وجود بیٹھا اپنے منہ میں کچھ منتر پڑھ رہا تھا اس کے ہاتھ میں ایک انتہائی خوبصورت شکل کا پتلا تھا جو ہوبہو مایاوش کی شکل کا تھا۔

وہ سیاہ پاؤڈر کا ایک چھوٹا سا گول دائرہ کھینچے اس میں اس پتلے کو رکھے اس کے پہلو میں سویا سی چبھو رہا تھا اور پراسرار، دہشت ناک اور بھیانک سی آواز میں اسے بولتا جا تا تھا۔

For more visit (exponovels.com)

میرے پاس چلی آؤ پرنسز،،، نہیں تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھوگی،،، ماری جاؤگی،، فنا ہو جاؤگی،، میری غلام ہو پرنسز،، میرے پاس آنے کے علاوہ تمھارے پاس کوئی چارہ نہیں،،،

وہ ہزار کوشش کے باوجود اوشن کنگ تک نہیں پہنچ پایا تھا۔ ہر جنتر منتر پڑھ کر پھونک لیا مگر اس کے جادو کی رسائی اس طاقت تک ممکن نا ہو پائی۔ جس نے سامر سے اس کی پرنسز کو باغی کر کے چھین لیا تھا۔

اس نے فیری ٹوپیا میں ہر طرف اپنا زہر پھیلا دیا تھا۔ جس سے کنگ ویام، ایسنچیئرز سمیت یہاں کی فیری گارڈینز اور لوگ سب بیمار پڑ گئے تھے۔ اپنے اصل کی جانب لوٹنے پر ہی معلوم پڑا کہ پرنسز کے لئے زمین پر اس کے اوشن کنگ کا جنم ہوا تھا جبسے سن وہ ہر چیز تہس نہس کرنے کے درپہ تھا۔

پھر اسے سوارڈ آف لائٹ کا پتا چلا۔ اس نے اپنے چیلے اور غدار کنگ راج اور روشہ کو شکست فاش دینے کے لیے ہر سو پھیلا دیئے۔ اب وہ کسی بھی صورت میں مایا وش کو اپنا تابع بنانا چاہتا تھا تاکہ وہ سوارڈ مکمل نا بن پائے۔

اس کے پیچھے اتنا کچھ ہوگیا اور بلیک وچ کچھ نا کرپائی اس جرم کے پاداش میں سامر نے بلیک وچ کو بہت بھیانک سزادی اور اب بھی اس کے گلے میں ایک پٹا سا بندھا ہوا تھا اور وہ سامر کے چیلوں کے ساتھ لائن میں سر جھکائے کھڑی تھی۔

وہ غدار فیری گارڈین چہرے پر تمسخزانہ سی مسکراہٹ لیے اب اس خبیث جن اور بلیک وچ کے سامنے فتح کے نشے میں چور کھڑی تھی۔ شروع دن سے ہر غداری کی مرتکب ہوکر فیری ٹوپیا کا تخت حاصل کرنے کا سہانا خواب اب پایہ تکمیل تک پہنچنے والا تھا۔

اسی نے ہی سامر اور بلیک وچ کو فیری ٹوپیا میں گھسنے میں مدد کی تھی اور اسی نے ہی یہاں کی ہوا اور پانی میں وہ زہر ملایا تھا۔

سامر منتر پھونک رہا تھا اور اس پتلے کو لمحہ بہ لمحہ آگ کے قریب کرتا جا رہا تھا۔ جب ایک جھما کا سا ہوا۔ جیسے پانی کی ایک بڑی سی لہر اٹھی تھی اور اس سامر کے حلپے کی آگ کو حلپے سمیت تہس نہس کر دیا۔ اور سب سے بڑی بات سامر کے ہاتھ سے مایاوش کا پتلا غائب ہو چکا تھا۔

سامر غضب ناک ہوا تھا اور غصے سے غرانے لگا۔

اس سب کا کوئی فائدہ نہیں ہے آقا،،، اب اس پرنسز مایاوش کو یہاں بلانے کا کوئی فائدہ نہیں،،

فیری گارڈین ایما نے خباثت سے کہا۔

کیا مطلب ہے تمھارا،، جلدی بتاؤ،،

وہ حلق کے بل چلایا تھا۔

مطلب یہ کہ اینچینٹرس کے مطابق وہ پوری طرح اس اوشن کنگ کی ہو چکی ہے،، آپ کے کسی کام کی نہیں اب،،، یعنی کہ وہ پوری طرح اس اوشن کنگ کی کوئین بن چکی ہے،،، تبھی تو آپ کا کوئی چلہ کوئی کالا جادو اسے مکمل بے بس نہیں کر پا رہا،،، اور تو اور اب اس کا پتلا بھی غائب ہو گیا،، اس پر اختیار کھو چکے آپ آقا،،

ایما نے ڈرتے ڈرتے اسے تفصیلات سے آگاہ کیا۔ تو غصے سے بپھرے سانڈ کی طرح اپنے ہی ان چیلوں کو موت کے گھاٹ اتارنے لگا جو مایا وش کو ڈھونڈ کر لینے گئے تھے اور ناکام واپس لوٹ آئے تھے۔

پریشان کیوں ہے آقا،،، ابھی کھیل ختم کہاں ہوا ہے،،، ابھی تو کھیل شروع ہوا ہے،،،، ایما نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

کیا مطلب جلدی بتاؤ مجھے،،، وہ پھر بے ہنگم سا چنگھاڑا۔

مطلب یہ کہ راج کی چھوٹی پرنسز ماہا ویرا،،، وہ ہو بہو اپنی ماں اور بہن جیسی خوبصورت،، نازک،، ان چھوئی،، اسی فیری ٹوپیا میں موجود ہے،، جسے کنگ ویام اپنی کوئین بنانا چاہتا

ہے،،، مگروہ اب آپ کی ہوگی،، آپ اپنے چیلوں کو ہر طرف پھیلا دین،،، خاص کر اوشیانہ میں تاکہ وہ اوشن کنگ وہ سوارڈ مکمل نا کر پائے،، تاخیر کو آگاہ کر دیں جو شروع دن سے ہمارا ساتھ دے رہی ہے،،،،،، اور اس پرنسز کو میں آپ کے لیے تحفہ کے طور پر پیش کروں گی، مجھے فیری ٹوپیا کا تخت دلانے کے بدلے میں،،، اپنے چیلوں کو حکم دیں کہ ہوسکے تو کنگ راج کے خاندان کو ختم کرنے کی کوشش کریں،،، تب ہی پورا ہو پائے گا ہمارا ہر خواب اور اس پرنسز کو میں آپ کے قدموں میں ڈال کر اپنے آقا کو خوش کردوں گی،،،،

وہ انتہائی مکاری اور چاپلوسی سے بولتی چلی گئ جب کہ یہ سب سن کر سامر کے کھوپڑی نما چہرے پر ایک مکروہ سی مسکراہٹ لہرانے لگی۔

ٹھیک ہے، مجھے وہ پرنسز لا کر دو ابھی کہ ابھی،،،

جاؤ،، مجھے میری دلہن کا کردو،،،

وہ چیخا اور زور زور سے قہقہے لگانے لگا۔

تم اب کی بار ہم سے نہیں جیت پاؤ گے کنگ راج،، تمھارا سارا خاندان ختم کردو گا،،،

ہاہاہہاہاہہاہہاہاہاہاہاہہاہاہاہاہہاہاہاہاہہا،،،،،،

ایما وہ مکروہ قہقہے سنتی مسکراتی وہاں سے نکلی۔

آبدار تڑپ کر آگے بڑھا تھا۔ تڑپتی مایا وش کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھا۔ اور اس کے پہلو پہ ہاتھ رکھا جہاں سے بھل بھل کرتا خون بہہ رہا تھا۔

کوئین،، آبدار چلایا۔ کہ اس کائنات کی کوئی ایسی چیز نا تھی جو اوشن کنگ کو تڑپاتی۔ مگر اب جو صورت حال اس کی نگاہوں کے سامنے تھی آبدار کو اپنی روح ہواؤں میں تحلیل ہوتی محسوس ہوئی۔

اور آج حیرت انگیز طور پر اپنی کوئین کی اتنی تکلیف پر اسے کچھ بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ شاید یہ سامر کے کالے جادو کا اثر تھا۔ کہ اس نے کوئی خاص ایسا عمل کیا تھا جو صرف اور صرف مایا وش پر ہی اثر انداز ہو رہا تھا۔ یا ایسا ہی کچھ۔

مگر یہ آبدار کی غلط فہمی ہی تھی کہ کچھ گیلا گیلا محسوس ہونے پر اس نے سر جھکا کر دیکھا تو اپنی شرٹ خون میں بھیگتی سی محسوس ہوئی۔ مگر شاید کراؤن مل جانے کے بعد وہ ایسے بے پناہ طاقتور ہو چکا تھا کہ اسے وہ درد محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

کوئین کیا ہوا آپ کو،،،؟ وہ اسکا چہرہ تھتھپا کر بے چینی سے بولا۔

آب،، وہ بب بلا رہا ہے مم مجھے،،، وہ بول رہا کہ اگر میں اس کے پپ پاس نا گئی،،،، تت تو،،، تو وہ مجھے مم مار دے گا،،،،،

وہ درد سے بے حال اس کے بازو پر سر پھٹختی بار بار سسکیاں لے رہی تھی۔ آبدار نے غصے سے پاگل ہوتے بری طرح اپنے لب بھینچے۔

آبدار نے جلدی سے اپنا کرواؤں اس کے سر پر رکھا،،،

کچھ ہی پل میں اس کے تڑپنے میں کمی ہوئی۔ مگر کچھ ہی دیر میں وہ پھر مچلنے لگی۔

ایہہہہہہہہہہہہہہہہہ،،،،،، آب،،، مم میں جل رہی ہوں،،،، وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگی۔

شاید وقت آن پہنچا تھا کہ اوشیانہ کی کوئین کو اس کے تخت پر بٹھایا جائے۔ تبھی آبدار نے اسے بانہوں میں بھرا اور آخری حربے کے طور پر اسے لیئے پانی میں اتر گیا۔

مایاوش پرسکون سی ہو کر اس کے سینے پر سر ٹکا کر آنکھیں موند گئی۔

اوشن کے کنگ کا کراؤن اس کی کوئین کے سر پر سجا ہوا تھا۔ اس کے بلو کرسٹل کی روشنی پانی میں ہر سمت جگمگا رہی تھی۔

سمندر کا ہر ذی روح انھیں جھک کر تعظیم پیش کر رہا تھا۔

مگر آب کی تمام تر توجہ اس وقت اپنی کوئین کی جانب تھی۔ اب وہ بے تحاشا پراسرار طاقتوں کا مالک تھا تبھی پانی میں اترنے کے بعد اس کی مرضی کے بغیر اس کی کوئین کو کوئی مخالف سمت سے آنے والی لہر تک نا چھو سکتی تھی۔

تبھی اب مایاوش پرسکون ہو چکی تھی۔

آبدار اسے لئے اوشیانہ داخل ہوا۔ وہاں کے لوگوں، گارڈینز ہر چھوٹے بڑے زی روح ان کی تعظیم کے لیے جھکی تھی۔

ڈھیر ساری جل پریاں اپنی کنگ کی خدمت کے لیے آگے بڑھیں۔ مگر وہ مایاوش کو لئے عظیم الشان محل میں داخل ہوا۔ وہ اسے لئے اپنی خواب گاہ میں آیا تھا۔

تمام جل پریاں ڈر جھکائے اس کے حکم کی تعمیل کے لیے آگے آئیں۔ مگر ہمیں اکیلا چھوڑ دیا جائے،، اس نے زمی سے کہا اور مایاوش کی جانب متوجہ ہوا۔

آبدار نے اسے شاندار مخملی مسہری پر لٹایا۔ مایاوش ہنوز اس کے سینے سے لگی آنکھیں موندے ہوئے تھی۔

کوئین،،،،،، آبدار نے بے چین ہو کر اسے پکارا۔

میں ٹھیک ہوں آب،،،،، نقاہت بھری تھکی تھکی دھیمی سی آواز سنائی دی۔ تو آب نے سکون کا سانس لیا۔

اور یونہی اس کو سینے سے لگائے نیم دراز بیٹھا رہا۔

دھیمے دھیمے مایاوش نے اب آنکھیں کھولیں تو خود کو ایک شاندار قسم کے شاہی کمرے میں پایا،،، مگر وہ جان گئی تھی کہ وہ پانی کے اندر تھی۔

exponovels

بچپن کی مسٹری اب جاکر حل ہوئی تھی کہ آخروہ پانی میں کیوں نہیں ڈوبتی تھی۔ یا وہ پانی میں کیوں سانس لے پاتی تھی۔

وہ دھیرے سے کسمسائی۔ اور آب کے سینے سے سر اٹھانا چاہا۔ مگروہ اس کی کمر پہ دباؤ بڑھا کر اسے ایسا کرنے سے روک گیا۔

آب میں ٹھیک ہوں،،، وہ نرمی سے بولی۔

مگراب میں ٹھیک نہیں ہوں کوئین،،، لیٹی رہیں،، محسوس کرنے دیں اس کنگ کو کہ آپ بلکل ٹھیک ہیں،، یہ نا ہو آپ کو پھر سے اس کنگ کو جھیلنا پر جائے،،،،

وہ آنکھیں موندے دھیمے سے بولا تھا۔

مایاوش کے گلے میں گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔ کہ واقعی وہ رات اپنے ہر عمل سے ثابت کرچکا تھا کہ اسے برداشت کرنا کوئی آسان بات نہیں۔ مگروہ پھر بھی سیدھی ہوئی اور اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔

آب،، میں ٹھیک ہوں،، ہمیں سوارڈ کی آخری چیز ڈھونڈنی چاہیے،، نہیں تو وہ جانے کیا قہر ڈھائے گا،، میرا دل بہت گھبرا رہا ہے آب،، کہیں وہ ہمارے کسی اپنے کو کوئی نقصان نا پہنچا دے،، اس سے پہلے ہمیں اسے ختم،،،،،،،،،،،،،،،،

For more visit (exponovels.com)

وہ نرمی سے دھیرے دھیرے بولتی اپنے خدشات بیان کررہی تھی جب آب نے اس کے ہونٹوں سے اس کا ہر لفظ ہر خدشہ چن لیا تھا۔

مایا وش اس کی شدت پر بوکھلائی تھی۔ اوراس کے کندھے جھنجھوڑکر اسے ہوش دلانے کی کوشش کی جو مدہوش سا پھر اس پر ہر طرح سے حاوی ہوتا جا رہا تھا۔

آب،،،،،،،اس کے لبوں کو آزادی ملی تو مایا وش نے گھبرا کر اسے پکارا۔

آپ نے مجھے ڈرا دیا تھا کوئین،،ایک بس آپ کے کھونے کا ڈر ہے جو اس کنگ کی رگوں سے اس کا خون تک نچوڑلیتا ہے،،میں کیا کروں کہ یہ خوف میری رگ رگ سے باہر نکل جائے،،،،،

وہ بے جان سا اس کی گردن میں منہ دیئے کسی بادل کی طرح اس پر چھایا ہر طرح سے اس پر برسنے کو تیار تھا۔

آب،،،،،،وہ گبھرائی۔

ششششششششش،،،،خاموش رہیے کوئین،،،

آب نے اس کے لبوں پر انگلی رکھی تھی۔ اس دوران پہلی مرتبہ آب نے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔

exponovels

اور آب کی لال انگارا آنکھوں میں موجود اس قدر وحشت ، بے چینی و بے قراری دیکھ مایا وش بھی ان آنکھوں میں ڈوبنے لگی۔ تبھی زرا سا اوپر اٹھ کر آہستگی سے ان وحشت بھری جلتی آنکھوں پر اپنے نرم گداز ہونٹوں سے ٹھنڈک پہنچا کر اس کی بے چینی کا مداوا کرنے کی چھوٹی سی کوشش کی۔

جب مایا وش کو اندازہ ہو گیا کہ وہ اس سے ہر طرح سے جیتنے لگا ہے تو نرمی اور خاموشی سے اپنے آپ کو اس کی شدت بھری پناہوں کے حوالے کر دیا۔۔

وہ بے چین سی کھڑی اپنے ہاتھوں کی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔

فیری ٹوپیا میں ہر سمت ہر کوئی بیمار تھا۔ پھول مرجھا گئے تھے۔ سبزہ زاروں پر د.بیز زہریلی سی سیاہی چھا گئی تھی۔ کوئی بھی اڑ نہیں پا رہا تھا۔۔۔

اینچینٹرس بھی بیمار تھی مگر اتنی نہیں اب بھی وہ سب کچھ بھول بھال کنگ ویام کی خدمت پر معمور تھیں۔ کافی ساری خادمائیں کمرے میں موجود ویام۔ کی دیکھ بھال کر رہیں تھیں۔

جب کہ وہ ایک کونے پر کھڑی سرد و سپاٹ چہرہ لیے یہ سب کاروائیاں ملاحظہ کرتی کسی گہری سوچ میں تھی۔ یہ بیماری ہر اس جاندار چیز کے لیے تھی جس کے پر تھے۔ تو ماہا ویرا پر

اس زہر کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ اتنی بیماری میں بھی وہ مسلسل اسے ہی دیکھے جا رہا تھا۔ اور اپنے اوپر پڑتی اس کی گھری نگاہوں کی تمازت ماہ ویرا اچھی طرح محسوس کر سکتی تھی۔

پھر آخر اس کی خاموشی ٹوٹی۔ اور بلی تھیلے سے باہر آ ہی گئی۔

وہ آہستگی سے چلتی اسپخینٹرس کے پاس آئی تھی۔

اسپخینٹرس،، مجھے ڈریگن لینڈ جانا ہے،، ابھی کہ ابھی،، اس نے سنجیدگی سے کہا۔ ویام نے حیرت صدمے سے اسے دیکھا۔ اسے تو لگا تھا کہ وہ اپنی محبت اس کی رگوں میں انڈیلنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ مگر اس کی بے رخی نے ویام کے جسم سے اس کی روح کھینچ لی تھی جیسے۔ اسپخینٹرس بھی غیر یقینی صورتحال میں اسے سنجیدگی سے دیکھے گئے۔

کوئین اس وقت کنگ کو آپ کی اشد ضرورت ہے،،، اسپخینٹرس نے آہستگی سے کہا۔

مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہیں،، نا کسی چیز سے کوئی فرق پڑ رہا ہے،،،،، تو بہتر یہی ہے ناں اسپخینٹرس کے مجھے میرے ماما بابا کے پاس جانے دیا جائے،،،

وہ سرد سے لہجے میں بول کر ان سب کی رہی سہی امیدیں بھی بری طرح اپنے پاؤں تلے روند گئی تو ویام نے سختی سے آنکھیں بھینچیں۔

اسپخینٹرس میرا حکم ہے،، کہ انھیں ابھی کہ ابھی ڈریگن لینڈ بھیج دیا جائے،،،

ویام نے اذیت کی انتہا لیے اپنے جبڑے بھینچ کر کہا تھا۔

exponovels

اسپنچینٹر س نے خاموشی سے اسے اشارا کیا اور اس کمرے سے باہر نکل گئی۔ وہ بھی جھٹکے سے وہاں سے تیزی سے چلتی باہر نکلی تھی کہ پیچھے مڑ کر دیکھنا تک گوارا نا کیا کوئی ہے جو آنکھوں میں دنیا جہان کی حسرت لیے آس بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا ہے۔ مگر وہ جاتے جاتے اس کی یہ امید بھی بری طرح توڑتی چلی گئی تھی۔

شام کا وقت تھا وہ دونوں بیچ پر چہل قدمی کر رہے تھے۔ عائش نے اس کا بہت خیال رکھا تھا تبھی اب وہ کافی حد تک دوبارا صحت یاب ہو چکی تھی۔

اب کیا محسوس کرتی ہو روز،،،،،

اس نے اس کے ساتھ ہمقدم ہوتے پوچھ بھی لیا۔ وائٹ شارٹ شرٹ پہنے وائٹ ہی سکرٹ کے ساتھ وہ اسے سر تا پا گہری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

بلکل ٹھیک،، اب میں بلکل ٹھیک ہوں،،،

روز نے سکون سے کہا۔

مطلب اب ہم اپنے پینڈنگ چھوڑے کام مکمل کر سکتے ہیں رائٹر،،،،،

عائش نے معنی خیزی سے پوچھا۔ تو اس کی بات سمجھ کر روز سر تا پیر سرخ پڑ گئی۔

اونہوں، اس کے علاوہ تو اور کوئی کام نہیں نا میرے اوشن پرنس کو،،،،

exponovels

روز نے چھوٹی سی ناک چڑھا کر اسے چھیڑنے والے انداز میں کہا تو وہ کھلکھلا کر ہنس دیا۔

مگر عائش نے اسے اپنی شدت بھری گرفت میں لیا تھا۔

اب لپسٹک ریمور کے نام سے بدنام ہوں تو اپنے خطاب کا کچھ تو حق ادا کرنے دو ناں روز بے بی،،،،

وہ اس کے چہرے کے بے حد قریب سرگوشیاں کرنے میں مصروف تھا۔ ان سلگتی سانسوں کی حدت سے روز کا چہرہ لال ٹماٹر ہو گیا۔ وہ بری طرح گھبرائی تھی۔ اس کی جان لیوا قربت تو شروع دن سے اس کی سانس اس کے سینے میں اٹکا دیا کرتی تھی۔

اور آپ مجھے آج سچ سچ بتائیں گے کہ آپ نے آخر کتنی لپ اسٹکس ریموو کی ہیں،،

وہ اپنی گھبراہٹ پر قابو پانے کے لیے اس کو غصے کے پیرہن میں اوڑھ کر اس کا گریبان پکڑ کر غرائی۔

عائش مسکرایا تھا۔ وہ ماضی تھا روز بے بی،،، اب کی بات کرو،، اب تو ان ہونٹوں کے لیے پہلا اور آخری تختہ مشق تمہارا ہی وجود ہے،، اب کیا کرو گی،، کہاں جاؤ گی،، کتنا سہو گی،،، کیا کیا برداشت کرو گی،،،

وہ اسے زچ کرتا مسلسل چھڑے جا رہا تھا۔ اور اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہیں تھیں جو وہ بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

تبھی عائش جی جان سے ہلا تھا۔

آہہہہہہہہہہہہہہہہہہہہہہہہہہہہ،،،،،

بہت اچانک پیٹھ پر وار کیا گیا تھا۔ عائش بری طرح لڑکھڑایا۔

عائش،،، روز چلائی۔ اور اسے سینے سے لگایا۔ روز نے دیکھا اس کے پیچھے بڑے بڑے دیو ہیکل آکٹوپس موجود تھے اور ان میں سے ایک پر اس کی ماں تاشہ سوار تھی۔ اور اس کی ماں تاشہ کا ترشول عائش کی کمر میں پیوست تھا۔

روز یہ مناظر دیکھ غم و غصے سے پاگل ہوئی تھی۔ عائش،،،،،،،،،، وہ چیختی تڑپتی اس کا نام پکارے گئی۔

اٹھاؤ دونوں کو اور چلو یہاں سے،،،

تاشہ چلائی تھی۔ اور اس کے حکم پر ان آکٹوپس کے ٹینٹکلز نے ان دونوں کو جکڑ کر اپنی قید میں لیا تھا۔

روز مسلسل چیختی چلاتی رہی مگر وہ آکٹوپس ان دونوں کے لیے پانی میں اترے تھے۔

exponovels

وہ بلیک ہول بہت بڑا تھا جسے وہ مسلسل گھڑی گھور رہی تھی۔ ا یپنچینٹرس اس کا راستہ بنا کر نم آنکھیں لیے اسے شاہی گارڈن میں اکیلا چھوڑ کر جا چکی تھی۔ اور اب وہ سرد و سپاٹ چہرہ لیے وہاں کھڑی تھی۔

ماہاویرا نے اپنا قدم آگے بڑھایا جب اسے وہیں رکنا پڑا۔

پرنسز،، رکو،،،

اس کے پیچھے ایلا ہاتھ باندھے اطمینان سے کھڑی تھی جو سب کے سامنے بیمار ہونے کی کامیاب اداکاری کر رہی تھی۔

ماہاویرا پیچھے مڑی اور حیرت ظاہر کیے بغیر آئبرو اچکا کر اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

اس کنگ ویام نے تم پر اتنے ظلم کے پہاڑ ڈھائے،، اتنا کچھ کیا تمھارے ساتھ،، تمھارے ماں باپ بے قصور تھے اس نے پھر بھی انھیں تکلیف پہنچانے کو کیا کچھ نہیں کیا،،، تمھیں زہر دیا،، تمھارے جسم سے اور جزبات سے کھیلا،،، اتنا کچھ ہونے کے بعد زندہ چھوڑ جاؤ گی اسے،، اپنا بدلہ نہیں لو گی،،،

ایلا نے سکون سے کہا تھا۔

اور تمھیں کس نے کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گی،،، نہیں چھوڑوں گی میں اسے،، اپنے ہر پل ہر لمحہ کی اذیت کا بدلا لوں گی،،،، یہ بدلا اسے اپنی جان دے کر چکانا ہے،،،،

exponovels

ماہاویرا نفرت سے صفائی تھی۔

تو ٹھیک ہے تم ڈریگن لینڈ مت جاؤ،،، میں تمھیں ایک ایسے شخص کے پاس لے جاؤں گی،،، جو تمھارا بدلا لینے اور اس کنگ ویام کا سر قلم کرنے میں تمھاری مدد کرے گا،،،

ابھی نہیں،،، ابھی مجھے ڈریگن لینڈ ہی جانا ہے،،، مگر میں کچھ ہی دیر میں لوٹ آؤں گی،، پوری تیاری کے ساتھ،، اپنے بابا سے ڈریگن بننے کا منتر سیکھ کر آؤں گی،، فیری ٹوپیا کو اور اس کے تمام لوگوں کو اور خاص کر اس کنگ کو جلا کر خاکستر کرنے کے لیے،، اپنے بابا سے مل آؤں،،، پھر میں تمھارے ساتھ اس شخص کے پاس جاؤں گی،، اور پھر ہو گی فیری ٹوپیا کی بربادی کی شروعات،،،

ماہاویرا نے سرسراتے لہجے میں کہا تھا۔

ایما خاموش ہو گئی۔ اگر اپنی بات پر زور دیتے اصرار کرتی تو ماہاویرا کو شک نا ہو جاتا تبھی خاموش رہی۔

مگر تم کون ہو،، کیا چاہتی ہو،، میری مدد کیوں کر رہی ہو،، اس شخص کو کیسے جانتی ہو کون ہے وہ،، اور میں تم پر کیسے بھروسہ کروں؟

ماہاویرا نے سنجیدگی سے پوچھا تو ایما گڑبڑا گئی وہ چھوٹی سی لڑکی اتنی بھی بے وقوف نہیں تھی جتنا وہ اسے سمجھ رہی تھی۔

میں تمھارے تمام سوالات کا جواب تب دوں گی جب تم ڈریگن لینڈ سے واپس لوٹ کر آؤ گی،،، اور تمھیں مکمل بھروسہ دلا کر ہی اگلا قدم اٹھاؤں گی،، وعدہ کرتی ہوں،،

ایما نے خباثت سے کہا۔

ماہ ویرا نے سر ہلایا اور بلیک ہول میں داخل ہوگئی۔ ماہ ویرا کے ہول میں داخل ہوتے ہی وہ غائب ہوگیا۔

پیچھے ایما اپنے مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچتے سوچ تمسخرانہ سی مسکرائی تھی۔

ماہ ویرا ڈریگن لینڈ آئی تھی۔ راج کو اس کی اطلاع مل چکی تھی۔ تبھی وہ اور وشہ بلیک ہول کے سامنے اس کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ جب اس میں سے ماہ ویرا آتی دکھائی دی۔

وہ تیزی سے آ کر کرا اپنے بابا کے سینے سے لپٹی تھی اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

راج نے اس کی کمر سہلائی۔ وہ وشہ کے سینے سے لپٹی۔

راج نے اسے بغور دیکھا۔ جو مکمل طور پر بدلی بدلی لگ رہی تھی۔

کیسی کے رنگ میں رنگی۔

کسی کی محبت خود پر اوڑھے۔

For more visit (exponovels.com)

بلکل پرائی۔

راج اس کے قریب آیا اور اپنے جگر کے ٹکڑے کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔

میری پرنسز کب اتنی بڑی ہو گئی مجھے تو پتہ ہی نا چلا،، بلکہ نہیں اب یہ میری چھوٹی سی پرنسز کہاں رہی،، اب تو یہ ایک کوئین بن چکی ہے تبھی اتنے بڑے بڑے کام کرتی پھر رہی ہے،، ہے ناں،،،

راج نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

ڈیڈ،، مجھے،،، مجھے ڈریگن بننا ہے اور اس غدار کر جلا کر بھسم کرنا ہے،،، جس کی وجہ سے آپ بے گناہ ہوتے ہوئے بھی فیری ٹوپیا کے لوگوں کی نگاہوں میں اتنے برس گناہگار بنے رہے،،،

ماہ ویرا نے راج کو کہا تو راج نے ماہ ویرا کا ہاتھ تھاما اور اسے محل کی جانب لے کر گیا۔

جہاں وہ وقتی طور پر اذلان اور ایلا کو بھی لے آئے تھے۔ راج کو تمام صورت حال کا علم ہو چکا تھا۔ کہ اینچینٹرس اسے ایک پیغام کے ذریعے تمام تفصیلات بتا چکی تھی۔ جس میں واضح یہ لکھا تھا کہ راج کو خود سے جڑے ہر وجود کی حفاظت کرنا ہوگی۔

کیونکہ سامر سب کو ختم کرنے کا ارادا رکھتا ہے تبھی راج نے یہ قدم اٹھایا تھا۔ کہ ازلان اور ایلا، جمی اور اس کی بیوی سارا کو بھی ڈریگن لینڈ اپنے محل میں لگ آیا تھا۔

exponovels

ایلا نے عائش اور روز کی وجہ سے رو رو کر اپنا بہت برا حال کر رکھا تھا۔ مگر ازلان نگ اسے یہ بول کر تسلی دے رکھی تھی کہ آب سب کچھ سنبھال لے گا۔

اور اب بس بے صبری سے انتظار تھا تو مایا وش اور اوشن کنگ کا۔

وہ کب سوارڈلگ کر وہاں آتے اور اس شیطان کا سر قلم کرتے۔

مگر راج کو کیا معلوم تھا کہ ابھی کافی امتحان آنا باقی تھے۔

مایا وش مسہری پر تکیے سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے نیم دراز تھی۔ اپنے دونوں ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھے ہوئے تھے۔

محض چند گھنٹے،

محض چند گھنٹوں میں اسے اپنے اندر ہونے والی ایک بڑی تبدیلی کے بارے میں علم ہو چکا تھا۔ وہ اوشن کنگ تھا۔ جس کی اولاد بے پناہ پر اسرار طاقتوں کی مالک اب اس کی کوکھ میں تھی۔ یہ بہت جلدی تھا۔ مگر اسے معلوم تھا ایک مرمیڈ کی اولاد ہونے کی وجہ سے وہ بہت جلد اپنے پرنس یا پرنسز کو جنم دے دے گی۔

اور خود میں ہونے والی اس تبدیلی کی وجہ سے مایا وش خود کو بہت طاقتور محسوس کر رہی تھی۔

آبدار باہر سے اندر آیا تھا۔ وہ لوگ اوشیانہ میں تھے۔ اور آبدار اپنی پاورز کی بدولت اپنے لوگوں کے جلد از جلد بہت کچھ کر کے آرہا تھا۔ کہ تاشہ نے بہت مظالم ڈھائے تھے ان پر۔ اب جبکہ وہ اندر آیا تھا تو اس کے چہرے پر فکر کے سائے تھے۔ مایاوش نے آہٹ پر آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

آب،،، مایاوش نے اسے پکارا اور اپنا ہاتھ آگے بڑھایا جسے اس نے جلدی سے تھام لیا۔

کوئین ہمیں جلدی سے نکلنا ہے یہاں سے،،، ہمارے اپنوں کو ہماری ضرورت ہے،، روز کے بارے میں میں نے سب بتایا تھا آپ کو وہ اور عائش تاشہ کے قبضے میں ہیں،،، وہ سامر اور کائلہ فیری ٹوپیا پہنچ چکے ہیں،، اور ڈریگن لینڈ اور فیری ٹوپیا پر بھی خطرے منڈلا رہے ہیں تو ہمیں جانا ہوگا،،،

آبدار نے جلدی جلدی اسے تفصیلات بتائیں۔ مایاوش مسہری سے نیچے اتری۔

مگر آب ہمیں تو اوشن سے سورج کی پہلی کرن سے بنا جادوئی موتی لانا ہے ناں،، اس کے بغیر سوارڈ مکمل نہیں ہوگی،، وہ مکمل نہیں ہوئی تو ہم کیسے مقابلہ کر پائے گے سامر کا،،،

مایاوش نے اس کے ہاتھ تھامتے کہا۔

تو اب،، مجھے ڈر ہے کہ وہ تاشہ زخمی عائش کو کوئی نقصان نا پہنچا دے،،،

تو ٹھیک ہے آپ عائش اور روز کو بچانے جائیں گے،، اور میں وہ موتی لاؤں گی،،،

exponovels

مایاوش نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تھا۔

امپاسبل،،،،، وہ موتی مُردوں کی گھاٹی کے اس پار بحر مردار کے بیچ و بیچ ہے،، مردوں کی گھاٹی اور مردار کا مطلب سمجھتی ہیں کوئین،، کہ وہاں سے کوئی بھی زندہ لوٹ کر نہیں آتا،، تو میں اکیلے کیسے جانے دوں آپ کو ادھر،،،

آبدار نے ایگریسو ہوتے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بے بھرا تھا۔

میں اکیلی کہاں ہوں آب،، کوئی ہے میرے ساتھ،،

مایاوش نے نگاہیں جھکا کر کہا۔

کون،،،، آبدار نے حیرت سے اسے دیکھا۔

آپ کا سایہ،، یا آپ کے ہی وجود کا ایک حصہ،،، یہ دیکھیں مجھے کیا ملا،،، اور اس کے ملنے کا مطلب سمجھتے ہیں آپ،، یہ دیکھیں،،

مایاوش نے اس کے ہاتھوں سے اپنا چہرہ ہٹایا اور پیچھے ہوئی۔ اپنی آنکھیں بند کیں۔

آبدار نے ایک حیرت انگیز نظارہ دیکھا۔ مایاوش کی ٹانگیں غائب ہوئیں تھیں۔ اور ان کی جگہ ایک سات رنگی پونچھ نے لے لی۔

اس کا مطلب تھا کہ وہ اوشن کنگ کے وجود کا آدھا حصہ بن چکی ہے۔ جس کا مطلب تھا۔ اس کی رگوں میں اوشن کنگ کی محبت خون بن کر سرائیت کر چکی ہے۔ جس کا مطلب تھا کہ اس کی کوکھ میں اوشن کنگ کی اولاد پل رہی ہے۔

آبدار کے ہاتھ تو جیسے ہفت اقلیم کا خزانہ لگ گیا تھا۔ سرخوشی سے اسے بازوؤں میں بھر لیا۔

کوئین،،، اسے اپنے سینے سے میں بھینچا۔

اب تو میں آپ کو بلکل بھی کہیں نہیں جانے دے سکتا کوئین،، مجھے خیال رکھنا ہو گا آپ کا،، آپ ایسے کیسے،،

اششش،،، اشششش آپ چپ کریں،،، بلکل چپ،،، مایا وش نے اپنا ہاتھ اس کے ہونٹوں پر رکھا۔

آپ اچھی طرح جانتے ہیں آب،،، اب دنیا کی کوئی بری طاقت میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی،، کیونکہ یہ ہے میرے ساتھ،، تو بلکل بے فکر ہو جائیں،، یا تو مجھے وہ موتی لانے دیں،، یا عائش اور روز کو بچانے دیں،،

exponovels

اس نے آبدار کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرا۔ پھر ہی ہم ڈریگن لینڈ چلیں گے،، سوارڈ لے کر اور عائش اور روز کا مما بابا کے پاس لے کر، مجھے اپنے مما بابا سے ملنا ہے آب جلد از جلد،، میں اب اور دور نہیں رہ پاؤں گی ان سے،،،

مایاوش نے بھرائی آواز میں کہا تھا۔

تو ٹھیک ہے کوئین،، آپ عائش اور روز کو بچائیں گی،، اور وہ موتی میں لاؤں گا،،

آبدار نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

اور یہ ہمیں جلدی کرنا ہوگا،،، مایاوش آب کے گلے لگی۔

یہ رکھیں کوئین،،،

آبدار نے مایاوش کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی سٹار فش تھمائی۔۔

یہ آپ کو آب تک لے کر جائے گی،،

آبدار نے اس کا چہرہ تھاما اور پورے چہرے پر اپنی محبت کی مہر ثبت کی۔

مایاوش ہلکا سا مسکرائی۔

اور جلدی سے ان ہونٹوں پر ہلکی سی جسارت کر کے پیچھے ہٹی۔

اپنا خیال رکھیے گا،، میرے لیے اور اس کے لیے،، مایاوش نے اپنی جانب اشارہ کیا۔

آبدار نے اسے حسرت سے دیکھا۔

دونوں ایک ساتھ محل سے باہر نکلے اور اپنے اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔

راج نے ماہاویرا کے کندھوں کے گرد بازو حمائل کر رکھے تھے۔ اور وہ جی کڑا کر کے اس آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔

مجھے معلوم ہے میری پرنسز بہت بہت بریو ہے،،،

راج نے اس کا کندھا تھپتھپایا۔

ماہاویرا نے اپنے ڈیڈ کی جانب دیکھ کر سر اثبات میں ہلایا۔

اگر کسی بھی قسم کی مدد کی ضرورت ہوئی تو اپنے لباس پر لگے اس کرسٹل کو رب کر دینا،، اور باقی جو میں نے سمجھایا ہے بلکل ویسا کرنا،، او کے،،،

ماہاویرا نے ایک مرتبہ پھر اثبات میں سر ہلایا اور اس مرر کی جانب اب بے خوفی سے بڑھ گئی۔ وہ دوسرے مرر سے باہر نکلی تو فیری ٹوپیا کے محل کے شاہی گارڈن میں تھی۔

وہ چند قدم ہی آگے چلی تھی کہ حسب توقع وہ اس کے انتظار میں اسی رائیل گارڈن میں ہی چکراتی پھر رہی تھی۔

ایما چانک اس کے سامنے آئی تھی۔

exponovels

پرنسز،، تم آگئیں،، چلو میرے ساتھ،، میں تمھیں ایک ایسے آدمی کے پاس لے کر جاؤں گی جو تمھارے ہر مقصد کو پورا کرنے میں تمھاری مدد کرے گا،،

رئیلی،،، مگر تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تم مجھے اپنے بارے میں سب کچھ بتاؤ گی،، وہ بھی سب سچ،، اور تمھارا مقصد،، ہر بات،، مجھے یقین ہے تم مجھے مطمئن کرو گی تو ہی میں تم پر اعتبار و بھروسہ کرتے تمھارے ساتھ چلوں گی،،،،

ماہاویرا نے سکون سے کہا۔ اور ادھر ہی ایک بڑے پھول پر سکون سے بیٹھ گئی۔ ایما بھی اس کے سامنے براجمان ہوگئی۔

میں شروع دن سے کنگ ویام سے اور اس کے خاندان سے نفرت کرتی ہوں،، اس کے باپ نے محض چند غلطیوں کی وجہ سے میرا پورا خاندان تباہ کر دیا،، اسی لئے میں نے ان سلطنتوں کے سب سے بڑے دشمن سامر اور بلیک وچ سے ہاتھ ملا لیا،، جس نے ویام کے پورے خاندان کو ختم کیا وہ کنگ راج اور کوئین مایا وش نہیں تھے بلکہ بلیک وچ اور سامر تھے،، معاف کرنا انکی وجہ سے تمھارے ماں باپ بدنام ہوئے،، مگر اس کنگ ویام نے کیا کیا بغیر کسی تصدیق کے تمھارے ماں باپ کو مجرم ٹھہراتا رہا،،، اور سزا تمھیں دی،، اسی لئے میں نے ہر چیز کا بدلہ لیا اس سے،، اس سامر کو میں ہی یہاں لے کر آئی،، اور فیری ٹوپیا کا پانی اور ہوائیں نے ہی زہر آلود کی،،،،

ایما اپنی مکرہ کہانی گڑھ کر پل بھر کو خاموش ہوئی تو ماہاویرا تمسخرانہ سا ہنسی۔

اور تمھیں لگتا ہے کہ میں اتنی بیوقوف ہوں کہ تم اپنے منہ سے مجھے میرے ماں باپ کو پھنسانے کی بات کرو اور تب بھی میں تم جیسی غدار پر بھروسہ کروں گی،، تم لوگوں نے میرے ماں باپ کو اس لیے پھنسایا کہ تم لوگ کنگ راج کے دشمن بڑھا کر اسے کمزور کرنا چاہتے تھے بس،، مگر افسوس ایسا ہو نہیں پایا،، مجھے زہر دلانے والی بھی تم ہی تھیں،،، اور اب تم میرے سامنے بیٹھ کر مجھے اپنی غداری کی کہانی سنا رہی ہو،، مگر افسوس اپنے مکروہ عزائم میں کبھی کامیاب نہیں ہو پاؤگی،،،،

ماہاویرا شدید طیش اور غصے میں غرائی تھی۔ اسی طیش میں اس نے مخصوص منتر پڑھا تھا اور وہ ڈریگن میں بدل گئی۔

ایما نے تمسخرانہ سا اس ڈریگن کو دیکھا۔

اے پرنسز،، تمھیں تو میں اس سامر کی باندی بناؤگی زندگی بھر کے لیے،، ایک شیطان کے جی بہلانے کا سامان،،، اب ساتھ چلتی ہو کہ گلے میں پٹا ڈال کر لے کر جاؤں بے بی ڈریگن،،،،،،،،

وہ اپنی اوقات پر آتی انتہائی حقارت سے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی تھی۔

کنگ ویام جو جو کہ اپنی خواب گاہ میں لیٹا تھا اس کے دل نے بار بار گواہی دی تھی کہ وہ بھی اس سے محبت کرتی ہے ۔ اور ایسا کچھ نہیں کر سکتی ۔

کچھ دیر بعد اس بات کی تصدیق بھی ہو گئی ۔

ماہاویرا نے ایک خاص طریقہ سے ایچینٹرس کو رائیل گارڈن میں بلایا تھا ۔

آج پہلی مرتبہ ویام کے اندر سے آواز آئی تھی ۔ وہ اسے رائیل گارڈن بلا رہی تھی ۔ اس نے راستہ بھی بتایا کہ کس راستے سے جانا ہے ۔

کنگ ویام اور ایچینٹرس چپکے سے گارڈن کی جانب گئے تھے ۔ اور پھر جو انھوں نے دیکھا اور سنا وہ ناقابلِ یقین تھا ۔

گھر کا بھیدی ہی لنکا ڈھاتا آیا تھا اب تک ۔ اور یہ طاقتیں یقیناً اسے اس شیطان کی مہیا کردہ تھیں جواب تک ایچینٹرس بھی اس تک اتنے سالوں میں نہیں پہنچ پائی تھی ۔ کنگ ویام دم بخود صدمے سے کنگ اپنی جگہ جم چکا تھا ۔

ایما کی بکواس پر ماہاویرا غم و غصے سے پاگل ہوئی تھی ۔ جو ایک فیری ٹوپیا کوئین اور ڈریگن لینڈ پرنسز کو بڑی حقارت سے بے بی ڈریگن بول رہی تھی ۔ وہ اپنے پیچھے سے اپنی میجک سٹک نکال کر یقیناً اپنے کسی مکرہ عزم کی تکمیل چاہتی تھی ۔

exponovels

مگراس سے پہلے ہی کوئی بھی موقع دئیے بغیر بڑے جلالی انداز میں ماہاویرا نے اپنی پوری طاقت لگا کر اس پر آگ اگلی تھی۔

اسے سوچنے کا موقع تک نا ملا اور اس غدار کی دلخراش چیخیں پورے محل میں گونجیں تھیں۔ کچھ دیر ہی لگی جب وہ غدار ایک ڈریگن کوئین سے الجھ کر اپنے منتقی عبرتناک انجام کو پہنچ چکی تھی۔ بہت جلد اس کی جگہ ایک راکھ کا ڈھیر پڑا تھا وہاں۔

وہ کام کر چکی تو ماہاویرا بہت اوپر اڑی تھی۔ اور اس زہر کا اثر زائل کرنے کو جو کنگ راج نے سفوف دیا تھا وہ ہوا اور پانی ہر جگہ چھڑک دیا۔

یہ بھی کر چکی تو وہ رائل گارڈن میں کنگ ویام کے سامنے انسانی روپ میں اتری تھی۔

یہ ایک جزیرہ تھا۔ جہاں روز عائش کے اوپر جھکی ہوئی تھی۔

عائش،،، پلیز خدا کے لیے آنکھیں کھولیں،،،

وہ بری طرح روتی اس کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔ روز نے اپنی پاورز سے عائش کے زخم ٹھیک کرنے کی کوشش کی تھی۔ صد شکر کے وہ زیادہ گہرے نہیں تھے۔ وہ آکٹوپس انھیں یہاں پھینک گئے تھے۔ جہاں جزیرے کے درمیان ایک بڑا سا شیشے کا واٹر ٹینک پڑا تھا۔

exponovels

جس کا مطلب تھا کہ اگر انھیں انسان بننے میں دقت ہے تو وہ اس ٹینک میں تو جا سکتے ہیں مگر سمندر میں نہیں اتر سکتے۔

انھیں سمندر کی جانب آنے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ آکٹوپس ساحل سمندر پر کڑا پہرہ دے رہے تھے۔

شاید تاشہ اب سمندر میں تھی۔

جب عائش نے دھیرے دھیرے سے آنکھوں کھولیں تو روز کو اپنے سینے پر سر رکھے بہت بری طرح روتے دیکھا۔ وہ ہمت کر کے ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگا کر نیم دراز ہوا۔

وہ جو رونے کا شغل فرما رہی تھی۔ اس کے حرکت کرنے پر بوکھلا کر اٹھی۔ عائش نے اس کو دیکھا جو متوحش سی اسے کھونے کے ڈر سے بال بکھرائے، سرخ ناک سوجی متورم آنکھیں لیے عائش کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے بیٹھی تھی۔

عائش آپ ٹھیک تو ہیں ناں،، آپ کو کچھ ہوا تو نہیں ناں،، اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو میں جی نہیں پاتی مر جاتی عائش،،، میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی،،،

For more visit (exponovels.com)

وہ اس کے سینے پر سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر روتی اتنا خوبصورت اظہار کر گئی کہ عائش کے تکلیف سے چور زخموں اور جسم و جاں کو جیسے کسی نے راحت پہنچائی تھی۔ اتنی تکلیف میں بھی وہ گہرا مسکرا دیا تھا۔

فکر مت کرو روز بے بی،،، اپنی گولڈن نائٹ منائے بغیر یا تمھاری روح میں اترے بغیر کہیں نہیں جاؤں گا اور نا مجھے کچھ ہو سکتا ہے،،،،،

وہ دانتوں تلے لب دبا کر شرارت سے بولا۔

روز نے حیرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا جو اتنی سیریس سچویشن میں بھی اپنی ہانکنے سے باز نہیں آیا تھا۔

اس نے اس کے کندھے پر ایک مکا جڑا۔

عائش بہت ہی کوئی گندے انسان ہیں آپ،، روز نے جھلا کر کہا۔

آں ہاں،،، انسان نہیں ہوں اس چھوٹی سی جل پری کا جل پری زادہ ہوں،،

عائش نے اس کی چھوٹی سی ناک کھینچی۔ وہ اس کا دھیان بٹانے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ مگر خود متفکر تھا یہ سوچ کر کے وہ لوگ یہاں سے کیسے نکلیں گے۔ اسے چوٹ لگی تھی۔ وہ کمزور پڑ چکا تھا۔ وہ سامنے سے وار کرتی تو وہ مقابلہ کرتا۔ مگر اس بزدل نے تو پیٹھ پر وار کیا

تھا کہ وہ اپنا بچاؤ بھی نا کر پایا۔ مگر دل میں کہیں یہ بھی پختہ امید تھی کہ آب انھیں ڈھونڈ نکلے گا۔ اور اس تاشہ کے چنگل سے بچا لے جائے گا انھیں۔

ایپچینٹرس نے فرطِ جذبات میں اسے سینے میں بھینچ رکھا تھا۔

مجھے معلوم تھا کوئین،، کہ آپ فیری ٹوپیا کی کوئین ہونے کے ناطے اپنا فرض ضرور پورا کریں گی،، مجھے آپ پر ناز ہے،،،

ایپچینٹرس نے کہا تو ماہاویرا مسکرا دی۔

دیکھے بغیر ہی اپنا وجود کسی کی پر تپش نگاہوں کے حصار میں مقید سا ہوتا محسوس ہوا۔ پر دقت تو یہ کہ وہ بس خاموشی سے کسی کا بھی لحاظ کیے بغیر بس اسے دیکھے جا رہا تھا۔

فیری ٹوپیا کے لوگ جواب بلکل صحت یاب تھے اس کے ارد گرد اکٹھے ہونا شروع ہو چکے تھے۔

چلئیے کوئین آپ کا محل آپ کا انتظار کر رہا ہے،،، ایپچینٹرس نے ماہاویرا کا ہاتھ تھاما اور اسے محل کی جانب لے گئی۔ وہ جہاں جہاں سے گزر رہے تھے لوگ عقیدت اور شکریہ کے طور پر اس کے شاہی لباس کی پوشاک چوم رہے تھے۔

exponovels

وہ محل میں آئے۔ دونوں تخت پر بیٹھے۔ پریاں اس کے لیے پھول اور تحائف لا رہیں تھیں۔ جسے وہ ایک نرم مسکراہٹ کے ساتھ قبول کیے جا رہی تھی۔

کوئین خواب گاہ میں چلیں مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے،،،

ویام نے سنجیدگی سے مگر بہت غیر معمولی لہجے میں اپنے دل میں کہا جو ماہاویرا کو اچھے سے سنائی دے گیا۔ ماہاویرا کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔

وہ یوں بن گئی جیسے کچھ محسوس ہی نہیں ہوا۔

کوئین میں نے کچھ کہا ہے آپ سے،، ماہاویرا کو پھر اپنے اندر سے بھاری بوجھل آواز سنائی دی تو وہ جان بوجھ کر ان چھوٹے چھوٹے بچوں کی جانب متوجہ ہو گئی جو اس کی پوشاک پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچ رہے تھے۔

وہ تخت سے اٹھ کر ان کی جانب گئی اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ان سے باتیں کرنے لگی۔ وہ بچے اپنی کوئین کا منہ چوم رہے تھے۔

ادھر کنگ جو کچھ زیادہ ہی بے چین تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھا۔

تخلیہ،،،،، ہم کچھ دیر آرام کرنا چاہیں گے،،

وہ اٹھا اور ماہاویرا کی کلائی تھامے اسے اپنی خواب گاہ کی جانب لایا تھا۔

لوگوں نے کلیپنگ کی تھی۔ ماہاویرا کا چہرہ شرم وحیا سے سرخ پڑ چکا تھا۔ اس نے اپنے پاگل کنگ کی پیٹھ کو بری طرح گھورا۔

وہ اسے اپنی خواب گاہ میں لایا تھا۔ یہ شاید اسی کا اشارا تھا کہ تمام کھڑیاں اور دروازے اپنے آپ بند ہو چکے تھے۔

کنگ ویام نے اسے اپنے روبرو کیا تھا۔ ماہاویرا کے بازو ویام کی دہکتی گرفت میں تھے۔

صرف ایک سوال کوئین،، کیوں کیا یہ سب اور کس کے لیے،،،

اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کا ویام نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔ وہ کیا جاننا چاہتا تھا۔ اسے اچھی طرح اندازہ ہو چکا تھا۔ مگر اس کے منہ سے سننا تھا شاید۔

ماہاویرا کی زبان تالو سے چپک چکی تھی۔ اب کیا بولتی۔ جب اس کو مرنے کی بد دعا دی تھی اور وہ فوراً تکلیف سے تڑپتا زمین پر گرا تھا بس وہی لمحہ تھا اس پر اپنا دل کھلی کتاب کی طرح عیاں ہوا تھا۔ جس کا خالاصہ یہ تھا کہ ہزار گریز کے بعد بھی وہ بھی اس ظالم ستمگر سے اتنی ہی محبت کرتی تھی جتنی کہ وہ کرتا تھا۔

تبھی اس نے یہ سب کیا۔ مگر اپنے ماں باپ کو بے گناہ ثابت کیے بغیر تو وہ بھی یہ رشتہ کبھی آگے نا بڑھا پاتی۔

چھوڑیں مجھے ویام،، وہ مم میرا فرض تھا ایک کوئین ہونے کی،،،

اشششش،،، توآپ نے خودکو کوئین سمجھ کراپنا یہ فرض نبھایا،، ماہاویراما نتی ہیں آپ اپنے آپ کواس کنگ کی کوئین،،،

بھاری گھمبیر تا سے بھرپور بوجھل آواز ماہاویرا کی سٹک گم ہوئی تھی تبھی لہجہ لڑکھڑا رہا تھا۔

تت،، توظاہر ہے، مم میں یہاں کیوں ہوں،، اسی لئے کہ فیری ٹوپیا کی کوئین ہوں،،،،

ماہاویرا نے نگاہیں چرا کر بات بدلنے کی کوشش کی۔

میری آنکھوں میں دیکھ کر بولیں یہ سب،،، ویام نے اس کا چہرا دونوں ہاتھوں میں بھر اکر اپنے روبرو کیا تھا۔ ماہاویرا نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ ان نگاہوں کے تقاضے اوران میں اٹھتے جزبوں کی شورش سے وہ پاگل ہوئی تھی۔

کوئی خوش فہمی پالنے کی کوشش مت کیجئے،، آپ کیا سمجھتے ہیں یہ سب میں نے آپ کے لئے کیا،، بلکل نہیں،، کوئی دلچسپی نہیں مجھے آپ سے،، اور نا ہی میں آپ سے محبت کرتی ہوں،، اس سمجھے آپ،،

وہ بلکل الٹ بولے گئی۔ ویام اس کی بے وقوفی پر گہرا مسکرایا۔

میں نے ایسا توپوچھا ہی نہیں کوئین کے آپ مجھ محبت کرتی ہیں کہ نہیں،،،

وہ اس کے چہرے کے مزید قریب آیا تھا۔ ماہاویرا اب بری طرح بوکھلائی تھی۔ کتنا آسان تھا اس ایما کو جلا کر خاکستر کرنا۔

exponovels

اور کتنا مشکل تھا اس بندے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جھوٹ بولنا۔

آپ دد،،، دور ہٹیں مجھ سے،، وہ گھبرائی تھی۔ اس کے لمس سے،، اس کی نگاہوں کی لپک سے،، اس کے جزبوں سے،، اس کے جسم و جاں سے پھوٹتے محبت کی روشنی سے،، اپنی کیفیت سے،، اپنے ٹوٹتے جسم و جاں سے۔

وہ تو اب بلکل ناممکن ہے کوئین،، مجھے صرف اتنا بتائیے،،، مانتی ہیں آپ اپنے آپ کو میری کوئین،،،

ویام نے اس کی کمر کے گرد بازوؤں حمائل کر کے اسے خود میں بھینچا تھا۔

اب دامن بچانا ناممکن تھا۔ اس نے آہستگی سے نگاہیں جھکا کر اثبات میں سر ہلایا۔

تو پھر آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے،،،

یہ بول کر ویام نے اس کی گردن میں چہرہ چھپایا تھا۔

ماہاویرا کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔ جب اس کی جسارتیں بڑھنے لگیں۔

ویام،،، ماہا نے بے بسی سے اسے پکارا کہ ماہاویرا کی برداشت سے باہر تھا اس کنگ کو جھیلنا۔ مگر ویام نے اپنی گرفت مضبوط تر کی تھی۔

کسی غیر معمولی احساس کے تحت ویام پیچھے ہٹا تھا۔ محل سے اٹھنے والی کان پھاڑ چیخ و پکار سن کر دونوں کے ہی چہروں سے رنگ اڑے تھے۔

exponovels

وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے خواب گاہ سے باہر بھاگے تھے۔

وہ دونوں راہداری سے باہر بھاگ رہے تھے۔ جب ایک خنجر ویام کے سینے میں پیوست ہوا تھا۔

ویام،،،،، ماہاویرا کی دلخراش چیخ بہت دلسوز تھی۔ تڑپ کر ویام کے اوپر جھکنے لگی۔ جب اس کے پیٹ سے کوئی رسی نما چیز لپٹتی محسوس ہوئی۔

کوئین،،،،،،،،

ویام نے اس کی جانب بڑھنے کی کوشش کی۔ مگر اسے کسی گڑیا کی طرح پیچھے کھینچ لیا گیا۔

وہ دیکھتے ہی دیکھتے ویام۔ کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکی تھی۔

ماہاویرا کی آنکھ کھلی تو خود کو ایک تاریک سے کمرے میں پایا۔ وہ بیڈ کراؤن سے بندھی ہوئی تھی۔

عجیب بدبودار اور گندی سی جگہ تھی۔ گھپ اندھیرا۔ اور سیاہ کمرے کے بیچ و بیچ بیڈ پر بندھی وہ۔

بری طرح مچلی۔ کوئی منتر کام نہیں کر رہا تھا۔ نا وہ ڈریگن بن پا رہی تھی۔

exponovels

تبھی قدموں کی چاپ پر وہ بری طرح سہمی تھی۔ اور اندھیرے میں گھور گھور کر اس جانب دیکھنے کی کوشش کی جہاں سے چاپ سنائی دے رہی تھی۔

ماہاویرا کا چہرہ خوف سے لٹھے کی طرح سفید پڑ گیا جب اس سفید پتلیوں والے مردے اور آدھے ڈھانچے نما بھیانک کیڑوں زدہ شیطان کو لمحہ بالمحہ اپنے قریب آتے دیکھا۔

مایاوش کافی دیر سے اس دیوہیکل وہیل فش پر بڑی شان سے براجمان تھی۔ جو اپنی ملکہ کو اس کی منزل تک پہنچانے کے لیے تیزی سے اس کی بتائی گئی سمت کی جانب تیر رہی تھی۔

وہ اس سٹار فش کو فالو کر رہی تھی۔ سہی سمت کی جانب جاتے ہی جو شائن کرنے لگتی۔ وہ وئیل چئیر ایک چھوٹے سے جزیرے کے کے پاس آ کر رکی تھی۔

مایاوش کو اندازہ ہو گیا کہ عائش اور روزاسی جزیرے پر ہیں۔ وہ اس وہیل فش کو پیار سے رب کرتی اسے یہیں ٹھہرنے کا حکم دیتی۔ خود اس پر سے اتر کر جزیرے کی جانب تیری تھی۔

exponovels

ہلکا سا پانی سے نکل کر دیکھا تو بڑے بڑے آکٹوپس تھے جو ساحل پر پہرہ دے رہے تھے۔ وہ مسکرائی۔ اور اطمینان سے ساحل کی جانب آئی۔ وہ سکون سے پانی سے نکلی۔

وہ آکٹوپس اس کی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔ تبھی اس پر حملہ کرنے کے لیے اس کی جانب بڑھے۔ مایا وش اطمینان سے کھڑی رہی۔

غیر معمولی ہلچل پر روز اور عائش بھی اس طرف متوجہ ہوئے تھے۔ اور سامنے اوشن کوئین کو دیکھ کر ان دونوں کو سکون آیا۔

منظر بدلا تھا وہ آکٹوپس جو مایا وش پر حملہ کرنے اس کی جانب بڑھے تھے اب اس کے سر پر اوشن کوئین کا تاج دیکھ کر اس کے پیروں میں جھکے ہوئے تھے۔

عائش اور روز مایا وش تک آئے تھے۔ روز نے عائش کو سہارا دے رکھا تھا۔ تبھی پانی میں طوفان سا آیا۔ اور اس پانی کے ٹورنٹو کے اوپر تاشہ مکروہ قہقہے لگاتی دکھائی تھی۔

توجس لمحے کا انتظار کیا تھا وہ آ ہی گیا، ،مجھے میرے آقا کو خوش کرنے کے لیے اس کے جی بہلانے کا سامان مل ہی گیا، ، وہ تم ہو تم، ، ، جو میرے آقا کو چاہییے ہو، ، ، ہے ناں، ، ،

وہ غدار تو تھی ہی۔ آج یہ بھی پتہ چلا کہ اس کے پاس اتنی شیطانی پاورز کہاں سے آئیں کہ وہ اوشن کوئین ایلا کو شکست دے گئ۔

مایاوش کے سکون میں رتی برابر بھی فرق نہیں پڑا تھا جبکہ وہ ہنوز بکواس کیے جا رہی تھی۔

اب ہوگا اصل کھیل شروع، ، جب ہمارا ہر مقصد پورا ہوگا، ، میں اوشیانہ کے تخت پر راج کروں گی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے، ، ، اور تم جاؤگی میرے آقا کے پاس، ، اب چلتی ہو یا بالوں سے گھسیٹ کر لے جاؤں، ، ، ،

وہ منہ سے جھاگ اڑانے لگی۔

کوشش کرکے دیکھ لو مجھے گھسیٹنے کی،،،

مایا وش نے اطمینان سے کہا۔

تاشہ نے اپنا ترشول مایا وش کی جانب کیا۔ اس میں سے بجلی کا ایک کوندا سا لپکا۔ جو مایا وش تک آیا۔ مگر مایا وش سے ٹکرا کر پلٹا اور سیدھا جا کر تاشہ کو بجا۔

اس کا ترشول پھٹ کر ریزہ ریزہ ہوا تھا۔ جبکہ تاشہ کئی فٹ دور جا کر گری۔ اٹھنا مشکل تھا۔ وہ اوشن کوئین پر وار کر کے الٹا اپنی ساری طاقت گنوا بیٹھی تھی۔

اپنی سزا خود تجویز کر لو تاشہ،، اوشن کوئین نے تمھیں تمھاری غداری کی سزا دی تو زیادہ دردناک ہوگی،،

مایا وش کا لہجہ سر سراتا سا تھا۔ تاشہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ وہ جو بھاگ نکلنے کا سوچ رہی وہ آکٹوپس جو اس کے حکم کے مطابق یہاں پہرہ دے رہے تھے۔ انھوں نے ہی تاشہ کو بری طرح دبوچ کر اپنے قبضے میں لے لیا۔

میری طرف مت دیکھیں اوشن کوئین،، اس غدار کا انجام بلکل ویسا ہی ہونا چاہیے،، جیسا کہ اوشیانہ کے ہر غدار کا ہوتا ہے،، میری بلکل پرواہ مت کریں،، میری ماں تو اسی دن مر گئی تھی جب اس نے مجھ پر اور میرے پرنس پر وار کیا تھا،، اب تو میرے سامنے ایک ایسی لالچی عورت ہے جسے محض تخت چاہیے اور کوئی رشتہ کوئی چیز نہیں،،

روز نے اذیت کی انتہا سے کہا تھا۔

یہ نہیں ہو سکتا،، تم،، تم تبھی اتنی طاقتور ہو سکتی ہو جب تمہاری کوکھ میں اوشیانہ کا اگلا تخت نشین ہو،،، ایسا نہیں ہو سکتا،، تم مجھے نہیں ہرا سکتیں،، کوئی بھی تاشہ کوئین کو شکست نہیں دے سکتا،، میں مار ڈالوں گی تم سب کو،،،

وہ شاید اپنی شکست سامنے دیکھ کر پاگل ہو چکی تھی اور ان کی جانب لپکنے لگی۔

لے جاؤ اسے اور سزا کے طور پر سر قلم کر دو اس کا،،

مایا وش نے اوشن کوئین ہونے کے ناطے اپنا پہلا فیصلہ سنایا۔

تاشہ نے روز کی جانب دیکھا۔ مگر اس نے بے تحاشا روتے عائش کے سینے میں منہ دے لیا۔ وہ آکٹوپس تاشہ کو لے گئے۔

مایاوش نے مسکرا کر عائش اور روز کو دیکھا جو اس کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکے تھے۔
اوشن کوئین،،،،،
مایاوش نے جھک کر ان کر سروں پر ہاتھ رکھا۔ انھیں اٹھایا اور اپنے گلے سے لگایا۔

چلو یہاں سے،،، مایاوش نے عائش کی زخمی ہوئی حالت دیکھ کر پانی کی جانب دیکھا۔ وہ وہیل فش پھر سے ساحل کے قریب آئی۔

وہ ان پر سوار ہوئے اور اوشیانہ کی جانب گامزن ہوئے۔

راج اور روشہ فیری ٹوپیا آئے تھے۔ راج ڈریگن بنا فیری ٹوپیا میں اڑا تھا اور وہ بلائیں جو سامر نے فیری ٹوپیا پر چھوڑی تھیلیوں ان کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

exponovels

راج بھاگ کر کنگ ویام تک آیا تھا۔ وہ زخمی تھا مگر ہوش میں تھا۔ صد شکر کے زخم اتنا گہرا نہیں تھا۔

راج نے اس کا سر اٹھا کر گود میں رکھا۔

مجھے معاف کر دیں کنگ راج۔، میری کوئین کو بچا لیں،،، وہ لے گیا میری کوئین کو،، میں اس کی حفاظت نا کر پایا، مجھے معاف کر دیں،،،

ایک فیری ٹوپیا کے کنگ کی آنکھیں نم تھیں۔ راج نے اس کے بندھے ہاتھ کھولے۔ اور تسلی دینے کو اس کو سینے سے لگایا۔

کچھ نہیں ہو گا اسے،، وہ ایک ڈریگن پرنسز ہے،، میری دونوں پرنسز بہت بریو ہیں،، وہ بچ نکلے گی،، میں جانتا ہوں وہ کچھ نہیں بگاڑ پائے گا میری پرنسز کا، ایک مرتبہ اوشن کنگ آ جائے،، پھر مل کر حملہ کریں گے اس پر،، اور اس پر اسے جہنم واصل کر کے ہی سانس لیں گے،،،

راج کی آنکھوں سے شعلے لپکے۔ راج نے اسے سہارا دے کر اٹھایا۔ اور خوب گاہ میں لے جا کر شاہی وید کو بلایا۔

وشہ بھی اسپچینٹرس اور گارڈین فیریز کے ساتھ مل کر زخمی لوگوں کی دیکھ بھال کرنے لگی۔

ماہاویرا بہت بری طرح ڈری تھی جب اس بھیانک شیطان کو اپنی جانب آتے دیکھا۔

دد، دور رہو مجھ سے،،، دور رہو،،، وہ چلائی۔
مگر وہ جو بیڈ کے پاس آ رہا تھا مکروہ قہقہے لگانے لگا۔ اب وہ وہ اس مسہری کے ارد گرد چکر لگا رہاے ھا۔

ماہاویرا بری طرح تڑپ رہی تھی۔ سامر اس کے پیروں کی جانب آیا۔ اور اس کے پاؤں کو چھونا چاہا۔

exponovels

مگرماہاویرا کی رنگ سے نکلنے والے بجلی کے کوندے سے وہ کئی فٹ دوراچھل کر گرا تھا۔ وہ بری طرح چنگھاڑنے لگا تھا۔ پھر لپک کر ماہاویرا کو چھونا چاہا۔

ایک مرتبہ پھر وہ بری طرح ناکام ہو کر دور پٹخ دیا گیا۔ وہ اب بری طرح چنگھاڑنے لگا تھا۔ اس بجلی کے کوندے نے ان چینز کو بھی توڑ دیا تھا۔ وہ جلدی سے اٹھ بیٹھی۔

اب وہ ایک ڈریگن بھی بن چکی تھی۔ اور مسلسل اس شیطان کی جانب دیکھ کر دھاڑنے لگی۔ ماہاویرا نے آگ اگلی تھی۔ ڈھانچے کو آگ دکھی۔ وہ اور بری طرح ادھر ادھر جلتا دوڑنے لگا۔

اب وہ چنگھاڑتا ماہاویرا کو وہیں بند کر کے باہر بھاگ گیا تھا۔

یہ کیا ہو رہا ہے، میں اس پرنسز کو چھو کیوں نہیں پا رہا،، اس کی آگ نے مجھے کیوں جلایا،، وہ میرے جادو سے آزاد کیسے ہو گئی،، میرا جادو اس پر کیوں اثر نہیں کر رہا،،

وہ چنگھاڑ رہا تھا۔

کیونکہ وہ فیری ٹوپیا کی کوئین ہے،، اس کی انگوٹھی کی طاقت توڑ کر ہی آپ اس کے قریب جا سکتے ہیں،، اور ایسا تب ہو گا جب آپ کی طاقت میں اضافی ہوا ہو،،
بلیک وچ بولی تھی۔

میری طاقت بڑھانے کا انتظام کرو،، وہ چلایا اور اپنے چیلوں کو کام پہ لگا دیا۔ جو بھی کرنا تھا جلد کرنا تھا۔

آبدار اس گھاٹی کے باہر کھڑا تھا۔ جسے سمندر میں مردوں کی گھاٹی بولتے تھے۔ یہاں بڑے بڑے جہاز ڈوبے تھے۔ اور سننے میں آیا تھا کہ ڈوبنے والی کئی بدروحوں نے یہاں ڈیرا جما رکھا تھا۔

exponovels

اس گھاٹی میں اترنے والا مم بیش ہی واپس جا پاتا تھا۔

وہ بلا جھجھک اس گھاٹی میں اتر گیا۔ جہاں ٹوٹے پھوٹے بڑے بڑے جہازوں کے باقیات تھے۔ وہ ان جہازوں کے بیچ سے اپنی منزل کی جانب گامزن تھا۔ جب کچھ غیر معمولی احساس ہونے پر اس نے ادھر ادھر دیکھا۔

اس کی پونچھ بھاری ہو رہی تھی۔ جیسے کوئی اسے گہری سطح کی جانب کھینچ رہا ہو۔ آب گھبرایا نہیں۔ بلکہ تیرتا رہا۔

پھر ہزاروں کی تعداد میں ترشول اڑ کر اس کی جانب آرہے تھے۔ وہ پھر بھی نہیں ڈرا۔ جانتا تھا یہ محض اسے ڈرانے کو نظر کا دھوکا ہے۔

وہ ایک جہاز سے اگلے جہاز تک گیا۔ جہاں ملگجے اندھیرے میں اس کئی ڈھانچے جہاز میں پڑے دکھائی دئے۔

exponovels

وہ جانتا تھا ان ڈھانچوں کی آنکھیں میں روشنی ہے اور اس کے کسی اور طرف دیکھنے پر وہ اس کی جانب دیکھنے لگتے ہیں۔

آبدار اطمینان سے آگے بڑھا۔

جب کئی چیزیں تیزی سے آتی اس سے ٹکرانے لگیں اور ایک غصیلی غراہٹ سی سنائی دی۔

جو کوئی بھی ہو چلے جاؤ یہاں سے نہیں تو بے موت مارے جاؤ گے،، یہاں سے کبھی واپس نہیں جا پاؤ گے،،،

اچھا ہمت ہے تو روک کو دکھاؤ وشن کنگ کو،،،

اس کے کہنے کی دیر تھی جب وہ سارے ڈھانچے اس کی جانب لپکے اور اس کی پونچھ کو دبوچ لیا۔

exponovels

آبدار نے اپنے ہاتھ ان کی جانب لہرائے تھے۔ ہاتھ سے نکلنے والے روشنی کے جھماکے نے ان ڈھانچوں کی ہڈیوں کو دور دور تک بکھیر دیا۔

غرض اس کو اپنے راستے سے بھٹکانے کو ہر طرح کا حربہ آزمایا گیا مگر وہ اپنے رستے پر چلتا رہا۔

کچھ دیر بعد ہی بحر مردار کی حدود شروع ہو گئیں۔

جہاں زیر زمین ایک الگ ہی دنیا آباد تھی۔ وہ حد نگاہ انسانی بازو جتنے کانٹوں بھری بیلیں تھیں جو ہر جانب لپٹی ہوئیں تھیں۔ ان میں سے اپنا راستہ نکال کر آگے بڑھنا تھا۔

آب بمشکل ان کانٹوں سے بچ کر آگے بڑھا۔ ان بیلوں کے گھچے کے گچھوں کے بیچ و بیچ وہ پہاڑ کی چوٹی پر وہ سورج کی پہلی کرن سے بنا وہ جادوئی موتی تھا جو اسے حاصل کرنا تھا۔

وہ اس چوٹی کے قریب ہی پہنچا تھا کہ بھونچال سا آ گیا۔ ان نوکیلی بیلوں نے اپنے بڑے بڑے کانٹے آبدار کی جانب اچھالے تھے۔ آبدار نے اپنے گرد ایک بلبلے کی مانند حفاظتی حصار قائم کیا۔

اب وہ کانٹے اس حصار سے ٹکرا ٹکرا کر دور گر رہے تھے۔ آبدار اطمینان سے اس چوٹی تک پہنچا۔ اور سیپ میں سے وہ چمکتا موتی اٹھا لیا۔

اس کے موتی اٹھانے کی دیر تھی کہ پانی میں دھماکے سے ہونے لگے۔ زمین جیسے ابل ابل کر ہر چیز کو اپنے اندر دبوچ لینا چاہتی تھی۔ وہ بیلیں ٹوٹ ٹوٹ کر دلدل نما کھائی میں گرنے لگیں آب جلدی سے وہاں سے نکلا تھا۔

بحر مردار سے نکل کر وہ پھر مردوں کی گھاٹی میں آیا تو آگے ایک اور امتحان اس کا منتظر تھا۔ وہ گھوم کر رہ گیا۔ کیونکہ چاروں سمتوں میں اسے وہی راستہ دکھائی دے رہا تھا جو اوشیانہ کی جانب جاتا تھا۔ ان چھلاووں نے اس کا راستہ ہی الٹ دیا تھا۔

exponovels

وہ تذبذب کا شکار رہا۔ مگر پھر زہن میں اپنی کوئین سے مخاطب ہوا۔

میں راستہ بھٹک گیا ہوں کوئین، مجھے آواز دے کر راستہ دکھائیں،،،
اس نے آنکھیں بند کر کے اس دشمن جاں کو یاد کیا۔

آب،،،،،،،،،،،،،
ان چاروں سمتوں میں ایک سمت سے میٹھی سی پیاری آواز آئی اور اس کی احساسات سے ٹکرائی۔
وہ گہرا مسکرایا۔ اور اب بلا جھجھک اسی جانب چل پڑا جہاں سے وہ آواز آئی تھی۔

وہ اوشیانہ کامیاب لوٹا تھا۔ لوگ ایسے خوش تھے جیسے جشن کا سماں ہو۔ وہ لوگوں کو تسلی دیتا کہ جلد کوئین کو لے کر لوٹے گا لنکیانہ ساحل پر اپنے ہٹ میں آیا۔

جہاں پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق انھیں اپنا اپنا کام پورا کر کے اکٹھا ہونا تھا۔ اور جہاں اس نے باقی کی تین چیزیں چھپائیں تھیں۔

exponovels

وہ ہٹ میں آیا تو مایا وش بھاگ کر اس کے سینے سے لگی تھی۔ وہ کافی دیر اسے سہی سلامت اپنے سامنے پا۔ کر اسے محسوس کیئے گئی۔ جب عائش نے گلا کھنکارا اور وہ لال ٹماٹر ہوئی اس سے الگ ہوئی۔

عائش اور روز بھی اس کے سینے سے لگے۔

عائش تم ٹھیک تو ہوناں میرے بھائی،، آب نے اسے گھما پھر کر دیکھا۔ اس کے سینے پر زخم تھے جو مایا وش اپنے جادو سے ٹھیک کر چکی تھی۔

میں بلکل ٹھیک ہوں،، اور جونئیر آب نے اپنے چاچو کے زخم ٹھیک کر دیئیے،، آب میں بہت خوش ہوں،،،

خوشی عائش کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔ مایا وش سرخ چہرا لیئے چہرا چھپا گئی تو وہ دونوں قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

مگر ابھی کہاں ابھی تو اور امتحان باقی تھے۔ اس نے چاروں چیزیں ایک ساتھ رکھیں تھیں۔

سراب کی انگھوٹی نے ڈھال کی شکل اختیار کی تھی۔

محبت کے ماپ،، اوشیانہ کے کراؤن کے بلو کرسٹل اور اس موتی کی پرورش اکھٹی ہوئی تھیں۔ اور ایک تلوار میں بدل گئیں۔ جس کی روشنی جیسے پوری کائنات میں پھیل گئی تھی۔

مایاوش نے وہ ڈھال تھامی۔
آبدار نے وہ تلوار لی۔
دونوں نے خود میں بے پناہ پراسرار طاقتیں سرایت کرتی محسوس کیں تھیں۔
مایاوش اس سامر کی قید اور جادو سے آزاد ہوگئ۔ کہ اس کی سیاہ پڑتی آنکھیں اب اپنی اصل سنہری شکل میں واپس آچکیں تھیں۔

آبدار نے ہوا کو چیرا تھا۔ جس میں سے اب ایک بلیک ہول بن گیا تھا۔

exponovels

یہ فیری ٹوپیا کا رستہ ہے چلو سب،،،اس شیطان اور اس کی چڑیل کا جہنم میں جانے کا وقت ہوا چاہتا ہے،،

آب نے پراسرار طریقے سے کہا۔ اور وہ چاروں اس بلیک ہول میں داخل ہو گئیے۔

فیری ٹوپیا میں ان کا پرتپاک استقبال کیا گیا تھا۔ کیونکہ سوارڈ آف لائٹ کی چمک نے پورے فیری ٹوپیا کو چندھیا دیا تھا۔ راج وشہ، ایلا اور ازلان یہیں موجود تھے۔

وہ محل میں کنگ ویام کی خواب گاہ کی جانب بڑھے تھے۔

مایاوش کی پیاسی، حسرت بھری نگاہوں سے تواتر سے آنسو بہہ رہے۔ برسوں بعد اپنے مما بابا کا چہرہ دیکھنا تھا۔ ان کے روبرو آنا تھا۔

exponovels

خواب گاہ کے باہر ہی کنگ راج اور وشہ کھڑے تھے۔ مایا وش دم بخود سی ادھر ہی کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔

راج اور وشہ کے چہرے اسے ٹھیک اپنے سامنے دیکھ تمتما اٹھے۔ آب، عائش اور روز مسکراتے آگے بڑھے اور ازلان اور ایلا کے سینے سے لگے۔

مایا وش کے قدم وہیں تھم چکے تھے۔ راج اور وشہ ہی آگے بڑھے اور اسے خود میں بھینچ لیا۔

مایاوش،، میری بچی،،، وشہ بھی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ مایا تو پہلے ہی ان کے سینوں سے لگ کر بکھر رہی تھی۔

ماما،، بابا،،،،، آخر مایاوش کے کپکپاتے ہونٹوں سے برسوں کے بعد تڑپتی پکار سننے کو ملی تو راج اور وشہ تڑپ ہی گئے۔ تبھی بے اختیار ہو کر اپنی پرنسز کو چوما تھا۔

یہ منظر دیکھ کر وہاں کھڑے ہر شخص کی آنکھیں اشکبار ہوئیں تھیں۔ کنگ ویام بھی اب دھیمے قدموں سے چل کر باہر آن پہنچا تھا۔

exponovels

لیکن کوئی تو تھا جو یہ آنسو زیادہ دیر برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ تبھی آب آگے بڑھا تھا۔ اور راج کو دیکھ کر اس پاگل ڈریگن کو اچھے سے پہچان بھی گیا۔

ہیلو سر،،، آج آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی،،، آب کے لہجے میں شرارت تھی۔

راج چونکا تھا اور اس نوجوان کی جانب دیکھا جس کے اپنی کوئین کے لیے جنون نے پہلے دن سے ہی اسے بہت متاثر کیا تھا۔ اور وہ لکی گرل اس کی اپنی پرنسز نکلے گی۔ انداز نہیں تھا۔

راج نے اسے سینے سے لگایا۔
کوئین وشہ،،، اپنے داماد سے ملئے۔جس کی محبت کر چرچے ان ساری دنیاؤں میں دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں،،
راج بھی کونسا کم تھا ماحول کو ہلکا پھلکا کرنے کو چٹکلا چھوڑا تو مایا وش نے دوبارا ماں کے سینے میں منہ چھپا لیا۔

مگر کچھ یاد آنے پر وہ جھٹکے سے ان سے الگ ہوئی۔

بابا ماہاویرا،، میرج گڑیا ماہاویرا کدھر ہے،،،
مایاوش کی متلاشی نگاہیں ادھر ادھر بھٹکیں۔ راج اور روشنہ تو کچھ بول بھی نہیں پائے۔ مگر وہاں ابھی ابھی آئی اینچینٹرس نے مایاوش کے سر پر بم پھوڑا۔

اسے سامر لے گیا مایاوش،،، اور اب وہ جو اسے حاصل نہیں کر سکا تو اب ایک شیطانی چلا کاٹ رہا ہے ماہاویرا کو حاصل کرنے کو،،،

اینچینٹرس نے کہا تھا۔ لہجے میں اداسی تھی۔ کنگ ویام نے یہ سن کر پہلو بدلا۔ غم و غصے سے مایاوش کا تمام خون نچڑ کر اس کے چہرے پر آیا تھا۔

آپ چلیں،، جلدی کریں،، وقت نہیں ہمارے پاس،، اس شیطان کا گندا سر قلم کرنے کا وقت آن پہنچا ہے،،

exponovels

مایا وش چلائی تھی۔ مگر آب سنجیدگی سے اسے دیکھے گیا۔

ہم سب جائیں گے کوئین،، مگر آپ نہیں،،
آب نے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں سے تھام کر حتمی لہجے میں کہا تو مایا وش کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔
جبکہ وہاں پر موجود ہر فرد آب کے اس اچانک فیصلے پر حیران ہوا تھا۔ سوائے عائش اور روز کے۔

کیوں آب،،، میں کیوں نہیں جاؤں گی،، آپ ایسے کیسے بول سکتے ہیں جبکہ جانتے ہیں کہ اگر سوارڈ آپ کے پاس ہے تو ڈھال میرے پاس،، اور ان دونوں کے بغیر آپ کو کس قدر خطرہ ہے ادھر،،

مایا وش پھٹ پڑی تھی۔

exponovels

میں آپ کے ساتھ اس ننھی سی جان کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا مایاوش،، سمجھیں پلیز مجھے،،،

آبدار نے اب کی بار جب واضح الفاظ میں کہا تو ازلان ،ایلاراج اور وشہ کے چہرے کھل اٹھے تھے۔

اینچینٹرس بھی گہرا مسکرا دیں تھیں۔

لیکن،،،مایاوش نے بات کرتے اچانک ان سب کی جانب دیکھا تھا۔ آبدار کو بھی ہوش آیا تھا۔ اور سب کی جانب دیکھا۔

مبارک ہے یہ گھڑی،،ازلان نے ایک مرتبہ پھر آب کو سینے سے لگایا تھا۔ ایک مرتبہ سب نے پھر مایاوش کو پیار کیا۔

آپ خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں اوشن کنگ،، کچھ نہیں ہوگا اوشیانہ کے اگلے آنے والے جاں نشین کو،،جبکہ اس جنگ میں آپ کے ساتھ آپ کی کوئین کا ہونا لازم ہے،،یہ

exponovels

آپ جانتے ہیں،، اب زیادہ بحث مت کریں، اب دشمن سے سامنا کرنے کا وقت ہوا چاہتا ہے،،،

اینچینٹرس نے آبدار کو بول کر یہ بحث سمیٹی تھی۔

راج، وشہ، آبدار، مایا وش،، ویام، عائش ایلا،، اور اینچینٹرس اپنی پوری طاقت اور تیاری کے ساتھ محل سے باہر نکلے تھے۔

جبکہ روزوہیں ازلان کے پاس تک گئی تھی۔

وہ جسے اطلاع مل چکی تھی کہ فیری ٹوپیا کے محل سے اس کی بارات نکلی ہے۔ غم و غصے سے پاگل ہوچکا تھا۔

اپنے شیطان جادوگروں، عجیب ہیت کی بلاؤں اور بدروحوں بھوتوں کی فوج تو وہ پہلے ہی تیار کرچکا تھا۔ بلیک وچ اس کے کندھے پر کھڑی تھی۔

اسے بھلا کیا فکر تھی۔ اور رہی بات سوارڈ آف لائٹ کی تو وہ بس قصے کہانیاں ہی تو تھیں۔
بھلا اسے آج تک کون بنا پایا تھا۔

سامر نے اپنا چلا جاری رکھا۔ کالی پاتال کا یہ سیاہ پہاڑ تھا۔ جس کے آس پاس وہ شیطان
کے چیلے،، جن بھوتوں کی حد نگاہ پوری فوج کھڑی تھی۔

مگر آبدار اور اس کے ساتھی تیزی سے آگے بڑھا تھا۔
وشہ، مایا وش اور راج ڈریگن بن کر اڑے تھے۔ آگ اگل کر ان چیلوں کو خاکستر کر رہے
تھے۔ ایک عرصہ اس شیطان نے آبدار کی کوئین کو قید میں رکھا اور تکلیفیں پہنچائیں۔

آج وہ ان سب کا حساب لینے آن پہنچا تھا۔

آبدار نے زمین کی جانب اشارہ کیا جو کہ پھٹ چکی تھی۔ اس میں سے نکلنے والے پانی نے
ان بدروحوں کو بدحواس کر دیا تھا۔

عائش اور آب اس پانی میں تیر کر دشمنوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔

ایپنجینٹرس اور ویام اپنی میجک سٹک سے ان پر وار کر کے انھیں جلا کر بھسم کر رہے تھے۔

ماہاویراجو اس عجیب سے کمرے میں بند تھی۔ عجیب قسم کی چیخ وپکار پھر ڈریگن کی دھاڑ تھی جسے سن وہ ایک طرف بے چین ہوئی۔ مگر دل کو بھی سکون آیا۔

اب وہ بھی ڈریگن بن کر اس دروازے پر آگ اگلنے لگی تھی۔

باہر ایک بھونچال سا برپا تھا۔ ہر طرح آگ ہی آگ بھڑکی ہوئی تھی۔ آج تو پانی بھی آبدار کے حکم سے پیٹرول کا کام کر رہا تھا۔ اور سامر کی فوج تیزی سے ختم ہو رہی تھی۔

یہ دیکھ بلیک وچ کے چہرے پر ہوائیاں اڑیں تھیں۔ مگر سامر کے اطمینان میں فرق نہیں پڑا تھا۔

exponovels

ارے سامر،،، وہ تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں،، ہمارے چیلے مر رہے ہیں،،،،

بلیک وچ نے اسے ایک منحوس خبر سنائی۔ اس کا چلہ مکمل ہوچکا تھا۔ اب اسے بس اس پرنسز پر قابو پانا تھا۔ تبھی وہ اس کمرے کی جانب بھاگا تھا۔

ماہاویرا جو اس دروازے کو تقریبا پگھلا ہی چکی تھی۔ سامنے سے وہ شیطان جادوگر جن آتا دکھائی دیا۔ اس نے اس کی جانب رخ کر کے آگ اگلی۔ مگر اب اس پر اس آگ کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

سامر نے اپنی ہیت بدلی۔ اور اس بے بی ڈریگن کو گردن سے دبوچ لیا۔ ماہاویرا اس کی گرفت میں بری طرح پھڑپھڑائی۔

مگر یہ سامر کے جادو کا اثر تھا کہ وہ جلد ہی اپنے انسانی روپ میں واپس آگئی۔ اب اس خبیث جن نے اس مسہری پر پٹخا تھا۔

exponovels

جب مایا ویرا کا کوئی وار اس جن پر اثر انداز نا ہوا تو اس کے بھی اوسان خطا ہوئے تھے۔

اس سامر نے اس کے پاؤں دبوچے۔

ویام،،،،،،،،،،،،

ماہا ویرا کے منہ سے چیخ برآمد ہوئی۔

مایا وش جو کہ کچھ بھدی شکل کی بلاؤں سے لڑ رہی تھی۔

بلیک وچ چپکے سے جادوئی خنجر لے کر اس کی پیٹھ پیچھے سے آگے بڑھی۔

ابھی وہ مایا وش پر وار کرتی کہ اس کے اور مایا وش کے درمیان راج اترا تھا۔ انسانی شکل میں واپس آتا بلیک وچ کو بالوں سے پکڑا تھا۔

اس کا دھڑ جو ناگن بنا ہوا تھا۔ بری طرح بل کھانے لگا۔

exponovels

میرے ماں باپ کو تو قتل کیا تھا تم نے بلیک وچ ،،اب میری پرنسز کو ہاتھ لگا کر دکھاؤ،،
چلو آج برسوں پرانا حساب کتاب برابر کرتے ہیں،،،،مایاوش،،

راج نے مایاوش کو آواز دی تھی۔
موت سامنے دیکھ کر وہ مکروہ قہقہے لگانے لگی تھی۔

یہ مارے گی مجھے،،ارے اسے تو میں نے پال پوس کر بڑا کیا ہے،،یہ مارے گی مجھے،،،

مایاوش نے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا۔جو یہ سمجھ رہی تھی ایسے ایموشنل اور اوچھے ہتھکنڈے آزمانے پر آج وہ بچ جائے گی۔

مایاوش نے وہ ڈھال بلیک وچ کے سامنے کی۔اور اپنی آنکھیں بند کیں۔
بلیک وچ کی مکروہ چیخیں گونجنے لگیں۔کیونکہ وہ ڈھال اب اس چڑیل کی ساری طاقتیں چوس رہی تھی۔۔

ڈھال اس کی ساری طاقتیں چھین چکی تو انھیں تو کچھ کرنا ہی نہیں پڑا۔ وہ خود ہی راکھ کا ڈھیر بن گئی۔ بلکہ راکھ بھی آگ میں بھسم ہو کر ہوا میں معلق ہو گئی۔

ایک خبیث چڑیل کا تو دردناک انجام ہو چکا تھا۔ اب اس جن کی باری تھی۔ کہ تبھی ان سب کو ماہا ویرا کی چیخیں سنائی دیں۔ تو سب اسی جانب لپکے۔ کہ ان چیلوں کا تو خاتمہ تقریباً کر ہی چکے تھے۔

ویام جب اپنے نام کی پکار سن کر اس کمرے میں آیا تو اگلا منظر دیکھ کر وہ غم و غصے سے پاگل ہوا تھا۔ وہ شیطان ماہا ویرا کے پاؤں دبوچے اس پر حاوی ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔

ویام نے اپنی میجک سٹک سے اس پر وار کیا۔۔ اور مسلسل اس پر وار کرتا رہا۔ سامر نے ان سب کو اسی جانب آتے دیکھ ماہا ویرا کو گلے سے دبوچ کر اپنے سامنے کر کے اپنی ڈھال بنایا تھا۔

exponovels

راج ،وشہ ،مایا وش اینچینٹرس ،عائش ٹھیک اس کے سامنے کھڑے تھے۔

اس نے ان پر وار کیے جو خالی لوٹے۔

اب حملہ کرو مجھ پر،،، میں تو مروں گا مگر ساتھ اسے بے بی ڈریگن کو بھی لے کر مروں گا،،،،

وہ مسلسل ماہاویرا کا گلا گھونٹ رہا تھا۔ دوسرے ہاتھ میں زہر میں بجھا زہریلا خنجر تھا۔ جو وہ ماہاویرا کے پہلو سے لگایا کھڑا تھا۔

آب پانی میں تحلیل ہوا سامر کے پیچھے سے زمین میں نکلا تھا۔ اس نے راج کو اشارہ کیا۔ اب بس انھیں اس کا دھیان بٹانے تھا۔

چھوڑدو اسے سامر،، ہوسکتا ہے تمھاری موت تھوڑی آسان ہوجائے،،،

راج پھنکارا تھا۔

اچھا،،اور کون ہے جو مجھے ختم کر سکے،،اس پرنسز کو ساتھ لے کر مروں گا،،،،راستہ دو نہیں تو اس کی گردن کی ہڈیاں چٹخا دوں گا،،

ماہاویرا اس غلیظ جن کی قید میں بری طرح مچل رہی تھی۔

میں دوں گا تمھیں دردناک موت،،جیسے ابھی ابھی تمھاری بہن کو دی،،،چچ چچ چچ دیکھو بیچارہ کی راکھ تک نا بچی،،

راج نے تمسخرانہ سا کہا۔

نہیں،،اسے میرے علاوہ کوئی نہیں مار سکتا،،،

سامر غصے سے چنگھاڑا۔ اور یہی وہ لمحہ تھا جب اس کی ماہاویرا پر گرفت کمزور پڑی۔ ماہاویرا نے اپنی پاورز سے اسے آگ دکھائی۔ وہ جھنجھنا اٹھا۔ ماہاویرا اس سے دور ہوئی۔

مایاوش نے وہ ڈھال اس کے سامنے لہرائی۔ ایک مرتبہ پھر بجلی کے کوندے سامر میں سے نکل کر ڈھال میں جذب ہوئے تھے۔ اور اس کی ساری طاقت چلی گئی۔

پیچھے سے آب نے وہ تلوار اس کے دل میں گھونپی تھی۔ کیونکہ سامر تب ہی مرتا جب سوارڈ آف لائٹ اس کے دل کو چیرتی۔

تلوار اس کے دل میں گھونپتے ہی وہاں جیسے زلزلہ آیا تھا۔ سامر راکھ بن چکا تھا۔ اور وہاں موجود ہر چیز تہس نہس ہو رہی تھی۔

ہمیں جلد یہاں سے نکلنا ہوگا،، آب نے کہا۔ سب نے سر ہلایا۔
راج، وشہ، مایا وش اور ماہا ویرا ڈریگن بن کر اڑے۔ اینچینٹرس اور ویام بھی ان کے ساتھ اڑ گئے جب کہ عائش، ایلا اور آب زیر زمین پانی بن کر زمین میں تحلیل ہو گئے۔

راون کی لنکا پوری طرح جل کر تہس نہس ہو چکی تھی۔

وہ فتح یاب ہو کر بڑی شان سے واپس لوٹے تھے۔ آج ان کے سب دشمن تمام غدار صفحہ ہستی سے پوری طرح مٹ چکے تھے۔ فنا ہو گئے تھے۔ رکھ ہو گئے تھے۔

سچائی سے ٹکرا کر جھوٹ، نفرت ظلم ہمیشہ پاش پاش ہی ہوا ہے۔ اور سچ ہمیشہ بڑی شان سے فتح یاب ہوا ہے۔

فیری ٹوپیا میں ہر طرف جشن کا سماں تھا۔ وہ لوگ تخت کے آس پاس کھڑے تھے۔ اور لوگ ان پر پھول برسا کر اپنی عقیدت اور خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔

ایپنچینٹرس نے اپنے میجک سے فیری ٹوپیا کی ہر تباہ کی گئی چیز ٹھیک کر دی تھی۔ ہر چہرے پر خوشی کی ایک خاص چمک تھی۔

وشہ راج کے پہلو میں کھڑی تھی۔

ایلا ازلان کے ساتھ

مایا وش آب کے پہلو میں تھی،

روز عائش کے پہلو میں

exponovels

جبکہ ماہاویرا نے چور نگاہوں سے دیکھا۔ وہ ماہاویرا سے کافی دور ایچینٹرس کے پاس سپاٹ چہرا لیے کھڑا جیسے کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا۔

اس نے ایک آدھی بار بھی ماہاویرا کی جانب پیش قدمی کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔
حالانکہ سامر سے آزادی پانے کے بعد سب نے اسے گلے سے لگا کر پیار کیا تھا۔

اس سڑیل کنگ کے دماغ میں آخر چل کیا رہا ہے،، ماہاویرا نے اسے گہری نظر سے جانچتے سوچا۔ جبکہ اس کی یہ گوہر افشانیاں وہ اچھی طرح سن رہا تھا۔ وہ خود پر مسلسل نگاہوں کی تپش محسوس کر کے بھی اپنی جگہ پر بے نیاز سا جما کھڑا رہا۔

ویام نے جشن کا اعلان کیا تھا۔
شاندار دعوتِ عام کا اہتمام کیا گیا تھا۔ تمام فیری گارڈین اپنے لوگوں کو کا خیال رکھ رہی تھیں انھیں ڈرو کر رہی تھیں۔

exponovels

وہ سب لوگ بھی شاہی دستر خوان پر ایک ساتھ بیٹھے تھے۔ آب کی وارفتہ نگاہیں بار بار مایا وش پر اٹھ رہی تھیں۔ عائش بھی مسلسل بے شرموں کی طرح روز کی جانب متوجہ تھا۔

بڑے اپنی خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

ماہا ویرا نے دیکھا۔ اس نے بس برائے نام کھایا۔ ان سب کا ساتھ دینے کو۔ پھر وہ منظر سے غائب ہو گیا تھا۔

شاندار دعوت کے بعد ان سب نے ایپخینٹرس سے واپس لوٹنے کے لیے رخصت لی۔ ماہا ویرا نے اس کی تلاش میں ہر طرف نگاہ دوڑائی۔

ایپخینٹرس جھجھکتی ماہا ویرا کے قریب آئی تھی۔ اور اس کے ہاتھ تھامے۔

)آخر بلی تھیلے سے باہر آ ہی گئی(

exponovels

ماہاویرا آپ اپنے مما بابا کے ساتھ ڈریگن لینڈ واپس لوٹ جائیں،، یہ کنگ ویام کا فیصلہ ہے،، ان کا یہ کہنا ہے کہ وہ آپ کی حفاظت نہیں کر پائے تو وہ آپ کو ڈیزرو نہیں کرتے،،

اینچینٹرس کے ہر لفظ پر ماہاویرا کی آنکھیں حیرت و صدمے سے پھیل گئیں تھیں۔
اینچینٹرس کے ہر لفظ نے اسے بے جان کیا تھا۔ اور اس کا سفید پڑتا چہرا دیکھ وہاں سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔

راج نے آگے بڑھ کر کچھ کہنا چاہا۔
لیکن اینچینٹرس آپ،،،،،

چلیں ڈیڈ،،، چلیں یہاں سے،،، ماہاویرا نے سرد و بے تاثر چہرے کے ساتھ کہا تو راج کو حیرت ہوئی۔

لیکن پرنسز،،

میں نے کہا ناں چلیں ڈیڈ"، ماہاویرا نے آنکھیں بھینچ کر راج سے کہا تھا۔ ایپچنٹرس بھی غور سے اسے دیکھے گئی۔ وہ جو یہ سب سن رہا تھا۔ ازیت کی انتہا سے اپنے لب بھینچ لیے۔

وہ لوگ خاموشی سے محل سے باہر آئے تھے۔ اور سب بلیک ہول سے ڈریگن لینڈ چلے آئے۔

ڈریگن لینڈ میں جیسے خوشیاں محوِ رقص تھیں۔ ازلان، ایلا، عائش اور روز واپس لوٹ گئے تھے۔ آب اور مایاوش ڈریگن لینڈ میں کنگ راج اور روشہ کے پاس ہی تھے۔

اب بھی رات کے کھانے کی ٹیبل پر مایاوش چہک رہی تھی۔ وہ اپنے اتنے برسوں کے رہے سہے لاڈ اٹھوانے میں مگن تھی۔ مایاوش، راج اور روشہ کے پلو سے مسلسل بندھی ان کی جان ہی نہیں چھوڑ تھی۔ اور آب ٹھنڈی آہیں بھر رہا تھا۔

آب جو خاموشی سے بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا ایک سرد سی آہ بھری۔ جس کے نخرے ختم ہونے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

کوئین ہمیں لوٹنا ہوگا،، اوشیانہ کو دوبارا بسانے والی بات ہے، اور لوگوں کو ان کے کنگ اور کوئین کی ضرورت ہے تو ہم واپس چلیں،،،
آب نے آخر اپنا مدعا بیان کر ہی دیا۔

آب پلیز پلیز آپ چلیں جائیں ناں،، بس دو دن اور میں مما بابا کے ساتھ گزار لوں، پھر لوٹ آؤں گی ناں،،،
مایاوش نے ایسے حسرت بھرے لہجے میں کہا تھا کہ راج اور روشہ بھی اس کی تائید کرنے لگے۔

ٹھیک ہے تو میں چلتا ہوں،،،

For more visit (exponovels.com)

آب کے دل پر چھریاں چلیں تھیں۔ سچ تو یہ تھا کہ اب اسے شدید قسم کی جیلسی فیل ہو رہی تھی۔ اس نے شکایتی نگاہوں سے اپنی ظالم کوئین کو گھورا۔ مگر اس سے زیادہ تو اس نے مسکین سی شکل بنا لی تو آب دل میں اپنی کوئین کے ہوش ٹھکانے لگانے کے ارادے باندھتا وہاں سے نکل آیا۔

وہ اپنے کمرے کی کھڑکی پر سرخ شاہی لباس میں سوگوار اداس سی کھڑی تھی۔ کسی نے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ بلکہ سب اس کا جی بہلانے کی کوششیں کرتے رہے تھے۔ اور سب کے ساتھ وہ نارمل ہی رہی مگر اس کی آنکھوں کی ویرانی اور اداسی تھی جو کسی سے چھپی نا رہی سکی تھی۔ راج نے بھی کوئی بات نہیں کی۔ وہ ان دونوں کنگ اور کوئین کو ایک دوسرے کی اہمیت سمجھنے کے لیے موقع دینا چاہتا تھا۔

گہری رات تھی اور وہ اپنی کھڑکی پر کھڑی تھی۔ پھر کچھ سوچ کر باہر آئی جہاں راج، وشہ اور مایا وش بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

ڈیڈ میں رائیل گارڈن میں جا رہی ہوں تازہ ہوا کھانے،،،، ماہا ویرا نے کہا تو سب نے اسے بغور دیکھا۔

شیور پرنسز،،، راج نے نرمی سے کہا۔

وہ دھیمے سے چلتی رائیل گارڈن آ گئی۔ دل کی بے چینی حد سے سوا تھی۔ کتنا ظالم تھا وہ پاگل شخص۔ ہر مرتبہ اس پر اپنا فیصلہ تھوپ کر بری الزمہ ہو جاتا تھا۔

جب پہلے خود کے پاس رکھا تو وہ بھی زبردستی۔
اب خود سے دور کر دیا تو وہ بھی زبردستی۔ پہلے دور جانا چاہتی تو تو قریب کر لیتا تھا اب جبکہ،،،،،،،،،،،

اس پاگل کنگ کو جا کر کون سمجھاتا کہ اس کی محبت کی طاقت تھی کہ وہ جن اسے چھو تک نہیں سکا۔ نہیں تو اس جن کی پاورز تو اتنی تھیں کہ اس کو کوئی چیز بھی نہیں ہرا سکتی تھی۔

وہ غائب دماغی سے رائیل گارڈن کی اسی دیوار کے پاس آن پہنچی تھی۔ جہاں سے ایک مرتبہ وہ ظالم اسے اپنے پاس اڑا لے گیا تھا۔
دل کی بے چینی حد سے سوا ہو ہوئی تو ڈریگن بن کر اڑی اور دیوار پار کر گئی۔

اور پھر ایسا ہوا کہ نا چاہتے ہوئے بھی اس کے قدم اسی وادی میں چشمے کے پاس آ کر رکے جہاں وہ بے چین ہو کر اس سے ملنے آیا تھا۔ وہ وہیں نرم گھاس پر بیٹھتی چلی گئی۔

ایک تنکے سے گھاس ادھر ادھر کرنے لگی۔ پھر دل کا درد آنکھوں سے بہنے لگا۔ وہ گھٹنوں میں منہ دیئے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

اور ویام کا جو دل درد سے خون نچڑ رہا تھا۔ اس کی جدائی پر نڈھال آدھ موا ہوا تو ڈریگن لینڈ چلا آیا۔ ان دو دنوں میں اسے اچھی طرح باور ہو چکا تھا کہ وہ اپنی کوئین کے بغیر ایک پل ایک لمحہ بھی نہیں رہ پائے گا۔ جبکہ اینچینٹرس نے اسے سمجھایا تھا کہ اس کی محبت کی طاقت نا ہوتی تو ماہا ویرا کبھی زندہ سلامت واپس نا آتی۔

exponovels

محل میں اس کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ مگر وہاں سے پتہ چلا وہ رائیل گارڈن گئی ہے۔ وہ وہاں سے کنگ راج کو بول آیا کہ وہ ماہ ویرا کو لے جانے آیا ہے۔ اور باہر نکل آیا۔ مگر وہ جانتا تھا کہ وہ رائیل گارڈن میں نہیں ہوگی۔ اور پھر اس کے شک کی تصدیق بھی ہو گئی۔

اب وہ درخت کی اوٹ سے اسے روتا دیکھ رہا تھا۔ ماہ ویرا کو عجیب سا محسوس ہوا تو اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ وہ ٹمٹماتے جگنو ہزاروں کی تعداد میں اس کے آس پاس محو رقص تھے۔

وہ چونک گئی۔ یہ جگنو تو تب آتے تھے، ایسا تو تب ہوتا ہے جب کوئی شاہی جوڑا ایک دوسرے کے پاس ہو۔ مطلب وہ یہیں تھا۔
ماہ ویرا کے تن بدن میں آگ لگی۔ جھٹکے سے اٹھ کر واپس جانا چاہا۔ جب پیٹھ پر سے اس نے اس کے گرد بازو حمائل کر کے اسے اپنی گرفت میں لیا۔

چھوڑیں مجھے،، وہ پھنکاری۔

exponovels

نو کوئین ،،،اب نہیں ،،،کوئی ناراضگی نہیں ،،کوئی جدائی نہیں ،،تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے ،،شاید وہ بھی یہاں پہ ادھورارہ جانے والے ملن کو پورا کرنے کی خواہش مند ہے کوئین ،،،،

یہ وقت ،،یہ جگہ ،،یہ خاموشی ،،جادوئی بھکے لمحے یہ جگمگاتے جگنو اس بات کہ گواہ ہیں کہ یہاں پر ادھورارہ جانے والا ملن پورا کیا جائے ،،،

یہ بول کر ویام نے اپنے ہونٹ اس کی پچھلی گردن پر رکھے تھے ۔

ماہاویرا لرزا ٹھی ۔ زبان تالو سے چپک گئی ۔کیونکہ اس کے مسلسل پچھلی گردن اور کندھوں پر سفر کرتے ہونٹ ماہاویرا کی جان نکال رہے تھے اسے بے بس کر رہے تھے ۔

ویام نے جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب گھمایا ۔ اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر کے اپنی منمانیاں شروع کر دیں ۔

ویام،،،،،،،،،،،، ماہاویرادھونکنی کی طرح چلتی سانسوں کے بیچ اتنا ہی بول پائی۔ مگر ویام نے اسے بولنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ تبھی اس کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھے تھے۔

لمحے فسوں خیز تھے۔ وہ جگنوان کے آس پاس منڈلانے لگے۔ ماہاویرااس کی باہنوں میں موم بن کر پگھلنے لگی۔

ویام نے نرم گھاس پر لیٹ کراس کو سراپنے سینے پر رکھا تھا۔ ویرا کا پوراوزن پھراس کے سینے پر آیا تھا۔ ویرانے اس کے کندھے تھامے۔ وہ گہرا مسکرایا۔
جو سوچ رہی ہیں کر گزریں کوئین،،، جزبوں سے بوجھل بھاری گھمبیر آواز پر ماہاویرا جھکی اور اس کے چہرے کا ایک ایک نقش چوما۔

کانٹ لیوود آؤٹ یو،،، ماہاویرااس کی گردن میں منہ دے کر بول کراپنی بے بسی پر پھر سسک پڑی۔
ویام نے جھٹکے سے کروٹ بدلی تھی۔ اور پوری طرح اس پر حاوی ہوا۔

میں بھی،،، ہلکا سا اس کے ہونٹوں کو عقیدت سے چھو کر ویام نے حال دل بیان کیا۔

جھوٹ،،،،،، ماہا ویرا نے ناراضگی سے کہا۔

سچ،،، اور اب آپ نے اظہار کر ہی دیا ہے کوئین تو بقول آپ کے اس پاگل کنگ کا پاگل پن برداشت کرنے کے لیے بھی تیار ہو جائیں،،،

ویام کی بوجھل آواز ماحول کو بے خود اور مدہوش بنا رہی تھی۔ ویام کے پروں نے انھیں اپنی آغوش میں لیا تھا۔

ویام نے ویرا کے بکھرے وجود کو خود میں سمیٹا تو ماہا ویرا نے اس سے گھبرا کر اسی کے سینے میں منہ چھپا لیا۔

وہ جگنوؤں جگمگاتے اس حسین ملن کے گواہ بن گئے۔ چاند جو اپنے پورے جوبن پر تھا وہ بھی شرما کر بادلوں کی اوٹ میں چھپ گیا۔

exponovels

مایاوش دیر رات کے بعد اپنے کمرے میں آئی تو تھکن سے چورا پنے بیڈ پر لیٹی۔

ابھی لیٹ کر آنکھیں بند ہی کیں تھیں کہ اپنے پہلو میں گدگدی سی محسوس ہوئی۔ وہ اچھل کر اپنی جگہ پہ اٹھ بیٹھی۔

ی،،یہ،،،

اب کی بار دوسرے پہلو میں گدگدی محسوس ہوئی تو وہ مچل گئی۔ یہ یقیناً اس کی شرارت تھی۔

آپ پلیز تنگ مت کریں،،،، وہ دل میں اس سے مخاطب ہوئی جو یقیناً وہ سن کر مسکرایا تھا۔

مایاوش جھنجھلا کر بیڈ پر لیٹ گئی۔

کچھ دیر تک کچھ نا ہوا۔ مایاوش نے سکھ کا سانس لیا۔ مگر پھر کچھ ہی دیر بعد بیڈ پانی کی سطح کی طرح لہرانے لگا۔

او نو،،،اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی۔ مایاوش بیڈ میں سے ہی پانی کی گہرائی میں سیدھا آب کی بانہوں میں گری تھی۔

آب،،،،وہ اسے اس قدر بہکے انداز میں خود کو دیکھتے لرز ہی تو گئی۔
کیا سزا دوں آپ کو کوئین مجھے اتنا تنگ کرنے کے جرم میں،،،

وہ اسے تیرتا ہوا ایک جانب لے کر گیا۔ جبکہ مایاوش کو اس کے تیور دیکھ کر ہی اپنی شامت آئی لگ رہی تھی۔

آب میں تھک گئی ہوں پلیز،،اور آپ کا پرنس بھی تھک گیا ہے ناں تو پلیز ہمیں سونے دیں ناں،،،
مایاوش روہانسی ہوئی۔
مگر الفاظ نے منہ میں ہی دم توڑ دیا۔ سامنے سے رنگی کرسٹلز سے ایک بے حد شاندار سا پیلس اپنے جلوے دکھا رہا تھا۔

exponovels

ی،،،یہ آب یہ،،،

یہ میں نے کرسٹل پیلس اپنی کوئی کے لیے بنایا ادھر ڈریگن لینڈ میں،، تاکہ کوئین یہاں آئے تو انھیں کسی قسم کی پریشانی نا ہو،، میرے پرنس کو کوئی پریشانی نا ہو،،،
وہ مسکراتا اسے پیلس کے اندر لے گیا۔

سارا پیلس پھر کبھی دیکھیں گے کوئین،،، ابھی میں آپ کو مجھے تنگ کرنے کے نتیجے میں چاند تارے دکھانے والا ہوں اپنی خوابگاہ میں لے جا کر،،،
آب نے اطمینان سے کہا۔ اور اپنی خوابگاہ میں لا کر اسے اپنی مسہری پر اتارا۔

آب پلیز،،،
وہ زیادہ التجا نا کر پائی۔ جب آب کسی بادل کی طرح چھایا تھا اس پر۔
مایا وش نے چپ چاپ خود کو اپنے کنگ کے سپرد کر دیا کہ آخر اس کا سکون تو اپنے کنگ کی بانہوں میں ہی تھا۔

سنگاپور رائیل پیلس میں شانداراور بڑے پیمانے پر ایک پارٹی دی گئی تھی ۔جس میں شہر کے نامور لوگ شامل ہوئے ۔

جہاں پارٹی کافی شاندار تھی وہاں روز ٹی پنک کلر کی میکسی میں اپنے معصوم حسن کے ساتھ پارٹی کی رونق بنی رہی ۔ اور شاندار سے بلیک ڈنر سوٹ پہنے عائش کا ضبط آزماتی رہی تھی ۔

پارٹی لیٹ نائٹ تک چلی اور آخر اپنے اختتام کو پہنچی ۔

ایلااورازلان سے باتیں کر کے روز کافی دیر کے بعد اپنے کمرے میں آئی تھی ۔

وہ دروازے میں استادہ حیرت سے کمرے کو دیکھنے لگی ۔ جہاں بیڈ کی جالی پر بے انتہا خوبصورت اور نفیس آرٹیفیشل فلاورز سے ڈیکوریشن کی گئی تھی ۔ سینٹڈ کینڈلز پورے کمرے میں جا بجا لگائی گئیں تھیں ۔

روز نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ آن کی ۔

اس کی حیرت تو تب ٹوٹی جب اپنے پیچھے ڈور بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ آنے والے نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کر دی۔

اس نے اس کے گرد اپنے بازو حمائل کیے تھے۔
عائش یہ کیا،،،،وہ جان بوجھ کر انجان بن گئی۔

ہماری گولڈن نائٹ،،،وہ بھی سکون سے اس کے کان میں بولا۔ تو روز کی اس کے ارادے جان اپنی ٹانگیں بے جان ہوتی محسوس ہوئیں۔

مگر عائش،،،
نوروز،،،آج یہ طوفان رکنے والا نہیں ہے،،آج اس طوفان کو کیسے روکو گی،،
عائش نے اس کے کندھوں سے اس کی اپر نیچے سر کائی تھی۔ روز کا سانس پھولنے لگا تو پیچھے مڑ کر اس کے سینے میں اپنا منہ چھپایا۔ مگر جب محسوس ہوا کہ وہ شرٹ لیس ہے تو روز مزید بے جان ہونے لگی۔

exponovels

عائش اس کی میکسی کی زپ کھولتا چلا گیا۔ وہ اس سے دور جانے کی کوشش میں اپنے قدموں پر لڑکھڑائی تھی جب عائش نے اسے بانہوں میں بھرا اور لا کر بیڈ پر لٹایا۔

عائش،،،
ششششش،،،،،،،،عائش نے اس کے پنک گلوز لگے ہونٹوں پر اپنی انگلی رکھی۔ اور اس پر حاوی ہوا۔ اس کے ہاتھوں میں اپنے ہاتھوں کی انگلیاں پھنسا کر انھیں بیڈ سے لگایا۔

خاموشی اختیار کرو روز،،ان لمحوں کو محسوس کرو،،تمھارا مجھے پکارنا اور مزاحمت میرے جزبوں کو اور بھڑکائے گا،،جسے تم سہہ نہیں پاؤ گی آج،،،
عائش کے ایک ایک لفظ نے اس کے ہوش ٹھکانے لگا دیئے تھے۔

اس نے اپنے لب بھینچ لیے۔ عائش اس کی احتیاط پر مسکرایا۔ پھر جب اس نے اس کی شہہ رگ پر اپنے لب رکھے اور مزید گہرائیوں میں اترنے لگا تو روز کی روح کانپ اٹھی تھی۔

exponovels

جھٹکے سے اپنے ہاتھ چھڑوائے اور اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور کرنے کی کوشش میں اس کے کندھوں پر سکریچ ڈال بیٹھی تھی۔

وہ واقعی اس کے بھڑکتے جزبوں کو ہوا دے بیٹھی تھی کہ عائش اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔ اس کے لمس میں اتنی شدت تھی کہ روز کو لگا وہ اس کی ساری سانسیں کھینچ لے گا۔

اور پھر اس کی شدتیں بے باکیاں بڑھتی چلیں گئیں،،
روز کو لگا وہ ظالم ستمگر آج اس کی جان لے لے گا۔ مگر بڑھتی رات کی گہرائی میں عائش نے اسے خوب خود میں سمیٹ لیا۔ تمام رات وہ وقفے وقفے سے بن بادل برسات کی طرح برسا اور روز کو پور پور اپنی محبت کی بارش میں بھگو دیا۔

چند ماہ بعد۔

ڈریگن لینڈ میں آج پھر سب اکٹھے ہوئے تھے۔ اور ہر طرف غیر معمولی سی ہلچل تھی۔ وہ سب کرسٹل پیلس میں تھے۔

ایلا ازلان، راج، وشہ، عائش، روزما ہا ویرا ویام اینچینٹرس سب ایک خاص جادو سے پانی میں موجود اس کرسٹل پیلس میں سانس لے رہے تھے۔

اس خاص کمرے سے باہر کھڑے ازلان، راج، عائش ویام بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ سب سے زیادہ بے چین تو آبدار تھا۔ مگر انتظار کی گھڑیاں ختم ہونے کا نام نہیں لے رہیں تھیں۔

اندر مایا وش بڑا سا کپڑا منہ میں ٹھونسے تکیے سے سر پٹخ رہی تھی۔ وشہ اور ایلا نے اس کے ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔ روزا اور ماہا ویرا بھی پاس کھڑی تھیں۔ جو خود دونوں ہی تخلیق کے اس مرحلے سے گزر رہیں تھیں۔۔ جبکہ شاہی وید اپنا کام کرنے میں مصروف تھی۔

درد اپنی انتہا کو پہنچا تو مایا وش کی دلخراش چیخ پورے محل میں گونج گئی۔

exponovels

باہر آبدار نے یہ چیخ سن کر پہلو بدلا تھا۔ ایک یہ واحد درد تھا جو ہر صورت ایک ماں ہی برداشت کر سکتی تھی جو مایاوش تک محدود رہنا تھا۔

اس کے سکھ دکھ کے ساتھی حتیٰ کے درد بانٹنے والا کنگ جو باپ بننے کے عہدے پر فائز ہونے جا رہا تھا آج اس تکلیف سے اس کی کوئی اکیلے ہی کر رہی تھی۔

کہ یہ سب جھیلنا اور برداشت کرنا صرف ایک ماں کے ہی بس کی بات تھی دنیا میں اور کسی کی نہیں۔
کچھ دیر کے صبر آزما لمحات کے بعد ہی ایک باریک سی روں روں کی آواز باہر سنائی دی تو سب میں ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

ماہا ویرا اور روز باہر آئے تھے۔ جو دونوں راج کے گلے میں جھول گئیں۔
مبارک ہو پرنس آیا ہے،،،

exponovels

منظر مکمل تھا۔
بہت مکمل۔
اب کوئی بھی دشمن ان خوشیوں کو نظر لگانے کے لیے زندہ نہیں بچا تھا۔

ڈریگن لینڈ کے تخت پر مایا وش اور آب اپنے پرنس کے ساتھ براجمان تھے۔

اوشیانہ کی باگ دوڑ کا زمہ آبدار نے عائش اور روز کو سونپ دیا تھا۔ جبکہ راج نے ڈریگن لینڈ کے تخت کا جان نشین مایا وش اور آبدار کو بنایا تھا۔

آج پرنس کی پہلی سالگرہ تھی۔ وہ تخت پر بیٹھے تھے۔
تخت کے دائیں طرف عائش اور روز اور بائیں طرف ماہا ویرا اور ویام اپنی پرنسز کو گود میں لیے بیٹھے تھے۔

exponovels

سامنے ہی لوگوں کے بیچ راج وشہ ایلاازلان ، جیک اور رنجنا شاداں وفرحاں خوشی سے تمتماتے چہرے لیے ان کی جانب دیکھ رہے تھے ۔ جب ان سب کو سنجنا کی موت کا پتہ چلا توسب کو بے حد دکھ ہوا مگراب جیک اور رنجنا کوان کے بیٹے سمیت ایک دوسرے کے ساتھ خوش دیکھ کروہ بھی پر سکون ہو گیئے ۔

ان کو حقیقت بتا کر آج یہاں سالگرہ میں مدعو کیا گیا تھا ۔

ہر طرف خوشی اور شادمانی تھی ۔

مایاوش اور آبدارا اپنے پرنس کو دیکھ کر مسکرائے جو جانے کیا دیکھ کر مسکرارہا تھا ۔

ختم شد

exponovels